ہند و پاک میں

مسلم فرقوں کا انسائیکلوپیڈیا

مؤلف و مرتب
نعیم اختر سندھو

ہندو پاک میں

مسلم فرقوں کا انسائیکلوپیڈیا

مؤلف و مرتب

نعیم اختر سندھو

Brite Books
Lahore-Pakistan

برائٹ بکس پبلشرز اینڈ بک سیلرز

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور 042-7361323

0300-9454692
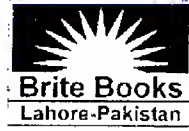
نام کتاب	......	مسلم فرقوں کا انسائیکلو پیڈیا
ترتیب و تحقیق	......	نعیم اختر سندھو
ناشر	......	اے۔ایم۔شکوری
سرورق	......	ریاظ
کمپوزنگ	......	ایس۔صادق
اشاعت	......	جنوری 2009ء
تعداد	......	1000
بار	......	اوّل
پرنٹر	......	موسیٰ کاظم ریتی گن روڈ لاہور
قیمت	......	500/-

ملنے کا پتہ

برائٹ بکس پبلشرز اینڈ بک سیلر غزنی سٹریٹ 38، اردو بازار لاہور

فون نمبر 042-7361323، 0300-9454692

I.S.B.N

978-969-8780-24-1

فہرست

حروفِ اوّل

خاکسار مؤلف محترم قارئین سے گزارش کرتا ہے کہ میں نے ایمانداری اور غیر جانبداری کے ساتھ جو کچھ تحقیق کے دوران پڑھا/تحقیق کی اُس کو سپردِ قلم کر دیا۔ اِس کتاب میں تحریر کو غیر جانبدارانہ انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے میں نے اس امر کی بھی کوشش کی ہے کہ کوئی بات خلافِ واقعہ اور کوئی حوالہ غیر صحیح درج نہ ہو۔ میں نے مختلف کتابوں سے اقتباسات لئے ہیں۔ اس طرح میری کتاب تصنیف نہیں، تالیف ہے۔ میری غرض اس تالیف سے مصنفین کی قطار میں شامل ہونے کی نہیں ہے اور نہ ہی کسی سے صلہ چاہتا ہوں، مگر میری بساط ہی کیا ہے کہ مَیں ایسے اہم مطالب کا بیڑا اُٹھاتا۔ شوق نے دل کو ایسا گدگدایا، ورنہ مَیں تو اس دریا میں تیرنے کے لائق نہیں تھا۔ اُمید نے سہارا دیا اور میں اس سہارے سے ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔ مَیں اس کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں یہ تو آپ ہی بہتر بتا سکتے ہیں۔ معزز قارئین خطا ونسیان خاصہ انسان ہے اور نقصِ علم کا اعتراف عین انصاف ہے اس لِئے اربابِ علم اِس کاوش کو ملاحظہ فرما کر بے دریغ اپنی رائے سے مطلع فرمائیں اور خُدا گواہ ہے اِس سے کوئی تحسین و آفرین مطلوب نہیں بس علمائے کرام بے تکلف ہر نقص و سُقم سے آگاہی بخشیں تو مؤلف خلوصِ دِل کے ساتھ اپنی غلطیوں کو قبول کر کے ممنون و شکر گزار ہوگا اور طبع ثانی میں ضرور اس کی اصلاح کرے گا۔

قارئین کرام سے بھی ملتمس ہوں کہ ان اغلاط کو بنظر اصلاح ملاحظہ فرمائیں اور اپنے قیمتی مشوروں سے مستفید فرمائیں تا کہ آئندہ ایڈیشن کی طباعت کے وقت ان سے استفادہ کیا جا سکے۔

محترم و معظم قارئین کرام! میں نہایت عاجزی و انکساری سے خدا کا مشکور و ممنون ہوں، علم و فضل یقیناً اُس کی عنایت ہے مَیں خدا تعالیٰ کا بے حد احسان مند ہوں کہ اس نے اپنی حکمت و خرد میں سے مجھ حقیر کو اپنے فضل سے نوازا اور درکار فہم و دانش عطا کی۔

مَیں اپنے بیوی بچوں کا بھی تہہ دل سے مشکور ہوں کیونکہ انہوں نے کبھی کسی قسم کی کوئی رکاوٹ پیش نہیں کی بلکہ خندہ پیشانی سے ہر طرح سے مدد و معاونت اور میری حوصلہ افزائی کرتے ہوئے میرے ساتھ تعاون کیا۔

میں محترم جناب محمود راشد اور جناب امجد علی شاکر صاحب کا بھی دل سے مشکور ہوں انہوں نے میری اس پہلی کتاب کی اشاعت میں ہر طرح سے مدد و معاونت فرمائی اور میری اِس کاوش کو بہت پسند کیا۔

اس کے علاوہ میں اور تمام دوسرے دوستوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں انہوں نے میری اس کاوش کے حوالے سے میری خصوصی معاونت کی جس میں شکور علی (گلگت)، شیخ عبدالقادر (تربت)، ریاض شاہد، اعظم اکسیر صاحب کا بھی بہت مشکور ہوں انہوں نے اس کاوش میں میرے ساتھ تعاون کیا۔

اس کے علاوہ میں تمام قارئین کرام کا نہایت شکر گزار ہوں اور ملتجی

ہوں کہ آپ بھی مجھ حقیر کو ہمیشہ اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

آخر میں اُن سب مصنفین کا احسان مند اور مشکور ہوں جن کی نگارشات سے میں نے استفادہ حاصل کیا۔

میری دلی دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ تمام قارئین کرام کو اِس تحریر کے وسیلہ سے انسانیت کو قریب لانے کا وسیلہ ٹھہرے۔

آمین ثم آمین!

دُعا گو!

نعیم اختر سندھو

فون نمبر 0300-4375343

ای میل: naeemsan@hotmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خیر مقدم

ہمارے ملک میں ایک بہت بڑی تعداد دین مسیحی کے پیروکاروں کی ہے۔ ان کے ہاں علمی ذوق ایک مخصوص گروہ تک محدود ہے۔ زیادہ تر لوگ کم تعلیم یافتہ یا ان پڑھ ہیں۔ اس گروہ میں اسلام کے متعلق تعارف نہ ہونے کے برابر ہے۔ جناب نعیم سندھو ایک علم دوست شخصیت ہیں۔ آپ نے اسلام اور مسلمانوں کے متعلق ایک معلومات افزا کتاب مرتب کی ہے۔ یہ بجائے خود ایک کارنامہ ہے۔ انھوں نے اپنے ہم مذہب لوگوں کو اسلام سے متعارف کرانے کی کوشش کی ہے۔

نعیم سندھو کی تحقیق کا آغاز تو اسلامی اصطلاحات کے تعارف سے ہوا، مگر تحقیق کا دائرہ مسلسل پھیلتا گیا۔ بالآخر ایک مفصل کتاب وجود میں آ گئی جسے ایک قاموس کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ نعیم سندھو اسلام کے عالم دین تو کجا ایک ابتدائی درجے کے طالب علم بھی نہ تھے، مگر ان کے ذوقِ تحقیق نے ان کا سفر آسان کر دیا اور انھوں نے اسلام اور مسلمانوں کے متعلق اس قدر وسیع معلومات مہیا کر دیں۔

ہمارے عہد میں مکالمہ بین المذاہب پر بہت زور دیا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لئے ضروری ہے کہ ہر مذہب کے لوگ دوسرے مذاہب کے بارے میں معلومات افزا کتابیں لکھیں، اپنی کمیونٹی کو دوسرے مذاہب کے متعلق باخبر کریں۔ تاکہ ذہنوں کی دوریاں کم ہو سکیں اور انسانیت مشترک مقاصد پر متفق و متحد ہو سکے۔

قرآن مجید نے ارشاد کیا: تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لانعبد الا اللہ۔ الخ

آؤ ہم ایک دوسرے کے مابین کلمہ متحدہ پر متفق ہو جائیں کہ ہم اللہ کے سوا

کسی کی عبادت نہیں کریں گے۔

مذاہب کے مابین اتفاق واتحاد کے لئے مکالمہ بہت ضروری ہے۔ یہ کتاب یقیناً مکالمے کی بہت ہی اچھی بنیاد بن سکتی ہے۔ اس لئے میں اس کتاب کا خوش دلی سے خیر مقدم کرتا ہوں۔

محمود راشد
ایم۔اے عربی واسلامیات
فاضل درس نظامی فاضل عربی گولڈ میڈلیسٹ
نشتر کالونی لاہور۔

اظہارِ خیال

انسان کی بے چینی اور بے قراری و جستجو نے اُسے ترقی کی معراج پر پہنچا دیا ہے مگر اس چیز نے ابھی بھی انسان کو بے چین کر رکھا ہے۔ وہ نت نئی دریافتیں کرتا رہتا ہے۔

جناب نعیم سندھو بھی انھی انسانوں میں سے ایک ہیں۔ ان کی موجودہ کتاب بھی اسی فطری فکر و سوچ کی تکمیل کی عکاسی کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ انسان کا اصل جوہر صداقت ہے جو اس کتاب کی تحریر سے عیاں ہے۔ گو کہ چند مکاتب فکر کو کچھ اعتراضات کا موقع مل سکتا ہے، مگر وہ اعتراض سطحی تو ہو سکتے ہیں غیر سطحی نہیں۔ اُن کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے تا کہ اس کتاب کی روح کو سمجھا جا سکے۔

نعیم سندھو صاحب جن کا رویہ مصلحت اندیشانہ ہے اور جن کا حلقہء احباب ہر مذہب و دین کے لوگوں پر مشتمل ہے بیان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ موجودہ دور میں سب سے بڑا مسئلہ، جو لوگوں کو درپیش ہے وہ مذہبی مطالعہ سے دوری کا ہے۔ معاشرے کا بڑا حصہ ان پڑھ ہے مذہبی ایشوز کو مذہبی کتب کی روشنی میں حل کرنے سے قاصر ہے۔ آپس کے معاملات کے حل کے لئے مذہبی کتب کو پڑھ کر سمجھ نہیں سکتے۔ اسلام میں کہا جاتا ہے کہ یہ ایک مکمل دین ہے، انسانی فطرت کے قریب، مگر اس عقیدے کے بنیادی قوانین کا مطالعہ کرنے کے لئے بے شمار کتب کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً سنی مسلک قرآن و حدیث کے بعد چار اماموں پر مشتمل ہے اور جن کے متعلق الگ الگ کتب موجود ہیں۔ اگر ان کا ذکر کسی ایک کتاب میں ملتا ہے تو شیعہ مسلک کے بنیادی اصولوں کا علم لینے کے لئے دوسری کتابوں کو پڑھنا پڑتا

ہے۔اس طرح اور مسلک مذکورہ بالا مسلکوں سے پھوٹے ہیں،مگر ایک جگہ پر ان کو آج تک اکٹھا نہیں کیا گیا ہے۔

نعیم سندھو صاحب کی اس کتاب میں اسلام کے بڑے چھوٹے تمام مسلک شامل کیے گئے ہیں۔اس میں ایسے مسلک یا فرقے بھی شامل کیے گئے ہیں جن کو حکومت پاکستان میں غیر اسلامی قرار دیا گیا ہے،مگر وہ مسلک پاکستان کے اندر اور باہر پائے جاتے ہیں۔ایک طالب علم جو فقہ اسلام کو پڑھنا چاہتا ہے،اس کتاب سے مستفید ہوسکتا ہے۔اس کتاب کی افادیت اس لئے بھی بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے جب قاری کو علم ہوگا کہ مصنف ایک عیسائی مذہب سے اور وہ اسلام پر ایک کتاب لکھ کر اس Complex کو دور کر رہا ہے جو مذہبی انسانوں نے قائم کر رکھا ہے کہ دوسروں کے مذاہب کا مطالعہ جائز نہیں ہے۔کیونکہ اس سے انسانی مزاج بدل جاتے ہیں۔

نعیم سندھو صاحب نے یہ کتاب لکھ کر اُس Complex کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔اُن کا اسلوب سیدھا سادہ،قدرتی اور سنجیدہ نظر آتا ہے۔بے ادبی کے ہر عنصر سے پاک اپنی رائے کے بغیر،بلکہ مکمل طور پر اچھی اور مستند کتب پر انحصار کرتے ہوئے حوالہ جات دے کر ہر ایک قاری پر اپنا مقصد واضح کیا ہے۔

نعیم سندھو صاحب نے کتاب لکھتے وقت لائبریری پر اکتفاء نہیں کیا،بلکہ ہر مسلک وفرقے کے مذہبی لوگوں سے مل کر ان کے پاس جاکر،صاف اور واضح علم حاصل کیا ہے۔کتاب کے اندر مذہبی نفرت پیدا کرنے والا کوئی عنصر نہیں ہے۔ہر منفی رویہ سے پاک ہوکر یہ کتاب لکھی گئی ہے۔

میری دعا ہے کہ خدا نعیم سندھو صاحب کو جو قلم و قرطاس کا شغف عطا فرمایا ہے اس میں انہیں دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ یہ کتاب اس طرح عوام و خاص میں مقبول ہو جیسے وہ خود اپنے گرد و پیش کے رفقاء کار میں مقبول ہیں۔

خاکسار

عبدالواحد قاضی

ایڈووکیٹ لاہور

پیش لفظ

خدائے ذوالجلال کی تمجید ہو جو دانائے کل ہے اور وہی روئے زمین کے حکیموں کو حکمت اور دانش مندوں کو دانش عنایت کرتا ہے۔

قابل عزت جناب نعیم سندھو صاحب بنیادی طور پر ایک بنکار ہیں، لیکن خاندانی طور سے ہی مذہبی علوم کی دلچسپی مصنف کا ورثہ ہے۔

اکیسویں صدی میں جہاں پوری دنیا میں نفرت کی بو پھیل رہی ہے اور انسان ہر روز ابتری کی طرف اپنا سفر مکمل کرتا ہوا دکھائی دے رہا ہے بین المذاہب مذہبی انتہا پسندی بھی اپنے نقطہ عروج کو پہنچ رہی ہے اور نفسا نفسی کا عالم ہے۔

مصنف نے موجودہ دور کی اہم ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی تحقیق کا عنوان ''مسلم فرقوں کا انسائیکلو پیڈیا'' چنا ہے وطن عزیز ایک اسلامی ریاست ہے اور اس میں تمام مسلک قیام پذیر ہیں۔ لکھاری کا اس عنوان کو زیر بحث لانا اس لئے خوش آئندہ بات ہے کہ اس تحریر کے وجود میں آنے سے انٹرفیتھ ڈائیلاگز (Interfatith Dialogs) کی روح پروان چڑھے گی۔ کیونکہ بین المذاہب میں مذہبی انتہا پسندی نفرت اور کشیدگی کو دور کرنے کے لئے Interfaith مکالے کے ذریعے انہیں ایک دوسرے کے نزدیک لایا جا سکتا ہے کہ وہ نفرت اور کشیدگی کو ترک کر کے ایک دوسرے کے عقیدہ/ایمان کا احترام کرتے ہوئے مکالمہ سے ایک دوسرے کو بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں۔

اگر ہم دیانتداری سے اپنے آپ کو ایک سنجیدہ طالب علم سمجھتے ہوئے دیکھیں تو

حقائق کی روشنی میں یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ انبیاء کرام اور پیغمبروں نے بھی خدائے ذوالجلال کے پیغام کو ڈائیلاگز کے ذریعہ سے ہی بنی نوع انسان تک پہنچایا ہے۔

مصنف کی تحقیق کی خوبصورت بات یہ ہے کہ اس نے جس مسلک یا عقیدہ کی بات کی ہے، اس نے ان ہی کے علماء سے اس کی تصدیق کروا کے انصاف کے تقاضوں کو اس طرح پورا کیا کہ تحریر میں کسی قسم کی ملاوٹ کا عنصر نظر نہ آئے۔

وقت کی کمی کے پیشِ نظر اور عملی عدم دلچسپی کی وجہ سے کوئی بھی اپنے عقیدہ کے علاوہ کسی دوسرے کے ایمان کے بارے میں جاننا نہیں چاہتا اور جو جاننا چاہتا ہے اس کے اندر تنقید کا عنصر غالب ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارے وطن عزیز میں مذہبی مکالمہ کا فقدان پایا جاتا ہے۔

مصنف نے اس کتاب کو احاطہ تحریر میں لاتے ہوئے اس کی تاریخی ترتیب کا بڑی خوبصورتی سے خیال رکھا ہے اور جتنی معلومات اس نے اس کے اندر فراہم کر دی ہیں یہ حقیقتاً انسائیکلو پیڈیا ہے۔ اردو زبان کے قارئین کیلئے اس کتاب کو پاکستان میں پہلی کاوش کہنا بے جا نہ ہوگا۔

نہایت ہی قابلِ قدر جناب نعیم سندھو صاحب کی یہ کاوش گراں قدر ہے۔ اس کتاب کے وسیلہ سے ہم ایک دوسرے کے بارے میں بہتر جان کاری حاصل کر کے انسانیت کی بھلائی کے چراغ کو روشن کر سکتے ہیں۔

خداوند کا شکر ہے کہ ہمارے ہاتھوں میں اردو زبان میں یہ کتاب موجود ہے جس سے قارئین استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔ دعا ہے کہ وطن عزیز کے باسی بڑے

شوق سے روز بروز تحقیق کرنے والے لوگ بن جائیں۔

دعا ہے کہ جناب نعیم سندھو صاحب کے قلم کو خدا جلال کے لئے زرخیز رکھے جس سے ہمارے لئے ایسی تخلیقات جنم لیتی رہیں۔

پادری جاوید گل

ماڈریٹر لاہور چرچ کونسل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ چند

حامداً ومصلیاً وتسلیماً! کہا جاتا ہے کہ عہد حاضر میں دنیا شہرِ واحد بن چکی ہے۔ یہ دعویٰ شاید اس لئے کیا جاتا ہے کہ دنیا میں معلومات کا سیلاب آ گیا ہے۔ ایک جگہ کی خبر چند لمحوں میں کہیں سے کہیں جا پہنچتی ہے اور سیاسی طور پر ہر ایک ملک کے واقعات دور دراز کے ملکوں پر اثر انداز ہوتے ہیں، مگر اس قربت کے باوصف انسانوں میں دوریاں ویسی کی ویسی موجود ہیں۔ ایک مذہب کے ماننے والے نے کبھی پڑوس میں جھانک کر نہیں دیکھا کہ اس کا پڑوسی کس دین و مذہب کو مان رہا ہے اور اس کے عقائد کیا ہیں۔ عموماً ہر مذہب میں دوسرے کے ماننے والوں کے متعلق زیادہ تر مفروضے گردش کرتے ہیں۔ یوں ایک مذہب کے ماننے والے دوسروں کے عقائد کے متعلق وہ کچھ جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں جو کچھ دوسرے نہیں جانتے کہ وہ مانتے ہیں۔

برصغیر میں عیسائیت کی تاریخ کافی پرانی ہے۔ پرتگیز جب آئے تھے تو اپنے ساتھ عیسائی مذہب لے کر آئے تھے۔ ان کی فتوحات کا سلسلہ بہت بعد میں شروع ہوا۔ اس سے قبل ان کی تبلیغی مساعی شروع ہو چکی تھیں۔ عیسائی مشنریوں کا تبلیغی سلسلہ جاری رہا اور بالآخر برصغیر میں ایک خاص تعداد اس مذہب کے ماننے والوں کی پیدا ہوگئی۔ 1947ء میں جب ہندوستان کا جغرافیہ تقسیم ہوا تو اس وقت بہت سے بالمیکی یہیں رہ گئے اور اپنی شناخت بدل کر زندگی بسر کرنے لگے۔ اس سے بھی تعداد کے اعتبار سے عیسائی مذہب کے لوگوں کو فائدہ حاصل ہوا۔

پاکستان میں عیسائی آبادی ایک پُر امن گروہ کے طور پر زندگی بسر کر رہی ہے۔اس آبادی میں بہت سے لوگ اب بھی انتہائی پسماندگی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔اس گروہ نے پاکستان کی تعلیمی ترقی میں بطور خاص حصہ لیا،مگر ان کی اپنی ہی کثیر آبادی تعلیمی ترقی سے محروم نظر آتی ہے، ہمارے ہاں کانونٹ میں پڑھنا ایک اعزاز سمجھا جاتا ہے،مگر یہ اعزاز بہت کم عیسائیوں کو میسر آتا ہے۔جب علم کا عمومی معیار بہت بلند نہ ہو تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ اپنے پاس پڑوس میں رہنے والے مسلمان بھائیوں کے بارے میں آگاہی حاصل کریں اور ان کے دین اور عقائد کے متعلق باخبر ہوں۔

جناب نعیم سندھو نے اپنے طور پر اپنی کمیونٹی کو اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں باخبر کرنے کے لئے ایک انسائیکلو پیڈیائی کام کیا ہے۔انہوں نے اسلام، اسلامی تاریخ اور مسلمانوں کے فرقوں اور گروہوں کے بارے میں ایک مفصل کام کیا ہے جسے مختصر دائرہ المعارف کہا جاسکتا ہے۔انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کو سمجھنے کے لئے اپنی سی کوشش کی ہے۔یہ کوشش اپنی بہت سی خوبیوں اور کامیابیوں کے ساتھ ساتھ بعض کمزوریاں بھی لئے ہوئے ہے۔اس کی ایک وجہ تو یہی ہے کہ انھوں نے ایک فاصلے سے کھڑے ہو کر اسلام اور مسلمانوں کو دیکھا ہے۔فاصلے سے کھڑے ہونے میں کسی بھی ایمان اور عقیدے کے لوگوں کے ظاہری احوال ہی نظر آسکتے ہیں۔ان کے من کی سوچ اور اُن کے دل کی دھڑکنوں تک رسائی تو نہیں ہو پاتی۔اب اگر ایک شخص سوز و سرور سے کہہ رہا ہو:

نسیما جانب بطحا گزر کن　　　　ز احوالم محمد را خبر کن

یا اُردو میں محوِ کلام ہو: میرے مولا بلا لو مدینے مجھے

تو یہ سب کچھ سننے والا کیا سمجھ پائے گا۔ اُس کو کیا معلوم کہ کہنے والے کے قلب حزیں میں کیا سوز و ساز، درد و داغ اور جستجو و آرزو کروٹیں لے رہے ہیں۔ دیکھنے سننے والا صرف نعت کہنے کو مسلمانوں کا کلچر کہہ کر بات ختم کر دے گا۔

ایک فاصلے سے کسی گروہ کو دیکھنے میں بہت سی مشکلات درپیش ہیں۔ ویسے تو ہر سفر میں ہی سو خطرے ہوتے ہیں۔ کسی شاعر نے کہا تھا:

طلسم خواب زلیخا و دام بردہ فروش
ہزار طرح کے خطرے سفر میں ہوتے ہیں

علمی سفر میں یہ خطرے اور زیادہ ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نعیم سندھو نے قدم قدم پر کسی رہبر یا راہنما کا ہاتھ تھامنے کی کوشش کی ہے۔ یہ کوشش بہت سے مقامات پر محمود بھی رہی ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے ایک کام تو یہ کیا ہے کہ ہر گروہ کے عقائد و اعمال لکھ کر ان کے نمائندہ شخص یا ادارے کو ارسال کئے ہیں تا کہ وہ اس میں سے قابلِ اعتراض حصے کی نشاندہی کر سکیں اور مصنف ان کے اعتراض کو سامنے رکھ کر اپنی اصلاح کر سکے۔

اسلام کی تفہیم کچھ زیادہ مشکل نہیں اسلام مجموعہ ہے کتاب و سنت کا۔ کتاب سے مراد قرآن مجید ہے اور سنت سے مراد صاحب کتاب یعنی حضرت محمد ﷺ کا عمومی طریقہ جس کی تاریخ کُتب احادیث میں مدون ہے۔ قرآن اور سنت کے مجموعوں کو سامنے رکھ کر مسلمان فقہاء نے زندگی کے راہنما اصول مدون فرمائے، اِسے فقہ کہا جاتا ہے۔ عقائد کے بارے میں علماء نے وضاحت اور صراحت سے قرآن

وسنت کے احکام مرتب کیئے اور انہیں دلائل سے واضح اور ثابت کیا۔ انھیں علم کلام کہا جاتا ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد کیا تھا کہ جسم کے اعضاء کی نیکی سے دل کی نیکی ہزار گنا بہتر ہے۔ یہیں سے ایک علم کی بنیاد پڑی جسے تصوف کہا جاتا ہے۔ اس شعبے میں کام کرنے والوں کو صوفیاء کہا جاتا ہے۔ تصوف کی ابتداء آنحضورؐ کی یہ حدیثِ پاک ہے: انما الاعمال بالنیات (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے) انتہا حدیث جبرائیل کا یہ ٹکڑا ہے: فاعبد ربک کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک (اپنے رب کی ایسے عبادت کر گویا تو اسے دیکھتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو سکے تو وہ تجھے دیکھتا ہے۔)

یہی حضور قلب کا حصول اور یہی نیت کو مفاسد سے بچانے کی کوشش تصوف کہلاتی ہے یہاں یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ اہل سنت والجماعت مسلمانوں میں فقہ کے چار مکاتب (سکول) مقبول ومعروف ہوئے یعنی حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی۔ ایسے ہی علم کلام کے یہ سکول مقبول ومحبوب ہوئے۔ اشعری، ماتریدی، حنبلی اور صوفی۔ تصوف میں یہ چار سلسلے زیادہ مقبول ہوئے: چشتی، قادری، نقشبندی، اور سہروردی۔ یہاں یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ حنفی مسلمان مالکی، شافعی اور حنبلی مسلمان کو اپنی ہی طرح سچائی کا حامل سمجھتا ہے۔ مالکی فقہ کا پیروکار حضرت امام ابوحنیفہ، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل کو اہل حق کا امام سمجھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مکہ کے حنبلی حضرت امام ابوحنیفہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں: امامنا الاعظم امام ابوحنیفہ ہمارے عظیم امام امام ابوحنیفہ ہیں۔ یہی حال علم کلام کے ائمہ کا ہے۔ اب کوئی اشعری کسی ماتریدی کو بُرا کہے گا، نہ کوئی صوفی کسی حنبلی کو، نہ کوئی حنبلی کسی صوفی یا اشعری یا ماتریدی کو، بلکہ اکثر ایک ہی شخص اشعری ماتریدی کہلاتا نظر آئے گا۔ اب رہا

صوفیاء کے سلسلوں کا معاملہ تو صوفی کیونکر کسی کو برا کہنے لگا۔ ایک ہی شخص ایک سلسلے میں بھی بیعت ہوسکتا ہے، چار سلسلوں میں بھی۔ ہر سلسلہ راستی کی طرف جاتا ہے۔ اور ہر سلسلے کا پیرو سچ کا متلاشی اور دین حق کا ماننے والا ہے۔ یہ تھے اہل سنت والجماعت کے مختلف مکاتب فکر جو اختلاف رکھتے ہوئے بھی ایک دوسرے کو اہل حق مانتے ہیں۔

یہاں ایک واقعہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا حنفی فقہ میں ہے کہ جسم سے خون بہنے لگے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے، مگر مالکی آئمہ کے نزدیک ایسا نہیں ہے۔ کسی نے حنفی سلسلے کے بڑے عالم سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھا رہا ہو اور اس کا خون بہہ رہا ہو تو کیا آپ اُس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اُن بزرگوں نے کیا خوب ارشاد کیا: اگر امام مالک یا سعید بن المسیب نماز پڑھا رہے ہوں تو کیا مَیں ان کے پیچھے نماز نہ پڑھوں گا۔

لیجئے صاحب اختلافات کی حدود کتنی جلدی مٹتی ہیں۔ یہ کوئی ان اللہ والوں سے پوچھے۔ اب ذرا فرقوں کی بات بھی کرلیں۔ ہم نے مکاتب فکر کی بات تو واضح کر ہی دی ہے کہ ان کے ہاں کوئی دوسرا گروہ باطل نہیں ہے۔ وہ کسی ایک مسئلے کو صرف ترجیح دیتے ہیں۔ وہ دوسرے امام کے فیصلے کی تقلید نہیں کرتے، مگر تردید بھی نہیں کرتے۔ پھر بعض احوال میں اپنے امام کے فیصلے کو ترک کر کے دوسرے امام کے فیصلے پر عمل بھی کر لیتے ہیں۔ اس کی تفصیل تو اوجز المسالک میں دیکھی جاسکتی ہے اب کوئی شخص گم ہو جائے تو اس کی بیوی کے لئے حضرت امام مالک کے فتوے' پر عمل کرنا حنفیوں کے نزدیک ضروری ہو گیا ہے۔ جہاں پانی وافر ہو تو مالکی احناف کے فتوے' پر عمل کرے گا۔ پانی کم ملے تو حنفی، مالکی فقہ پر عمل کرے گا۔ اب بھلا اس کو فرقہ واریت کہیں گے۔ تو پھر فرقہ واریت کیا ہے؟

اصل حقیقت یہ ہے کہ ایک راستہ حضور اکرمؐ کا اور آپ کے صحابہ کا راستہ ہے اس پر چلنے والے اہل سنت والجماعت کہلاتے ہیں۔ یہی الجماعت ہیں ان کے علاوہ فرقے ہیں۔ فرقے کیسے وجود میں آئے۔ یہ کہانی بھی سن لیجیے سیدنا علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی صلح ہوئی تو ایک گروہ الگ ہوگیا۔ یہ گروہ خارجی کہلایا۔ پھر آگے چل کر سیدنا حضرت حسنؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی صلح ہوئی تو ایک گروہ الگ ہوگیا۔ یہ شیعہ کہلایا۔ خوارج میں کئی گروہ پیدا ہوئے ان میں سے ایک معتزلہ کہلایا، ایسے ہی شیعہ میں بھی کئی گروہ پیدا ہوئے۔ ایک گروہ انتہا پسند تھا اور اسماعیلی کہلاتا تھا دوسرا اثناء عشری کہلانے لگا۔ اہل سنت والجماعت نے انہیں اپنے آپ سے خارج کر دیا۔ تاریخ اسلام میں جتنے بھی فرقے. پیدا ہوئے انھی گروہوں سے نکلے۔ کبھی ایسا بھی ہوا کہ انھی کے کسی فرقے اور اہل سنت کے کسی مکتب فکر کی تالیف سے ایک نیا فرقہ وجود میں آ گیا۔ بعض فرقے ایسے بھی ہیں جن کا اسلامی رنگ مدھم ہے، مگر علاقائی رنگ گہرا ہے۔ اسماعیلیوں کو دیکھئے۔ ان پر ہر جگہ مقامی رنگ اور مقامی مذہب کی چھاپ گہری نظر آئے گی۔ صرف حاضر امام کا عقیدہ اور چند دوسری باتیں ان میں مشترک ہوں گی۔ وقت کے ساتھ ساتھ مختلف علاقوں کے رنگ مل جل کر ایک رنگ بن گئے اور یوں ''گنان'' ملتان سے چلے اور کہاں کہاں جا پہنچے۔

اسماعیلی مذہب کو جاننے کے لئے شمس سبزواری کے گنان دیکھنے کافی ہوں گے۔ ان میں مختلف زبانوں کے کلچر اور مختلف مذاہب کے افکار مل جل گئے ہیں۔ یہی ترکیبی مزاج تھا اسماعیلی مذہب کا کہ یہ دنیا بھر میں پھیلا اور اس نے اپنے پیروکار پیدا کیے۔ اس کے بعض لوگوں پر اسلامی رنگ غالب ہے اور بعض لوگوں پر مقامی

رنگ یا ہندومت کا رنگ۔ ان دنوں اسماعیلی نمازی کے نام سے ایک گروہ سامنے آیا ہے جس کے عقائد اہل سنت والجماعت کے عین مطابق ہیں۔ خود آغا خاں نے اسماعیلیوں کو عام مسلمانوں کے ساتھ نماز روزہ کرنے کی تلقین کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں میں فرقے وجود میں آتے اور آہستہ آہستہ مٹ کر کسی بڑے فرقے یا الجماعتہ کا حصہ بن جاتے ہیں۔ مثلاً نوربخشی ایک زمانے میں فرقہ کہلاتے تھے۔ ان دنوں وہ خود کو صوفی سلسلے کے طور پر متعارف کراتے ہیں۔ گویا اختلاف کم کر رہے ہیں۔ اسی طرح اثنا عشری شیعہ میں ایسے علماء موجود ہیں جو نہ رسوم کو پسند کرتے ہیں، نہ تبریٰ کو۔ انہیں عرف عام میں وہابی شیعہ کہتے ہیں۔ ان اصلاحی کوششوں کی وجہ کیا ہے۔ تاریخ اسلام کو دیکھیں تو ہمیں مرکز گریز رویے کے ساتھ ساتھ مرکز کی طرف رجوع کرنے کا رویہ بھی ملتا ہے۔ اگر ایک گروہ مرکز سے کبھی دور چلا جاتا ہے تو پھر اس میں مرکز کی طرف رجوع کی تحریک پیدا ہوتی ہے اور یوں وہ گروہ مرکز کی طرف لوٹتا ہے اور اُمت مسلمہ کے قریب ہو جاتا ہے۔ اصلاح کی یہ کوششیں مسلسل جاری ہیں۔ یہ کوشش زیادہ وسیع پیمانے پر ہو تو اسے تجدید کہا جاتا ہے۔ برصغیر میں اکبری عہد میں بعض گمراہیاں بہت عام ہو گئیں اور امت مسلمہ کا امتیازی رنگ مدھم پڑنے لگا تو حضرت مجدد الف ثانی کی اصلاحی تحریک شروع ہوئی۔ اسی تحریک کو حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ کے خانوادے نے آگے بڑھایا اور بالآخر یہ تحریک آنے والے عہد کے علماء کے ہاتھوں ہمارے عہد تک آ پہنچی۔

مطالعہ اسلامیات کا ایک اہم موضوع تصوف رہا ہے۔ تصوف دراصل اللہ اور اُس کے رسول اقدس ﷺ کے احکام کو دل کی گہرائیوں سے اور تمام ذوق وشوق

سے ادا کرنے کا نام ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے تو کچھ دنوں بعد اپنے احوال اپنے مرشد کو لکھے اور بتایا کہ اس بیعت سے اور تو کچھ نہیں ہوا، صرف یہ ہوا ہے کہ اب احکام دین طبعیت کا تقاضا بن گئے ہیں۔ نیز مدح کرنے والے اور مذمت کرنے والے ایک جیسے لگتے ہیں۔ گویا شریعت طبعیت بن گئی اور مدح و ذم ایک جیسے ہو گئے۔ بس یہی تصوف ہے۔ تصوف کے احوال و مقامات ربّ ذوالجلال تک رسائی کے ذریعے ہیں۔ راستہ صرف ایک ہے اور وہ جناب رسالت مآب ﷺ کی سنت ثابتہ کا جادۂ قویمہ۔ اس راہ کے جاننے والے بس صدق دل سے اسی راہ پر چلتے رہتے ہیں۔ نہ بھٹکتے ہیں، نہ اکتاتے ہیں۔ شاید غالب نے انھی لوگوں کے جذبات کا باہی الفاظ اظہار کیا تھا:

؎ لیے جاتی ہیں کہیں ایک توقع غالب
جادۂ راہ کششِ کافِ کرم ہے ہم کو

تصوف کے حوالے سے ہمارے ہاں بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ تصوف یوں تو ہر مذہب میں پایا جاتا ہے۔ یورپ میں اسے Mysticism کہا جاتا ہے۔ ہندوستان میں باطنی سلاسل بے شمار ہیں۔ اسلام میں پایا جانے والا تصوف ان سب سے الگ اور منفرد ہے۔ تصوف سراسر اسلام کے دائرے میں مقید ہے۔ یہ کسی طرح بھی دائرہ شریعت سے ماورا نہیں ہے۔ دائرہ شریعت سے ماوراء ہونا اُمت مسلمہ کے نزدیک گمراہی ہے۔ ہاں ایسا ہوا ہے کہ بعض بزرگ صوفیاء نے غلبہ حال میں بعض ایسے جملے ارشاد فرمائے جو قید شریعت سے آزاد تھے انھیں

شطحیات کہا جاتا ہے۔ ان کا معاملہ یہ ہے کہ ایک تو صوفی جب غلبہ حال کی کیفیت (سکر) سے باہر آتا ہے اور ہوش وخرد (صحو) کی کیفیت میں ہوتا ہے تو وہ ان کلمات سے تائب ہوتا ہے۔ دوسرے صوفیاء کے یہ شطحیات کسی طرح بھی کسی بھی مسلمان کے نزدیک قابلِ تقلید نہیں۔ صوفیاء کے بعض اقوال اگر شریعت مطہرہ سے کسی حوالے سے مخالف نظر آئیں تو ان کی وہ تشریح کی جاتی ہے جو شریعت کے عین مطابق ہو۔

ہمارے ہاں سلاسل تصوف ایک مضبوط قسم کا Discipline ہیں جو صوفی کو آزادہ روی اور گمراہی سے بچائے رکھتے ہیں۔ مقبول اور محبوب سلاسل اربعہ کے علاوہ بعض اور سلاسل بھی ہیں جو اکابر صوفیاء کے نزدیک مقبول ٹھہرے ہیں، مگر وہ زیادہ مشہور نہ ہو سکے۔ ان کا معاملہ بھی صوفیاء کے سلاسل اربعہ کا سا ہے۔ اس لئے ان سب سلاسل کو اہلِ حق کے سلسلے سمجھا جائے گا جیسے سلسلہ شاذلیہ وغیرہ۔

اہلِ حق کے سلاسل سے ہٹ کر بھی بعض سلسلے عامتہ الناس میں مشہور ہوئے۔ انہیں بعض عقیدت مند بھی حاصل ہوئے، مگر یہ سلسلے علماء وصوفیاء کے نزدیک مردود ٹھہرے۔ جیسے آخری عہد مغلیہ کے ہندوستان میں رسول شاہی سلسلہ پروان چڑھا۔ یہ لوگ شریعت مطہرہ کے تارک تھے۔ سرسید کے نانا کے بھائی اس سلسلے میں شامل ہوئے اور اسی میں زندگی بسر کی۔ غوث علی شاہ قلندر پانی پت کے ملفوظات تذکرہ غوثیہ میں ان کے احوال ملتے ہیں۔ اس طرح کے بہت سے دوسرے سلسلے مسلمان عوام میں متعارف ہوئے اور وقت کے ساتھ ساتھ وقت کی گرد میں گم ہو گئے۔ اب انہیں کوئی جانتا بھی نہیں۔ اسی طرح ہمارے ہاں ملنگ پائے جاتے ہیں یہ قبرستانوں کے قریب اپنے تکیے آباد کرتے ہیں اور مسکرات (نشہ آور اشیاء)

سے لطف اُٹھاتے ہیں۔ یہ لوگ دراصل اسلام کی سرزمین پر اجنبی ہیں۔ بعض سلسلے بظاہر صوفی سمجھے جاتے ہیں، مگر وہ صوفی نہیں ہیں۔ وہ دراصل نرگن واد بھگتی سلسلے کی پیداوار تھے۔ بعض سلسلے وشنومت کے مختلف سلسلوں کی نقل میں پیدا ہوئے، گمراہی کی زندگی بسر کی اور تاریخ کی گرد میں گم ہو گئے۔ بعض سلسلے اسماعیلیت کے زیر اثر پیدا ہوئے یہ لوگ صوفی نہیں تھے، اسماعیلی تھے۔ تصوف کا نقاب اوڑھے ہوئے تھے۔ جب یہ نقاب اُترا تو اندر سے خالص اسماعیلی برآمد ہوئے۔ پھر یہ اسماعیلیت کیا ہے؟ یہودیت کی ایک شاخ قبالہ کہلاتی ہے اسی کے زیر اثر مسلمانوں میں یہ لوگ پیدا ہوئے یا یہودیت کی یہ شاخ مسلمان ہو کر اسماعیلی ہو گئی۔ پرانا فکر و فلسفہ اسلام کا نقاب اوڑھ کر سامنے آ گیا۔ غالب کا کہنا ان پر صادق آتا ہے:

ملتیں جب مٹ گئیں اجزائے ایماں ہو گئیں

اب رہے ملنگ تو قدیم ہندوستان میں جوگی ہوتے تھے۔ یہی جوگی سبز لباس پہن کر اور مولا علی کے نام کا نعرہ بلند کرتے ہوئے ملنگ ہو گئے۔ ان کا اسلام کی تعلیمات سے تعلق بہت کمزور ہے۔

نعیم سندھو نے زیر نظر کتاب میں اسلام، اس کی تعلیمات، اسکی تاریخ کے ساتھ ساتھ اس کے مکاتبِ فکر اور فرقوں کا تعارف پیش کیا ہے۔ انہوں نے کوشش کی ہے کہ ہر اُس گروہ کا تعارف شامل کتاب ہو جائے جو خود کو مسلمان کہتا ہے۔ انھوں نے ہر اُس گروہ کا تعارف کرایا ہے جو اسلام سے تعلق کے مدعی ہیں جیسے قادیانی یا جن کے بانی کبھی مسلمان رہے تھے جیسے بہائی اس طرح اسماعیلی، بہائی، ذکری، قادیانی وغیرہ مختلف گروہ ایسے ہیں جن کا ذکر اس کتاب میں موجود ہے۔

گوہرشاہی کے نومولود فرقے دین الٰہی کا تذکرہ بھی اس کتاب میں شامل ہے۔

اس کتاب میں فرقوں کا تذکرہ اور فرقوں کا تصور بعض غلط فہمیوں کا باعث بن سکتا ہے، مگر مصنف کا تعلق دین مسیحی سے ہے اور وہ مسلمانوں کے مذہب اور تمدن کا مطالعہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ یہی ان کا مقصد ہے۔ اسلام کی تبلیغ ان کا مقصد نہیں، نہ ہوسکتا ہے۔ ان کا مقصد تعارف ہے۔ اس میں وہ یقیناً کامیاب رہے ہیں۔ تحقیقی ذوق رکھنے والا قاری مسلمانوں میں فرقہ واریت کی تاریخ پڑھے گا تو یقیناً اس نتیجے پر پہنچے گا کہ مسلمانوں میں امت کا سواد اعظم ہمیشہ کتاب وسنت سے متعلق و منسلک رہا ہے۔ فرقے پیدا ہوئے اور پھر ختم ہوگئے۔ سواد اعظم نے ان فرقوں کو امت سے یوں الگ کر دیا جیسے جسم کے کسی گلے سڑے حصے کو کاٹ دیا جائے۔

1974ء میں قادیانی جماعت کو مسلمان معاشرے کے نمائندوں نے غیر مسلم ٹھہرایا اور اسے امت سے الگ قرار دے دیا۔ اس سے پہلے علمائے اُمت ۱۸۹۱ء میں اس فرقے کے خارج از اسلام ہونے کا فتویٰ صادر کر چکے تھے۔

نعیم سندھو نے اسلام، مسلمانوں اور ان کی تہذیب پر ایک اچھی تحقیق کی ہے۔ یقیناً پاکستان کے کسی مسیحی کی طرف سے یہ پہلا کام ہے۔ آنے والے محققین اس کام کو آگے بڑھائیں گے اور تحقیق کا یہ سفر یقیناً خیر کثیر پر انجام پذیر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے۔

پروفیسر امجد علی شاکر

۱۹۲۔ای، پی آئی اے ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور

باب نمبر 1

اسلامی تاریخ

عنوانات

۱- قبل از اسلام عرب کی مذہبی، اخلاقی اور سیاسی حالت

۲- عرب کے معنی

۳- حدود و وسعت عرب اور عرب کی پیمائش

۴- عرب کی پیداوار اور عربوں کے پیشے

۵- نجد، احقاف، حجاز، مکہ، مدینہ، طائف

۶- قدیم تاریخ: عرب بائدہ، عرب عاربہ، عرب مستعربہ

۷- آلِ اسماعیل، خاندانِ قریش

۸- بنی ہاشم کی خدمات

۹- حضرت عبدالمطلبؓ، حضرت عبداللہؓ، حضرت محمد ﷺ کی پیدائش

۱۰- حضورؐ کی ازدواجِ مطہرات

۱۱- حضورؐ کی اولاد و احفاد

۱۲- حضورؐ کی تجہیز و تکفین

۱۳- اسلامی کیلنڈر

۱۴- قمری، (اسلامی بارہ مہینوں کے نام اور اُن کی تفصیل)

قبل از اسلام عرب کی مذہبی، اخلاقی اور سیاسی حالت: حضرت ابراہیم نے مکہ میں سب سے پہلا اللہ کا گھر بنایا خانہ کعبہ سارے عرب کا مرکز تھا۔ حج کے موقع پر ہزاروں آدمی آتے تھے (نوٹ حضورؐ سے پہلے بھی مکہ میں حضرت ابراہیم کی یاد میں حج ہوتے تھے) لوگ ہزاروں میل کی مسافت طے کر کے حرم کی زیارت کے لئے آتے تھے اور ان کی میزبانی کے فرائض قریش ادا کرتے تھے منٰی میں حجاج کو کھانا کھلایا جاتا تھا۔ عرب گو دین ابراہیمی کے پیرو تھے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اس کی صورت بالکل مسخ ہو چکی تھی اور توحید کا رُخ زیبا شرک اور بت پرستی کے اوھام میں چھپ کر رہ گیا تھا۔ خدائے واحد کے ساتھ اور بہت سے کارساز شریک ہو گئے تھے۔ فرشتوں کو خُدا کی بیٹیاں کہتے تھے بتوں کو مظہرِ خُدا مان کر ان کی پرستش کرتے تھے۔ سینکڑوں بتوں کی پوجا ہوتی تھی ان میں لات۔ منات۔ ہبل اور عزی زیادہ باعظمت تھے۔ ہبل خاص خانہ کعبہ کی چھت پر نصب تھا تمام عرب اس کی پرستش کرتے تھے۔ عزیٰ کی پرستش ارکان حج میں داخل تھی اِن بتوں کے نام پر سانڈ چھوڑے جاتے تھے ان پر انسانوں کی قربانیاں ہوتی تھیں۔ بتوں کے نام سے تیروں کے ذریعے قرعہ اندازی ہوتی تھی۔ ان کے علاوہ سینکڑوں لکڑی اور مسالے کے خانہ ساز (بُت) اور خانگی خُدا تھے۔ سیرۃ ابن ہشام ج اول اور کتاب الاصنام، تجلی وغیرہ میں ان بتوں کی پوری تفصیل ہے۔ (تاریخ اسلام جلد ا صفحہ نمبر ۳۰)

عرب (ا) عرب کے لفظی معنی فصیح اللسان اور زبان آور کے ہیں چونکہ عرب اپنی فصاحت اور زبان آوری کے مقابلہ میں ساری دُنیا کی زبانوں کو ہیچ سمجھتے تھے اِس لئے عرب کو فصیح اللسان یعنی سب زبانوں سے افضل زبان سمجھتے ہیں۔

وجہ تسمیہ: اہلِ لغت کے نزدیک عرب اعراب سے مشتق ہے جس کے معنی فصاحت اور زبان آوری کے ہیں۔ چونکہ عرب فصیح اللسان اور زبان آور تھے اسی وجہ سے انہوں نے اپنا نام عرب رکھا اور باقی تمام دُنیا کی اقوام کو عجم کے نام سے پکارا۔

عرب کے معنی: ژولیدہ بیان اور گونگے کے بھی ہیں عرب مشتق ہے عربہ سے جس کے معنی دشت وصحرا کے ہیں چونکہ عرب کا بڑا حصہ دشت وصحرا پر مشتمل ہے اس لئے سارے ملک کو عرب کہنے لگے۔ اہلِ جغرافیہ کے نزدیک عرب کا پہلا نام عربہ تھا اور چونکہ عربہ سامی زبان کا لفظ ہے۔ سامی زبان میں عربہ کو صحرا یا بادیہ بھی کہتے ہیں چونکہ عرب کا ملک زیادہ تر بیابان اور ریگستانی ہے اِس لِئے اس کا نام عربہ پڑ گیا پھر آہستہ آہستہ وہاں کے رہنے والوں کو بھی عرب کہا جانے لگا۔

حدود و وسعت عرب: عرب تین براعظموں یعنی ایشیا، یورپ اور افریقہ میں مرکز کے طور پر ہے۔ تین طرف سے سمندر سے گھرا ہوا ہے مشرق میں خلیج فارس اور بحر عمان، جنوب میں بحر ہند مغرب میں بحر احمر، عرب خشکی اور تری دونوں راستوں سے دُنیا کو اپنے دائیں اور بائیں ملا کر ایک کر رہا ہے۔

عرب کی پیمائش: عرب کی پیمائش حقیقی طور سے نہیں ہوئی عرب ہندوستان سے بڑا ہے اور ملک جرمن اور فرانس سے چار گنا بڑا۔ طول تقریباً چودہ سو میل اور عرض جنوب میں زیادہ اور شمال میں کم ہوتا گیا مجموعی رقبہ تقریباً بارہ لاکھ مربع میل ہے۔ عرب کا بڑا حصہ ریگستانی ہے شمالی حد میں شام اور عرب کے درمیان ریگستان ہے جس کو بادیہ شام یا بادیہ عرب کہا جاتا ہے۔ جنوبی حد میں عمان اور یمامہ کے درمیان ایک وسیع صحرا ہے جس کو الدھنا یا ربع الخالی کہا جاتا ہے عرب کا سب سے بڑا اور

طویل سلسلہ پہاڑ جبل السراۃ ہے جو جنوب میں یمن سے شروع ہو کر شمال میں شام تک پھیلا ہوا ہے۔ اِس کی اُونچائی آٹھ ہزار فٹ ہے حجاز کا سب سے بڑا پہاڑ جبل الہدی طائف کا جبل الکرا، نجد کا جبل عارض وطریق ہے۔ عرب میں کوئی دریا نہیں ہے پہاڑوں سے چشمے جاری رہتے ہیں کبھی کبھی یہ چشمے پھیل کر دُور دُور تک ایک مصنوعی دریا بن جاتے ہیں پھر ریگستان میں جذب ہو جاتے ہیں۔ یا سمندروں میں گر جاتے ہیں جو حصے سمندر کے نزدیک ہیں سر سبز و شاداب اور زرخیز ہیں عمان نجد یمن کا صوبہ بہت زرخیز ہے۔

عرب کی پیداوار: عرب کی پیداوار زیادہ تر کھجور اور سیب ہیں۔

عربوں کے پیشے: عربوں کے پیشے تجارت، زراعت اور گلہ بانی تھے۔

نجد: وسط عرب میں ایک سر سبز و شاداب زرخیز اور بلند قطعہ ہے تین طرف صحراؤں پہ محیط ہے۔ نجد کے عربی گھوڑے اور اُونٹ بہت مشہور ہیں ہر قسم کے میوے پیدا ہوتے ہیں۔

احقاف: یہاں پر کبھی عاد کی زبردست قوم آباد تھی جس کی تباہی کا ذکر قرآن میں ہے۔

حجاز: حجاز مستطیل ہے اور بحر احمر کے ساحل کے پاس ہے حجاز پہاڑی علاقہ ہے جس میں مکہ، مدینہ اور طائف کے مشہور شہر آباد ہیں۔ اس کی دو بڑی بندرگاہیں ہیں

(۱) جدہ جہاں سے مکہ معظّمہ کو جاتے ہیں۔

(۲) ینبوع جہاں سے مدینہ منورہ کو جاتے ہیں۔

مکہ: حجاز مکہ کا دارالخلافہ ہے یہ ایک بے آب وگیاہ وادی میں واقع ہے اس کے

چاروں طرف خشک پہاڑیاں ہیں اس آبادی کی ابتدا حضرت اسماعیل کے زمانہ سے ہوئی تھی اسی شہر میں حضورؐ پیدا ہوئے اس شہر میں خانہ کعبہ ہے جس کے معمار حضرت ابراہیم تھے یہی وہ پہلا اسلام کا چشمہ ہے۔

مدینہ: مدینہ کا پرانا نام یثرب ہے جب حضرت محمد ﷺ یہاں آئے تو اس کا نام مدینہ پڑ گیا۔

طائف: حجاز کی جنت ہے بہت زرخیز علاقہ ہے یہ مکہ معظمہ سے مشرق کی طرف واقع ہے۔

قدیم تاریخ: عرب لسانی اعتبار سے سامی ہیں مورخین نے انہیں تین طبقات پر تقسیم کیا ہے۔ (۱) عرب بائدہ (۲) عرب عاربہ (۳) عرب مستعربہ

۱) **عرب بائدہ:** یہ وہ قدیم طبقہ ہے جو تاریخی دور سے ہزاروں سال پہلے مٹ چکا تھا عاد وثمود کی قومیں اسی طبقہ سے تھیں۔ اشعار عرب اور بعض الہامی صحیفوں کے علاوہ کسی تاریخ سے ان کے حالات کا پتہ نہیں چلتا۔

۲) **عرب عاربہ:** یہ طبقہ قحطانی کہلاتے ہیں تاریخ موجود ہے یہ لوگ یمن کے آس پاس آباد تھے۔ یہی لوگ عرب کے اصلی باشندے ہیں اور عرب کی قدیم تاریخ ان ہی سے وابستہ ہے عرب میں ان کی بڑی بڑی اور ترقی یافتہ حکومتیں تھیں۔ ان کے عظیم الشان محلات کے کھنڈرات اب تک عرب میں پائے جاتے ہیں جو ان کے دُنیاوی جاہ وجلال کے شاہد ہیں۔

۳) **عرب مستعربہ:** یہ طبقہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ظاہر ہُوا ہے ظہور اسلام کے وقت یہی دو طبقے عرب میں تھے اسلام کی ابتدا ان ہی سے وابستہ

ہے۔عرب کی دینی تاریخ کا آغاز حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوتا ہے حضرت ہاجرہ کے شکم سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے حضرت سارہ نے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پہلی بیوی تھیں مجبور کیا کہ حضرت ابراہیم دونوں کو اِن کی نگاہ سے دُور کردے اس لِئے حضرت ابراہیم نے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لے جاکر عرب میں آباد کیا۔حضرت ابراہیم نے حضرت اسماعیل کے لِئے مکہ میں خُدائے واحد کی پرستش کے لِئے بے چھت کا ایک چھوٹا سا گھر بنایا اور حضرت اسماعیل کو اس کا متولی بنا کر اس گھر کی آبادی و مرکزیت اور نسلِ اسماعیل کی برومندی کے لِئے خُدا سے دُعا کی اسلام کے مطابق روئے زمین پر یہ پہلا گھر تھا جو خالص خُدائے واحد کی عبادت کے لِئے بنایا گیا۔جراہم کا قبیلہ مکہ میں آکر آباد ہوا حضرت ابراہیم کی زندگی ہی میں کعبہ کو عرب میں مرکزیت حاصل ہوگئی تھی۔

آل اسماعیل: حضرت اسماعیل نے قبیلہ کے سردار مضماض جرہمی کی لڑکی سے شادی کی اس سے بارہ اولادیں ہوئیں ان میں سے نابت وقیدار کی نسل نے بڑا دُنیاوی جاہ وجلال حاصل کیا۔حضرت اسماعیل کے بعد کعبہ کی تولیت کا منصب ان کے لڑکے نابت کے حصہ میں آیا آل اسماعیل میں نسل درنسل کے بعد یہ منصب عدنان تک پہنچا۔یہ بڑا تاریخی شخص تھا آنحضرت اور اکثر صحابہ کا سلسلہ نسب ان سے ہوتا ہے عدنان کی اولاد بہت پھلی پھولی ان کا خاص پیشہ تجارت تھا۔

خاندان قریش: عدنان کی نسل سے خاندان قریش کی بنیاد پڑی اس نسبت سے اس کی نسل قریشی کہلاتی ہے۔قریش کی پانچویں پشت میں ایک تاریخی شخص قصی پیدا ہوا۔قریش کی اجتماعی اور سیاسی زندگی کا آغاز اِس نامور شخص سے ہوتا ہے قصی کا

باپ بچپن ہی میں مر گیا تھا اور قصی کی ماں نے قبیلہ بنی عذرہ میں دوسری شادی کر لی تھی۔ اس لئے قصی کا بچپن بنی عذرہ میں گذرا قصی بچپن ہی سے نہایت حوصلہ مند عاقل و فرزانہ اور امارت پسند تھا قصی کی چھ اولادیں تھیں۔

(۱) عبدالدار (۲) عبد مناف (۳) عبدالعزیٰ (۴) عبد (۵) تخمر (۶) برہ

قصی کے مرتے وقت قصی نے حرم کے تمام منصب عبدالدار کو دیئے اور قریش کی سعادت عبد مناف نے حاصل کی۔ عبد مناف کے چھ لڑکے تھے اِن میں ہاشم جو رسول اللہ کے دادا سب سے زیادہ بااثر تھے۔

بنی ہاشم کی خدمات: کعبہ کے متولیوں میں قصی کے بعد ہاشم بڑے رتبہ کے آدمی تھے انہوں نے اپنے زمانہ میں خاندان قریش کی بڑی عظمت قائم کی۔ قریش کا آبائی پیشہ تجارت تھا حجاج کو بڑی فیاضی اور سیرِ چشمی سے کھانا کھلاتے تھے۔ اُنہوں نے مدینہ کے خاندان بنی نجار میں شادی کی لیکن شادی کے بعد شام جاتے ہوئے انتقال کر گئے بیوہ سے ایک فرزند تولد ہوا جس کا نام شیبہ رکھا گیا۔ ان کے بھائی مطلب کو خبر ہوئی تو وہ مدینہ جا کر یتیم بچے کو لے آئے اور اپنی آغوشِ شفقت میں ان کی پرورش کی ان کی پرورش کی وجہ سے شیبہ کا نام عبدالمطلب یعنی مطلب کا غلام پڑ گیا۔

حضرت عبدالمطلبؓ: حضرت عبدالمطلبؓ سن شعور کو پہنچنے کے بعد باپ کی جگہ کعبہ کے متولی ہوئے۔ حضرت عبدالمطلبؓ نے منت مانی تھی کہ اگر وہ اپنی زندگی میں اپنے دس لڑکوں کو جوان دیکھ لیں گے تو اُن میں سے ایک لڑکا خدا کی راہ میں قربان کریں گے۔ جب اُن کی آرزو پوری ہوئی تو منت اُتارنے کے لئے دسوں لڑکوں کو لے کر کعبہ گئے حضرت عبداللہ کے نام جو تمام اولاد میں سے زیادہ محبوب

تھے قرعہ نکلا۔ (سیرۃ ابن ہشام جلد نمبر اول ص ۸۲/۸۳۔)

حضرت عبداللہؓ: حضرت عبدالمطلبؓ نے قبیلہ زہرہ کے رئیس وہب بن مناف کی لڑکی آمنہ کے ساتھ حضرت عبداللہ کی شادی کر دی۔ شادی کے تھوڑے ہی دنوں بعد حضرت عبداللہ کا مدینہ میں انتقال ہو گیا۔ (تاریخ اسلام جلد اول صفحہ ۳۲)
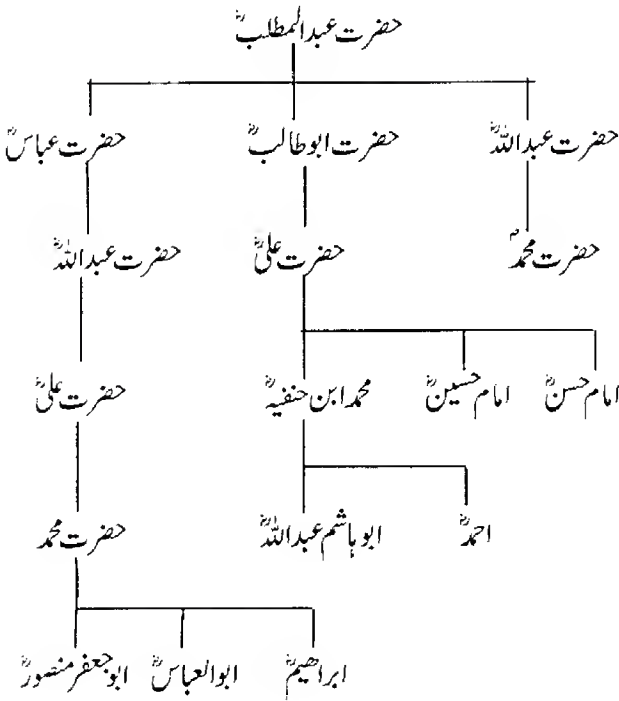
حضرت محمد ﷺ کی پیدائش: حضرت عبداللہ کی وفات کے چند مہینوں بعد حضورؐ ۱۲ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ تو حضورؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے پوتے کو لے کر خانہ کعبہ میں دُعا مانگی اور ساتویں دن عقیقہ کر کے محمد نام رکھا (سیرۃ ابن ہشام

ج ا ص ۸۷) اور کل قریش کی دعوت کی۔ قریش نے اِس نامانوس نام رکھنے کا سبب پوچھا حضرت عبدالمطلب نے کہا میرا فرزند ساری دُنیا میں مدح و ستائش کا سزاوار قرار پائے گا۔ (سیرۃ ابن ہشام ج ا ص ۸۷)

حضورؐ کی پرورش: شرفائے مکہ میں دستور تھا کہ وہ عربی خصوصیات کو محفوظ رکھنے کے لِئے اپنے بچوں کو ایامِ رضاعت ہی میں دیہاتوں میں بھیج دیتے تھے۔ اس دستور کے مطابق چھ مہینے بعد حضرت عبدالمطلب نے اپنے پوتے کو ایک دایہ حلیمہ کو دیا۔ دو برس تک اِس بچہ نے حلیمہ سعدیہ کی گود میں پرورش پائی تیسرے سال حلیمہ نے حضورؐ کو حضورؐ کی والدہ آمنہ کو واپس کر دیا۔ ابھی یتیم بچہ چھ سال ہی کا تھا کہ حضرت آمنہ بچہ کو لے کر مرحوم شوہر کی قبر کی زیارت کے لِئے مدینہ گئیں راستہ میں مقام ابواء میں حضرت آمنہ کا انتقال ہوگیا۔ تو پھر حضرت عبدالمطلب نے اپنے پوتے حضرت محمد ﷺ کو حضرت ابو طالبؓ کے سپرد کیا۔ جو حضرت عبدالمطلب کا بیٹا تھا اور حضورؐ کا چچا تھا حضرت ابو طالبؓ کا پیشہ تجارت تھا۔ سنِ شعور کو پہنچنے کے بعد حضورؐ نے بھی تجارت کا پیشہ اختیار کیا حضورؐ نہایت محنت اور دیانتداری کے ساتھ تجارت کرتے تھے حضورؐ کی دیانتداری کی شہرت دُور دُور تک پھیل گئی۔

حضورؐ کی ازواجِ مطہرات: حضور پاکؐ نے عالمِ شباب میں صرف ایک ہی سن رسیدہ اور بیوہ خاتون پر قناعت فرمائی۔ پھر زوالِ شباب یعنی پچاس سال کی عمر کے بعد مختلف مصالح کی بنا پر مختلف اوقات میں گیارہ شادیاں کیں۔

۱) حضرت خدیجہؓ سے شادی: حضرت خدیجہ قریش کی ایک معزز پاکیزہ بااخلاق اور دولتمند بیوہ تھیں۔ ان کا تجارتی کاروبار نہایت وسیع تھا حضورؐ حضرت

خدیجہ کا سامان لے کر بصرہ تشریف لے گئے اس سفر میں حضرت خدیجہ کا غلام میسرہ بھی ساتھ تھا۔ اس غلام نے حضورؐ کے اخلاق، عادات مشاہدہ کئے اور واپس آ کر حضرت خدیجہ سے بیان کئے۔ حضرت خدیجہ نے حضورؐ سے شادی کی درخواست کی آپ نے منظور فرمالیا۔ اس وقت حضورؐ کی عمر ۲۵ سال اور حضرت خدیجہ کی عمر ۴۰ سال تھی پانچویں پشت پر دونوں کا نسب نامہ مل جاتا ہے۔ حضرت خدیجہ کی پہلی شادی ابو ہالہ بن زرارہ تمیمی سے ہوئی تھی۔ ان کے انتقال کے بعد عتیق ابن عائد کے ساتھ عقد ہوا ان کے انتقال کے بعد آنحضرت کے عقد میں آئیں حضورؐ کو حضرت خدیجہ سے بڑی محبت تھی ان کی زندگی میں حضورؐ نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔ ہجرت مدینہ سے کئی سال پہلے مکہ ہی میں حضرت خدیجہ کا انتقال ہو گیا تھا ان کے بعد حضورؐ نے متعدد شادیاں کیں۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے زرقانی ج ا ص ۲۳۲)

۲) **حضرت سودہؓ بنت زمعہ:** حضرت خدیجہ کے انتقال کے بعد حضورؐ نے سودہ بنت زمعہ سے نکاح کیا یہ بھی بیوہ تھیں ان کے پہلے شوہر کا نام سکران بن عمر تھا۔ آغازِ دعوتِ اسلام میں دونوں میاں بیوی مسلمان ہو گئے تھے حبشہ سے واپسی کے کچھ دنوں بعد سکران کا انتقال ہو گیا۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت سودہ حضورؐ کی زوجیت میں آئیں ان کی وفات کے بارے میں بڑا اختلاف ہے۔

۳) **حضرت عائشہؓ:** حضرت عائشہؓ حضرت ابوبکرؓ صدیق کی صاحبزادی ہیں آنحضرت نے ان سے مکہ میں نکاح کیا حضرت عائشہؓ بڑی ذہین زیرک اور فہیم تھیں۔ حضورؐ نے عورتوں کے نسوانی احکام و مسائل کی تعلیم کے لئے انہیں خاص طور پر اس کی تعلیم دی تھی۔ حضرت عائشہؓ صرف امہات المومنین میں نہیں بلکہ بہت سے

صاحب علم صحابہ کے مقابلہ میں ممتاز تھیں اور بڑے بڑے صحابہ مہمات ومسائل میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔ حضرت عائشہ نے ۹ سال حضورؐ کی رفاقت میں گذارے حضورؐ کی وفات کے بعد ۴۵ سال زندہ رہیں ۵۷ ہجری میں ۶۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔ (تاریخ اسلام جلد اوّل صفحہ ۱۲۷)

۴) **حضرت حفصہؓ:** یہ حضرت عمر کی صاحبزادی تھیں یہ بھی بیوہ تھیں ان کی پہلی شادی حضرت خنیس بن حذافہ کے ساتھ ہوئی تھی، خنیس غزوہ بدر میں زخمی ہوئے اور ان کے انتقال کے بعد حضورؐ نے عقد فرمایا ان کے مزاج میں کسی قدر تیزی تھی ۴۵ ہجری میں ان کا انتقال ہوگیا۔

۵) **ام المساکین حضرت زینبؓ:** ان کا نام زینب تھا فقراء اور مساکین کو بہت کھلاتی تھیں اس لیئے ام المساکین کے نام سے مشہور تھیں۔ ان کے پہلے شوہر حضرت عبداللہ بن جحش جنگِ اُحد میں شہید ہوئے ان کی شہادت کے بعد حضورؐ نے ان سے نکاح فرمایا۔ لیکن اس شرف کے حصول کے دو یا تین مہینوں کے بعد زینب انتقال کر گئیں۔ حضورؐ نے نماز جنازہ خود پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کیا انتقال کے وقت ۳۰ سال عمر تھی۔

۶) **حضرت اُمِ سلمہؓ:** ہند نام تھا اُم سلمہ کنیت والد کا نام سہیل تھا۔ ان کی پہلی شادی ان کے چچیرے اور آنحضرت کے رضاعی بھائی عبداللہ بن عبدالاسد کے ساتھ ہوئی تھی عبداللہ غزوہ اُحد میں زخمی ہونے کے بعد انتقال کر گئے۔ ان کے انتقال کے بعد حضورؐ کے عقد میں آئیں حضورؐ کی وفات کے بعد کافی عرصہ تک زندہ رہیں۔ ان کی سنِ وفات میں بڑا اختلاف ہے واقعہ کربلا کے چند سال پہلے

یا اسی سال یعنی ۶۱ ہجری میں انتقال ہوا اِس وقت اُن کی عمر ۸۴ سال تھی حضرت عائشہؓ کے بعد انہی کا درجہ تھا۔

۷) حضرت زینبؓ: آنحضرت کی پھوپھیری بہن تھیں ان کی شادی خود حضورؐ نے اپنے متبنیٰ غلام حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ کر دی تھی۔ لیکن طلاق ہو گئی طلاق کے بعد حضورؐ نے خود نکاح فرمایا یہ بڑی عابدہ، زاہدہ، فیاض اور حسین وجمیل تھیں۔ اِن اوصاف کی بنا پر حضورؐ انہیں بہت محبوب رکھتے تھے امہات المومنین میں یہی حضرت عائشہ کی ہمسری کرتی تھیں حضورؐ کے بعد ازدواج مطہرات میں سب سے پہلے انہی کا انتقال ہوا ۲۰ ہجری میں ۵۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(نوٹ: اُمہات: جمع کا صیغہ ہے اور یہ اُم کی جمع ہے امہات المومنین کے معنی ہیں مومنوں کی مائیں حضورؐ کی ازدواج مطہرات کو قرآن میں مومنوں کی مائیں کہا گیا ہے لفظ اُمہات اِس کا مطلب ہے والدہ جن سے وہ پیدا ہوا ہے۔)

۸) حضرت جویریہ: یہ قبیلہ بنی مصطلق کے سردار حارث بن ضرار کی بیٹی تھیں۔ ان کی پہلی شادی مسافع بن صفوان سے ہوئی تھی جو غزوہ مریسیع میں مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوا۔ غزوہ میں بہت سی لونڈیاں غلام گرفتار ہوئے انہی میں جویریہ بھی تھیں یہ ثابت بن قیس انصاری کے حصہ میں پڑیں۔ ذی وجاہت خاندان کی خاتون تھیں غلامی کو غیرت نے گوارا نہ کیا ۱۹ اوقیہ سونے پر ثابت سے رہائی کی شرط قرار پائی۔ لیکن پاس کچھ نہ تھا حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی گذشتہ عظمت اور موجودہ صورت حال بیان کر کے مدد کی طالب ہوئیں۔ آپ نے ان کی رضا سے ثابت کی رقم ادا کر کے ان سے شادی کر لی۔ اس رشتہ کا یہ اثر ہُوا کہ مسلمانوں نے حضورؐ کے

ساتھ تعلق کی وجہ سے بنی مصطلق کی تمام لونڈیاں غلام آزاد کر دیئے ۵۰ ہجری میں ۶۵ سال کی عمر میں انتقال ہُوا۔

۹) حضرت ام حبیبہؓ: اصلی نام رملہ اور ام حبیبہ کنیت ہے یہ بھی قریش کے خاندان سے تھیں اپنے پہلے شوہر عبداللہ بن جحش کے ساتھ شادی ہوئی۔ حبشہ کی دوسری ہجرت میں حبشہ گئیں حبشہ میں ان کے شوہر نے عیسوی مذہب اختیار کر لیا۔ لیکن یہ خود اسلام پر قائم رہیں اِس لیئے عبداللہ بن جحش نے ان سے علیحدگی اختیار کر لی حضُورؐ کو یہ واقعات جب معلوم ہوئے تو آپ نے نجاشی شاہ حبش کی وساطت سے ان کے پاس شادی کا پیغام بھیجا۔ اُنہوں نے قبول کر لیا اور ان کی جانب سے خالد بن سعید اموی اور حضُورؐ کی جانب سے نجاشی کی وکالت میں چار سو (۴۰۰) دینار پر عقد ہوا۔ نجاشی نے حضُورؐ کی جانب سے مہر کی رقم ادا کی اور ولیمہ کیا نکاح کے بعد حضرت اُم حبیبہؓ کو شرجیل بن حسنہ کے ساتھ حضُورؐ کی خدمت میں مدینہ بھیج دیا اُنہوں نے ۴۴ ہجری میں وفات پائی۔

۱۰) حضرت میمونہؓ: ان کے والد کا نام حارث تھا ان کی پہلی شادی مسعود بن عمرو الثقفی کے ساتھ ہوئی تھی۔ اس نے طلاق دے دی تو ابو درہم بن عبدالعزیٰ نے نکاح کیا ان کے انتقال کے بعد حضُورؐ کے عقد میں آئیں ان کی وفات میں بھی اختلاف ہے صحیح ۵۱ ہجری میں بمقام سرف انتقال ہوا۔

۱۱) حضرت صفیہؓ: اصل نام زینب ہے یہ غزوہ خیبر میں امام وقت کے پانچویں حصے میں پڑی تھیں جسے صفی بھی کہتے ہیں۔ اِس لیئے صفیہ کہلائیں نسلاً اور مذہباً یہودیہ تھیں ان کے ننہال اور ددھیال دونوں میں سرداری تھی۔ ان کا باپ حی بن

اخطب قبیلہ بنی نضیر کا رئیس تھا اور ان کی ماں بنی قریظہ کے رئیس کی بیٹی تھیں۔ ان کی پہلی شادی سلام بن مشکم یہودی سے ہوئی تھی اس نے طلاق دے دی حضورؐ حضرت صفیہ کی بڑی عزت اور محبت کرتے تھے ازدواج مطہرات میں حضورؐ ان کی دلجوئی فرماتے تھے۔ (تاریخ سلام ج ا ص ۱۲۹)

ازواجِ مطہرات

نمبر شمار	نام	نکاح	عمر ام المومنین وقت نکاح	عمر حضورؐ وقت نکاح	مدت خدمت	سن وفات	کل عمر	آرام گاہ
۱-	خدیجہ کبریٰؓ	۲۵ھ میلاد النبی	۴۰	۲۵	۲۵ سال	۱۰ھ	۵۶	مکہ
۲-	سودہؓ	۱۰ھ نبوت	۵۰	۵۰	۱۴ سال	۱۹ھ	۷۲	مدینہ
۳-	عائشہ صدیقہؓ	۱ھ رخصت	۹	۵۴	۹ سال	۵۷ھ	۶۳	مدینہ
۴-	حفصہؓ	شعبان ۳ھ	۲۲	۵۵	۸ سال	۴۱ھ	۵۹	مدینہ
۵-	زینب خزیمہؓ	۳ھ	۳۰	۵۵	۳ ماہ	۳ھ	۳۰	مدینہ
۶-	اُم سلمہؓ	۴ھ	۲۴	۵۶	۷ سال	۶۰ھ	۸۰	مدینہ
۷-	زینب جحشؓ	۵ھ	۳۶	۵۷	۶ سال	۲۰ھ	۵۱	مدینہ
۸-	جویریہؓ	۵ھ	۲۰	۵۷	۶ سال	۵۶ھ	۷۱	مدینہ
۹-	اُم حبیبہؓ	۶ھ	۳۶	۵۷	۶ سال	۴۴ھ	۷۲	مدینہ
۱۰-	صفیہؓ	۷ھ	۱۷	۵۹	۳ سال	۵۰ھ	۵۰	مدینہ
۱۱-	میمونہؓ	۷ھ	۳۶	۵۹	۳ سال	۵۱ھ	۱۰	مکہ

آنحضرت کی حیات میں حضرت خدیجہؓ اور حضرت زینب بنت خزیمہؓ وفات پا گئیں اور بعد وصال ۱۹ھ میں سب سے پہلے حضرت سودہؓ اور سب سے آخر ۶۰ھ میں حضرت اُم سلمہؓ نے رحلت کی۔ (سیرت طیبہ ص ۳۵۳)

اولاد احفاد: آنحضرت ﷺ کی اولاد احفاد کے بارے میں بڑا اختلاف ہے مختلف روایتوں کی رُو سے ان کی تعداد بارہ تک پہنچ جاتی ہے۔ لیکن متفق علیہ بیان یہ ہے کہ چھ اولادیں تھیں دو صاحبزادے قاسمؓ اور ابراہیمؓ اور چار صاحبزادیاں زینبؓ، رقیہؓ،

اُم کلثومؓ، فاطمہ زہراؓ بعض روایتوں میں دو اور صاحبزادوں طیب اور طاہر کا نام بھی ملتا ہے ان میں ابراہیم ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے تھے باقی کل حضرت خدیجہؓ سے قاسم سب سے پہلی اولاد تھے۔ ان کی پیدائش نبوت سے گیارہ بارہ سال پیشتر ہوئی تھی لیکن بچپن ہی میں انتقال کر گئے آنحضرت کی کنیت ابوالقاسم انہی کے نام پر تھی۔ سب سے آخری اولاد ابراہیم تھے یہ ۸ ہجری میں پیدا ہوئے اور کُل سوا دو مہینے زندہ رہے ان کی موت کے دن اتفاق سے سورج گرہن ہوا، لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ ابراہیم کی موت اس کا سبب ہے۔ رسُول اللہ نے اس کی تردید فرمائی کہ چاند اور سورج خدا کی نشانیاں ہیں کسی کی موت سے ان میں گرہن نہیں لگتا۔

صاحبزادیوں میں زینبؓ سب سے بڑی تھیں یہ قاسم کے بعد پیدا ہوئیں زینب نے آنحضرت کی حیات ہی میں ۸ ہجری میں انتقال کیا ایک لڑکا علی اور ایک لڑکی امامہ یادگار چھوڑی۔ سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہراؓ تھیں ان کا نکاح حضرت علی سے ہُوا ان کی پانچ اولادیں تھیں امام حسنؓ، امام حسینؓ، اُم کلثومؓ، زینبؓ، محسنؓ، محسن کا انتقال بچپن میں ہو گیا تھا۔ (تاریخ سلام ج اص ۱۳۰)

حضورؐ تکمیلِ دین کے آخری فرائض سے سبکدوشی کے بعد ۱۸ یا ۱۹ صفر ۱۱ ہجری کو آپ مسلمانوں کے گورِ غریباں جنت البقیع تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپس ہوئے تو مزاج ناساز ہو گیا بیماری کی حالت میں بھی آپ ازراہ عدل باری باری سے ازدواجِ مطہرات کے گھروں میں بسر فرماتے تھے۔ جب مرض زیادہ بڑھا تو ان سے اجازت لے کر حضرت عائشہ کے ہاں مستقل قیام فرمایا۔ وفات سے چار دن پہلے (جمعرات) کو آنحضرتؐ نے فرمایا دوات اور کاغذ لاؤ۔ میں تمہارے لئے ایک

تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہوگے حضرت عمرؓ نے لوگوں سے کہا حضورؐ کو مرض کی شدت ہے ہمارے پاس قرآن موجود ہے جو ہمارے لئے کافی ہے اس پر حاضرین میں اختلاف ہوا بعض کہتے ہیں کہ تعمیل ارشاد کی جائے بعض حضرات حضرت عمرؓ کی تائید میں تھے۔ (یہ واقعہ اہلِ سنت اور شیعوں کے درمیان بڑا معرکہ الآراء بن گیا)۔

(۱) شیعوں کا دعویٰ ہے کہ آنحضرتؐ حضرت علیؓ کی خلافت کا فرمان لکھوانا چاہتے تھے جسے حضرت عمرؓ نے رکوا دیا۔

(۲) سُنی کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کو واقعی مرض کی شدت تھی دین مکمل ہو چکا تھا۔ شریعت کا کوئی حکم تعمیل کے لئے باقی نہ رہ گیا تھا۔ ضروری اور دینی حکم ہوتا تو آنحضرتؐ کسی کے روکنے سے نہ رُک سکتے تھے۔ اس دن نماز ظہر کے وقت طبیعت کو کچھ سکون ہوا تو غسل فرما کر حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کے سہارے مسجد تشریف لے گئے نماز کے بعد خطبہ دیا یہ آپ کی زندگی کا آخری خطبہ تھا۔

تجہیز و تکفین: وفات دوشنبہ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ ہجری کو ہوئی وفات کے دن شام ہو چکی تھی تجہیز و تکفین اور قبر کنی کے مراحل رات سے پہلے انجام نہ پا سکتے تھے اس لئے دوسرے دن سہ شنبہ کو تجہیز و تکفین عمل میں آئی غسل وغیرہ کی سعادت کا اعزاز خاص حضرت علیؓ، فضل بن عباسؓ، قثم بن عباس اور اسامہ بن زیدؓ کے حصہ میں آیا حضرت ابوطلحہ نے قبر مبارک کھودی اور باری باری سے مسلمانوں نے بلا امام نماز جنازہ پڑھی اور شنبہ ۱۳ ربیع الاوّل مطابق ۱۱ ہجری (۶۳۲ء) حضورؐ کو حضرت عائشہ کے حجرہ پاک و مطہر زمین کے سپرد کر دیا۔ (تاریخ اسلام ج ۱ ص ۱۲۴)

اسلامی کیلنڈر: اسلامی کیلنڈر سال کے بارہ مہینوں پر مشتمل اور ایک ایک حرف ایک ایک مہینے کے لئے ہوتا ہے۔ اسلامی کیلنڈر کے مطابق اسلامی سال یکم محرم سے شروع ہوتا ہے اور یکم محرم (۱) فروری ۲۰۰۶ء سے نیا اسلامی سال شروع ہوا ہے اور اسلامی سن ۱۴۲۷ ہجری ہوگا اور آگے جو ۲۰۰۷ء نیا سال جو یکم محرم کو شروع ہوگا وہ ۱۴۲۸ ہجری ہوگا اور اسلامی کیلنڈر سال کے ۳۵۵ دنوں پر مشتمل ہوتا ہے جبکہ عیسوی کیلنڈر سال کے ۳۶۵ دنوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ لیپ کا سال ہو تو ۳۶۶ دن ہوتے ہیں اسلامی سال اور عیسوی سال دونوں میں تقریباً دس دنوں کا فرق ہے اسلامی سال عیسوی سال سے دس دِن کم ہے۔

نوٹ: اسلامی تہواروں کا انحصار چاند نکلنے پر ہے اسلامی مہینے قمری کہلاتے ہیں اور سال ہجری حضورؐ نے جب مکہ سے مدینہ ہجرت کی اُس وقت سے ہجری سال شروع ہوا ہے سن عیسوی حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے شروع ہوا۔

قمری: اُردو لغت میں قمر سے منسوب وہ مہینے یا سال جو چاند کی چال کے مطابق قرار دیئے گئے ہیں۔

قمر: تیسری رات کے بعد کا چاند پہلی اور دوسری رات کے چاند کو ہلال کہا جاتا ہے۔ قمری مہینوں کا آغاز چونکہ چاند نکلنے سے ہوتا ہے اسلامی شریعت نے مہینے اور سال کے سلسلے میں نظام قمری کا اعتبار کیا ہے۔

(۱) محرم الحرام: اسلامی قمری سال کا آغاز یکم محرم الحرام کے مہینہ سے ہوتا ہے دس محرم الحرام کا دِن بہت برکت والا دِن سمجھا جاتا ہے۔ اسلام کے مطابق اسی دن عرش، کرسی، آسمان، زمین، سورج، چاند ستارے اور جنت پیدا کیے گئے۔

(۲) صفر المظفر: اسلامی قمری سال کے دوسرے مہینے کا نام صفر ہے تصوف کے بابا فرید الدین فرماتے ہیں کہ ایک برس میں دس لاکھ اسی ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں اور ماہ صفر میں نو لاکھ بیس ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ اسی ماہ صفر میں قابیل نے ہابیل کو قتل کیا حضورؐ کا ارشاد اس طرح سے ہے کہ جو کوئی مجھے صفر کا مہینہ گزر جانے کی خبر دے گا میں اسے جنت میں جانے کی بشارت دوں گا۔ ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ کے متعلق مشہور ہے کہ اس دن حضورؐ نے بیماری سے صحت پائی تھی اس بنا پر اس دن کھانے و شیرینی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں۔

(۳) ربیع الاوّل: اسلامی سال کا تیسرا مہینہ ہے حضرت محمد ﷺ کی ولادت اسی ماہ میں ہوئی تھی حضورؐ کا وصال بھی اسی مہینہ میں ہوا تھا۔

(۴) ربیع الثانی: اسلامی قمری سال کا چوتھا مہینہ ہے اسی ماہ کو ربیع الآخر بھی کہا جاتا ہے۔

(۵) جمادی الاوّلیٰ: اسلامی قمری سال کے پانچویں مہینہ کا نام جمادی الاوّلیٰ ہے۔ جمادی کے معنی ہیں کسی چیز کا جم جانا چونکہ جن دنوں موسم سرما کی شدت کی وجہ سے پانی جمنے کا آغاز ہوتا ہے اسی لیئے اس ماہ کو جمادی الاوّلیٰ کہا جاتا ہے۔

(۶) جمادی الثانیہ: اسلامی سال کے چھٹے مہینہ کا نام جمادی الثانیہ ہے اس کو جمادی الآخر بھی کہا جاتا ہے اس ماہ کی بائیس تاریخ ۱۳ھ کو خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ کا وصال ہوا تھا۔

(۷) رجب المرجب: اسلامی قمری سال کا ساتواں مہینہ ہے رجب المرجب کے مہینہ کی پہلی جمعرات کو عبادت الٰہی کرنے سے بے شمار ثواب حاصل ہوتا ہے

حضورؐ نے فرمایا ہے کہ اس مہینہ میں خاص طور پر مغفرت ہوتی ہے ملائکہ اِس شب کو "لیلتہ الرغائب" (یعنی مقاصد کی شب) کہتے ہیں اِس رات تمام آسمانوں اور زمینوں میں کوئی فرشتہ ایسا باقی نہیں رہتا جو خانہ کعبہ یا اطرافِ کعبہ میں جمع نہ ہو۔ اُس وقت پروردگار عالم تمام فرشتوں کو اپنے دیدار سے مشرف کرتا ہے ماہ رجب المرجب کی ستائیسویں شب معراج کو ستر ہزار ملائکہ نور کے طباق لیئے ہوئے زمین پر نازل ہوتے ہیں اور ہر گھر میں جاتے ہیں۔

(۸) شعبان المعظم: اسلامی سال کے آٹھویں مہینہ کا نام شعبان المعظم ہے رجب اور رمضان کے درمیان شعبان کا مہینہ ہے اس مہینہ میں مرنے والوں کے نام زندوں کی فہرست سے نکال کر مُردوں کی فہرست میں شامل کر دیئے جاتے ہیں۔ شعبان کی پندرھویں شب کو عبادت کرنا فضیلت کا باعث سمجھا جاتا ہے اس شب کو شبِ برات بھی کہا جاتا ہے اس شب کو اللہ تعالیٰ آسمان دُنیا پر جلوہ افروز ہوتا ہے۔

(۹) رمضان المبارک: اسلامی قمری سال کے نویں مہینے کا نام رمضان المبارک ہے۔ جب رمضان کا مہینہ شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں شبِ قدر یا لیلتہ القدر اسی ماہ ہوتی ہے قرآن اِسی مہینہ میں حضورؐ پر اُترنا شروع ہوا۔

(۱۰) شوال المکرم: اسلامی سال کا دسواں مہینہ ہے اس مہینہ میں عرب کے لوگ اپنی اونٹنیوں کو تیز دوڑاتے تھے۔ اس تیزی کے باعث بعض مرتبہ اونٹنیاں اپنی دُم اُٹھا لیا کرتی تھیں چنانچہ اس نسبت سے اس مہینہ کو شوال کا نام دیا گیا۔ شوال کے مہینے میں چھ

روزے رکھتے ہیں اور ثواب حاصل کرتے ہیں۔ یکم شوال کے دن روزہ رکھنا مکروہ تحریمی اور ناجائز سمجھا جاتا ہے اِسی لِئے روزہ شوال کی دو تاریخ سے شروع کرتے ہیں۔

(۱۱) ذیقعدہ: اسلامی سال کا گیارہواں مہینہ ہے اس مہینے میں عرب جنگ کو ترک کر دیتے تھے اور اپنے گھروں میں بیٹھے رہتے تھے۔

(۱۲) ذی الحجہ: اسلامی سال کا بارہواں مہینہ ہے تمام مہینوں کا سردار رمضان کا مہینہ اور تمام مہینوں میں حرمت والا مہینہ ذی الحجہ سمجھا جاتا ہے۔ اس مہینے کے دس دنوں کی فضیلت بہت زیادہ ہے اس ماہ سنتِ ابراہیمی ادا کی جاتی ہے۔ عید قربان ہوتی ہے حج ہوتا ہے ذی الحجہ کے آٹھویں دِن حاجی مکہ مکرمہ کی طرف سے منیٰ کی طرف روانہ ہوتے ہیں اور آبِ زمزم خوب سیر ہو کر پیتے ہیں اس لِئے اس دن کو یومِ ترویہ بھی کہتے ہیں۔

نام کُتب

(۱) بارہ مہینوں کی نفلی عبادت، محمد الیاس عادل، مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

(۲) تاریخ اسلام جلد (۱-۲)، شاہ معین الدین احمد ندوی، مکتبہ رحمانیہ اقرأ سنٹر اردو بازار لاہور۔

(۳) مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، چوہدری غلام رسول ایم۔اے۔
علمی کتاب خانہ کبیر سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

باب نمبر 2

قرآن

عنوانات

علم کے پہلو: ہر علم کے دو پہلو ہوتے ہیں۔(۱) سائنس یعنی جاننا یا ماہیت (۲) دوسرا پہلو آرٹ یعنی اس علم کے جاننے سے فائدہ اُٹھانا۔

(۱) مثلاً بعض قطعہ اراضی ایسے ہیں جہاں دریائی پانی نہیں پہنچتا اب اس اراضی میں پانی پہنچانے کی بابت جاننا یا دریافت بذریعہ ذہن کرنا یہ سائنس کہلاتا ہے۔

(۲) دوسرا جز آرٹ یعنی ایسا ذریعہ دریافت یا معلوم کرنا جس سے اس خشک بارانی زمین کو دریائی پانی پہنچانا یہ آرٹ ہے۔ .دریا سے اول نہر کے لئے سروے کرنا کہ اس طرف سے نہر کا گذر ہو گا جو زمین کو سیراب کرے گی۔ پھر نہر میں سے چھوٹی نہر نکلے گی اس طرح پھر راجباہ میں سے کھال اور کھال سے اُس قطعہ یا قطعے کے حصہ پر پانی پہنچے گا یہ آرٹ ہے۔

دوسرا علم منطق ہے اور یہ علم فلسفہ کا ایک جز ہے اس کا کام دو پہلو پر ہوتا ہے۔

(۱) خاص سے عام کا پتہ لگانا مثلاً خالد، موسیٰ وغیرہ مر گئے ہیں اب یہ آدمی خاص ہیں۔ ان کا پتہ لگانا کہ یہ عام ہے تو عام بات یہ ہے کہ ہر انسان نے اس دُنیا میں سے جانا ہے مرنا عام ہے اور خالد، موسیٰ وغیرہ خاص ہیں۔

(۲) پھر دوسرا پہلو یہ ہے کہ عام سے خاص کا پتہ لگانا علم منطق ہے یہ وہ علم ہے جس سے ہر ایک علم کے اصول کا علم ہو جانا اس کا نام منطق ہے وہ خیالات جو باضابطگی کے لِئے ضروری ہیں ان کو بیان کیا جائے تاکہ ان سے سچائی اور غیر سچائی کی حقیقت معلوم ہو جائے۔

(۳) **علم منطق:** ایک قدیم علم ہے اور یہ علم بنی نوع انسان کے لِئے سیکھنا ضروری ہے اس کے ذریعے سے ہر ایک کام صحیح طور پر پایہ تکمیل تک پہنچ جاتا ہے غلطی اور

نقصان سے محفوظ رہتا ہے۔اس علم کا نام علم میزان بھی ہے۔اس کا نام منطق اس لئے مشہور ہوا ہے کہ نطق کا اطلاق ہوتا ہے چونکہ اس فن سے لفظ کو قوت حاصل ہوتی ہے اور ادراک کلیات میں راستی پیدا ہوتی ہے اور نفس ناطقہ کو کمالات سے بہرہ میسر ہوتا ہے۔اس لئے نطق سے مشتق کر کے منطق اس کا نام رکھا گیا۔

منطق کی تعریف ان قواعد کا علم جو معلومات سے مجہولات تک پہنچنے میں کام دیں بائیں حیثیت کہ فکر میں غلطی واقع نہ ہو۔علم منطق مسائل سے احکام متفرع کرنے اور حالات سے نتائج اخذ کرنے کا زبردست ذریعہ ہے۔

فنِ مناظرہ : اس علم کو کہتے ہیں جس کے ذریعے سے مطلوب کو ثابت کرنے یا کسی کی دلیل کو رد کرنے کے طریقہ کو کہتے ہیں۔اس کے پڑھنے سے فائدہ ہوتا ہے اور انسان کا ذہن غلطی سے محفوظ رہ جاتا ہے۔

اس وقت تمام دُنیا میں تقریباً چار ہزار زبانیں بولی جاتی ہیں۔یورپ میں ۵۸۷۔ایشیا میں ۱۳۷۔افریقہ میں ۲۷۶۔امریکہ میں ۱۶۲۴ اور ہندوستان میں تقریباً ۴۰۰ کل میزان ۳۸۲۴۔

سامی زبان کی شاخیں (۱) عربی (۲) بابلی (۳) آشوری (۴) حمیری (۵) آرامی (۶) فینقی وغیرہ۔

قرآن : اسلام کی بنیاد اور مسلمانوں کی الہامی کتاب کا نام ''قرآن'' ہے۔
لفظ قرآن : قرء، آئین سے مشتق ہے سورۃ یونس آیت ۳۷ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۰۶ میں لفظ قرآن آیا ہے۔قرآن یا تو قرء سے مشتق ہے یا قراءۃ سے یا قرن سے قرء کے معنی جمع کرنا ہے۔اس معنی کے لحاظ سے قرآن کو قرآن اس لئے بھی کہا گیا

ہے کہ یہ اولین و آخرین کے علوم کا مجموعہ ہے قرآن اگر قراءۃ سے مشتق ہو تو اس کے معنی ہیں پڑھی ہوئی چیز تو اِس کتاب کو قرآن اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ جب حضرت جبرائیل حضُورؐ کے پاس آتے تو قرآنی آیت پڑھ کر سناتے تھے۔

اگر قرن سے مشتق ہو تو قرن کے معنی ہیں ملنا یا ساتھ رہنا اس معنی کی رُو سے اس کتاب کو قرآن اس وجہ سے کہا گیا ہے۔

بمطابق قول حضرت ابوعبدہ بیان کرتے ہیں کہ کلام الٰہی کا نام اس لئے قرآن رکھا گیا کہ اُس نے سورتوں کو باہم جمع یا اکٹھا کیا ہوا ہے۔ قرآن کی آیتوں میں سے بعض ایسی ہیں جو دوسری آیتوں کی تصدیق کرتی ہیں نیز کچھ ایسی بھی ہیں جو کسی قدر دوسری آیتوں کے ساتھ مشابہ ہوتی ہیں اور انہی باتوں کا نام قرآئین یعنی قرینہ ہے۔

لفظ قرآن اِس میں اختلاف ہے جس کا بیان کرنا باعث طوالت ہے قرآن اِسم مشتق ہے اور وہ قرء سے مشتق ہے جس کے معنی جمع کرنے کے ہیں۔

کچھ تفسیر میں ہے کہ پڑھنے والا اُس کو اپنے مُنہ سے ظاہر اور واقع کرتا ہے۔ اِس واسطے اس کا نام قرآن رکھا ہے قرآن کے نزول میں بھی اختلاف ہے کچھ کا مکہ اور مدینہ کے نزول میں اختلاف ہے۔ عرصہ نزول میں اختلاف ہے کہ پہلے کونسا حصہ نازل ہوا اور آخر میں کونسا حصہ نازل ہوا وقت اور جگہ کے نزول میں اختلاف ہے سورتوں کی تعداد میں اختلاف ہے۔ مکہ معظّمہ میں ایک پہاڑ ہے جس کا نام حِرا ہے اس میں ایک غار ہے جس کا طول چار گز اور عرض پونے دو گز ہے۔ حضُورؐ اس غارِ حِرا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ اور کئی کئی روز تک اس میں رہتے تھے جب کھانا ختم ہو جاتا تھا تو گھر واپس تشریف لاتے تھے پھر حضرت

جبرائیل آئے اور فرمایا (اقراء) پہلا لفظ ہے اور اس کے معنی ہیں پڑھ۔

قرآن مجید تقریباً تئیس (۲۳) سال کے عرصہ میں حضورؐ پر نازل ہوا قرآن کا نام خود اس وحی الٰہی میں تکرار کے ساتھ آیا ہے۔

قرآن کے مضامین: قرآن نے تین چیزوں کو اہمیت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

(۱) اللہ، فرشتوں، آسمانی کتابوں، پیغمبروں اور روزِ قیامت سے متعلق عقائد و احکام

(۲) وہ احکام جو قلب کے افعال سے متعلق ہیں مثلاً فضائل، اخلاق و عادات یہ چیزیں علم اخلاق تصوف کا موضوع ہیں۔

(۳) وہ احکام جو اعضاء و جوارح کے افعال سے متعلق ہیں۔ شریعت نے کس چیز کا حکم دیا ہے؟ کس چیز سے روکا ہے؟ کس چیز کی اجازت دی ہے؟ یہ قسم علم فقہ کا موضوع ہیں۔ (تاریخ فقہ اسلامی ص ۳۲)

وحی کے معنی: اردو لغت میں اشارہ کرنا، لکھنا، پیغام دینا، دِل میں ڈالنا، چھپا کر بولنا اور جو کچھ تم کسی دوسرے کے خیال میں ڈالو۔

نزول وحی: سورۃ البقرہ (۲:۱۸۵) رمضان کے مہینہ میں قرآن نازل کیا گیا۔ جبرائیل فرشتہ نے قرآن کو بتدریج تھوڑا تھوڑا کر کے حضورؐ پر نازل کیا جبرائیل فرشتہ اللہ تعالیٰ سے کلام لے کر آتا تھا۔ پہلے جبرائیل فرشتہ قرآن کو روحانی طور پر اللہ تعالیٰ سے تعلیم پاتا پھر اُسے یاد کر کے آتا اور پھر حضورؐ کو بتاتا۔ تو حضورؐ اُس کو یاد کر لیتے اور آپؐ کر صحابہ کو وحی لکھا دیتے تھے۔ اور کاتبین وحی آپ کے سامنے کھجور کے چھلکے یا کسی باریک پتھر یا کاغذ کے ٹکڑوں پر وہ آیات تحریر کر دیتے حضورؐ نے کئی کاتبین وحی مقرر فرمائے ہوئے تھے جن کی تعداد بعض حضرات کے کہنے کے مطابق چھبیس تھی

اور علامہ حلبی نے سیرۃ العراقی سے نقل کر کے فرمایا ہے اِن کی تعداد بیالیس تھی۔

قرآن حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے زمانہ میں جمع اور مرتب ہوا اور یہ اہم کام حضرت ابوبکر کے زمانہ میں اُن کے رُوبرُو ہوا۔

نزولِ وحی کے طریقے: حضورؐ پر مختلف طریقوں سے وحی نازل کی جاتی تھی۔ (صحیح بخاری ص۲ جلد۱) کی ایک حدیث میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حارث بن ہشام نے رسول کریم سے پوچھا کہ آپ پر وحی کس طریقے سے آتی ہے تو آپؐ نے فرمایا وحی کبھی تو ایسے آتی ہے جیسے گھنٹی کی آواز اور یہ مجھ پر بہت سخت ہوتی ہے پھر وہ حالت مجھ سے جاتی رہتی ہے اور مَیں اسے محفوظ کر لیتا ہوں جو وہ فرشتہ کہتا ہے اور کبھی فرشتہ انسانی شکل میں میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے بات کرتا ہے اور مَیں اِس کو یاد کر لیتا ہوں حضورؐ نے نزولِ وحی کے دو طریقے بیان کئے ہیں پہلا طریقہ کہ حضورؐ کو اس قسم کی آواز سُنائی دیتی تھی جیسے گھنٹیاں بجنے سے پیدا ہوتی ہے حضرت عائشہ کی مزکورہ بالا حدیث میں وحی کے دو طریقے بیان کئے گئے ہیں لیکن دوسری احادیث میں اس کے علاوہ بھی کئی طریقے بیان ہوئے ہیں۔

قرآن کی ہر سورۃ سے پہلے آیتوں اور رکوع کی تعداد لکھتے ہیں۔ اُنیس (۱۹) سورتوں کا آغاز چند حروف سے ہوتا ہے جن کا مطلب پوشیدہ ہے۔ ہر سورۃ کے اُوپر لکھا ہوتا ہے کہ یہ مکی ہے یا مدنی پھر سورتوں کے شروع ہونے سے پیشتر یہ الفاظ لکھے ہوتے ہیں بسم اللہ الرحمن الرحیم (شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے) اور یہ الفاظ سوائے سورۃ توبہ کے ہر سُورۃ کے شروع میں آتے ہیں۔ پھر یہ سورۃ آگے آیتوں میں منقسم ہو جاتی ہے

پورے قرآن کو تیس دنوں میں خصوصاً رمضان کے مہینے میں ختم کرنے کی سہولت کی خاطر ۳۰ برابر حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان تیس (۳۰) حصوں کو عربی زبان میں جزء اور فارسی میں سپارہ کہتے ہیں پھر سپارے رکوع میں منقسم ہیں رکوع کے لفظی معنی جھکنا یا دیکھنا کے ہیں۔

مقطعات: عربی زبان کے حرفِ ابجد ۲۸ ہیں۔ جن میں سے ۱۴ مقطعات قرآنی۔ الـمہ، الـمہ، طـہ، یسین وغیرہ میں استعمال ہوئے۔ لفظ مقطعات قرآن کے ان حروف کا مفہوم پوشیدہ رکھنا، حروف مقطعات کا مفہوم صرف اللہ یا رسول کے سوا کوئی نہیں جانتا قرآن کے وہ حروف جن کے متعلق سابقہ تفاسیر و تراجم نے ایک تصور تو یہ دیا ہے کہ اِس کے معنی اور مفہوم اللہ اور رسول کے سوا کوئی نہیں جانتا جب کوئی پیر یا علماء کوئی تعویذ لکھتے ہیں تو اِن تعویذوں میں مقطعات حروف لکھتے ہیں۔ یعنی ایسے الفاظ جو کوئی نہیں جان سکتا ایسے الفاظ صرف تعویذوں کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ قرآن کی متعدد سورۃ مجیدات کے ابتدا میں الم المص کی قسم کے حروف آئے ہیں۔ حرف مقطعات قرآن کی ۲۹ سورتوں کی ابتداء میں الگ الگ حروف مقطعات آئے ہیں۔ حروف مقطعات کی تعداد ۱۴ ہے چھ سورتوں میں آلم پانچ سورتوں میں طسم دو سورتوں اور حم چھ سورتوں کی ابتدا میں آئے ہیں۔

مکی: قرآن کی وہ آیتیں جو حضورؐ پر مکہ میں نازل ہوئیں اِس دور کی کُل مدت ۱۲ سال پانچ مہینے اور پندرہ دن ہے۔ اس عرصہ میں قرآن کی جو سورتیں نازل ہوئیں انہیں مکی کہا جاتا ہے قرآن کا تقریباً ۱۹/۳۰ حصہ مکی ہے۔ مکی آیات میں کوئی تفصیلی قانون بیان نہیں ہوا بلکہ زیادہ تر توحید اور وجود خُدا کے دلائل عذاب کی سختیاں

یومِ قیامت کی ہولناکیاں جنت کی نعمتیں فضائل اخلاق کی ترغیب اور سابق اُمتوں کا عبرت ناک انجام اِن آیتوں کا موضوع ہے۔ مکی آیات و سورت عموماً مختصر زوردار مقفیٰ عبارتوں میں اور نسبتاً زیادہ مؤثر انداز لیئے ہوئے ہوتی ہیں مکی آیات میں زیادہ تر عقائد و بنیادی اخلاق کی بحث ہے۔ مشرکین کے اعتراضات کا جواب ہے اور ان کے شکوک وشبہات کا رد ہوتا ہے مکی آیات کا روئے سخن بالعموم مشرکین کی طرف ہے مکی آیات عام طور پر چھوٹی ہوتی ہیں۔ (تاریخِ فقہ ص ۳۲)

مدنی: قرآن کی وہ آیتیں جو حضورؐ پر مدینہ میں نازل ہوئیں اُن آیتوں کو مدنی کہتے ہیں جس طرح قرآن میں سورت مکی لکھا ہوگا اُسی طرح مدنی بھی لکھا ہوگا۔ مدنی آیات میں طوالت تفصیل اور تشریح مدِ نظر ہوتی ہے مدنی آیات میں احکام کی تشریح، عبادات، معاملات، سیاسیات، جہاد وقتال وسزا اور منزلِ زندگی پر بحث ہوتی ہے۔ مدنی آیات میں اہلِ کتاب (یہود ونصاریٰ) سے بھی مفصل و مجمل دونوں طرح کا کلام فرمایا گیا ہے۔ قرآنِ کریم کا بیشتر حصہ مدنی دَور میں نازل ہوا ہے تاہم مکی سورتوں کی تعداد زیادہ ہے۔

کُل ۱۱۴ سورتوں میں سے ۸۶ مکی ہیں باقی ۲۸ مدنی۔

مکی دَور میں جو سورتیں نازل ہوئی ہیں ان میں اکثر چھوٹی اور مدنی دَور کی نازل شدہ سورتوں میں سے اکثر لمبی ہیں۔ جہاں تک تفصیلی قوانین کا تعلق ہے تو وہ زیادہ تر مدنی آیات میں نازل ہوئی ہیں۔ سب سے پہلی وحی میں ''سورہ خلق'' کی پہلی پانچ آیات نازل ہوئیں گویا ترتیب نزول کے لحاظ سے اس کا نمبر پہلا ہے مگر موجودہ تدوین قرآن میں اِس کا نمبر ۹۶ ہے۔ (نوٹ مدنی آیات بڑی ہوتی ہیں)

سورتوں کے نام: قرآن ایک سو چودہ (۱۱۴) مختلف چھوٹی بڑی سورتوں میں منقسم ہے ان سورتوں کے نام رکھے گئے ہیں ہر سورت کے نام یا تو سورۃ کے ابتدائی الفاظ سے یا کسی مضمون سے یا کسی شخص کے نام پر جس کا ذکر اس سورت میں آیا ہو رکھا گیا ہے (سورۃ بلندی کے مرتبہ کو کہا جاتا ہے)

اُنتیس (۲۹) سورتوں کا آغاز چند حروف سے ہوتا ہے۔ وہ مضمون جس کا کوئی نام لکھ دیا گیا ہو وہ سورت کہلاتی ہے قرآن کا وہ جملہ جس کا علیحدہ نام نہ ہو آیت کہلاتی ہے۔

قرآن میں ۳۵ سورتیں ایسی ہیں جن کا نام شروع میں مزکور نہیں جیسے سورہ بقرہ میں گائے کا واقعہ ۶۵ آیات کے بعد آیا ہے سورۃ آل عمران میں آل عمران کا واقعہ بھی ۳۲ آیتوں کے بعد مذکور ہوا ہے۔

سورۃ بقرہ (گائے) سورۃ نمل (چیونٹی) سورۃ نحل (مگس شہد) سورۃ عنکبوت (مکڑی) سورۃ انعام (چوپائے) سورۃ دخان (گیس، سٹیم، دھواں) سورۃ مائدہ (طعام) سورۃ الکھف (غار) سورۃ نور (روشنی) سورۃ صافات (اُڑتے ہوئے پرندے) سورۃ طور (پہاڑ کا نام) سورۃ نجم (ستارہ) سورۃ قمر (چاند) سورۃ حدید (فولاد) سورۃ قلم (آلہ تحریر و تصنیف) سورۃ الدھر (زمانہ) سورۃ انفطار (پہاڑوں وغیرہ کا پھٹنا) سورۃ البروج (آسمان کے حصے) سورۃ الطارق (مُسافر شب یعنی ستارے وغیرہ) سورۃ الفجر (صبح) سورۃ البلد (شہر) سورۃ الشمس (سورج) سورۃ اللیل (رات) سورۃ الضحیٰ (طلوع آفتاب کے بعد کا وقت) سورۃ التین (انجیر) سورۃ زلزال (کانپنا زلزلہ) سورۃ العصر (زمانہ) سورۃ الفیل (ہاتھی) سورۃ لھب (آگ کا بھڑکنا) سورۃ الفلق (طلوع صبح) سورۃ الناس انسان (مصنف ڈاکٹر غلام جیلانی برق)۔

قرآن کی کل سورتیں (۱۱۴) قرآن کی کل آیات ۶۲۳۶ قرآن میں رکوع ۵۵۸
قرآن میں حروف ۳۲۳۶۷۱ قرآن میں لفظ ۷۱ ۲۳۶۷ کلمات ۷۷۹۳۴

جن نبیوں کا ذکر توریت زبور انجیل اور قرآن میں پایا جاتا ہے۔

۱) حضرت ابراہیمؑ : قرآن میں حضرت ابراہیم کا ۶۰ دفعہ نام آیا ہے سب سے زیادہ سورۃ البقرہ میں ۱۴ دفعہ نام آیا ہے

۲) حضرت اسماعیلؑ : حضرت اسماعیل کا ۱۲ دفعہ ذکر آیا ہے سورۃ البقرہ میں حضرت اسماعیل کا ۵ دفعہ ذکر ہے۔

۳) حضرت اسحاقؑ : حضرت اسحاق کا ۱۵ دفعہ ذکر آیا ہے سورۃ البقرہ میں ۳ دفعہ ذکر ہے۔

۴) حضرت یعقوبؑ : حضرت یعقوب کا ۲۰ دفعہ ذکر آیا ہے سورۃ البقرہ میں ۷ دفعہ ذکر ہے۔

۵) حضرت موسیٰؑ : حضرت موسیٰ کا ۱۳۳ دفعہ ذکر ہے حضرت موسیٰ کا سب سے زیادہ ذکر سورۃ الاعراف میں ۲۱ دفعہ آیا ہے اُس کے بعد ۱۸ دفعہ سورۃ القصص میں ۱۳ اور سورۃ طٰہٰ میں ۱۵ دفعہ آیا ہے۔

۶) حضرت داؤدؑ : حضرت داؤد کا ذکر ۱۳ دفعہ آیا ہے۔

۷) حضرت عیسیٰ : حضرت عیسیٰ کا ذکر ۲۸ دفعہ آیا ہے سورۃ المائدہ میں ۹ دفعہ ذکر آیا ہے سورۃ البقرہ میں ۳ دفعہ ذکر آیا ہے سورۃ آل عمران میں ۴ دفعہ ذکر آیا ہے اور سورۃ نساء میں ۶ دفعہ ذکر ہے۔

۸) حضرت مریمؑ : حضرت مریم علیہ سلام کا ذکر ۳۶ دفعہ آیا ہے۔

۹) حضرت سلیمانؑ : حضرت سلیمان علیہ سلام کا ذکر ۱۲ دفعہ آیا ہے۔

۱۰) حضرت نوحؑ : حضرت نوح علیہ سلام کا ذکر ۴۰ دفعہ آیا ہے ۹ دفعہ سورۃ ھود میں آیا ہے۔

۱۱) حضرت ایوبؑ : حضرت ایوب کا ۳ دفعہ ذکر آیا ہے سورۃ نساء میں ایک دفعہ، سورۃ الانبیآ میں ایک دفعہ اور سورۃ انعام میں ایک دفعہ ذکر ہے۔

۱۲) حضرت زکریاؑ : حضرت زکریا کا ٦ دفعہ ذکر آیا ہے سورۃ آلِ عمران میں ۳ دفعہ ذکر آیا ہے۔

۱۳) حضرت یوسفؑ : حضرت یوسف کا ۲۵ دفعہ ذکر آیا ہے سورۃ یوسف میں ۲۴ دفعہ ذکر ہے۔

۱۴) حضرت لُوطؑ : حضرت لُوط کا ذکر ۲٦ دفعہ آیا ہے سورۃ ھود میں ۵ دفعہ اور سورۃ العنکبوت میں ۴ دفعہ ذکر آیا ہے۔

۱۵) قرآن میں موسیٰ کی توریت کا ذکر ۱۷ دفعہ آیا ہے۔

۱٦) حضرت داؤد کے زبور کا ذکر دو دفعہ آیا ہے سورۃ بنی اسرائیل میں ایک دفعہ اور سورۃ الانبیاء میں بھی ایک دفعہ ذکر آیا ہے۔

۱۷) حضرت عیسیٰ کی انجیل کا ذکر ۱۰ دفعہ آیا ہے آل عمران میں ۳ دفعہ المائدہ میں ۳ دفعہ ذکر آیا ہے۔

۱۸) قرآن میں توریت زبور اور انجیل کی تصدیق: ان تینوں کتابوں کے بارے میں ۱۳ دفعہ تصدیق کی گئی ہے۔ سورۃ آل عمران ۳ دفعہ سورۃ الفاتحہ، سورۃ البقرہ، سورۃ النساء، سورۃ المائدہ، سورۃ الانعام، سورۃ یونس، سورۃ یوسف، سورۃ فاطر، سورۃ الاحقاف

اور سورۃ التحریمہ سب میں ایک ایک دفعہ ذکر ہے کُل ۱۳ دفعہ ذکر آیا ہے۔

کُتب سماوی پر ایمان: قرآن میں کُتب سماوی کو تین ناموں سے پُکارا ہے صحیفہ، زبور، کتاب، قرآن کُتبِ سماوی پر ایمان لانا ضروری قرار دیا ہے۔ سورۂ نساء (۴-۳۰) ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو ایمان لاؤ اللہ پر اور اِس کے رسول پر اور کتاب پر جو اُس نے اپنے رسول پر اُتاری اور اس کتاب پر جو پہلے اُتاری'' سورۂ یونس (۱۰-۳۷) ''اور یہ قرآن ایسا نہیں ہے کہ اللہ کے سوا اوروں کا اقرار ہو بلکہ یہ اس کی تصدیق ہے جو اِس سے پہلے ہے اور آسمانی تعلیم کی تفصیل ہے اِس میں ذرا شک نہیں ہے جہانوں کے ربّ کی طرف سے ہے۔'' (مذاہب عالم تقابلی ص ۶۹۱)

قرآن پہلی الہامی کُتب کا مصدق: (۱) قرآن پہلی آسمانی کُتب کی تصدیق کرتا ہے سورۃ البقرہ (۲:۴۱) یعنی ایمان لاؤ جو مَیں نے اُتارا اِس کی تصدیق کرتا ہے اس آیت میں بنی اسرائیل کی کُتب کی تصدیق ہے۔

(۲) قرآن پہلی الہامی کُتب کو منسوخ کرتا ہے۔ قرآن سورۃ البقرہ (۲:۱۰۶) میں آیا ہے یعنی جو پیغام ہم منسوخ کر دیتے ہیں یا اِسے فراموش کر دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسا لے آتے ہیں۔

پہلی کُتبِ الہامی میں تحریف: تمام کُتبِ سماوی میں تحریف ہو چکی ہے جس کا اعلان چودہ سو سال پہلے قرآن نے کیا۔ سورۃ البقرہ (۲:۷۵-۷۹)

تفسیر قرآن میں ان باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(۱) قرآن کی تفسیر (۲) قرآن کی تاویل (۳) قرآن کی تحریف۔

قرآن کی تفسیر: تفسیر قرآن کے چند مرتبے ہیں۔

(۱) تفسیر بالقرآن یہ سب سے مقدم ہے (۲) اس کے بعد تفسیر قرآن بالآحادیث
(۳) پھر قرآن کی تفسیر صحابہ کرام کے قول سے خصوصاً، فقہاء صحابہ اور خلفائے راشدین کی تفسیر۔

اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کرنا حرام ہے بلکہ اس کے لِئے نقل کی ضرورت ہے۔ قرآن کی جائز تاویل اپنے علم ومعرفت سے کرنا جائز اور باعث ثواب ہے قرآن کی تحریف کرنا کفر ہے۔

تفسیر کے معنی: تفسیر کے لغوی معنی ہیں ظاہر کرنا اور تاویل کے معنی ہیں لوٹنا تاویل کا تعلق فہم سے ہے۔

تقلید: تقلید کے دو معنی ہیں ایک لغوی دوسرے شرعی لغوی معنی قلادہ درگردن بستن گلے میں ہار یا پٹہ ڈالنا۔ شرعی معنی کسی کے قول وفعل کو اپنے پر لازم شرعی جاننا تقلید شرعی شریعت کے احکام میں کسی کی پیروی کرنے کو بھی کہتے ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ کے مسائل ہیں۔

قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق: قرآن کے مخلوق اور غیر مخلوق ہونے میں اختلاف ہے پہلے جس نے قرآن کے مخلوق ہونے میں اختلاف کیا وہ امام ابوحنیفہ ہیں۔ امام ابو یوسف سے یہ دریافت کیا گیا تو وہ مخلوق کہنے سے منکر ہوئے اور امام ابوحنیفہ سے دریافت کیا گیا تو بولے قرآن مخلوق ہے کیونکہ جس نے کہا قسم قرآن کی ایسا نہ کروں گا تو اس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اور جو چیز اللہ کے سوا ہے سب مخلوق ہے۔ معتزلہ کے ہاں کلام نفسی اور لفظی کی تفریق نہیں اِس لِئے قرآن کو مخلوق کہتے ہیں کہ قرآن مجید خُدا کا ایک جدید کلام ہے۔ جو حضورؐ کے ساتھ

وجود میں آیا معتزلہ کہتے ہیں کہ اُن لوگوں پر کفر کا الزام کیوں نہیں قائم کرتے جو قرآن کو غیر مخلوق قرار دیتے ہیں۔ اللہ کا کلام مرکب ہے جو حروف اور آواز سے حادث ہے قدیم نہیں ہے اِس واسطے اُس کی ذات پاک کے ساتھ قائم ہوتا تجویز نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں جب اللہ چاہتا ہے تو اُسے کبھی لوح محفوظ میں پیدا کر دیتا ہے اور کبھی جبرائیل میں اور کبھی نبی میں (مذہب اسلام ص ۱۴۵)۔

نوٹ: اہلِ سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن پاک کے الفاظ کا تلفظ جو پڑھنے والا اپنی زبان سے ادا کرتا ہے یا لکھنے والا اپنے قلم سے تحریر کرتا ہے مخلوق ہے اور وہ مفہوم یا عبارت جس کا تلفظ کیا جاتا ہے یا جس کو تحریر میں لایا جاتا ہے غیر مخلوق ہے اور خدا کی صفت ہے۔)

نام کُتب

(۱) فقہ واصولِ فقہ، پروفیسر میاں منظور احمد، علمی کتاب خانہ۔ کبیر سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

(۲) تعلیم اسلام، حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ، الفیصل ناشران وتاجران کتب غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

(۳) مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، چوہدری غلام رسول ایم۔اے، علمی کتاب خانہ کبیر سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

(۴) دو قرآن، ڈاکٹر غلام جیلانی برق، اسد پبلیکیشنز ۱۹۹ سرکلر روڈ لاہور۔

(۵) جاء الحق وزہق الباطل، مفتی احمد یار خان نعیمی، مکتبہ اسلامیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

(۶) حقیقۃ الفقہ، حضرت مولانا محمد داؤد، اسلامک پبلشنگ ہاؤس ۲۔ شیش محل روڈ لاہور۔

(۷) آئینہ پرویزیت، مولانا عبدالرحمٰن کیلانی، ناشر مکتبہ السلام سٹریٹ نمبر ۲۰، وسن پورہ لاہور۔

(۸) تفسیر القرآن بالقرآن، شائع کردہ ادارہ بلاغ القرآن سمن آباد لاہور۔

(۹) اسلامی انسائیکلوپیڈیا، مولوی محبوب عالم، ناشران وتاجران الفیصل اردو بازار۔

باب نمبر 3

حدیث

عنوانات

۱- حدیث کے لغوی معنی
۲- حدیث کی تعریف
۳- حدیث کی قسمیں
۴- سُنت
۵- صحاح ستہ
۶- متواتر و آحاد
۷- صحیح حدیث
۸- حدیث حسن
۹- حدیث ضعیف
۱۰- حدیث متفق علیہ
۱۱- حدیث مُرسل
۱۲- حدیث منقطع
۱۳- حدیث معضل
۱۴- حدیث منکر
۱۵- حدیث مضطرب
۱۶- احادیث کا علوم
۱۷- علم اسماالرجال
۱۸- راوی
۱۹- محدث، اثر
۲۰- اسناد
۲۱- متن
۲۲- غریب، مرسل، منکر
۲۳- موطا، اصحاب سنن
۲۴- امام بخاری
۲۵- امام مسلم
۲۶- امام ترمذی
۲۷- امام ابوداؤد
۲۸- امام نسائی
۲۹- امام ابن ماجہ
۳۰- صحابہ
۳۱- تابعی
۳۲- تبع تابعین
۳۳- چہل حدیث
۳۴- اہل تشیع کی حدیثیں
۳۵- حضرت علی کی مشہور احادیث

اسلامی شریعت کا پورا علم ہم کو دو بڑے ذرائع قرآن وحدیث سے حاصل ہوتا ہے۔

حدیث کے لغوی معنی: بات چیت، نئی چیز، بیان، ذکر، قصہ، کہانی، تاریخ یا سند ہے۔

حدیث کا لغوی مفہوم: (۱) حدیث کا لفظ قدیم کی ضد ہے اور اس کا مصدر ''حدث'' ہے جس کا اطلاق نئے عوارض پر ہوتا ہے ''رجل حدث'' کے معنی جوان آدمی ہے نئی چیز اور نئی بات کو حدیث کہتے ہیں ''حادثہ'' کو اسی لئے یہ نام دیا گیا ہے کہ وہ وقوع کے اعتبار سے نیا ہوتا ہے۔

(۲) حدیث کا لفظ بات چیت اور گفتگو کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اس کی جمع صحیح مذہب کے مطابق احادیث ہے۔

(۳) دنیا کے عجائبات اور خلاف امید واقعات، حکایات اور قصوں کو بھی احادیث فرمایا گیا ہے۔

حدیث کی تعریف: حدیث کا لفظ تحدیث سے اسم ہے تحدیث کے معنی خبر دینا ہے۔ ظہور اسلام سے پہلے عرب حدیث کے لفظ کو اخبار کے معنی میں استعمال کرتے تھے مثلاً وہ اپنے مشہور ایام کو احادیث کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ اسی لئے شیعہ نے اس روایت کو قائم کیا ہوا ہے اور اپنی حدیث کی کتابوں کو اخبار کہتے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں ''حضرت محمد ﷺ کے قول وفعل اور تقریر کا نام حدیث ہے'' اس کی جمع احادیث ہے۔ اصطلاحی معنی میں حضورؐ کے وہ اقوال ہیں جو راویوں کے ذریعہ نسلاً بعد نسل تواتر کے ساتھ وہ عمل میں پہنچے ہیں۔

(۱) حدیث کے معنی اسلامی اصطلاح میں حضورؐ کی وہ باتیں ہیں جن کو حضورؐ نے

قرآن کو سمجھانے کے لیئے بتائی ہیں۔ جیسے قرآن کہتا ہے کہ نماز پڑھو مگر قرآن میں وقت کے متعلق نہیں لکھا کہ کس وقت سے کس وقت تک اور کس وقت کتنی رکعت پڑھنی چاہیے رکوع کیسے کرنا چاہیے اور سجدہ کیسے کرنا چاہیے۔ اور اِس نماز میں کیا پڑھنا چاہیے یہ سب قرآن میں بیان نہیں ہوا ہے یہ سب باتیں حضورؐ نے بتائی ہیں اور یہ سب باتیں حدیث سے ملتی ہیں۔

حدیث کی قسمیں : حدیث کی دو قسمیں ہیں ایک الٰہی جسے قدسی کہتے ہیں اور دوسری نبوی، قدسی حدیث میں حضورؐ اپنے پروردگار سے روایت کرتے ہیں۔

حدیث قدسی اور دیگر احادیث میں نمایاں فرق یہ ہے کہ اس میں (قال اللہ تعالیٰ) ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' کے الفاظ ہوتے ہیں ویسے دیگر الہامات ربانی کی طرح یہ بھی ایک الہام ہوتا ہے۔ حضورؐ بسا اوقات کچھ چیزیں اللہ کی طرف منسوب کر کے فرمایا کرتے تھے مگر قرآن میں وہ موجود نہیں اس طرح کی احادیث کو ''حدیث قدسی'' کہا جاتا ہے۔

۱۔ قولی : جو حضورؐ نے اپنی زبان سے فرمایا ہو اُس کو حدیث قولی کہتے ہیں۔ صحاح ستہ کی اکثر احادیث حضورؐ کے اقوال ہیں مثلاً حضورؐ کا یہ فرمان ''جیسے مجھے نماز پڑھتا دیکھتے ہو اس طرح نماز پڑھو'' قولی حدیث کو اثبات احکام کے لحاظ سے اولین مقام حاصل ہے۔

۲۔ فعلی : جو حضورؐ نے اپنے ہاتھ سے یا کسی اور طریقے سے کسی کام کو کیا ہو اُس کو حدیث فعلی کہتے ہیں مثلاً حضورؐ نے ایک ہاتھ کی اُنگلیاں دوسرے ہاتھ کی کھائیوں میں تر کر کے پھنسائیں اور کھائیاں تڑکیں آواز آئی یہ حدیث فعلی ہے۔ نماز، وضو،

اعتکاف اور دیگر افعال یہ سنت اور حجت ہیں۔

۳۔ تقریری: کوئی کام یا بات جو حضورؐ کے سامنے واقعہ ہُوا ہو اور حضورؐ نے اُس کام کو دیکھا اور حضورؐ نہ بولے نہ انہوں نے اُس کام کو غلط کہا اور نہ صحیح کہا اس پر اعتراض نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ جائز اور درست ہے ورنہ حضورؐ خاموش نہ رہتے۔

صحابی کے کسی فعل پر حضورؐ کا خاموش رہنا محدثین کی اصطلاح میں ''تقریر'' کہلاتا ہے یہ حدیث کی تیسری قسم ہے جسے حدیث تقریری کہتے ہیں۔

سُنت: سُنت کے لغوی معنی ہیں طریقہ یا قاعدہ یا کسی کا ڈھب یا زندگی کا اسلوب ہے۔ اسلام میں سُنت سے مُراد حضُورؐ کی فعلی روش ہے پس وہ عملی نمونہ جو حضُورؐ نے پیش کیا اِسی کا نام سُنت ہے۔ سُنت کے لفظی معنی راستہ اور طریقہ کے ہیں اسلامی اصطلاح کے مطابق سُنت کے ادا کرنے سے ثواب ملتا ہے سُنت ادا نہ کرنے میں عذاب نہیں ملتا سُنت اُس کام کو کہتے ہیں جس کو رسُول اللہ یا صحابہ کرام نے کیا ہو یا حکم فرمایا ہو۔

جب بھی لفظ سُنت آئے گا تو اُس کا تعلق حضورؐ سے ہوگا۔ اصول حدیث وفقہ کے علماء کے نزدیک ''حدیث'' و ''سنت'' کے الفاظ ہم معنی ہیں یہ کہنا کہ سنت سے مراد حضورؐ کا عملی طریق اور حدیث سے مراد حضورؐ کے اقوال ہیں بالکل غلط اور فن سے ناواقف ہونے کی دلیل ہے۔ سنت اور حدیث مترادف ہیں اور شرعاً یہ دونوں حجت ہیں سنت کا اطلاق زیادہ تر حضورؐ کے اقوال وافعال اور تقریر پر کیا جاتا ہے لہٰذا یہ لفظ علمائے اصول کے نزدیک حدیث کا مترادف ہے ''حدیث'' و ''سنت'' کے الفاظ ہم معنی ہیں۔

صرف چند ایک سنتیں جو حضرت ابراہیم کی ہیں جن کو مسلمان مانتے ہیں مثلاً حج کی چند رسومات اور قربانی کی عید اس کو سنت ابراہیمی بھی کہتے ہیں سنت کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ سُنت موکدہ ۲۔ سُنت غیر موکدہ سنت موکدہ اور سُنت غیر موکدہ کا زیادہ ذکر نمازروں میں آئے گا۔

۱۔ **سُنت موکدہ**: وہ عمل ہے جس کو حضورؐ نے کبھی نہ چھوڑا ہو اُس کو سُنت موکدہ کہتے ہیں۔

۲۔ **سُنت غیر موکدہ**: اُس عمل کو کہتے ہیں جس کام کو کبھی حضورؐ نے چھوڑ دیا ہو اُس کو سُنت غیر موکدہ کہتے ہیں۔

اسلامی اصطلاح میں اگر کوئی شخص سُنت وحدیث کو نہیں مانتا تو حقیقت میں وہ قرآن کے کلامِ الٰہی ہونے کا انکار کرتا ہے۔ سنتوں اور حدیثوں کی بہت سی اسلامی کُتب مشہور ہیں مگر آٹھ کتابیں زیادہ مشہور ہیں۔

(۱) بخاری شریف (۲) مسلم شریف (۳) سنن ترمذی شریف (۴) سنن ابوداؤد شریف (۵) سنن نسائی شریف (۶) موطا امام مالک (۷) مسند امام احمد بن حنبل (۸) ابن ماجہ ان کے علاوہ بھی بہت سی حدیث کی کتابیں ہیں۔

صحاح ستہ: محدثین کی اصطلاح میں صحاح ستہ حدیث کی درج ذیل چھ کتابوں کو کہتے ہیں۔

(۱) بخاری (۲) مسلم (۳) ترمذی (۴) ابوداؤد (۵) نسائی (۶) ابن ماجہ۔

پہلا طبقہ: جو حدیث کی کُتب طبقہ اولی میں اعلیٰ درجہ کی ہے وہ تواتر کی حد تک پہنچ جاتی

ہے طبقہ اولی کی تین احادیث کی کُتب میں موطا امام مالک، صحیح بخاری، صحیح مسلم ان میں متواتر، صحیح اور حسن ہر قسم کی حدیثیں پائی جاتی ہیں۔

دوسرا طبقہ: ان حدیث کی کتب میں جو کتاب طبقہ اولی کے درجے تک نہیں پہنچتی لیکن طبقہ اولی کے قریب قریب ہیں اس طبقہ میں سنن ابوداؤد، جامع ترمذی اور نسائی ہیں مسند احمد بن حنبل بھی تقریباً اسی طبقے کی ہیں۔ متاخرین نے ان کو قبول عام کی سند دے دی ہے اور ضعیف کے باوجود ان سے کثیر علوم و احکام اخذ کئے ہیں ان میں عقائد و شریعت کے اصول و استنباط کرتے ہیں۔

تیسرا طبقہ: وہ تصانیف جو بخاری سے قبل یا ان کے زمانہ میں یا اِن کے بعد تصنیف ہوئیں ان کی تمام قسمیں ضعیف، معروف، غریب، شاذ، منکر، خطا، ثواب اس میں ہر قسم کی حدیث شامل ہے ان کے اکثر راوی مستور الحال ہیں۔

چوتھا طبقہ: اس طبقہ میں وہ نا قابلِ اعتماد کُتب شامل ہیں جو پچھلے ادوار میں افسانہ گو واعظوں، صوفیوں، مورخین اور غیر عادل اصحاب بدعت سے حدیثیں سن کر تصنیف کی گئی ہیں۔

حدیث کی دو اقسام بہت مشہور ہیں: ۱۔ متواتر ۲۔ آحاد

متواتر حدیث: یہ وہ حدیث ہے جس کو ہر زمانہ میں راویوں نے کثرت سے روایت کیا ہو سب راویوں کا کسی جھوٹی بات پر متفق ہو جانا عقل کے نزدیک محال ہو۔ اِس کی مثال نماز کی رکعتوں والی روایت یا زکوۃ کی مقداروں والی روایت ہو متواتر وہ حدیث ہے جسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے پر امت کا اجماع ہُوا ہو۔ اور جس کو مذکورہ جماعت سند کے اول اوسط اور آخر میں ایک ہی قسم کے الفاظ

کے ساتھ روایت کرتی ہو مثلاً۔

(۱) متواتر حدیث جس میں چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۲) واقعہ معراج (۳) متواتر حدیث میں حضورؐ کی شفاعت کا ذکر کیا گیا ہو۔

(۴) متواتر حدیث جس میں آپؐ کی اُنگلیوں سے پانی پھوٹنے لگا اور سب لشکر سیراب ہو گیا ہو۔

(۵) وہ حدیث جس میں کھجور کے اس تنے کے رونے کا ذکر کیا گیا ہے جس کے ساتھ سہارا لگا کر آپؐ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

متواتر حدیث کی حجیت پر سب عقل مند متفق ہیں متواتر کے سوا باقی سب آحاد حدیثیں ہیں۔

آحاد: آحاد حدیث اُس کو کہتے ہیں جن کی روایت میں اتنی کثرت نہ ہو جو کئی طریقوں سے حاصل ہوئی ہو اور ان کے ثبوت میں کوئی شبہ بھی نہ رہا ہو۔

آگے آحاد کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) مشہور: جس حدیث کے راوی ہر زمانے میں دو سے زائد رہے ہوں اس کو ''مشہور'' حدیث کہتے ہیں۔

(۲) عزیز: جس حدیث کے راوی کسی زمانے میں کم سے کم دو رہے ہوں اس کو ''عزیز'' کہتے ہیں۔

(۳) غریب: جس حدیث کے راوی کسی زمانے میں ایک رہا ہو ''غریب'' کہلاتی ہے۔

حدیث کی کتابوں میں اکثر یہ دیکھنے میں آئے گا کہ یہ حدیث غریب ہے یہ حدیث مشہور ہے اور یہ حدیث عزیز ہے تو اُسی وقت یہ پتہ چل جانا چاہیے کہ یہ

حدیث کی کون سی قسم ہے۔ مشہور حدیث کی آگے قسمیں ہیں جن کا بہت دفعہ ذکر آئے گا صحیح حدیث کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) صحیح (۲) حسن (۳) ضعیف

۱۔ صحیح حدیث: (صحیح حدیث اس کو کہتے ہیں جن کی سند حسن ہو اور جس کے بارے میں راوی عادل ہوں مجروح (بدنام) اور مستور الحال (گم نام) نہ ہوں اور مصنف سے رسول اللہ تک سند متصل ہو (متصل سے مراد یہ ہے کہ سند کہیں سے منقطع نہ ہو) یعنی سلسلہ روایت کی کوئی کڑی درمیان سے غائب نہ ہو۔ اور دوسرے راویوں کی روایت سے نہ ٹکرائے اور اس میں کوئی پوشیدہ سبب موجود نہ ہو۔ صحیح حدیث شاذ نہیں ہوتی شاذ سے مُراد ایک راوی اپنے سے بڑے راوی کی مخالفت نہ کرتا ہو۔ محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحیح ترین احادیث وہ ہیں جن کو اہلِ مدینہ نے روایت کیا اِس کے بعد اہلِ بصرہ کا درجہ ہے پھر اہلِ شام کا صحیح ترین احادیث وہ ہیں جن کو اہلِ حرمین (مکہ و مدینہ) نے روایت کیا اور اِس میں کوئی عیب چھپا ہوا نہ ہو اور نہ معتبر لوگوں نے مخالفت کی ہو۔

کوئی صحیح حدیث قرآن کے خلاف نہیں ہوسکتی۔ محدثین کا اصول ہے کہ جو روایت قرآن اور سنت مطہرہ کے خلاف ہو وہ قول رسول نہیں ہوسکتی۔ امام بخاری، مسلم اور دیگر ائمہ حدیث نے ''اصول حدیث'' کی روح سے جن احادیث کو صحیح کہا ہے یقیناً وہ قرآن وسنت کے مطابق ہیں صحیح بخاری و مسلم میں صرف صحیح احادیث درج کی گئی ہیں۔ اس لئے ان میں کوئی روایت نہیں جو کتاب وسنت کے خلاف ہو۔

(۱) حضرت عیسیٰ ابن مریم کا دوبارہ دنیا میں آنا۔

(۲) حضورؐ پر ذاتی حیثیت سے جادو کے چند اثرات کا ہوجانا۔

(۳) دجال سے متعلق۔

(۴) عذاب قبر سے متعلق اخبار (احادیث) اور ان جیسی باتیں قرآن کے خلاف نظر آتی ہیں تو یہ دراصل ان کی کم علمی اور جہالت ہے یہ وہ روایات ہیں جنہیں تحقیق کے بعد محدثین نے صحیح کہا ہے۔ یہ قرآن کے خلاف نہیں بلکہ ان منکرین کی خود ساختہ شرح قرآن اور مفہوم کتاب اللہ کے الٹ ہے۔

۲- حدیث حسن: اس کی تعریف میں اختلاف ہے اس کی دو قسمیں ہیں ابن صلاح نے حسن حدیث کی تعریف یوں بیان کی ہے۔

(۱) وہ حدیث جس کے کسی ایک راوی کی اہلیت اور حالات کا پوری طرح علم نہ ہو لیکن اتنا ضرور معلوم ہو کہ فاسق اور کثیر الخطا نہیں تھا اور نہ اس پر جھوٹ کا الزام ہو۔

وہ حدیث جس کا راوی صدق و امانت میں مشہور ہو لیکن قوتِ حفظ اور ملکہ اخذ میں اس کا مرتبہ صحیح حدیث کے راویوں سے فروتر محدثین تک ہو۔ اسلامی اصطلاح کے مطابق، دیندار، پرہیزگار اور خوب یاد رکھنے والے لوگوں نے اِسے ہر زمانہ میں برابر روایت کیا ہو اور اس میں چھپا ہوا عیب نہ ہو اور نہ ہی معتبر لوگوں نے اُس روایت کی مخالفت کی ہو۔ حدیث بخاری اور حدیث مسلم میں زیادہ تر انہی الفاظ کو استعمال کیا گیا ہے۔

۳- حدیث ضعیف: وہ حدیث جس کے راوی معتبر نہ ہوں اور جو مشکوک سمجھی جاتی ہو (اردو لغت)۔ یہ حدیث کی تیسری قسم ہے اس کا اطلاق اس حدیث پر ہوتا ہے جس کے متن یا سند میں کوئی صف پایا جائے اور جس میں صحیح یا حسن کی صفات موجود نہ ہوں جس کے راوی معتبر نہ ہوں اور جو مشکوک سمجھی جاتی ہو۔

ضعیف حدیث سے نہ کوئی شرعی حکم ثابت ہوتا ہے اور نہ اِس سے حلال وحرام ثابت ہوتا ہے اِس پر عمل کرنے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے ضعیف حدیث کی کُتب کتاب الصعفا ابنِ حبان کتاب المراسل، کتاب العلل ،ضعیف حدیث کی اقسام، مرسل، منقطع ،منکر، متروک، شاذ، معلل ،مدرج ،مقلوب، مفطرب، مفحف۔

متفق علیہ حدیث: وہ حدیث ہے جس کو امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی کُتب میں نقل کیا ہو۔

حدیث مُرسل: وہ حدیث ہے جس کے سلسلہ اسناد سے آخری کڑی یعنی صحابی مفقود ہو۔

حدیث منقطع :وہ حدیث ہے جس کے سلسلہ اسناد سے کوئی راوی چھوٹ جائے۔

حدیث معضل : وہ حدیث ہے جس کے سلسلہ اسناد سے دو یا دو سے زائد راوی غائب ہوں یا کسی تبع تابعی نے حدیث بیان کی ہو مگر تابعی اور صحابی دونوں کا ذکر نہ کیا ہو۔ حدیث معضل کو حدیث ضعیف بھی کہتے ہیں جس کے دو راوی برابر ساقط ہوں۔

حدیث منکر: وہ حدیث ہے جس کا راوی اپنی روایت میں منفرد ہو اور اس کے اندر عدالت اور ضبط دونوں صفات موجود ہوں۔

حدیث مضطرب: اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی روایات اپنے متن اور سند میں باہم مختلف ہوں۔ وہ تصانیف جو بخاری سے قبل یا اُن کے زمانہ میں یا اُن کے بعد تصنیف ہوئیں ان میں صحیح ،حسن ،ضعیف، معروف ،غریب ،منکر خطا ثواب ہر قسم کی احادیث شامل ہیں۔

احادیث سے متعلق علوم: علماء حدیث نے تحفظ حدیث کے لئے جو ذرائع

اختیار کیے اور جو علوم مدون کیے اُن کی تعداد پینسٹھ (65) تک بیان کی گئی ہے۔

علم اسما الرجال: یہ علم حدیث راویوں کے حالات سے بحث کرتا ہے گویا تمام حدیث کے راویوں کی مفصل تاریخ، حالات، پیدائش، وفات، اساتذہ کی تفصیل ماہرین علم حدیث کے فیصلے درج ہیں یہ علم بہت ہی وسیع مفید اور دلچسپ ہے۔ محدثین نے تابعین اور تبع تابعین کے بعد راویوں کے حالات اُن کے ضبط واتقان وعدالت، امانت ودیانت، اخلاق وعادات اور معمولات ومعاملات سے تعلق رکھنے والے اوصاف کو پوری چھان بین کے بعد قلم بند کیا۔ جن لوگوں نے یہ جلیل القدر کام سرانجام دیا انہیں رجال جرح وتعدیل کہا جاتا ہے (نوٹ جرح سے مراد کسی راوی میں کسی خامی وخرابی کی نشاندہی کرنا اور تعدیل کے معنی ہیں عادل اور ثقہ قرار دینا۔ جرح وتعدیل کے اِس فن کو ''فن جرح وتعدیل'' یا علم اسماءالرجال کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ علمِ الحدیث میں سب سے نازک شعبہ علم اسماء الرجال کا ہے۔ جس میں اُن لوگوں کے حالات قلم بند کئے گئے ہیں جنہوں نے احادیث وآثار کو بل واسطہ یا بلاواسطہ نقل کیا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک لاکھ انسانوں کی تاریخ تیار کی گئی جس میں صرف وطن اور ولادت، وفات کا وقت یا عام حالات زندگی بتانے پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اس میں امانت وخیانت اور صدق وکذب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان ایک لاکھ انسانوں میں صحابہ کرام کی تعداد ساڑھے سات ہزار ہے۔ اسماءالرجال کی ایک جامع کتاب ابن خاکان نے ۶۸۱ ھ میں تصانیف کی ہے جس کا ترجمہ انگریزی زبان میں بھی ہو چکا ہے یہ سب کتابیں عربی میں ہیں۔

راوی: حضور پاک سے حدیث کی کتاب لکھنے والے تک جن جن لوگوں نے

حدیث بیان کی ہو اُس کو راوی کہا جاتا ہے امام بخاری وغیرہ نے حدیث کے ساتھ اُس کے راویوں کے نام بھی لکھے ہیں۔

محدث: (م ۔ ح ۔ د ث) تین لفظ ہیں اسلامی اصطلاح میں محدث حدیث بیان کرنے والے کو کہتے ہیں۔ اُردو لغت میں محدث (م ۔ حد ۔ د ۔ ث) علم حدیث کا جاننے والا فقیہ۔

لفظ محدثین: حدیثیں جمع کرنے والوں یا حدیثوں کو نقل کرنے والوں کو محدثین کہتے ہیں یا حدیثیں بیان کرنے والوں کو بھی محدثین کہتے ہیں۔ یا جو شخص ''علوم حدیث'' میں ماہرانہ بصیرت رکھتا ہو اسے محدث کہتے ہیں اور محدث کی جمع محدثین ہے۔

اثر: صحابہ کے قول اور فعل کو اثر کہا جاتا ہے اس کی جمع آثار ہے۔ کسی چیز کے بقیہ اور نشان کو کہتے ہیں نقل کو اثر سے تعبیر کیا جاتا ہے ''جس بات میں تم بحث کر رہے ہو سننے والے نقل کرنے والے کی نگاہ میں برابر ہے'' صحابہ کرام اور تابعین سے جو مسائل معقول نہیں انہیں آثار کہا جاتا ہے اصطلاحاً حضورؐ کے ارشادات پر بھی اثر بولا جاتا ہے۔

اسناد: صحابہ کرام کے عہد میں کسی روایت کی توثیق کا قاعدہ یہ تھا کہ راوی سے شہادت طلب کی جاتی تھی۔ تابعین کے عہد میں صرف شہادت کافی نہیں ہو سکتی تھی۔ اِس لِئے اسناد کا سلسلہ قائم کیا گیا یعنی جب بھی کوئی راوی روایت بیان کرتا تھا تو اُسے بتانا پڑتا تھا کہ اس نے وہ روایت کس سے سُنی ہے اور اس روایت کا سلسلہ صحابہ تک پہنچ جاتا تھا اور پھر اُس روایت کا سلسلہ ثقہ راویوں کے ذریعہ حضورؐ تک پہنچتا تھا جب طرح طرح کے فرقے پیدا ہو گئے تو عقائد باطلہ کو ثابت کرنے کے

لئے احادیث وضع ہونا شروع ہوئیں تو سند حدیث کی روایت کے لئے ایک لازمی اور اہم شرط قرار دے دی گئی۔ حدیث کے راویوں کے سلسلہ کو سند کہتے ہیں۔ عظیم محدث ابن مبارک کہتے ہیں "جو شخص دین کو بغیر اسناد کے حاصل کرتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بغیر سیڑھی کے چھت پر چڑھے"

اسناد کے بغیر حدیث کی کوئی وقعت نہیں۔" (۱) اسناد بیان کرنا (۲) نسب بیان کرنا (۳) اعراب لگانا۔" سند اور روایت کا علم اللہ کا وہ انعام ہے جس کے ساتھ اُمت محمدیہ کو خاص کیا گیا ہے۔ اور اسے درایت کا زینہ و وسیلہ بنایا سند کے ذریعے ضعیف کی سیدھی اور ٹیڑھی بات کی شناخت ہوتی ہے۔ احادیث نبویہ خواہ قولی ہو یا فعلی یا تقریری دو حصوں میں منقسم ہے۔

(۱) وہ جس میں مولف کتاب مثلاً بخاری و مسلم سے لے کر حضورؐ تک راویان حدیث کے نام مذکور ہوتے ہیں اس کو اسناد کہتے ہیں۔

(۲) دوسرا حصہ جس میں حضورؐ کا ارشاد گرامی مذکور ہوتا ہے اس کو متن حدیث کہتے ہیں صحابہ کرام نے براہ راست حضورؐ سے حدیثیں سنی تھیں اس لئے صحابہ میں اسناد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آگے چل کر راویان حدیث اور حضورؐ کے درمیان واسطے بڑھے تو اسناد کی ضرورت پڑی۔

متن : حدیث کی عبارت کو متن کہتے ہیں۔

غریب : جس کے راوی کسی دور میں ایک ہی رہ گیا ہو۔

مُرسل : تابعی اور حضورؐ کے درمیان صحابی کا ذکر نہ ہو۔

منکر : اگر ضعیف راوی دوسرے ثقہ راوی کی مخالفت کرے تو ضعیف کی روایت

کو منکر اور اِس کے بالمقابل ثقہ کی روایت کو معروف کہتے ہیں۔

موطا: موطا کے معنی ہیں ایسی راہ جو لوگوں کے چلنے سے بن جائے۔ امام مالک نے دستورات مدینہ سے شریعت کا ایسا علم نکالا جو زندگی کے کُل معاملات پر حاوی ہو امام مالک نے جو تالیف کیا اُس کا نام انہوں نے موطا رکھا۔ یہ کتاب زیادہ تر صحابہ کے شرعی اقوال پر مبنی ہے موطا کے لغوی معنی ہیں سنوارا ہوا، ہموار کردہ، تحقیق شدہ، متفق علیہ، موطا اِس راستہ کو بھی کہتے ہیں جس پر لوگوں کا عام گزر ہو۔ یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ نام رکھتے وقت امام مالک کے سامنے موطا کا کونسا مفہوم تھا۔

۱۔ امام مالک بن انس پہلے شخص تھے جنہوں نے احادیث کو ایک مجموعی اور منضبط شکل میں پیش کیا حدیث کی اس کتاب کا نام موطا ہے۔ یہ احادیث کی کتابوں میں سب سے اوّل حدیث کی کتاب سمجھی جاتی ہے۔

۲۔ ان کے بعد امام احمد بن حنبل ۲۴۱ ہجری میں ایک اِسی قسم کا ''مخزن احادیث'' کی کتاب لکھی جو مسند کے نام سے مشہور ہے۔

۳۔ تیسری صدی ۲۵۶ ہجری میں بخاری شریف ترتیب دی گئی۔

۴۔ اور مسلم حدیث ۲۶۱ ہجری میں ترتیب دی اِن کے بعد ابوداؤد۔ ترمذی، نسائی اور ابنِ ماجہ کے مجموعے کو تیسری صدی ہجری میں ترتیب دی گئی۔

اصحابِ سنن: صحاح ستہ کی چار کتابوں کے مرتبین امام نسائی، امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام ابنِ ماجہ کو اصحاب سنن کہتے ہیں۔ ان حدیثوں کے مجموعوں میں صرف ان احادیث کو جمع کیا گیا ہے جن کا تعلق احکام سے ہے اِس لئے ان کو سنن کا نام دیا گیا ہے۔

''صحاح ستہ'' اور ان کے مدونین

(۱) الجامع الصحیح البخاری: امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (۱۹۴ تا ۲۵۶ھ)۔

(۲) الجامع الصحیح مسلم: امام مسلم بن حجاج بن مسلم قیشری (ف ۲۶۱ھ)۔

(۳) الجامع الترمذی: امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی (ف ۲۷۹ھ)۔

(۴) سنن ابی داؤد: امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث (ف ۲۷۵ھ)۔

(۵) سنن النسائی: امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن علی النسائی (ف ۳۰۳ھ)۔

(۶) سنن ابن ماجہ: امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی (ف ۲۷۳)۔

حدیث کی یہ چھ کتابیں مل کر صحاح ستہ کے نام سے مشہور ہوگئیں اسلام کے آغاز ہی سے نصف صدی کے اندر احادیث اور روایات بکثرت رائج ہوگئیں تھیں۔ لیکن دوسری صدی ہجری تک ان کی اشاعت زبانی ہوتی رہی تھیں ان حدیثوں میں اکثر ایک راوی کے مختلف مضمون کو ایک ہی جگہ نقل کیا گیا ہے۔

صحاح ستہ میں صحیح اور غیر صحیح ضعیف اور قوی احادیث کی تمیز و تفریق کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ حضورؐ کے زمانہ اور ان حدیث کی کتابوں کی ترتیب میں دوسو سال کا عرصہ ہے یعنی حضورؐ کے دوسو سال بعد ان کتابوں کو ترتیب دیا گیا۔ اور بھی بہت سی حدیث کی کتابیں حدیث قدسی اور حدیث مرسل کے نام سے دوسری اور تیسری صدی ہجری میں لکھی گئیں۔

امام بخاری: امام بخاری کا نام محمد بن اسمٰعیل بخاری ہے ۱۱ شوال ۱۹۴ ہجری (۲۱ جولائی ۸۱۰ء) کو جمعہ کی نماز کے بعد پیدا ہوئے بچپن ہی میں والد کا انتقال

ہوگیا تھا۔ والدہ نے تربیت کی دس سال کی عمر میں حدیث یاد کرنا شروع کیں بچپن ہی میں عبداللہ بن مبارک کی تصانیف حفظ کر لیں۔ امام بخاری کا حافظہ بلا کا تھا ۲۵۶ ہجری (۸۷۰ء) کو عید الفطر کی رات فوت ہوئے اور ثمر قند کے قریب خرتنگ کے گاؤں میں دفن ہوئے امام بخاری کی عمر باسٹھ سال تھی امام بخاری نے سولہ سال کی محنت اور کوشش کے بعد حدیث کی کتاب مکمل کی۔ چھ لاکھ حدیثیں یاد تھیں ہر حدیث لکھنے سے پہلے غسل کرتے پھر اس حدیث کو قلمبند کرتے۔ مدینہ منورہ میں تاریخ بخاری بنائی امام بخاری نے ٦ لاکھ حدیثوں کے ذخیرے میں سے چار ہزار حدیثیں چُن لیں جو اُن کے نزدیک بالکل صحیح تھیں اور اس کا نام الجامع الصحیح رکھا جس کو اب لوگ بخاری شریف کہتے ہیں۔ تمام عالموں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ قرآن کے بعد اسی کا درجہ ہے جہاں اسلامی دین کا علم پڑھایا جاتا ہے وہاں بخاری شریف کا پڑھنا نہایت ضروری ہے ورنہ کوئی شخص عالم نہیں بن سکتا۔ امام بخاری اور حضورؐ کے درمیان اڑھائی سو سال کا طویل زمانہ حائل ہے امام بخاری کی حدیثوں کو ستر ہزار لوگوں نے سند قرار دیا ہے۔

امام بخاری کی دیگر تصانیف تاریخ کبیر، تاریخ اوسط، تاریخ صغیر کتاب الکنی، کتاب الادب المفرد، کتاب الضعفاء ہیں۔

امام مسلم: حدیث مسلم کے بانی کا نام ابوالحسن مسلم بن الحجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری ہے۔ ان کی پیدائش ۲۰۴ ہجری میں ہوئی اور ۲۶۱ ہجری میں قریباً ۵۷ سال کے بعد نیشاپور میں فوت ہوئے۔ (صحیحین کے معنی صحیح اور درست کتابیں ہیں مگر صحیح ہونے کے لحاظ سے صرف یہی کتابیں پیش کی جاسکتی ہیں بخاری اور مسلم کو

صحیحین کہا جاتا ہے دینی طالب علموں کے لئے ان کا پڑھنا لازمی ہے۔

امام مسلم نے صحیح مسلم کے علاوہ بھی کتاب العلل، اوہام المحدثین، من لیس، لہ الا راد واحد، طبقات التابعین، المخضر مین، المسند الکبیر تصنیف کی ہیں۔

مسلم دنیا میں بخاری شریف کے بعد جس قدر قبولِ عام مسلم شریف کو حاصل ہوا ہے اور کسی کتاب کو نہیں مسلم کی بعض خصوصیات مثلاً اس کی ترتیب اور بیان کرنے کا ڈھنگ عمدہ ہے۔

امام ترمذی: دریائے جیجول کے کنارے ایک قدیم شہر ہے جسے لوگ ترمذ کے نام سے پکارتے تھے اس شہر کے چھ فرلانگ پر ایک گاؤں تھا۔ جس میں سنن ترمذی کے مصنف حضرت امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ۲۰۹ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اور ۲۷۹ھ کو فوت ہوئے اور ترمذ میں ہی دفن کیے گئے امام بخاری کے شاگرد ہیں جامع ترمذی کی چند خصوصیات مثلاً اس حدیث کے انواع صحیح، حسن، ضعیف، غریب معلل بعلل وغیرہ بیان کیے گئے ہیں۔ اس کی ترتیب عمدہ ہے اور تکرار نہیں دیگر تصنیف عارفتہ الاخودی، فی شرح الترمذی مصنفہ علامہ جلال الدین سیوطی ہیں۔

امام ابوداؤد: امام سنن ابوداؤد کا اصل نام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث الجستانی ہیں اور اسی کنیت کی طرف کتاب منسوب ہوگئی ہے یہ سیستان کے رہنے والے تھے جو سندھ اور ہرات کے درمیان قندھار کے قریب آباد تھا اس کے قریب چشت کا علاقہ تھا جس کی طرف ہندوستان کا مشہور گروہ صوفیاء چشتی منسوب ہے۔ ابوداؤد ۲۰۲ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۲۷۵ ہجری میں وفات پائی۔ سنن ابوداؤد کی مشہور کتابیں معالم السنن مصنفہ ابوسلیمان احمد بن ابراہیم الخطابی اور المجتبیٰ العزب

المورود فی شرح سنن ابوداؤد مصنفہ شیخ محمود محمد الخطاب سبکی مصری ہیں۔

امام نسائی: صحاح ستہ میں پانچویں کتاب نسائی شریف ہے اس حدیث کی کتاب کے مولف ابوعبدالرحمٰن بن شعیب ہیں جن کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے یہ نساء کے رہنے والے تھے جو خراسان کا ایک مشہور شہر تھا۔ ۲۱۴ ہجری میں پیدا ہوئے ۳۰۳ھ میں فوت ہوئے۔ انہوں نے پہلے سنن صغریٰ نام رکھا اور یہی وہ حدیث کی کتاب ہے جس کو نسائی شریف کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

نسائی میں بخاری اور مسلم کے بعد سب سے کم ضعیف حدیثیں پائی جاتی ہیں نسائی کی مشہور کتابیں شرح ابن ملقن اور زہر الربی مصنفہ علامہ جلال الدین سیوطی کی ہیں۔

امام ابنِ ماجہ: صحاح ستہ کی چھٹی کتاب ابن ماجہ ہے اس کے مولف کا نام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن عبداللہ ابن ماجہ ہے ماں کا نام ماجہ تھا گویا وہ اپنی ماں کے نام سے مشہور ہوئے۔ جب صحاح ستہ کا نام لیا جاتا ہے تو عام طور پر جن چھ کتابوں کا ذکر آتا ہے۔ اُن میں ابنِ ماجہ بھی شامل ہے اس مسئلے پر اہل علم میں اختلاف ہے بعض علماء ان کو صحاح ستہ سے خارج سمجھتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ دہلوی صحاح ستہ میں۔ (۱) موطا امام مالک (۲) بخاری شریف (۳) مسلم (۴) ترمذی (۵) ابوداؤد (۶) نسائی کو شامل کرتے ہیں لیکن ابنِ ماجہ کو صحاح ستہ سے نکال دیتے ہیں دوسری جماعت ابن ماجہ کو صحاح ستہ میں شامل کرتی ہیں ہر عربی مدرسہ میں اس حدیث کا درس دیا جاتا ہے۔

صحابہ: صحابہ کی تعریف جن لوگوں نے حضورؐ کی خدمت میں رہ کر حضورؐ کی باتیں سُنیں حضورؐ کو دیکھا۔ حضورؐ کی خدمت کی ان سب نزدیک رہنے والے لوگوں کو صحابہ کہتے

ہیں صحابی کی جمع صحابہ ہے۔

تابعی: حضورؐ کی وفات کے بعد جب یہ صحابہ زندہ تھے ان صحابہ کی خدمت کرنے والے لوگوں کو تابعی کہتے ہیں ان لوگوں نے صحابہ کو دیکھا، ان سے تعلیم پائی۔ جس طرح حضورؐ کے دیکھنے والوں کو صحابہ کہتے ہیں اسی طرح صحابہ کے دیکھنے والوں کو تابعی کہتے ہیں تابعی کی جمع تابعین ہے۔

تبع تابعین: اور جنہوں نے تابعین کو دیکھا اور فیض اور تعلیم حاصل کی اُنہوں تبع تابعین کے نام سے پکارا جاتا ہے تو اس کی اس طرح ترتیب آئے گی۔

(۱) حضورؐ کے دیکھنے والوں اور خدمت کرنے والوں کو صحابہ کہتے ہیں۔

(۲) صحابہ کے دیکھنے والوں اور خدمت کرنے والوں کو تابعی کہتے ہیں۔

(۳) اور تابعین سے تعلیم حاصل کرنے والوں کو تبع تابعین کہتے ہیں تو جب بھی اسلامی کُتب کو سٹڈی کرتے ہیں یہ الفاظ اکثر پڑھنے میں آتے ہیں راوی، صحابہ، تابعین، تبع تابعین لکھا ہوگا۔

چہل حدیث: چالیس حدیثیں، کسی ایک موضوع پر اکٹھی کر کے پیش کرنے کو چہل حدیث کہتے ہیں۔

اہلِ تشیع کی حدیثیں: اہلِ تشیع کی حدیثیں اہلِ سُنت سے الگ ہیں اور اہلِ تشیع کے الگ ہر فرقے نے اپنے مسلک کی تعمیر اپنے حسبِ منشاء روایات سے کیں ہیں وہ صرف اپنی ہی حدیثوں کو صحیح سمجھتا ہے اور دوسروں کی نفی کرتا ہے۔ شیعوں نے احادیث میں ایک شرط کا اضافہ کیا ہے کہ صحیح حدیث وہ ہوگی جو ان کے کسی نہ کسی امام سے منقول ہو۔

حضرت علی کی شان میں مشہور احادیث: (۱) حدیث مدینہ (۲) حدیث سفینہ (۳) حدیث نور (۴) حدیث منزلت (۵) حدیث خیبر (۶) حدیث خندق (۷) حدیث طیر (۸) حدیث ثقلین (۹) حدیث غدیر۔ (۱۰) حضرت علی کے خطابات نہج البلاغہ۔

نام کُتب

(۱) اسلامی فقہ جلد اوّل، مولانا مجیب اللہ ندوی، غلام رسول پروگریسو بکس ۴۰۔ بی اردو بازار لاہور

(۲) اظہار الحق جلد ۲۔

(۳) اہل حرم کے سومنات، زاہد حسین مرزا، مجلس صوت الاسلام میر پور۔

(۴) معلوماتِ حدیث، سید عبدالصبور طارق، مکتبہ تعمیرِ انسانیت اردو بازار لاہور۔

(۵) رُوح الحدیث، سید قاسم محمود، بک مین الشجر بلڈنگ نیلا گنبد لاہور۔

(۶) مسلمانوں کی خفیہ باطنی، مرزا محمد سید، دوست ایسوسی ایٹس اردو بازار لاہور۔

(۷) جاءالحق، مفتی احمد یار خان نعیمی، مکتبہ اسلامیہ غزنی سٹریٹ ادو بازار لاہور۔

(۸) مذاہب عالم تقابلی، چوہدری غلام رسول ایم۔اے، علمی کتاب خانہ کبیر سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

(۹) علوم الحدیث، غلام احمد حریری، ملک سنز پبلشر کارخانہ بازار فیصل آباد۔

باب نمبر 4

نماز

عنوانات

1- نماز
2- نماز کی شرائط
3- وضو
4- تیمم
5- اذان کے معنی
6- اذان کی سنتیں
7- فرض نمازوں کی تعداد
8- نفلی نمازیں
9- عیدوں کی نمازیں
10- نماز جنازہ
11- نمازوں کے اوقات
12- نماز کی ضروری شرائط
13- نماز کا ٹوٹ جانا
14- ایمان مفصل
15- ایمان مجمل
16- کلمے
17- درود شریف
18- روزہ
19- روزہ کی اہمیت
20- روزہ فرض ہے
21- رمضان کا چاند
22- روزے کا وقت
23- نماز تراویح
24- اعتکاف
25- صدقہ فطر
26- شوال کے روزے
27- زکوۃ
28- نماز اور زکوۃ میں فرق
29- کعبہ
30- کعبہ کی پیدائش
31- مکہ کا قبلہ قرار پانا
32- تعمیر کعبہ
33- حجر اسود
34- حجر اسود کی پیدائش
35- حج کے معنی
36- حج کیا ہے؟
37- عمرہ یا حج اصغر
38- ترتیب ادائیگی حج
39- جبل رحمت، اسماء حسنیٰ
40- لفظ جامع مسجد
41- کبیرہ
42- صغیرہ

نماز: نماز کو عربی زبان میں صلوٰۃ کہا جاتا ہے صلوٰۃ کے لفظی معنی دُعا کے ہیں نماز کو دُعا اس لیئے کہا گیا ہے کہ اس کے ذریعے مسلمان اپنے حقیقی آقا و مالک کی عظمت و جلال اس کی شان ربوبیت کے سامنے اپنی بندگی اور عاجزی اور بے چارگی کا اظہار کرتا ہے گویا اسلام میں نماز بندے کو آقا تک پہنچانے کا وسیلہ ہے۔

اسلام میں نماز کی اہمیت: یوں تو جتنی عبادتیں اسلام میں فرض کی گئی ہیں وہ سب اپنی جگہ ضروری اور اہم ہیں۔ مگر نماز کو خاص اہمیت حاصل ہے یہ اسلام کا ایک ایسا رکن ہے جو ہر مسلمان پر خواہ مرد ہو یا عورت امیر ہو یا غریب نماز فرض ہے امام احمد بن حنبل نماز چھوڑنے والے کو کافر کہتے ہیں۔ امام شافعی اس کو قتل کر دینے کا حکم دیتے ہیں امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ جب تک وہ توبہ نہ کرے اس کو قید رکھا جائے۔

اسلام میں تقریباً 99% نمازیں عربی زبان میں ہیں نماز کا عربی زبان میں پڑھنا لازمی ہے جس کے نتیجے میں بہت سے لوگ جن کی مادری زبان عربی نہیں ہوتی وہ نمازوں کو عربی میں حفظ کر لیتے ہیں اس طرح نماز ایک ایسا فعل بن جاتا ہے جس میں دماغ شریک نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ کے سامنے بندہ اپنے دل کو انڈیل دیتا ہے اسلام میں مسلمانوں پر اذان کا اثر بڑا ہوتا ہے اگر چہ ایسے لوگوں کا شمار بہت کم ہے جو اذان سُن کر نماز پڑھتے ہیں تاہم ہر مسلمان اذان کو سُننے سے فخر اور اطمینان محسوس کرتا ہے۔

نماز کی شرائط: نماز میں تیرہ چیزیں فرض ہیں اور چھ نماز کے اندر جو چیزیں نماز سے پہلے فرض ہیں ان کو شرائط نماز کہتے ہیں۔

وضو: وضو کے لفظی معنی تو ہیں روشن چہرے والا مگر اسلامی شریعت میں جسم کے خاص

حصوں کو ایک قاعدے کے مطابق دھونے کو وضو کہتے ہیں۔ جب کوئی مسلمان بندہ وضو کرتا ہے اور اپنے چہرے کو دھوتا ہے یا چہرے پر پانی ڈالتا ہے تو پانی کے ساتھ اس کے چہرے سے سارے گناہ نکل جاتے ہیں۔ جب بندہ ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھ کے سارے گُناہ خارج ہو جاتے ہیں۔ جب پاؤں دھوتا ہے تو پھر پاؤں کے گناہ ڈھل جاتے ہیں اور وضو سے فارغ ہونے کے ساتھ آدمی گناہوں سے بالکل پاک صاف ہو جاتا ہے۔ وضو میں اگر کوئی عضو تین بار سے کم دھویا جائے تو ثواب کم ہو جائے گا لیکن اگر تین بار سے زیادہ دھویا جائے تو گناہ کا خوف ہے۔ وضو میں اگر کوئی عضو بال برابر بھی سوکھا (خشک) رہ جائے تو وضو درست نہ ہوگا۔ اس لیئے اس بات کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ کوئی عضو سوکھا (خشک) نہ رہ جائے۔

وضو کی اٹھارہ سنتیں ہیں:-

(۱) نیت کرنا (۲) بسم اللہ پڑھنا

(۳) دونوں ہاتھوں کی کلائیوں تک پانی سے دھونا۔ (۴) مسواک کرنا

(۵) تین بار کُلی کرنا (۶) تین چلو پانی کے ساتھ تین بار ناک میں پانی چڑھانا۔

(۷) انگلیوں کا خلال کرنا۔

(۸) اعضاء کو تین تین بار دھونا۔

(۹) ایک بار پورے سر کا پانی سے مسح کرنا۔

(۱۰) کانوں کا مسح کرنا۔

(۱۱) اعضاء کو مسلسل دھونا (درمیان میں وقفہ نہ ہو)۔

(۱۲) ترتیب سے دھونا۔

چہرہ دھونا
چہرہ اس طرح
دھوئیں کہ
لمبائی میں سر کے
بال اُگنے کی جگہ
سے ٹھوڑی کے
سرے تک
اور چوڑائی میں
جتنی دُور تک
ہاتھ کی درمیانی
انگلی اور انگوٹھا
پھیل کر
پہنچ
سکیں۔

بازو کا دھونا بازو دھوتے وقت مرد کہنی کی پشت پر پانی ڈالیں جبکہ عورتیں کہنی کے اندر کی جانب پانی ڈالیں۔

دائیں پاؤں کا مسح
بائیں پاؤں کا مسح
سر کا مسح
ابتدا
انتہا
ابتدا
انتہا

(۱۳) ہاتھوں اور پاؤں کو دھوتے وقت دائیں طرف کی انگلیوں سے شروع کرنا۔

(۱۴) گردن کا مسح کرنا۔ (۱۵) اعضاء کو ملنا۔

(۱۶) روزہ نہ ہو تو اچھی طرح سے کُلی کرنا۔

(۱۷) گھنی داڑھی کا خلال کرنا۔

(۱۸) سر کا مسح آگے سے شروع کرنا۔

وضو کرتے وقت گردن کا مسح کرنا اہلحدیث کے نزدیک گردن کا مسح شرعاً جائز نہیں ہے۔ نوٹ: اہل تشیع کے وضو میں اور سُنیوں کے وضو میں فرق ہے۔

تیمّم: تیمّم کے لغوی معنی ارادہ اور قصد کرنے کے ہیں اور اسلامی شریعت میں پاک مٹی یا جو چیز پاک مٹی کے حکم میں ہو اس سے پاکی حاصل کرنے کے ارادہ کو تیمم کہتے ہیں جس طرح وضو اور غسل۔

اذان کے معنی: اذان کے معنی اطلاع دینے اور اعلان کرنے کے ہیں جو نمازیوں کو اطلاع دی جاتی آؤ نماز قائم کرو۔ نمازِ جنازہ یا دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان کہنی مکروہ تحریمی ہے۔

اذان کی سنتیں اور آداب: (۱) اذان کھڑے ہو کر اور اپنا منہ قبلہ کی طرف کر کے اُونچی آواز سے اذان دینا سُنت ہے۔

(۲) اذان دیتے وقت اپنے ہاتھ کی دونوں انگلیاں کانوں میں رکھنا ضروری ہے۔

(۳) بیٹھ کر اذان دینا مکروہ تحریمی ہے۔

(۴) داڑھی منڈوانے والے اور گنہگار کی اذان مکروہ ہے۔

دُعا: جب اذان ختم ہو جائے تو پہلے دُرود شریف پڑھیں گے پھر یہ دُعا مانگیں گے:

ترجمہ اے اللہ اس دعوتِ کامل اور کھڑی ہونے والی نماز کے رب حضرت محمد ﷺ کو وسیلہ فضیلت اور بلند درجہ عطا فرما اور آپ کو اس مقامِ محمود پر فائز کر جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا اور قیامت کے دن ہمیں آپ کی شفاعت سے بہرہ ور کرنا بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

فرض: اسلامی اصطلاح میں جو بات قرآن اور حدیث دونوں سے یا صرف قرآن سے یا بے شمار حدیثوں سے ثابت ہو اور اس میں کوئی شبہ نہ ہو وہ فرض ہے اس کا منکر کافر ہے۔

فرض نمازوں کی تعداد: روزانہ چوبیس گھنٹوں میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں۔(۱) فجر (۲) ظہر (۳) عصر (۴) مغرب (۵) عشاء

اسلام میں نمازوں کے اوقات مقرر ہیں سردیوں اور گرمیوں کے مختلف وقت ہیں اگر وقت پر نماز نہ پڑھی جائے تو نماز قضا ہو جائے گی۔

(۱) **فجر:** صبح صادق سے سورج نکلنے کے وقت تک۔

(۲) **ظہر:** سورج ڈھلنے کے بعد۔

(۳) **عصر:** سورج غروب ہونے کے وقت۔

(۴) **مغرب:** سورج غروب ہونے کے بعد۔

(۵) **عشاء:** سورج غروب ہونے کے تقریباً سوا گھنٹہ بعد۔

نفلی نمازیں: (۱) **نمازِ تہجد:** فجر سے پہلے۔

(۲) **نمازِ اشراق:** جب سورج بلند ہو جائے یعنی طلوع آفتاب کے پچیس منٹ بعد۔

(۳) **نمازِ چاشت:** ساڑھے سات بجے۔

(۴) صلوٰۃ الاوّابین: مغرب کے بعد۔

(۵) صلوٰۃ تسبیح: روزانہ اگر ہو سکے یا ہفتہ میں ایک بار یا مہینے میں ایک بار یا سال میں ایک بار نماز پڑھی جاتی ہے۔ تسبیح کا ورد سبحان اللہ کا ورد کرنا، اللہ اللہ کہنا۔ (نوٹ: ان نفلی نمازوں میں اذان نہیں دیتے۔)

(۶) نماز کسوف: (سورج گہن) نماز خسوف (چاند گہن) جب سورج گہن لگے یا جب چاند گہن لگے اس وقت یہ نمازیں پڑھتے ہیں۔

صلوٰۃ غائب: یعنی رجب کے پہلے جمعہ کی شب میں نفل پڑھے جاتے ہیں۔

صلوٰۃ برات: مراد پندرہویں شب شعبان کی نفلیں ہیں۔

صلوٰۃ قدر: سے مراد ستائیسویں شب رمضان کی نفلیں ہیں۔

عیدوں کی نمازیں: مسلمانوں کی سال میں دو بڑی عیدیں ہیں ایک عید الفطر دوسری عید الاضحیٰ اِن دونوں عیدوں کی نماز ایک جیسی ہے۔

(۱) اس نماز کے لئے نہ اذان ہوتی ہے نہ تکبیر۔

(۲) عید کا خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے یہ دونوں سالانہ اجتماعی نمازیں صبح کو طلوع آفتاب کے بعد پڑھی جاتی ہیں یہ دونوں نمازیں اسلام میں صلوٰۃ العیدین کے نام سے بھی مشہور ہیں۔

نمازِ جنازہ: اسلام میں یہ ایسی عبادت ہے جس سے اس خلوص، محبت اور تعلق و وفا کا اظہار ہوتا ہے جو مسلمان اپنے مُردوں سے رکھتے ہیں یہ نماز اسلام میں نمازِ جنازہ کے نام سے موسوم ہے میت کو قبلہ رُو رکھ کر نماز جنازہ ادا کی جاتی ہے کھڑے ہو کر چار تکبیریں پڑھتے ہیں اور ثناء درود شریف اور میت کے لئے دُعا پڑھی جاتی ہے۔

(نوٹ: نماز جنازہ میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں اس میں سجدہ وغیرہ نہیں ہوتا)

نمازوں کے اوقات: اہلِ تشیع کی نماز کے اوقات باقی سُنی فرقوں سے مختلف ہیں ان کی نماز صبح دوپہر اور شام کو ہوتی ہے۔

(۱) اہلِ تشیع کی اذان رات کے دوسرے پہر ہوتی ہے مگر نماز طلوع آفتاب کے بعد ہوتی ہے۔

(۲) دوپہر کی اذان سورج ڈھلتے وقت یعنی بارہ اور ایک بجے کے درمیان ہوتی ہے

(۳) رات (شام) کی اذان سورج ڈوبنے پر اور نماز بعد میں ہوتی ہے۔

نماز کی ضروری شرائط: (۱) طہارت: یعنی نمازی کا جسم کپڑوں اور اس جگہ کا پاک ہونا جہاں وہ نماز پڑھ رہا ہو ضروری ہے۔

(۲) قبلہ کی طرف رُخ ہونا ضروری ہے۔

(۳) وقت کا پابند ہونا مثلاً ابھی ظہر کا وقت شروع نہیں ہوا تو وقت سے پہلے یا بعد میں ظہر کی نماز ادا نہیں ہوسکتی۔

(۴) نیتِ دل میں پختہ ارادہ ہو کہ میں فلاں وقت کی نماز پڑھ رہا ہوں۔

(۵) عورتوں کے لیئے بدن کے جس حصے کا پردہ فرض ہے اُسے ڈھانپنا مردوں کے لیئے ناف سے گھٹنوں کے نیچے تک چھپانا فرض ہے۔ اور عورتوں کا صرف چہرہ ہاتھ اور پاؤں ننگے ہوسکتے ہیں باقی تمام جسم ڈھانپنا ضروری ہے دوپٹہ اتنا باریک نہ ہو جس سے بال نظر آتے ہوں ورنہ نماز نہیں ہوگی۔

۱۔ تکبیر یا اقامت: جب جماعت کھڑی ہونے لگتی ہے تو اس وقت مؤذن جو کلمات کہتا ہے اسے تکبیر یا اقامت کہتے ہیں تکبیر کے الفاظ بھی وہی ہیں جو اذان

کے ہیں سوائے حی علی الفلاح کے بعد اقامت الصلوٰۃ کے۔

۲- **تکبیرِ تحریمہ**: نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہنا تکبیرِ تحریمہ یا تکبیرِ اُولی کہلاتا ہے۔

۳- **قیام**: نماز میں کھڑے ہونے کو قیام کہتے ہیں۔

۴- **ثناء**: اے اللہ مَیں تیری تعریف کے ساتھ تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں تیرا نام بابرکت اور تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں۔

۵- **تعوذ**: مَیں شیطان مرذود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں پڑھنا تعوذ کہلاتا ہے۔

۶- **تسمیہ**: اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان رحم والا ہے۔

۷- **فاتحہ**: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لِئے ہیں جو نہایت مہربان رحم والا ہے۔ بدلے کے دن (قیامت) کا مالک ہے اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں تو ہمیں سیدھے راستے پر چلا جو اُن لوگوں کا راستہ ہے۔ جن پر تو نے انعام کیا نہ اُن لوگوں کا راستہ جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کا راستہ۔

۸- **رکوع**: سورہ فاتحہ اور اس کے بعد کوئی سُورت پڑھ کر جب **اللّٰہ اکبر** کہہ کر جھکتے ہیں اور اپنے ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑ کر سر اور پیٹھ کو برابر رکھتے ہیں اور اس وقت (**سُبحان ربی العظیم**) مطلب پاک ہے میرا پروردگار عظمت والا اس کو جھک کر جب پڑھتے ہیں تو اس حالت کو رکوع کہتے ہیں۔ آدمی کی نماز اُس وقت تک پوری ادا نہیں ہوتی جب تک کہ وہ رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ کو سیدھا برابر

نہ کرے۔

رکوع کا طریقہ: سر اور پیٹھ بالکل سیدھی رکھیں ٹانگیں سیدھی کھڑی کر کے گھٹنوں کو ہاتھوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑیں۔

(۱) انگلیاں کھلی ہوں۔

(۲) انگلیاں گھٹنے کے اُوپر اور دائیں بائیں سے گھیر لیں۔

(۳) سر نہ تو زیادہ جھکا ہوا ہو اور نہ پیٹھ سے بلند ہو۔ بلکہ پیٹھ کے برابر، پیٹھ اِس قدر سیدھی رکھیں کہ پانی کا بھرا ہوا پیالہ پیٹھ پر رکھا جائے اور وہ نہ گرے۔

(۴) اس وقت نگاہ پاؤں کی پیٹھ پر رکھیں۔ (نوٹ: عورتیں رُکوع کرتے وقت زیادہ نہ جھکیں نہ پیٹھ سیدھی کریں اور گھٹنوں کو ہاتھوں سے پکڑنے کی بجائے ویسے ہی ان پر ہاتھ رکھیں۔

۹۔ قومہ و جلسہ: رُکوع سے جب سیدھے کھڑے ہوتے ہیں تو اس حالت کو قومہ کہا جاتا ہے اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں۔

۱۰۔ تسمیع و تحمید: قومہ میں جو الفاظ پڑھے جاتے ہیں تسمیع و تحمید کہلاتے ہیں۔ وہ الفاظ یہ ہیں اللہ نے اِس کی سُن لی جس نے اس کی تعریف کی اے ہمارے پروردگار سب تعریف تیرے ہی لیے ہے۔

۱۱۔ سجدہ: ظاہری اعضاء کا سجدہ خضوع ہوتا ہے اور جب دِل سجدہ ریز ہوتا ہے تو یہ خشوع کہلاتا ہے۔ سجدہ اس طرح کرو کہ یہ سات اعضاء زمین پر رکھے ہوں۔

(۱) پیشانی (۲) دونوں ہاتھ (۳) دونوں گھٹنے (۴) دونوں پاؤں کے کنارے۔

(۵) اپنے کپڑوں اور بالوں کو سمیٹے یہ سات اعضاء حدیث کی زبان میں اعضاء سجود کہلاتے ہیں۔

سجدہ کا طریقہ: (۱) سجدہ میں پیشانی، ناک زمین پر لگائیں۔

(۲) دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو قبلہ رُخ کریں۔

(۳) سرکو دونوں ہاتھوں کے درمیان اس طرح رکھیں کہ کان ہاتھوں کے مقابل ہوں

(۴) رانیں پیٹ سے نہ لگیں۔

(۵) بازو پہلوؤں سے الگ رکھیں۔

(۶) جسم کا پچھلا حصہ اُونچا رکھیں۔

(۷) دونوں پاؤں کی تین تین انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا ضروری ہے۔ اگر پاؤں کی انگلیاں اُٹھی ہوئی ہوں یا محض ان کے سرے زمین پر لگے ہوں تو سجدہ نہیں ہوگا۔

(۸) سجدے کی حالت میں نگاہ ناک کی پیٹھ پر ہونی چاہئے۔ (نوٹ: عورتیں اس طرح سجدہ کریں کہ بالکل زمین سے لگ جائیں اور دونوں پاؤں دائیں طرف نکال دیں)۔

۱۲۔ قعدہ: جب تشہد پڑھنے کے لئے بیٹھتے ہیں تو یہ حالت قعدہ کہلاتی ہے۔

۱۳۔ قعدہ اُولیٰ: اگر چار یا تین رکعت والی نماز ہو تو دو رکعتوں کے بعد والا قعدہ قعدۂ اُولیٰ ہوتا ہے۔

۱۴۔ آخری قعدہ: جب نماز کی آخری رکعت کے بعد بیٹھتے ہیں تو یہ آخری قعدہ کہلاتا ہے۔

قعدہ کا طریقہ:

(۱) دائیاں پاؤں کھڑا کریں اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھیں۔

(۲) دائیں پاؤں کی انگلیوں کا پیٹ زمین پر لگائیں اور اُن کا رُخ قبلہ کی طرف کریں

(۳) ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو رانوں پر گھٹنوں کے قریب اس طرح رکھیں کہ انگلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف ہو اور انگلیاں نہ تو بالکل کھلی رکھیں نہ بالکل ملائیں۔

(۴) قعدہ کی حالت میں نظروں کو اپنی گود پر رکھیں۔

(نوٹ: عورتیں قعدہ میں دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر مصلّی پر بیٹھیں۔)

ہاتھ باندھنے کا طریقہ: (۱) ناف سے نیچے بائیں ہاتھ کی پیٹھ پر دائیں ہاتھ کی ہتھیلی رکھیں۔

(۲) درمیان والی انگلیاں کلائی کے اُوپر ہوں جبکہ چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کے ساتھ کلائی کے گرد گھیرا باندھیں کلائی وہ جگہ ہے جہاں گھڑی باندھتے ہیں۔

(نوٹ: عورتیں سینے کے اُوپر ہاتھ باندھیں اور بائیں ہاتھ کی پشت پر دائیں ہاتھ کی ہتھیلی رکھیں۔ مردوں کے لئے سینے کے اُوپر ہاتھ باندھنا سُنت کے خلاف ہے ہر فرقے کا ہاتھ باندھنے کا طریقہ الگ الگ ہے۔)

نماز کا ٹوٹ جانا: (۱) نماز میں گفتگو کرنا۔

(۲) نماز میں کسی کو سلام کرنا یا جواب دینا۔

(۳) نماز میں کسی سے ہاتھ ملانا۔

(۴) کوئی ایسا کام کرنا کہ دیکھنے والا سمجھے کہ شاید نماز نہیں پڑھ رہا اس کو عملِ کثیر کہتے ہیں۔

(۵) کوئی چیز نماز میں کھانا پینا بھی نماز کو توڑ دیتا ہے۔

(۶) نماز میں کسی عُذر کے بغیر کھانسنا بھی نماز کو توڑ دیتا ہے۔

(۷) نماز میں آہیں بھرنا اور اُف اُف کرنا اور کراہنا نماز کو توڑ دیتا ہے۔

(۸) نماز میں کسی تکلیف کی وجہ سے رونا بھی نماز کو توڑ دیتا ہے۔

اقامت اور نیت

اہل سنت والجماعت کے مطابق نماز کا طریقہ

تکبیر تحریمہ

قیام

رکوع

قومہ

سجدہ (پہلا)

جلسہ

(پہلے سجدے کے بعد تھوڑی دیر بیٹھنا)

دوسرا سجدہ

قعدہ

(دوسرے سجدے کے بعد ذرا زیادہ بیٹھنا)

قعدہ میں پچھلی نشست

سلام (دائیں جانب)

سلام (بائیں جانب)

دُعا

(۹) بے وضو ہو جانا بھی نماز کو توڑ دیتا ہے۔

(۱۰) نماز میں کسی کی چھینک پر الحمدللہ کہنا نماز کو توڑ دیتا ہے۔

(۱۱) نماز میں بلاوجہ ہاتھ پیر ہلانا بدن کھجلانا ادھر اُدھر کنگھیوں سے دیکھنا منع ہے۔

ایمانِ مفصل: میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر یہ کہ بھلائی اور بُرائی اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمادی ہے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے۔

ایمانِ مجمل: میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور اپنی صفتوں کے ساتھ ہے اور میں نے قبول کیے اس کے تمام احکام مجھے اس کا زبان سے اقرار اور دل سے یقین ہے۔

کلمے: چھ کلمے ہیں: کلمہ طیب، کلمہ شہادت، کلمہ تمجید، کلمہ توحید، کلمہ استغفار، کلمہ ردِ کفر

۱-**دُرود شریف:** اُردو لغت میں لفظ دُرود کے معنی: (۱) رحمت (۲) تحسین و آفرین (۳) شاباش (۴) تعریف سلام دُعا (۵) امتیاز۔

۲-**دُرود بھیجنا:** (۱) تعریف کرنا (۲) کسی خوبصورت شے کو دیکھ کر خدا کو یاد کرنا (۳) پتھر کی تعریف کرنا۔

۳-**دُرود شریف:** لفظی معنی اردو لغت میں لفظ دارُود (د۔رود) (ف) مونثِ دُرود کی جمع سے بنا ہے بہت سے شگاف اور دراڑیں۔

۴-دُرود پڑھنے کے قابل (۱) نہایت یقین (۲) قابلِ تعریف

(نوٹ: یہ وہ دُعا اور سلام ہے جو حضورؐ پر پڑھی جاتی ہے اس نماز کے پڑھنے سے مسلمانوں کو ثواب ملتا ہے۔)

دُرودشریف کا ترجمہ: اے اللہ رحمت نازل فرما محمدؐ پر اور ان کی آل پر جیسے کہ رحمت نازل فرمائی تو نے ابراہیم پر اور اُن کی آل پر بے شک تو تعریف کے لائق بزرگی والا ہے اے اللہ برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اور اِن کی آل پر جیسے برکت نازل فرمائی تو نے ابراہیم پر اور ان کی آل پر بے شک تو تعریف کے لائق بڑی بزرگی والا ہے پھر اس درُودشریف کے بعد جو دُعا پڑھی جاتی ہے۔

ترجمہ: اے اللہ مَیں نے اپنے نفس پر بڑا ظلم کیا ہے اور اس میں شک نہیں کہ سوائے تیرے اور کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا۔ پس تو اپنی طرف خاص بخشش سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرمادے بے شک تو ہی بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

روزہ کو عربی میں صوم کہتے ہیں۔ صوم کے معنی بات چیت یا کھانے پینے سے رُک جانے کے ہیں اور اسلامی شریعت میں صبح صادق سے سورج ڈوبنے تک کھانا پینا چھوڑنے، عورتوں سے الگ رہنے اور بُری باتوں سے بچنے کو صوم یا روزہ کہتے ہیں۔

اسلام میں روزہ کی اہمیت: قرآن مجید کی متعدد آیات اور بے شمار احادیث نبوی سے روزہ کی نہ صرف اہمیت اور فضیلت معلوم ہوتی ہے بلکہ اس کا شمار فرض عبادات میں ہوتا ہے جس پر ایمان اسلام کی بنیاد ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نماز کے بعد روزے کا حکم بھی اللہ نے دیا ہے قرآن مجید جو اس دُنیا میں اللہ کی سب سے بڑی نعمت اور دولت ہے اس کا نزول رمضان کے مبارک مہینہ سے شروع ہوا ہے۔ اس کے بارے میں مفسرین کے درمیان تھوڑا سا اختلاف ہے کہ وہ کون سی رات تھی جس رات نزول قرآن کا آغاز ہوا کسی نے ۲۵ رمضان کی رات کو اس کا مصداق قرار دیا ہے۔ کسی نے ۲۱ ویں رمضان کو مگر حضُورؐ نے خود فرمایا لیلۃ القدر

آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے ہے اس لیئے انہی آخری پانچ راتوں میں سے کسی میں قرآن پاک کا نزول شروع ہوا۔

روزہ فرض ہے: ہر عاقل بالغ مرد اور عورت پر پورے رمضان کے مہینے میں روزے رکھنا ہر مسلمان پر فرض ہیں روزے کو چھوڑنے والا سخت گنہگار ہوگا رمضان کا روزہ چاند دیکھ کر شروع کرنے کا حکم ہے۔

رمضان کا چاند: شعبان کی ۲۹ تاریخ کو مطلع کے اوپر رمضان کا چاند دیکھنے کی کوشش کرنا مسلمانوں پر واجب ہے۔ اگر ۲۹ شعبان کو چاند دکھائی دے تو دوسرے دن سے روزہ رکھنا چاہیے اور اگر چاند دکھائی نہ دے تو پھر یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یہ مہینہ ۳۰ کا ہے اور ۳۰ کا دن گزار کر دوسرے دن سے روزہ رکھ لینا چاہیے خواہ کوئی چاند دیکھے یا نہ دیکھے۔ چونکہ چاند کی رویت ہر جگہ یکساں نہیں ہوتی اس لیئے ہر جگہ پر روزہ کے دنوں میں فرق ہوتا ہے۔

روزہ کا وقت: روزہ کا وقت صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک ہے۔

۱) سحری: صبح صادق سے پہلے کھانے پینے کو سحری کہتے ہیں۔

۲) افطار: سورج ڈوبنے کے بعد روزہ ختم کرنے کو اسلامی شریعت میں افطار کہتے ہیں۔

نماز تراویح: ترویح کی جمع ہے جس کے معنی راحت دینے کے ہیں بیس رکعات جو ماہ رمضان کی راتوں میں پڑھی جاتی ہیں اسے تراویح اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ہر چار رکعت کے بعد آرام کیا جاتا ہے تراویح نماز عشاء کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ اس کا پڑھنا سنت موکدہ ہے۔ (نوٹ: شیعہ لوگ روزوں میں نمازِ تراویح نہیں پڑھتے۔)

اعتکاف: اعتکاف کے لفظی معنی ٹھہرنے اور کسی جگہ بند ہونے کے ہیں اسلامی

شریعت میں رمضان کے آخری دس دنوں میں دُنیاوی کاروبار اور بیوی بچوں سے الگ ہوکر مسجد یا گھر میں نماز کی جگہ ٹھہرنے کو اعتکاف کہتے ہیں (یہ سنت موکدہ ہے)
اعتکاف کا طریقہ یہ ہے کہ مسجد کے ایک گوشہ میں اپنے لِئے ایک جگہ مخصوص کر لے اور ایک پردہ باندھ کر ایک حجرے کی طرح بنالے اور دس دن تک وہیں نمازیں اور قرآن شریف پڑھتے ہیں یہ عمل بیسویں روزہ کو عصر کی نماز پڑھ کر اعتکاف میں بیٹھ جاتے ہیں اور جب عید کا چاند نظر آجائے تو پھر اعتکاف سے باہر نکل آتے ہیں۔

اعتکاف کی ضروری شرائط: تین باتیں ضروری ہیں۔

۱- مردوں کے لِئے مسجد اور عورتوں کے لِئے گھر۔ ۲- اعتکاف کی نیت کرنا۔
۳- حدثِ اکبر یعنی جنابت اور حیض ونفاس سے پاک ہونا۔

صدقہ فطر: عید کے دن صدقہ فطر کے ذریعے غریبوں کی امداد کی جاتی ہے اس لِئے رمضان کے بعد عید کو عید الفطر کہتے ہیں۔ صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے چاہئے مرد ہو یا عورت جس کے پاس سوا پانچ تولے سونا یا ساڑھے چھتیس تولے چاندی یا اُن کے زیور ہوں صدقہ فطر کے ادا کرنے کا وقت تو عید کے دِن نماز سے پہلے ہے اگر دو چار دن پہلے بھی دے دیا جائے تو وہ بھی جائز ہے۔

صدقہ فطر کی مقدار: صدقہ فطر میں ہر قسم کا اناج گیہوں، جو، چنا، دھان، باجرہ اور نقد روپیہ دینا جائز ہے۔

(۱) اگر کوئی گیہوں یا اس کا آٹا دے تو اس کو ۸۰ تولے کے سیر سے پونے دو سیر گیہوں یا آٹا دینا چاہیے اور اگر جو دے تو ۸۰ تولے کے سیر سے اس کا دُوگنا یعنی ساڑھے تین سیر جو یا اِس کا آٹا موجودہ باٹ ایک کلو ساڑھے سات سو گرام۔

(۲) گیہوں اور جَو کے علاوہ اور جتنے اناج ہیں مثلاً چنا، چاول، دھان، باجرہ، جوار، مٹر، مسور، ان سب کا حکم ہے۔ پونے دوسیر گیہوں یا ساڑھے تین سیر جو کی قیمت لگالیں مثلاً پونے دو سیر گیہوں یا ساڑھے تین سیر جَو اس کی جو قیمت بنے (موجود باٹ ایک کلو ساڑھے سات سو گرام) اس زمانے میں سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ موجودہ اناج کی جو قیمت بازار میں ہے وہ قیمت صدقہ فطر میں دی جائے۔ (کتاب رُوح الحدیث ص ۵۴) حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضورؐ نے مرد، عورت، غلام اور آزاد اور ہر چھوٹے بڑے پر صدقہ فطر لازم کیا ہے یہ صدقہ فطر نمازعید کے لِئے جانے سے پہلے ادا کردیا جاتا ہے۔

شوال کے چھ روزے: رمضان کے بعد ہندو پاک میں کچھ فرقے شوال کے چھ روزے باقاعدگی سے رکھتے ہیں۔ اور اسے اعلیٰ درجے کی دینداری سمجھا جاتا ہے رمضان کے مہینے روزوں کا رکھنا ثواب دس ماہ کے برابر سمجھا جاتا ہے۔ جب کہ سال کے بقیہ دو ماہ کا ثواب حاصل کرنے کے لِئے شوال کے چھ دن کے روزے رکھے جاتے ہیں۔ جن کا ثواب ساٹھ دِن یعنی دو ماہ کے برابر ہوتا ہے اس طرح بندہ پورے سال کا ثواب حاصل کرلیتا ہے۔

زکوٰۃ: عربی زبان میں زکوۃ کے معنی پاک اور بڑھنے کے ہیں۔ زکوۃ کا لفظ زکا سے مشتق ہے کھیتی میں نمو آنے یا اس کے بڑھنے پر یہ لفظ بولا جاتا ہے اِسے زکوۃ اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ اس سے قومی مال بڑھتا ہے۔ یا اس سے تزکیہ نفس ہوتا ہے اسلامی اصطلاح میں زکوٰۃ وہ مال ہے جو نصاب کے تحت امراء سے لیا جاتا ہے جب کسی مال پر ایک سال گذر جائے تو اُس جمع شدہ مال پر اڑھائی فیصد کے

حساب سے زکوۃ واجب ہوتی ہے۔قرآن میں زکوۃ کے لئے دو الفاظ استعمال ہوئے ہیں صدقہ اور انفاق فی سبیل اللہ،صدقہ صدق سے مشتق ہے جس کے معنی سچائی اور خلوص کے ہیں انفاق فی سبیل اللہ کے الفاظ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ غرباء اور محتاجوں کو دینا گویا اللہ تعالیٰ کو دینا ہے۔نماز روزہ کی طرح زکوۃ بھی مسلمانوں پر فرض ہے نماز روزہ اور زکوۃ تینوں عبادتیں فرض ہیں۔زکوۃ کے معنی پاک ہونا بڑھنا، سرسبز ہونا قرآن میں تقریباً تین سو مرتبہ صدقہ وزکوۃ کا حکم دُھرایا گیا ہے

نماز اور زکوۃ میں فرق: ۱- پہلا فرق تو یہ ہے کہ نماز اور روزہ جسمانی عبادتیں ہیں اور زکوۃ مالی عبادت ہے یعنی نماز اور روزہ کے تمام عمل آدمی اپنے جسم سے ادا کرتا ہے۔اور زکوۃ کا تعلق اس کے مال سے ہے یعنی یہ فرض اس وقت ادا ہوتا ہے جب آدمی اپنے مال کا ایک متعین حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کردے۔

۲- دوسرا فرق یہ ہے کہ نماز اور روزہ ہر مسلمان پر فرض ہے چاہے وہ امیر ہے یا غریب لیکن زکوۃ صرف اُن لوگوں پر فرض ہے جن کے پاس کافی مال و دولت ہو۔ یعنی امیر آدمی ہونا ضروری ہے زکوۃ پاکستان میں یکم رمضان کو بنک کے شراکتی کھاتہ سے کاٹ لی جاتی ہے۔اس اسلامی زکوۃ کا قانون نہ تو اقلیتوں پر لاگو ہے اور نہ اہلِ تشیع پر صرف سُنی فرقے کے لوگوں پر زکوۃ لاگو ہے۔

کعبہ (بیت اللہ): کعبہ کو بیت اللہ بھی کہتے ہیں بیت اللہ (کعبہ) کے معنی ہیں اللہ کا گھر۔ وہاں مسلمان لوگ اللہ کو یاد کرتے ہیں بیت اللہ (کعبہ) میں مسلمان نماز ادا کرکے اللہ سے سچی بندگی کا اظہار کرتے ہیں۔دُنیا کے تمام مسلمانوں کی مرکزی عبادت گاہ بیت اللہ (کعبہ) ہے اور تمام دُنیا کے مسلمان بیت اللہ (کعبہ)

کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں کسی اور سمت کی طرف منہ کر کے نماز ادا نہیں ہوتی۔ (نوٹ: صرف تصوف میں اپنا منہ پیر کی قبر کی طرف رُخ کر کے سورۃ فاتحہ پڑھ لیتے ہیں اور دُعا کر لیتے ہیں اُس وقت اِن کا رُخ بیت اللہ (کعبہ) کی طرف نہیں ہوتا اور مسجدوں کا رُخ بھی کعبہ کی طرف ہی رکھتے ہیں لفظ کعبہ کعب سے نکلا ہے۔)

کعبہ کی پیمائش: کعبہ کی لمبائی ۳۹ فٹ چوڑائی ۳۳ فٹ اور اُونچائی ۴۹ فٹ کے قریب ہے۔ کعبہ میں جو خاص چیز جس کی تعظیم کی جاتی ہے وہ حجرِ اسود یا سیاہ پتھر ہے جو زمین سے پانچ فٹ کی بلندی پر کعبہ کے جنوب مشرقی کونے میں جڑا ہوا ہے کعبہ کا طواف یعنی اس بیت اللہ (کعبہ) میں طواف پتھر حجرِ اسود سے شروع کر کے اُس کے گرد سات بار چکر لگانا حج اور عمرہ کی واجب رسم ہے۔ (تاریخ اسلام ص ۲۷)

مکہ کا قبلہ قرار پانا: عرب میں سب سے اول حضرت ابراہیم نے توحید الٰہی کا صور پھونکا تھا اور خُدائے واحد کی پرستش کے لِئے مکہ میں سب سے پہلا اللہ کا گھر بنایا تھا۔ لیکن رفتہ رفتہ لوگوں کے دِلوں سے صدائے توحید کا اثر زائل ہو گیا تھا اور نہ صرف عرب بلکہ سارے عالم میں خالص اللہ کا نام لینے والا کوئی باقی نہ رہ گیا تھا۔ تو جب حضورؐ آئے تو انہوں نے پھر اس توحید الٰہی کا صور پھونکا اور کہا کہ خُدائے واحد کی پرستش کرو قبلہ کو قبلہ اِس لِئے کہتے ہیں کہ نمازی قبلہ کی طرف رُخ کرتا ہے۔

تعمیر کعبہ: چونکہ خانہ کعبہ کی عمارت نشیبی تھی بارش کے زمانہ میں پانی سے بچاؤ کے لِئے بند بنوایا گیا تھا۔ لیکن وہ ٹوٹ گیا تھا اس لِئے قریش نے اس کو تڑوا کر از سرِ نو تعمیر کروایا جب حجرِ اسود نصب کرنے کا موقع آیا تو عرب قبائل میں لڑائی شروع ہو گئی۔

اور اس بات پر اتفاق ہوا کہ جو کوئی صُبح سویرے سب سے پہلے کعبہ میں آئے گا وہی پتھر (حجرِ اسود) رکھے گا تو حضورؐ سب سے پہلے پہنچے چونکہ کعبہ سارے عرب کا مرکز تھا حج کے موقع پر ہزاروں لوگ جمع ہوتے تھے اس لِئے حضورؐ نے ایک چادر بچھا کر اس میں حجرِ اسود رکھ دیا اور فرمایا کہ ہر قبیلے کا ایک ایک آدمی اس چادر کو اُٹھائے تو پھر حضورؐ نے حجرِ اسود کو اُٹھا کر نصب فرما دیا چونکہ اب تک مسلمان بیت المقدس کی جانب جو یہود انصاریٰ کا قبلہ تھا نماز پڑھتے تھے۔ اِس لِئے ایک مستقل قبلہ کی ضرورت تھی پھر ۲ ہجری میں اللہ نے کعبہ کو مسلمانوں کا قبلہ قرار دیا۔ (تاریخِ اسلام ص ۲۶)

حجرِ اسود: اُردُو لغت میں اِس کے معنی خانہ کعبہ کی دیوار میں نصب سیاہ پتھر جس کو حاجی بوسہ دیتے ہیں۔ حجرِ اسود کتھی مائل پتھر ہے یہ پتھر کعبہ کے پوربی کونہ میں نصب ہے طواف کے وقت اِس کو چھونے اور بوسہ دینے کا حکم ہے عقیدہ یہ ہے کہ یہ پتھر چونکہ جنت سے نازل ہوا ہے اِس لِئے یادگار کے طور پر اس کا بوسہ لیا جاتا ہے۔

یہ سُرخی اور سیاہی مائل زرد رنگ کا ایک بیضوی پتھر ہے جس کا قطر تقریباً (۱۳) انچ ہے۔ یہ پتھر کعبہ کے دروازے کے قریب جنوبی دیوار کے مشرقی کونہ میں باہر کی طرف زمین سے کوئی پانچ فٹ کی بلندی پر نصب ہے یہ آغاز طواف کی علامت ہے۔ طواف شروع کرتے وقت اس کو چومتے ہیں حجرِ اسود کو سنگِ اسود، رکن اَسوَد (سیاہ گوشہ حجر (پتھر) اور رکن گوشہ بھی کہتے ہیں۔ اسلامی روایات میں ہے کہ حجرِ اسود کو جنت سے جبرائیل لائے تھے اِس کو جنت کا جوہر، جنت کا یاقوت، جنت کا پتھر بھی کہا گیا ہے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ جب یہ پتھر جنت سے اُترا تھا تو چاندی سے زیادہ سفید تھا۔ بعض جاہل مشرک عربوں نے اپنے میلے کچلے ہاتھ لگا لگا کر زبان سے

چاٹ چاٹ کر دانتوں سے کاٹ کاٹ کر اور اسی طرح کے افعال سے اس کو مدھم کر دیا ہے۔ حجر اسود میں تین سفید نقطے ہیں ایک بیچ میں جوار کے بڑے دانے کے برابر ایک سیدھی جانب اس سے چھوٹا اور دوسری جانب اس سے بھی چھوٹا ہے حجر اسود کعبہ کی دیوار میں اس طرح نصب ہے کہ اس کی بیرونی شکل ایک بڑے پیالے کی سی معلوم ہوتی ہے۔ حجر اسود کے جس قدر حصے کے گرد چاندی کا حلقہ ہے اِس کی پیائش ایک ہاتھ یا چار انگل ہے۔ چاندی کا حلقہ دیوار میں پوستہ ہے چاندی حجر اسود کے گردا گرد منڈھی ہوئی ہے اور حجر اسود اُوپر کی جانب ڈھائی انگل دیوار میں داخل ہے۔ حجر اسود پر مختلف عضلات یا گانٹھیں ہیں ان گانٹھوں یا آبلوں کی تعداد پندرہ ہے جو صاف نظر آتے ہیں اور چھونے میں اچھی طرح محسوس ہوتے ہیں۔ اس کی سطح کی مثال انسان کی ایسی ہتھیلی سے دی جا سکتی ہے جس پر آبلے ہوں۔ یا ایسے پاپڑ سے اِس کو مشابہ کہا جا سکتا ہے جس پر تلنے میں پھپھولے آ جاتے ہیں۔ ۱۳۵۱ء میں کسی افغان نے ہتھوڑی سے توڑ کر اس کا ایک ٹکڑا چرایا جو بعد میں جوڑ دیا گیا۔ اِس سمیت اب اس کے ۱۴ ٹکڑے ہیں جو سب مسالے میں بیٹھا کر چاندی کی پتیوں سے جوڑ دیئے گئے ہیں۔

حجر اسود کی پیمائش: حجر اسود کی پیائش کے بارے میں مورخین و سیاحوں کی مختلف آراء ہیں اکثر سیاحوں نے حجر اسود کی جو پیائش لکھی ہے وہ بھی قیاس و انداز ہی ہے بہر حال چند سیاحوں کی تجویز کردہ پیائش درج ذیل ہیں۔

(۱) ازرقی کی تاریخ اخبار مکہ تقریباً ۲۴۴ھ کی تالیف ہے ازرقی نے حجر اسود کی شکل و پیائش کی نسبت لکھا ہے کہ حجر اسود کا جو حصہ دیوار کے اندر داخل ہے اِس کی لمبائی دو

حجرِ اسود

ہاتھ اِس کا پچھلا حصہ انسان کی داڑھ کی شکل کا ہے جس میں تین نوکیں ہیں (ازرقی مطبوعہ مکہ ص ۱۳۶)۔

	نام سیاح	لمبائی حجراسود	چوڑائی حجراسود
(۱)	ناصر خسرو	ایک ہاتھ چار انگل	آٹھ انگل
(۲)	ابنِ خسرو	ایک بالشت ایک بند انگشت	دو بالشت
(۳)	ابنِ بطوطہ	ایک بالشت ایک بند انگشت	تین بالشت
(۴)	برکھارٹ	سات انچ	سات انچ
(۵)	برٹن	ایک بالشت تین انگل	------
(۶)	نادر علی	چھ انچ	چھ انچ
(۷)	عبدالرحیم	آٹھ انچ	سات انچ

(۸) سید علی شبیر مصنف کتاب حجراسود لکھتے ہیں کہ میرے خیال میں حجراسود تقریباً مدّور ہے اور میرے حساب سے حجراسود کی لمبائی ایک بالشت چار انگل اور چوڑائی تین انگل ہے۔ اس طرح حجراسود کا قطر کم وبیش ایک فٹ ہے جس کے اطراف بیضوی شکل کا نقرئی حلقہ چار انچ چوڑا پہلودار نصب ہے حجراسود کا پہلا حصہ جو دیوار میں ہے اور جس کی لمبائی ازرقی نے دو ہاتھ بیان کی ہے مطلق نظر نہیں آتا حجراسود کی سطح صاف اور چکنی ہے اس کا وہ حصہ جو چاندی کے حلقے کے نیچے ہے اور جس تک لب نہیں پہنچ سکتے بیچ کا حصہ مسلسل چھونے اور چومنے سے گھس کر کچھ نیچے ہوگیا ہے یہ کیفیت حجراسود پر ہاتھ پھرنے سے محسوس ہوتی ہے۔ بعض لوگوں نے ان گڑھوں کو حجراسود کے ٹکڑے تصور کیا ہے جو صحیح نہیں ہے ٹکڑے علیحدہ ہیں جن کی تعداد

چودہ (۱۴) ہے سوائے تین چار ٹکڑوں کے سب ٹکڑے نظر بھی نہیں آتے۔

حج کے معنی: (ع اند) لفظی معنی ارادہ کرنا، وقتِ مقررہ پر مکہ معظمہ میں بیت اللہ کی زیارت کرنا اور خاص شرائط عبادت بجالانا، ارکانِ اسلام کا ایک رُکن۔

حج کی تعریف: لغت میں کسی باعظمت شخص یا مقام کی زیارت کا ارادہ کرنے کو حج کہتے ہیں اور اسلامی شریعت میں حج کے زمانے میں خانہ کعبہ کی زیارت کرنے اور میدان عرفات میں پہنچنے کو حج کہتے ہیں۔

حج کیا ہے؟: حج ایک معین اور مقررہ وقت پر اللہ کے دیوانوں کی طرح اِس کے دربار میں حاضر ہونا اور اس کے خلیل حضرت ابراہیم کی اداؤں اور طور طریقوں کی نقل کرکے اُن کے سلسلے اور مسلک سے اپنی وابستگی اور وفاداری کا ثبوت دینا اور اپنی استعداد کے بقدر ابراہیمی جذبات اور کیفیات سے حصہ لینا اپنے کو ان کے رنگ میں رنگنا۔ سلے کپڑوں کی بجائے ایک کفن نما لباس پہننا، ننگے سر رہنا، حجامت نہ بنوانا، ناخن نہ ترشوانا، بالوں میں کنگھا نہ کرنا، تیل نہ لگانا، خوشبو کا استعمال نہ کرنا، میل کچیل سے جسم کی صفائی نہ کرنا، چیخ چیخ کے لبیک لبیک پکارنا، بیت اللہ کے سات چکر لگانا اِس کے ایک گوشے میں لگے سیاہ پتھر (حجرِ اَسود) کو چومنا اس کے درو دیوار سے لپٹنا اور آہ زاری کرنا پھر صفا مروہ کے پھیرے کرنا پھر مکہ سے نکل کر منیٰ جانا اور کبھی عرفات اور کبھی مزدلفہ کے صحراؤں میں جا پڑنا، پھر جمرات پر بار بار کنکریاں مارنا۔

ملتزم: خانہ کعبہ کی دیوار کا قریباً دو گز کا حصہ ملتزم حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازہ کے درمیانی حصہ کو ملتزم کہتے ہیں۔ طواف کے بعد ملتزم سے چمٹ کر دُعا کی جاتی ہے اسلام کے بنیادی فرض میں سے ایک رکن حج ہے مطلب مکہ کو جانا فرض ہے۔ اسلامی

عبادتیں دو طرح کی ہیں ایک جسمانی جیسے نماز روزہ دوسری مالی جیسے زکوۃ مگر ان دونوں طرح کی عبادتوں سے مل کر ایک تیسری عبادت بھی اسلام میں فرض ہے اور وہ حج ہے اس میں آدمی کو جسمانی مشقت بھی اُٹھانی پڑتی ہے اور مال بھی خرچ کرنا پڑتا ہے۔ قرآن میں کئی جگہ حج کا ذکر آیا ہے ایک پوری سورۃ حج پر ہے اور اس کے تمام ضروری احکام بتا دیئے گئے ہیں۔

(۱) حج پوری عمر میں صرف ایک بار فرض ہے۔

(۲) اسلامی عقیدے میں حج کرنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(۳) حج کا اصلی فائدہ تو یہ ہے کہ اس فرض سے قیامت کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ جس طرح قیامت کے دِن سب لوگ اپنے اپنے کفن میں اُٹھیں گے اسی طرح تمام حاجی ایک طرح کے لباس میں حج کرتے ہیں جس طرح میدانِ حشر میں سب لوگ حاضر ہوں گے اسی طرح عرفات کے میدان میں سب لوگ جمع ہو کر اس تصور کو تازہ کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں ذیل کی آیتوں سے اس کا فرض ہونا ثابت ہوتا ہے اور لوگوں میں حج کے لِئے پُکارو کہ لوگ تمہاری طرف دوڑے چلے آئیں گے ان میں سے کچھ تو پیادے اور کچھ ہر طرح کی سواریوں پر جو ہر راہ دُور دراز سے آئی ہوں گی سوار ہوں گے اور کہہ معبد قدیم خانہ کعبہ کا طواف بھی کریں۔ (سورہ حج ۲۸ تا ۳۰ آیت)

مسلمان لوگوں پر فرض ہے کہ خانہ کعبہ کا (طواف یا حج) کریں جن کو اِس تک پہنچنے کا مقدور ہو۔ (سورہ ال عمران ۹۱ آیت)

حضُور پاک نے فرمایا ہے کہ حج کرنا زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے حج کی رسوم کا بیان نہایت پیچیدہ ہے یہاں صرف تین فرض اور پانچ واجب رسوم ہیں۔

عمرہ یا حجِ اصغر: چھوٹا حج ہے اِسے حج اصغر بھی کہتے ہیں سال میں جتنی دفعہ بھی چاہو کر سکتے ہیں۔ جو فرض نہیں ہے لیکن اس کے ادا کرنے میں مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ بہت ثواب ملتا ہے عمرہ ادا کرنے کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے عمرہ اور حج میں یہ فرق ہے کہ عمرہ میں قربانی نہیں ہوتی جب کہ حج میں قربانی ہوتی ہے۔ خانہ کعبہ کی زیارت اور صفا مروہ کے درمیان احرام کے ساتھ سعی کرنے کو عمرہ کہتے ہیں۔ حج کے ختم ہونے پر مسلمان مدینہ منورہ جا کر روضۂ رسُول پر یعنی حضُور پاک کی قبر کی زیارت کرتے ہیں۔

ترتیب ادائیگی حج: ذیل کے نقشے کے ذریعے سے بتایا گیا ہے کہ ایک حاجی حج کے لِئے روانہ ہو کر حج کے اختتام تک کس ترتیب سے حج کرتا ہے۔

(۱) حج کے لِئے گھر سے روانہ ہونا۔

(۲) حدود میقیات پر پہنچ کہ احرام باندھنا اور صرف دو اَن سلے ہوئے کپڑے ایک تہ بند اور دوسری چادر پہن لے۔

(۳) خاص مقام ہے وہاں غُسل یا وضو کر کے شہر مکہ میں داخل ہونا۔

(۴) مکہ معظمہ میں پہنچے تو پہلے مسجد حرام میں داخل ہوتے ہیں۔

(۵) طواف اِستلام حجر اسود کے بعد خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگانا اور مقام ابراہیم پر نماز پڑھنا کعبہ کا سات مرتبہ طواف کرنا کعبہ کے گرد چکر لگانے کو طوائف کہتے ہیں اس کو طواف تحیہ یا طواف قدوم بھی کہتے ہیں یہ سنت ہے اہل مکہ کے ذمہ یہ طوائف نہیں ہے۔ نوٹ: حجر اسود کو اگر حاجی بوسہ نہ دے سکے تو پھر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا رُخ حجر اسود کی طرف کرے اس طرح گویا وہ اس پر ہاتھ رکھ رہا ہے پھر

تکبیر پڑھ کر اپنے ہاتھوں کو بوسہ دے لے اس کو استلام کرنا کہتے ہیں۔

(۶) طواف کے بعد صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا جسے سعی کہتے ہیں اس کے بعد مسجدِ حرام میں نماز پڑھنا۔

(۷) ۷ ذی الحجہ کو مسجد حرام میں خطبہ سننا۔

(۸) ۸ ذی الحجہ کو طواف قدوم کر کے صبح ہی صبح منیٰ میں پہنچنا۔ تلبیہ پڑھتے ہوئے یہاں قیام میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء کی نمازیں پڑھی جاتی ہیں یہیں سے سارے ارکان ادا کرنے جاتے ہیں۔

(۹) ۹ ذی الحجہ کو مقامِ عرفات میں جا کر خطبہ سننا اور ظہر و عصر کی نماز کا اکٹھا کر کے پڑھنا وقوف کرنا۔ وقوف عرفاتِ حج کا رکنِ اعظم ہے یہاں پر ربُ العزت کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں یہاں پر سب عزیز و اقارب، دوست احباب پڑوسیوں سب کے ناموں کے ساتھ دعائیں کرتے ہیں۔

(۱۰) ۹ ذی الحجہ کی شب کو عرفات سے مزدلفہ پہنچ کر نماز مغرب و عشاء اکٹھی پڑھنا رات کو مزدلفہ میں قیام (نوٹ: مزدلفہ سے شیطان کو مارے کے لئے کنکریاں چنی جاتی ہیں) اور صبح وقوف کرنا۔

(۱۱) ۱۰ ذی الحجہ کو مزدلفہ سے چل کر منیٰ میں آنا اور جمرۃ العقبیٰ کی رمی واجب ہے یہاں پر شیطان کو کنکریاں مارنا، قربانی کرنا، اور سر منڈوانا۔

(۱۲) ۱۰ ذی الحجہ کو بھی سر منڈوانے کے بعد مکہ میں جا کر طواف زیارت کرنا پھر واپس منیٰ میں آ جانا۔

(۱۳) ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کو منیٰ میں قیام کرنا اور ان تینوں دنوں میں جمرات پر کنکریاں مارنا

(۱۴) ۱۴ ذی الحجہ کو مکہ میں جا کر طواف الصدر کرنا اور پھر تین سانسوں میں پیٹ بھر کر آبِ زم زم پی کر مکہ سے رخصت ہونا۔

اِحرام: اِحرام لُغت میں حرام کرنے کو کہتے ہیں حاجی جب میقیات سے حج کی نیت کر لیتا ہے اور تلبیہ پڑھ لیتا ہے تو اُس پر چند حلال اور مُباح چیزیں حرام ہو جاتی ہیں اس لِئے اس کو اِحرام کہتے ہیں۔ حج کا احرام باندھنے کے لِئے ایک مخصوص و متعین مقام مقرر ہے ہندو پاک کے حجاج کے لِئے مقام یلملم ہے۔ احرام میں دو بے سِلی چادریں ہوتی ہیں ایک ناف سے گھٹنوں تک جو تہبند کا کام دیتی ہے دوسری جو کندھوں پر ڈالی جاتی ہے سلے ہوئے کپڑوں سے کلیتاً اجتناب کرنا اور جسمانی زیب وزینت کے مظاہر مثلاً خوشبو عطریات کے استعمال، بال منڈوانے یا کٹوانے اور ہر اس چیز سے احتراز کرنا ہے۔ (نوٹ: باقی تمام اسلامی نمازوں میں سر کو ڈھانپ کر رکھا جاتا ہے لیکن حج میں سر ننگا رکھتے ہیں۔)

تلبیہ: اِحرام باندھنے کے بعد تین بار تلبیہ پڑھا جاتا ہے تلبیہ کا مطلب لبیک ہے۔

طواف: جیسے ہی حجاج سرزمین مکہ پر قدم رکھتے ہیں تو سیدھے بیت اللہ کا رُخ کرتے ہیں خانہ کعبہ کے گرد سات پھیرے کرنے کو طواف کہتے ہیں۔ جس کے کلمات لبیک اللھم لبیک قدرے بلند آواز سے پڑھے جاتے ہیں۔ (ہندی میں طواف کو پردکھنا کہتے ہیں) ہر پھیرے کو شوط کہتے ہیں۔ طواف (شوط) حجر اسود سے شروع کیا جاتا ہے حاجی حجر اسود کے سامنے اِس طرح کھڑا ہو کہ اُس کا بائیاں کندھا حجر اسود کی طرف رہے۔

مُستحبات طواف: حجرِ اَسوَد سے طواف شروع کرنا حجرِ اَسوَد کو تین مرتبہ چومنا مرد

کے لیئے بیت اللہ کے قریب طواف کرنا عورت کے لیئے رات کو طواف کرنا۔ اگر طواف درمیان میں چھوڑ دیا جائے تو پھر از سرِ نو طواف کرنا۔ نوٹ: دُعائیں مُستحبات کہلاتی ہیں۔

سعی: صفا اور مروہ کے درمیان سات مرتبہ آنا جانا میلینِ اخضرین کے درمیان عام رفتار سے تیز چلنا سعی صفا سے شروع کرنا صفا اور مروہ کے درمیان پوری مسافت طے کرنا یعنی صفا کے ساتھ ایڑیاں ملانا یا صفا پر چڑھنا شروع کرنا اور مروہ کے ساتھ پاؤں کی انگلیاں ملانا۔ صفا مروہ مسجدِ الحرام سے مشرق کی جانب وہ جگہ ہے جہاں حاجی سعی کرتے ہیں۔ سعی صفا سے شروع کر کے مروہ پر ختم کی جاتی ہے اور سات پھیرے کرنے پڑتے ہیں۔

سعی کا پس منظر: حاجی صفا و مروہ پر اِس لیئے تیز دوڑتے ہیں کیونکہ بی بی حاجرہ (ابراہیم کی بیوی) وہاں پر دوڑی تھیں سعی کے لفظی معنی تیز چلنے کے ہیں۔ دو مقام ہیں جن کے درمیان دوڑا جاتا ہے پہلے یہ دونوں اُونچی پہاڑیاں تھیں مگر اب زمین سے چار، پانچ فٹ رہ گئی ہیں اب یہ جگہ وقف کر دی گئی ہے۔

(۱) مقامِ ابراہیمی: خانہ کعبہ کے مشرق کی طرف ایک پتھر رکھا ہوا ہے جسے مقامِ ابراہیم کہا جاتا ہے۔

(۲) حطیم: خانہ کعبہ کی شمالی دیوار کے متصل میں ایک گول دیوار میں گھرا ہوا احاطہ

(۳) آفاقی: وہ مسلمان جو حج کی نیت سے حدودِ میقیات سے باہر آیا ہو۔

(۴) اہلِ حل: میقیات کی حدود کے اندر حرم سے باہر رہتے ہیں ان کو اپنے مقام ہی سے اِحرام باندھنا ہے۔

(۵) اہلِ حرم: اہلِ مکہ اُن کے لِئے مکہ کی ساری زمین احرام باندھنے کے لِئے میقیات ہے۔

(٦) ہدی: وہ جانور جو اِحرام باندھ کر ذبح کرنے کو، ثواب اور عبادت کی نیت سے حاجی ساتھ لے جاتے ہیں۔

(۷) حِلال: جائز۔

(۸) حَلق: سر منڈوانا۔

(۹) قصر: بال ترشوانا۔

(۱۰) حِل: حدود حرم سے باہر کی جگہ۔

(۱۱) بُدنہ: قربانی کا اُونٹ یا گائے۔

(۱۲) تقلید: قربانی کے جانور کے گلے میں پٹہ یا قلادہ باندھنا۔

(۱۳) مَنحر: منیٰ میں قربانی کی جگہ۔

(۱۴) نُسک: ایک بکری کی قربانی۔

(۱۵) فرق: برابر سولہ پونڈ یعنی آٹھ سیر۔

(۱۶) رفث: جماع کرنا بے ہودہ باتیں۔

(۱۷) مُحرم: اِحرام باندھنے والا حاجی۔

(۱۸) نحر: قربانی۔ (۱۹) وقوف: منیٰ میں ٹھہرنا۔

(۲۰) زمزم: حرم کا وہ کنواں جس کا پانی قبلہ رُخ ہو کر پیٹ بھر کر پیا جاتا ہے یہ پانی تین سانسوں میں رُک رُک کر پیا جاتا ہے۔

حج کی تیاری: جب لوگ حج کے لِئے جاتے ہیں تو مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے ایک

مقام پر پہنچ کر تمام حج کرنے والے نہا دھو کر حج کا لباس (احرام) پہنتے ہیں۔ اسی مقام کو میقیات کہتے ہیں اگر کوئی یہاں احرام نہ باندھے تو اس کو واپس آ کر پھر یہاں سے احرام باندھنا ہوگا۔ ہندو پاک کے لوگوں کی میقیات یلملم کی پہاڑی ہے اس طرح دوسرے ممالک کے باشندوں کے لیئے الگ الگ میقیات ہے اگر ہندو پاک کے لوگ جہاز میں یا ہندوستان کے لوگ بمبئی میں احرام باندھ لیں یا جدہ پہنچ کر احرام باندھ لیں تو بعض علماء اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔

۲۔ احرام: حج یا عمرہ کی نیت کر کے خاص طرح کا لباس پہننا۔

۳۔ تہلیل: کلمہ طیبہ یعنی لاالٰہ الاَّ اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پڑھنے کو تہلیل کہتے ہیں۔

۴۔ مطاف: مطاف وہ جگہ جہاں طواف کیا جاتا ہے۔

۵۔ اِفراد: صرف حج کا احرام باندھنے کو اِفراد کہتے ہیں اور احرام باندھنے والے کو مُفرد کہتے ہیں۔

۶۔ شوط: خانہ کعبہ کے گرد ایک چکر لگانے یا صفا و مروہ کے درمیان ایک چکر لگانے کو شوط کہتے ہیں۔

۷۔ اِستلام: حجر اسود کو چھونے یا بوسہ لینے یا دونوں ہتھیلیوں کو اس طرف کر کے چومنے کو استلام کہتے ہیں۔ کثرتِ ہجوم کے سبب حجر اسود کے پاس جا کر بوسہ دینے کا موقع نہ ملے تو ہاتھ سے یا لکڑی سے مس کر کے اس ہاتھ کو یا لکڑی کو بوسہ دیتا ہے اس وقت حاجی یہ کہتا ہے اے اللہ تجھ پر بھروسہ کر کے اور تیرے کلام کو سچ جان کر اور بڑے نبی کی سُنت کی پیروی میں یہ کرتا ہوں تو میری عرض قبول کر لے۔

۸۔ وقوف: عرفات کے میدان اور مزدلفہ میں پہنچ کر کچھ دیر ٹھہرنے کو وقوف کہتے ہیں۔ وقوف کے لفظی معنی ٹھہرنے کے ہیں یعنی مقامِ مزدلفہ میں رات کو قیام کرنا یہ مقام عرفات اور منیٰ کے درمیان واقع ہے۔

۹۔ رمی جمار: منیٰ کی وادی میں ان تین ستونوں یعنی تین شیطانوں کو کنکریاں مارنا ہے اس کو رمی جمار کہتے ہیں۔

جمرہ: جمرہ اولیٰ جمرہ وسطیٰ اور جمرہ عقبہ، تین چھوٹے چھوٹے میناروں کے نام ہیں جو مکہ شریف سے چند میل کے فاصلہ پر منیٰ کے میدان میں کھڑے ہیں ان تینوں میناروں کو جمرات یا جمار کہتے ہیں حج کے موقع پر حاجیوں کو حکم ہے کہ ان میناروں پر سات سات کنکریاں ماریں۔ اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر پڑھتے ہیں جب حضرت ابراہیم حضرت اسماعیل کو قربانی کے طور پر ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔ اس وقت ان کو تین بار تین جگہ شیطان دیکھائی دیا۔ شیطان نے ابراہیم کو اس ارادہ سے باز رکھنے کی کوشش کی مگر حضرت ابراہیم نے اس کی بات پر کچھ توجہ نہ دی۔ بلکہ ناراضگی سے کنکریاں پھینکیں جہاں جہاں شیطان دکھائی دیا تھا ان تینوں مقاموں پر نشان کے لئے چھوٹے چھوٹے مینارے بنائے گئے ہیں۔ یہی جمرات ہیں حاجی ان پر کنکریاں پھینکتے ہیں یہ حضرت ابراہیم کی سُنت کا اتباع ہے جس سے شیطان کو ذلت ہوتی ہے۔

۱۰۔ رمل: رمل کے معنی اکڑ کر یا بازو ہلا کر چلنا طواف کے پہلے تین چکر میں بازو ہلا کر اور ذرا اکڑ کر چلنے کو رمل کہتے ہیں یہ فعل ایک سُنت ہے (نوٹ: پہلے تین طواف آہستہ کئے جاتے ہیں جنہیں رمل کہتے ہیں۔ جب صحابہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ گئے تو وہاں کی آب وہوا اُن کو راس نہیں آئی اور وہ صحابہ کمزور ہو گئے دوبارہ جب وہ

صحابہ مکہ حج کے لیے آئے تو بعض کفار نے ان پر طنز کیا اس لیے حضورؐ نے ان کو اکڑ کر چلنے کا حکم دیا تا کہ وہ مسلمانوں کو کمزور نہ سمجھیں۔

۱۱۔ اضطباع: طواف شروع کرنے سے پہلے مرد اپنی چادر کے داہنے حصہ کو دہنی بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لیں اس کو اسلامی شریعت میں اضطباع کہتے ہیں عورتوں کو ایسا کرنا مکروہ ہے۔

۱۲۔ تحلیق: کے معنی بال منڈوانا حج کے بعض ارکان حج ادا کرنے کے بعد بال منڈوائے جاتے ہیں اس کو تحلیق کہتے ہیں یہ مردوں کے لیے ہے عورتوں کے لیے نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ سر کے بال کے نیچے نجاست ہوتی ہے اِسی لِئے میں بالوں کا دُشمن ہوں۔ (نہج البلاغہ ص ۱۱۷)

۱۳۔ تقصیر: سارے بال منڈوانے کی بجائے بال چھوٹے کروانے کو تقصیر کہتے ہیں۔

۱۴۔ زم زم: کعبہ کی دیوار سے بتیس گز کے فاصلے پر ایک گہرا کنواں ہے جس کے منہ کا عرض چار گز اور عمق (۶۹) گز ہے اس کنوئیں کے چاروں طرف بہت مضبوط پتھروں کی دیوار قائم کر کے کوٹھری بنا دی گئی ہے۔ اس کوئیں کو چاہ زمزم کہتے ہیں اللہ نے حضرت اسماعیل کے لِئے یہ چشمہ جاری کیا تھا جو آج تک جاری ہے۔

۱۵۔ مسجد حرام: مکہ کی وہ مسجد جس میں حاجی (۵ وقت) نماز پڑھتے ہیں جس کے درمیان میں خانہ کعبہ ہے اس میں داخل ہونے کے کئی دروازے ہیں۔

۱۶۔ منیٰ: مکہ سے تین میل کے فاصلے پر ایک آبادی ہے جسے منیٰ کہتے ہیں منیٰ کی سب سے بڑی مسجد خیف ہے۔ حج کے موقعہ پر منٰی کی وادی میں قربانی کرنا اور پھر حج کے خاتمہ پر سر کے بال منڈوانا ذی الحجہ کے مہینہ میں ہوتا ہے یہ اسلامی سال کا

آخری مہینہ ہوتا ہے اور حج بڑی عید یعنی عبدالبقرہ یا عیدالاضحیٰ کے موقع پر ہوتا ہے عیدالفطر یعنی روزوں کے بعد تقریباً دو ماہ دس دن کے بعد بڑی عید سے پہلے حج ہوتا ہے یہ سال میں صرف ایک بار ہی ہوتا ہے۔

عرفات: ایک بہت بڑے میدان کا نام ہے اسی میدان کے بیچ میں ایک پہاڑ ہے جِسے جبلِ رحمت یعنی رحمت کا پہاڑ کہتے ہیں اس کا رقبہ ۱۲ مربع میل ہے مکہ سے ۹ میل اور منیٰ سے تقریباً ۶ میل کے فاصلے پر ہے۔

جبل رحمت : میدانِ عرفات کا پہاڑ جس پر چڑھ کر امام عید کا خطبہ دیتا ہے۔

اسماء حسنیٰ: اسلام میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے صفاتی نام آئے ہیں جو اسماء حسنیٰ کہلاتے ہیں یہ اسماء الحسنیٰ دو قسم کے ہیں۔

(۱) اسماء جلالی یعنی جن ناموں سے اللہ کا جلال ظاہر ہوتا ہے جو اس کی عظمت ہیبت سطوت اور جبردت کو ظاہر کرے جیسے قہار و جبار۔

(۲) اسماء جمالی جن ناموں میں اللہ کی جمالی صفات ظاہر ہوتی ہیں جو اس کے رحم لطف وکرم اور مہربانی کو ظاہر کرے جیسے رحمٰن ورحیم لطیف۔

مسجد کا معنی: لفظ المسجد: مادہ س ج د ہے۔

لفظ جامع مسجد: اُردو لغت میں وہ مسجد جہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہے دوسرا اسلامی اصطلاح میں جماعت والی مسجد ہے جس میں پانچوں وقت با جماعت نماز پابندی سے ہوتی ہے۔

السجد: پیشانی کو کہتے ہیں جو زمین پر رکھی جاتی ہے اور المسجد اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں سجدہ کیا جائے۔ یہ اسمِ ظرف ہے جس کے معنی سجدہ کرنے کی جگہ اور سجدہ کا

وقت دونوں ہو سکتے ہیں۔سورۃ کہف میں ہے کہ لوگوں نے ان نو جوانوں کے نماز کے مقام پر مسجد بنا دی جس طرح سجدہ سے مُراد صرف سر کو زمین پر رکھنا نہیں بلکہ اس کا مفہوم قوانین خُداوندی کے سامنے سر جھکا دینا بھی ہے اسی طرح مسجد سے مراد عمارت نہیں جس میں نماز ادا کی جاتی ہے اس سے مُراد وہ مقام ہے جو اس نظام کا مرکز ہے جس کی رُو سے قوانینِ خُداوندی کی اطاعت کی یاد دلائی جاتی ہے۔

کبیرہ : وہ گناہ جس کی سزا نا قابل معافی ہے مثلاً قتل بلا سبب۔

صغیرہ : وہ گناہ جس میں مغفرت کی اُمید ہے۔ (نہج البلاغہ ص ۱۳۷)
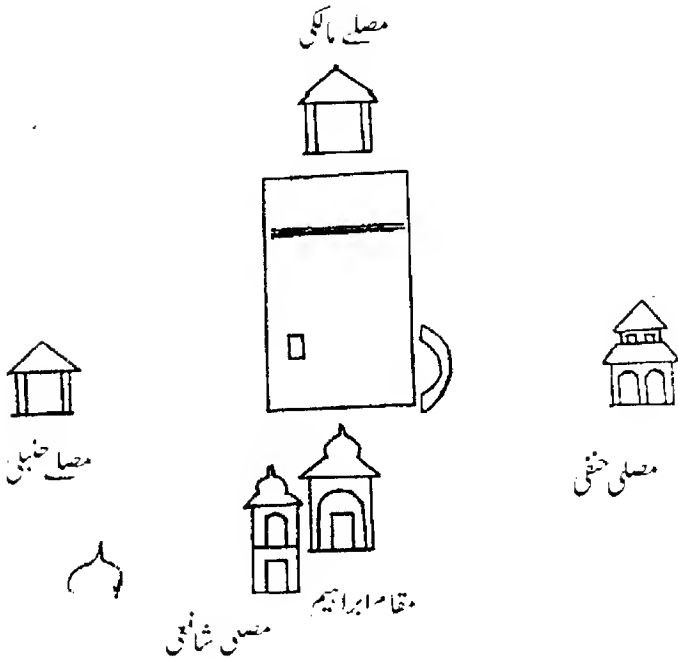
نام کتب

(۱) اسلامی فقہ جلد اول، مولانا مجیب اللہ ندوی، غلام رسول پروگریسو بکس ۴۰۔ بی اردو بازار لاہور۔
(۲) رُوح الحدیث، سید قاسم محمود، بک مین الشجر بلڈنگ نیلا گنبد لاہور۔
(۳) تعلیمِ نماز، مولانا محمد صدیق ہزاروی تحریکِ احیائے دین لاہور۔
(۴) ابتدائی اسلامی اصول اور نماز، مقبول انور داؤدی، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور۔
(۵) مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، چوہدری غلام رسول ایم۔اے،
علمی کتاب خانہ کبیر سٹریٹ اردو بازار لاہور۔
(۶) رمز ایمان برق، ڈاکٹر غلام جیلانی برق، شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ پبلشرز۔
(۷) اسلامی تہوار، پروفیسر رفیع اللہ شہاب، دوست ایسوسی ایٹس پرنٹرز۔ پبلشرز لاہور۔
(۸) کتاب الحج اور عمرہ، عبدالمجید خان، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور۔
(۹) طلوع اسلام رسالہ، ادارہ طلوع اسلام، جولائی ۲۰۰۳ء
(۱۰) حجراسود، سیّد علی شبیر، اپنا ادارہ ۲۴- لیک روڈ پرانی انارکلی لاہور۔
(۱۱) جنگ سنڈے سپیشل ۵ فروری ۲۰۰۶ء
(۱۲) اسلامی انسائیکلوپیڈیا، سید عاصم محمود، الفیصل ناشران تاجران اردو بازار لاہور۔

باب نمبر 5

عقیدہ

عنوانات

۱- عقیدہ
۲- فقہ کے پانچ شعبے
۳- لفظ اجتہاد
۴- اجتہاد کی شرعی حیثیت
۵- مجتہد
۶- مجتہد کے اوصاف
۷- اجماع
۸- اجماع کی شرعی حیثیت
۹- معروف
۱۰- قیاس
۱۱- مصلحت
۱۲- استحسان
۱۳- مغفرت
۱۴- مجدد
۱۵- مجذوب
۱۶- ثواب
۱۷- جبریہ
۱۸- قدریہ
۱۹- مفتی، خلفائے ثلثہ
۲۰- لفظ اہل الرائے
۲۱- غلاۃ
۲۲- تقیہ
۲۳- امامیہ
۲۴- لفظ شیعہ
۲۵- ناجی، ناری
۲۶- عشرہ مبشرہ
۲۷- منکر نکیر
۲۸- جامع القرآن
۲۹- بلاغت
۳۰- فقہ
۳۱- حسنی حسینی
۳۲- حرمین
۳۳- عاریت
۳۴- سن ہجری

عقیدہ: اللہ تعالیٰ کی ذات اور اُس کے فرشتوں اُس کی کتابوں اُس کے رسُولوں اور روزِ قیامت تقدیر کی اچھائی اور بُرائی پر ایمان لانا ہے۔ اسلامی شریعت یا فقہ کا لفظ جب ہم بولتے ہیں تو اس سے مُراد وہ ہدایت ربانی اور ارشادات نبوی مُراد ہوتے ہیں جو حضُورؐ کے ذریعہ سے ہدایات واحکام ملے ہیں وہ دو طرح کے ہیں۔

(۱) ایک کا تعلق ضمیر، دل، دماغ سے ہے اس کو ایمانیات اور اعتقادات کہتے ہیں اور اگر کوئی شخص اعتقادی احکام میں سے کسی پر یقین نہ رکھے یا اسلامی شریعت کے احکام میں سے کسی کا انکار کردے تو دونوں صورتوں میں وہ مسلمان نہیں رہ جائے گا یعنی مومن ہونے کے لیئے ضروری ہے کہ وہ آنحضرتؐ کی لائی ہوئی پوری اسلامی شریعت کو مانتا ہو۔

(۲) دوسرا جسم اور اُس کے اعضاء سے ہے ان کی کئی قسمیں ہیں مثلاً عبادات کے احکام، معاملات و معاشرت کے احکام، اخلاق و آداب کے احکام، حکومت و سیاست کے احکام، اسلام کے دین کی دعوت و تبلیغ کے احکام وغیرہ۔ ان تمام باطنی پہلوں کا ذکر اس باب میں آئے گا جن باتوں کا تعلق اسلامی فقہ میں ظاہری اعمال سے ہے ان کو فقہ میں معاملات اور معاشرت میں آداب واخلاق کا نام دیا گیا ہے۔

اسلامی فقہ کے پانچ شعبے ہیں۔ (۱) اعتقادات (۲) عبادات (۳) معاملات (۴) مزاجر (۵) آداب۔ (اسلامی فقہ ج ۱ ص ۲۶)

۱) اعتقادات: میں ایمان باللہ، ایمان بالملائکہ، ایمان بالکتاب، ایمان بالرسُول، ایمان بالآخرت وغیرہ (یعنی قیامت پر ایمان)۔

۲) عبادات: اس کی بھی پانچ قسمیں ہیں نماز، روزہ، حج، زکوۃ، جہاد۔

۳) معاملات: اس کی بھی پانچ قسمیں ہیں۔ معاوضات، مالیہ، مناکحات،

مخاصمات، امانات (نوٹ: اس میں سارے دیوانی قوانین آجاتے ہیں)۔

۴) مزاجر: مزاجر سے مُرادوہ احکام ہیں جن میں جرائم کا ذِکر اوران کی سزاؤں کا حکم ہو۔ وہ احکام جن میں جرائم اور ان کی سزاؤں کا بیان ہو اس کی بھی متعدد قسمیں ہیں مثلاًقتل کی سزا،قتل میں کسی عضوکونقصان پہنچادینا بھی شامل ہے کسی کا مالی حق لینے کی سزا مثلاً چوری ڈاکہ،غصب، بےعزتی کی سزا،آبروریزی کی سزا،گویا سارے فوجداری قوانین اس کے تحت آجاتے ہیں۔

۵) آداب: جس میں رہنےسہنے،کھانے پینے کے طریقے اور ذاتی اخلاق وسیرت کی بحث ہوتی ہے۔آج مسلمانوں کی تباہی صرف اس وجہ سے ہے کہ ہرفرقہ اپنے عقیدہ کوصحیح کہتا ہےاس لئے ان مفروضی حالات میں یہ فیصلہ کرنا کون صحیح ہےکون غلط ہے بہت مشکل ہے۔مثلاً دیو بندیوں نے بریلویوں کے خلاف نہ صرف فتوے صادر کئے ہیں بلکہ اِن کے خلاف بہت سی کتابیں لکھیں اوران کومشرک کہا نیز اِن کی بعض روایات مثلاً مزارات پر جانا،قبر سے مدد مانگنا،کرامات اولیاءگیارہویں شریف،آخری چارشنبہ،عیدمیلادالنبی،نعت خوانی، مزارات پر قوالی اورعُرس وغیرہ کوخرافات کے مترادف قرار دیا۔اس کے برعکس دیو بندیوں نے اہلِ حدیث کے خلاف بھی کتابیں لکھیں۔ بریلویوں نے دیو بندیوں پرالزام لگایا کہ وہ رسول کوعام آدمی کی حیثیت دیتے ہیں۔شیعہ اثناعشریہ امامیہ ائمہ کومعصوم مانتے ہیں اِس لِئے دیو بندسُنی حنفی کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء کےعلاوہ کوئی معصوم نہیں ہےشیعہ اثناعشریہ امامیہ ائمہ اہلِ بیت کومعصوم مانتے ہیں اوراصطلاح میں چودہ معصوم کہتے ہیں۔

لفظ اجتہاد: (۱) اسلامی فقہ کا تیسرا ماخذ اجتہاد ہے یہ لفظ جہد سے مشتق ہے جس کے معنی انتہائی کوشش کے ہیں لیکن اسلامی اصطلاح میں اجتہاد اس انتہائی کوشش کا نام ہے جو ایک محقق کتاب اور سُنت کی روشنی میں شرعی حکم معلوم کرنے کے لیئے کرتا ہے اجتہاد کی بنیاد قرآن اور حدیث ہے۔

(۲) دوسرا اجتہاد کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی امام اپنی انسانی عقل سے کسی مذہبی مسئلہ کا حل نکالے اور وہ حل قرآن وسُنت کے خِلاف نہ ہو اُس انسانی عقل کے فیصلہ کو اجتہاد کہتے ہیں۔ اُردو لغت میں اجتہاد (اج ت۔ہاد) جدوجہد، کوشش کرنا، ٹھیک راہ ڈھونڈنا، بہت سوچنا، غوروخوص سے کسی مسئلہ کا حل کرنا، ایجاد، نئی بات پیدا کرنا، اسلامی فقہ کی اصطلاح میں قرآن وحدیث اور اجماع پر قیاس کر کے شرعی مسائل کو اخذ کرنا جمع اجتہادات۔

اجتہاد کی شرعی حیثیت: شرعی اصطلاح میں اجتہاد ایک عالمِ دین کی انتہائی کوشش کا نام ہے جو کتاب اور سُنت پر مبنی ہوتی ہے۔

مجتہد: اُردو لغت میں مجتہد (مُج۔ت۔ہد) جِدّ وجہد، کوشش کرنے، راہِ صواب پیدا کرنے والا، ٹھیک اور عمدہ راستہ نکالنے والا، فرقہ امامیہ (شیعہ) کا فقیہہ پیشوائے مذہب جو دلیل کے ساتھ ایک بات کا قائل ہو اجتہاد کرنے والا کتاب اور سُنت سے دینی مسائل حل کرنے والا، جمع مجتہدون یا مجتہدین۔

مجتہد اُس کو کہتے ہیں جس نے اپنی انسانی عقل سے اُس مذہبی مسئلے کا حل نکالا ہو اُس مذہبی حل نکالنے والے کو مجتہد کہتے ہیں۔ اسلام میں عالم کے لیئے سب سے بڑا درجہ مجتہد کا ہے ان دونوں الفاظ کا ایک دوسرے کے ساتھ تعلق ہے۔ جب بھی کسی

شخص نے اپنی انسانی عقل سے اجتہاد کیا تو اُس انسانی عقل کے اجتہاد کا حل نکالنے والے کو مجتہد کہتے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں مجتہد اُسے بھی کہتے ہیں جو اُمت کے بھولے ہوئے احکام شرعیہ یاد دلائے اور حضورؐ کی مردہ سنتوں کو زندہ فرما دے فقہ و کلام کے اُلجھے ہوئے معرکہ الآرا مسائل کو حالات کے ساتھ سُلجھا دے اور اپنی عالمانہ سطوت کے ذریعے نئے مسائل کا شرعی حل پیش کرے اور اہلِ باطل کی جھوٹی شوکت مٹا دے۔

مجتہد کے اوصاف: (۱) قرآن اور حدیث اور ان کے احکام سے گہری واقفیت رکھتا ہو۔

(۲) عربی زبان سے واقف ہو صحابہ تابعین اور فقہاء کے اقوال اور آرا کا علم رکھتا ہو علم اسماء الرجال کا ماہر ہو۔

(۳) قیاس کے اصول و قواعد سے باخبر ہو۔

مجتہد وہ شخص جس کا علم وسیع اور ذہن ثاقب اور فکر سلیم اور رائے صائب ہو اور وہ قرآن و حدیث و آثار صحابہ سے بدرجہ کمال واقفیت رکھتا ہو اور زبان عربی کے محاورات اور اس کی لغات اور اشارات و کنایات پر حاوی ہو نزول قرآن اور تاریخ فرمودہ حدیث کے راویوں کے طبقات کا اس کو تحقیقی علم ہو۔ نہایت متقی اور پرہیز گار دنیا سے بے رغبت اور خدا ترس ہو مجتہد امت محمدیہ میں بہت ہوئے لیکن علماء کرام کا اتفاق ہے چاروں مجتہدوں کے مذاہب جو تواتر کی حد تک پہنچ گئے ہیں۔

اجماع: لفظ اجماع کا لغوی معنی ہے پختہ ارادہ کرنا اور اتفاق کرنا جب اس کا فاعل واحد ہو تو عزم و ارادہ کا معنی دیتا ہے اور جب فاعل جمع ہو تو اتفاق کا معنی دیتا ہے اور

اصطلاح میں اس سے مراد ہر زمانے کے علماء و اہل حق کا جن میں عدل و اجتہاد بھی موجود ہو کسی مسئلہ یا حکم پر جمع ہو جانا۔ لفظ اجماع جمع سے مشتق ہے جس کے معنی اکٹھا کرنا یا اکٹھا ہونا ہے اسلامی قانون کا چوتھا ماخذ اجماع ہے۔ اسلامی اصطلاح میں اجماع کے معنی ہیں ''امت کے مجتہدین کا کسی زمانہ میں کسی مسئلے پر اتفاق ہو جانا'' یا اتحاد کر لینے کا نام اجماع ہے۔ یہ اہلِ سنت کے تمام ائمہ کے نزدیک حجت شرعیہ اور ماخذ احکام ہے۔ اجماع کے لِئے حد بندی دُرست نہیں ہے بلکہ کسی بھی زمانہ میں تمام مجتہدین کا کسی فیصلہ کے متعلق اتفاق کر لینا ہی اجماع ہے اجماع کا واجب ہونا قرآن سے ثابت ہے۔ مثلاً چاروں اماموں (۱) امام ابوحنیفہ (۲) امام مالک (۳) امام شافعی (۴) امام احمد بن حنبل۔ ان چاروں اماموں کے سوا کسی کی پیروی جائز نہیں سُنی اجماع صحابہ کو مانتے ہیں لیکن اہلِ تشیع کو اختلاف ہے اہلِ تشیع اپنے بارہ اماموں کی تقلید کرتے ہیں اسلامی کُتب میں اکثر یہ جملے پائے جاتے ہیں کہ ہم اپنے اماموں کی تقلید میں مقیّد ہیں۔

اجماع کی شرعی حیثیت: (۱) شرعی حیثیت کے متعلق علماء کا اختلاف ہے علماء کا ایک طبقہ اجماع کو شرعی حجت قرار دیتا ہے۔

(۲) دوسرا طبقہ کہتا ہے کہ اجماع سے اختلاف کیا جا سکتا ہے جہاں قرآن سُنت اور قیاس سے مسئلے حل نہیں ہوتے تھے تو پھر اجماع یعنی مجتہدین کے اتفاق کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ مطلب جن جزئیات و مسائل کا قرآن و سُنت میں ذکر موجود نہ ہو ان کے کسی ایسے حل پر مجتہدین متفق ہو جائیں جو شریعت کے مزاج سے مطابقت رکھتا ہو۔ نہایت سادہ یعنی وہ عمل جس میں اسلامی فقہ کی جماعتیں (حنفی، مالکی،

شافعی، حنبلی) کا کسی بات پر اتفاق کرنا اجماع کہلاتا ہے۔ بنیادی شرط یہ ہے کہ اجتماعی اجتہاد کرنے والے مجتہدانہ صلاحیتوں سے بہرہ ور ہوں۔ بعض اسلامی فرقے اجماع صحابہ کو مانتے ہیں اور اصل اجماع کو صرف صحابہ تک محدود رکھتے ہیں۔ شیعہ کے نزدیک اجماع کا مفہوم کہ کسی امام معصوم کے قول پر متفق ہو جانا ہے۔ اجماع ایسے لوگوں کا معتبر ہے جو مجتہد پرہیزگار اور خواہشات نفسانیہ سے بالکل متحرز ہوں اور ان میں فسق وفجور کی بوتک نہ ہو ہر ایک زمانہ کے مجتہدین کا اجماع معتبر ہے اجماع میں سب کا متفق ہونا شرط ہے جس امر پر ان کا اتفاق ہوا گر وہ قول ہے تو اجماع قولی (اجماع قولی سے مُراد وہ اجماع جو کسی زمانے کے تمام مجتہدین کسی ایک فیصلے پر اتفاق کریں) اگر فعل ہو تو فعلی کہلائے گا اگر زبان یا فعل سے انہوں نے کچھ نہیں کیا بلکہ صرف کسی خاص امر پر سب کا اعتقاد ہے تو اسے اجتہاد اعتقادی کہتے ہیں۔ جس اجماع میں بعض خاموش رہے ہوں اِسے اجماع سکوتی کہتے ہیں۔ اجماع سکوتی سے مُراد ایک یا چند مجتہد کوئی فتویٰ دیں اور دوسرے مجتہدین اس سے اختلاف کا اظہار نہ کریں۔ جو حنفیوں کے نزدیک مقبول ہے اور امام شافعی کے نزدیک غیر مقبول ہے۔

معروف: اسلامی قانون کا چوتھا ماخذ معروف ہے معروف سے مُراد رواج اور دستور ہے۔

قیاس: قیاس کے لغوی معنی ناپنا یا کسی چیز کا مقابلہ کر کے موازنہ کرنا ہے۔ اُردو لغت میں قیاس (ق۔یا۔س) جانچ، اندازہ، اٹکل، تخمینہ، منطق دو جملوں سے مرکب قول جس سے نتیجہ لازم آئے منطقی، مشکل، ذہین رائے، سوچ بچار۔ قیاس فقہ کا ماخذ

ہے جن چیزوں میں کتاب وسنت خاموش ہو اور اجماع بھی موجود نہ ہو ان میں قیاس کے بغیر چارہ نہیں۔ اہلِ سنت اور شیعہ، زیدیہ کے ہاں قیاس مقبول ہے اہل سنت میں ظاہریہ اور شیعوں میں سے امامیہ کے نزدیک قیاس کی کوئی اصل نہیں حنفیہ کے ہاں قیاس کے متعلق وسعت ہے مگر اہل الحدیث کے نزدیک شدت ہے۔ شریعت کی وہ باتیں جو حضورؐ نے صاف اور کھلے طور پر نہیں بتائی ہیں وہ باتیں حضورؐ کی تعلیم سے قیاس کے ذریعہ معلوم کی جا سکتی ہیں شیعہ محدثین کے نزدیک قیاس ناجائز ہے۔ قیاس میں چونکہ غلطی کا امکان بھی ہو سکتا ہے اِس لئے شریعت کے اول تین ماخذوں کی طرح اسے حجت وقطعیت کا درجہ حاصل نہیں۔ (فقہ واصول فقہ ص ۳۴۸)

شرائط قیاس: شرعی احکام میں قیاس سے کام لینا ہر شخص کا کام نہیں قیاس وہی کر سکتا ہے جو اپنے اندر اجتہادی صلاحیتیں رکھتا ہو۔ قیاس احکام شرعیہ کے معلوم کرنے کا ایک لائق اعتماد ذریعہ ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ قیاس کرنے والا مجتہد ہو ہر کس و ناکس کا قیاس معتبر نہیں۔ قیاس اصل میں حکم شریعت کو ظاہر کرنے والا ہے خود مستقل حکم نہیں یعنی قرآن وحدیث کا حکم ہوتا ہے مگر قیاس اسے یہاں ظاہر کرتا ہے۔ قیاس کا ثبوت قرآن و حدیث وافعال صحابہ سے ہے قرآن فرماتا ہے۔ عبرت لو اے نگاہ والو۔ یعنی کفار کے حال پر اپنے کو قیاس کرو اگر تم نے ایسی حرکات کیں تو تمہارا بھی یہی حال ہوگا۔

مصلحت: مصلحت سے مُراد زمانہ کے حالات اور تقاضوں کی وجہ سے اجتماعی مفاد کے لِئے قانون سازی کرنا یا فتویٰ دینا ہے۔ اس اصول کو مالکی استصلاح (فقہ مالکی بعض اوقات قیاس کو چھوڑ کر مصلحت عامہ کے موافق فتویٰ دیتے تھے اسے استصلاح کہتے ہیں) اور حنفی استحسان قرار دیتے ہیں۔

استحسان: استحسان کے لغوی معنی کسی چیز کو پسند کرنے یا پسندیدہ سمجھنے کے ہیں۔ لفظی معنی ہیں کہ کسی چیز کو دوسری چیز کے مقابلے میں اچھا سمجھ کر ترجیح دینا کسی چیز کو اچھا جاننا اور پسند کرنا۔ اس کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ "الفاظ کی پابندی کی بجائے اِس کی روح کو ملحوظ رکھنا" اور قیاس کو ترک کر کے اس حکم کو اختیار کرنا جس پر عمل کرنا لوگوں کے لِئے آسان ہو فقہ حنفی کا ایک امتیازی اصول استحسان ہے قیاس کو چھوڑ کر اصول ثانیہ کی روح سے فتویٰ دینے کو استحسان کہتے ہیں۔ استحسان کے معنی کسی شے کو اچھا اور مستحسن سمجھنا اور فقہاء کی اصطلاح میں کسی مسئلہ کے دو پہلوؤں میں سے ایک کو کسی معقول دلیل کی بنا پر ترجیح دینے کا نام استحسان ہے۔ حنفی اور مالکی علماء کے نزدیک استحسان یہ ہے کہ دو دلیلوں میں سے طاقتور دلیل اختیار کر لی جائے فقہاء نے استحسان کی عمومیت کو قیاس خفی میں سمیٹ کر بیان کیا ہے۔ مطلب کمزور قیاس کو چھوڑ کر زوردار قیاس کی طرف رجوع کرنا یا ظاہر قیاس کے مقابلے میں اس قیاس کو ترجیح دینا جس میں عوام الناس کی اسانی ہو۔ چنانچہ قیاس خفی کا دوسرا نام وہ استحسان کو قرار دیتے ہیں اس طرح قیاس کی دو قسمیں بنتی ہیں۔ (۱) قیاس جلی (۲) قیاس خفی یا استحسان۔

مغفرت: مغفرت کے معنی حفاظت کے ہیں مغفرت اس خود کو کہتے ہیں جسے سپاہی سر کی حفاظت کے لِئے میدان جنگ میں پہنتے ہیں۔ قرآنی اصطلاح میں وہ قوت جو تخریبی عناصر سے حفاظت کرتی ہے اُسے مغفرت کہتے ہیں۔

مجدد: اُردو لغت میں (م۔ جد۔ د) تجدید کرنے والا پرانے کو نیا کرنے والا بزرگ ولی، جدت پسند، قائل جدیدیت۔ مجدد کے لئے ضروری ہے کہ ایک صدی کے آخر اور دوسری صدی کے اول میں اس کے علم و فضل کی شہرت رہی ہو جس عالم کو آخر

صدی کا زمانہ نہ ملا یا ملا لیکن وہ دینی خدمات انجام دینے میں مشہور نہ ہُوا تو وہ مجددین کی فہرست میں شمار نہ ہوگا۔

مجذوب: (مج۔ذُوب) جذب کیا گیا، کھینچا گیا، صاحب جذب، خُدا کی محبت میں غرق، بے ہوش، مست، بے خود، آپے سے باہر، دیوانہ، پاگل، سڑی سودائی۔

ثواب: قرآن کہتا ہے کہ جو نظامِ عمل اس نے تجویز کیا ہے اس میں اس کی صلاحیت ہے کہ جس قدر قوت اس مقصد کے حصول میں صرف ہو وہ اِسے واپس لے آئے۔ عربی زُبان میں ثواب ثاب سے ہے ثاب کے معنی ہیں لوٹ آنا جتنا خرچ کیا ہو اتنا ہی واپس آجانا لہٰذا قرآنی نظامِ عمل میں جس قدر توانائیاں حق کی مدافعت اور باطل کی شکست کے لِئے صرف ہوتی ہیں وہ ساتھ ہی ساتھ جمع ہوتی رہتی ہیں اس لِئے ہر مسلمان ثواب جمع کرتا رہتا ہے۔ ثواب کا مطلب عوض، بدلہ جزائے خیر حضوؐر کی برکت سے امت پر اللہ نے یہ مہربانی کی ہے کہ اگر کوئی شخص ایک نیکی کرے تو اسے کم سے کم دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور ایک برائی کرنے سے صرف ایک برائی لکھی جاتی ہے۔

جبریہ: یہ لفظ جبر سے نکلا ہے یہ لوگ انسان کو فاعل مختار یعنی اپنے فعل میں آزاد ہونا نہیں مانتے انسان کے سارے افعال بُرے اور بھلے کا ذمہ دار خُدا ہے۔

قدریہ: یہ لفظ قدر سے نکلا ہے جس سے مُراد تقدیرِ الٰہی ہے یہ فرقہ بدی اور ناانصافی کو خُدا سے منسوب کرنا نہیں چاہتا۔ فرقہ اشعریہ کا عقیدہ ہے کہ خُدا کا ارادہ ازلی ہے اور جو کچھ خُدا کرتا ہے یا انسان سے سرزد ہوتا ہے سب اسی ارادہ کے موافق ہوتا ہے وہ بُرائی اور بھلائی دونوں کا ارادہ کرتا ہے۔

مفتی: اسلام میں فتویٰ دینے والوں کو مفتی کہتے ہیں اور اسلامی علماء میں ان کا بڑا مرتبہ ہوتا ہے فتوے کی دو قسمیں ہیں۔(۱) حقیقۃ (۲) عرفیہ

۱) فتویٰ حقیقۃ تو یہ ہے کہ تفصیل دلیل کی معرفت کی بنا پر فتویٰ دیا جائے ایسے حضرات کو اصحابِ فتویٰ کہا جاتا ہے

۲) عرفیہ یہ ہے کہ امام عالم امام کی تقلید کرتے ہوئے اِس کے اقوال بیان کرے اور اسے تفصیل دلیل کا علم نہ ہو۔

خلفائے ثلثہ: حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان کو خلفائے ثلثہ کہتے ہیں۔

لفظ اہل الرائے: حضرت امام ابوحنیفہ نے فقہ کے اصول اور ضوابط معین کیے مسائل حل کرتے وقت اپنی عقل، رائے، قیاس اور استحسان سے کام لیتے تھے اسی وجہ سے امام ابوحنیفہ کے مسلک کا نام اہلِ الرائے مشہور ہو گیا۔ اہلِ الرائے سے مُراد وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے مسائل متفق علیہ کے بعد کسی شخص مقدم کے قواعد پر تحریر مسائل کی طرف توجہ کی ان کا اکثر یہ دستور ہی رہا کہ مسئلہ میں اِس مشابہ مسئلہ کا جو حکم ہوتا ہے وہی حکم اس مسئلہ پر لگا دیتے اور مسئلہ کو انہیں قواعد کی طرف پھیر پھار کر لے جاتے۔

غلاۃ: اسماعیلیہ اور امامیہ میں سے بہت سے فرقے غلو کرتے ہیں مگر یہاں غلاۃ سے مُراد وہ فرقے ہیں۔

(۱) جن کے عقائد مشترک ہیں کہ انبیاء و آئمہ خُدا ہیں۔

(۲) یا خُدا نے انبیاء اور آئمہ میں حلول کیا ہے۔

(۳) اثنا عشری کہتے ہیں کہ غلاۃ اور مفوضہ غلط ہیں۔

(۴) آتش پرست اور قدریہ اور جبریہ یہ سب اہلِ بدعت مذہب باطلہ سے بدتر ہیں۔

(۵) امام جعفر صادق نے غلاۃ اور مفوضہ کو غلط کہا ہے۔

تقیہ: تقیہ کے لفظی معنی بچاؤ کے یا حفاظت کے ہیں لیکن شیعوں کی اصطلاح میں لفظ تقیہ کا مطلب اپنے عقائد کو چھپانا سمجھا جاتا ہے اور اس عمل سے شیعہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم تقیہ سے اپنے امامِ باطن کے حکم کی پیروی کرتے ہیں اس طرح شیعہ اپنے عقائد کو چھپاتا ہے اور اسے جائز سمجھتا ہے۔

امامیہ: شیعوں کا وہ فرقہ جو بارہ اماموں کے سوا کسی کو صاحب ولایت نہیں مانتے وہ امامیہ کہلاتے ہیں۔

لفظ شیعہ: شیعہ لفظ کے مخصوص معنی ہیں

(۱) گروہ (۲) فرقہ (۳) پیروکار (۴) حامی۔

لیکن اس سے مُراد ہے مسلمانوں کا وہ مذہبی فرقہ جو حضرت علیؓ کے بارے میں ایک مخصوص عقیدہ رکھتا ہے جس کے پانچ اساسی اصول ہیں۔

(۱) توحید (۲) عدل (۳) نبوت (۴) امامت (۵) معاد

ناجی و ناری: اسلام کے ۷۳ فرقوں میں سے وہ کون فرقہ ہے جو اپنے آپ کو ناجی اور اپنے مخالف کو ناری نہیں جانتا۔

ناجی: ناجی وہ ہے جس کا عقیدہ و عمل حضورؐ اور اصحاب کے مطابق ہو اور کسی طرح کی بدعت میں مبتلا نہ ہو یعنی یہ کہا جائے کہ اُن کے اعتقاد میں کسی طرح کا فتور نہ ہو۔

ناری: ناری وہ ہے جس کا عقیدہ و عمل آنحضورؐ اور صحابہ کے خلاف ہو وہ ناری ہے۔

عشرہ مبشرہ: اِن دس صحابہ کرام کو کہتے ہیں جن کو دُنیاوی زندگی میں جنتی ہونے کی

بشارت دی گئی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، سعید بن ابی وقاصؓ، سید بن زیدؓ، طلحہ بن عبداللہؓ، زبیر بن عوامؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، ابوعبیدہ عامر بن الجراحؓ۔

منکر نکیر: یہ وہ فرشتے ہیں جب انسان مرتا ہے تو یہ دونوں فرشتے قبر میں مردے سے سوال جواب کرتے ہیں اور اُس مُردے کے اعمالوں کا حساب کتاب لکھتے ہیں۔

جامع القرآن: عام طور پر مشہور ہے حضرت عثمان نے حضُور کے بعد قرآن کو جمع کیا اس لیئے انہیں جامع القرآن کہا جاتا ہے۔

بلاغت: لفظ بلاغت کے معنی ہیں تھوڑے سے الفاظ میں بہت کچھ بیان کر دینے کو بلاغت کہا جاتا ہے۔

فقہ: فقہ کے دو بنیادی ماخذ (قرآن و سُنت) قرآن و حدیث کے بعد اسلام کا دارومدار فقہ پر ہے۔ قرآن و سنت اور ان کے بتائے ہوئے اصولوں کی روشنی میں مسائل کو سمجھنے اور ان کا حل معلوم کرنے کا نام فقہ ہے فقہ کے تفصیلی احکام کا تعلق زیادہ تر مدنی آیات سے ہے۔ ائمہ اہلِ سُنت کے نزدیک بنیادی اصول چار ہیں تمام دینی مسائل میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

فقہ کے لغوی معنی شق اور فتح کے ہیں یعنی فقہ کی حقیقت تحقیق کرنا اور مشکل مسائل کی گرہ کو کھولنا ہے۔ لفظی معنی سمجھ اور فہم و ادراک اور علم کے ہیں فقہ کا مفہوم دین کی سمجھ ہے۔ دین میں سمجھ رکھنے والے کو فقیہہ کہا جاتا ہے فقہ سے مُراد وہ ضمنی قواعد ہیں جو ایک مجتہد قوم طبعی خصوصیات کے مطابق قرآن اور سُنت کی روشنی میں مرتب کرتا ہے۔ فقہ کا مطلب جاننے اور سمجھنے کے ہیں اسلامی اصطلاح میں علم فقہ سے مُراد شریعت کے عملی

احکام ہیں فقہ کے عالم کو فقیہ کہتے ہیں اور فقیہ کا اطلاق مجتہد پر بھی ہوتا ہے اصولِ فقہ وہ علم ہے جس کی ابتداء اہلِ اسلام نے کی ہے اور اُردو زبان میں اصول فقہ پر بہت سی کُتب ہیں سب سے عمدہ جامع کتاب جامع الاصول ہے۔

فقہ حنفی کی مشہور اور مستند و مبسوط کتابیں (۱) ہدایہ (۲) درمختار (۳) شرح وقایہ (۴) ردالمختار (۵) فتاویٰ عالمگیری (۶) فتاویٰ قاضی خان فقہ حنفی کی کتابوں کی تعداد ہزاروں سے تجاوز ہے مگر یہ چھ کتابیں اپنی جامعیت اور صحت کے اعتبار کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر تسلیم کی گئی ہیں۔

حسنی حُسینی: سے مُراد والد امام حسن کی اولاد سے ہوگا اور والدہ امام حسین سے اس مناسبت سے وہ حسنی حسینی کہلائے گا مثلاً عبدالقادر جیلانی کے والد امام حسن کی اولاد میں سے تھے اور والدہ حضرت امام حسین کی نسل میں سے تھیں اِس طرح عبدالقادر جیلانی حسنی حُسینی سیّد کہلاتے ہیں۔

حرمین: صوبہ حجاز میں مکہ اور مدینہ کے دو شہر واقع ہیں ایک شہر میں حضوؐر کی پیدائش اور دوسرے شہر میں حضوؐر مدفون ہیں یعنی دو مقدس مقامات کو حرمین کہتے ہیں۔

عاریت: دوسروں سے کچھ چیزیں مانگتے ہیں اسلامی شریعت میں کسی سے مانگنے کو عاریت کہتے ہیں۔ اسلامی شریعت میں کس کو بغیر معاوضہ اپنی کسی چیز سے فائدہ اُٹھانے کی اجازت دے دینا عاریت ہے۔ عاریت دینے والے کو (اعادہ) اور عاریت لینے والے کو (استفادہ) کہتے ہیں عاریت دینے والے کو معیر اور عاریت لینے والے کو مستخیر کہتے ہیں جو چیز عاریت میں لی جائے اِس کو (مستعار) کہتے ہیں۔

سنِ ہجری: سنِ ہجری حضوؐر نے مکہ سے مدینہ جب ہجرت کی اُس وقت سے ہجری

سال چلا ہے۔(نوٹ:سنِ عیسوی حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے چلا ہے)

نام کُتب

(۱) اسلامی فقہ،مولانا مجیب اللہ ندوی غلام رسول،پروگریسو بکس ۴۰۔بی اردو بازار لاہور۔

(۲) ۷۳ فرقے کیسے بنے،موسیٰ خان جالزئی،فکشن ھاؤس ۱۸۔مزنگ روڈ لاہور۔

(۳) مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ،چوہدری غلام رسول ایم۔اے،
علمی کتاب خانہ کبیر سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

(۴) سوانح حیات،امام احمد رضا بریلوی،علامہ بدرالدین احمد،
فضلِ نور اکیڈمی چک سادہ شریف گجرات۔

(۵) کشف المحجوب،حضرت سید علی بن عثمان،فیصل
ناشران وتاجران کتب غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

(۶) معلوماتِ حدیث،سید عبدالصبور طارق،مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور۔

(۷) اسلام کیا ہے؟پرویز،طلوع اسلام ٹرسٹ بی/۲۵ گلبرگ ۲ لاہور۔

(۸) حقیقۃ الفقہ،حضرت مولانا محمد داؤد،اسلام پبلشنگ ہاؤس ۲۔شیش محل روڈ لاہور۔

(۹) مذہبِ اسلام،مولوی محمد نجم الغنی،ضیاالقرآن پبلی کیشنز لاہور۔

(۱۰) مضامینِ تصوف،مولف:محمد ادریس،دوست ایسوسی ایٹس الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

(۱۱) رُوح الحدیث،سید قاسم محمود،بک مین الشجر بلڈنگ نیلا گنبد لاہور۔

(۱۲) احکامِ شریعت،احمد رضا خان،ضیاالقرآن پبلی کیشنز لاہور۔

(۱۳) ابلہِ مسجد،صابر صدیقی طلوع اسلام ٹرسٹ بی/۲۵ گلبرگ ۲ لاہور۔

(۱۴) اسلامی فقہ،احقر العباد محمد رفیق،ناشر آزاد بک ڈپو اردو بازار لاہور۔

(۱۵) اسلامی انسائیکلو پیڈیا،مولوی محبوب عالم،ناشران وتاجران الفیصل اردو بازار لاہور۔

باب نمبر 6

امام

عنوانات

امام: اُم عربی زبان میں ماں کو کہتے ہیں چونکہ ماں بچہ کی اصل ہوتی ہے عربی زبان میں امام دو الفاظ اُم اُم سے مرکب ہو کر بنا ہے اُم کے لفظی معنی ابتدا، انجام، اصل جڑ کے ہیں۔ پس امام کے معنی ابتدا والا، انجام والا ہے اس لئے انسان کی ابتدا سے لے کر انجام تک یعنی شروع سے لے کر قیامت تک لے جانے والے صرف امام ہی ہیں اس لئے اسلامی فرقوں میں ان اماموں کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

امام کے معنی: راہنما، ہادی، پیش رو (جمع ائمہ) متکلمین کے نزدیک وہ شخص جو دین کو قائم رکھتے ہیں رسول اللہ کا خلیفہ (نائب) ہو محدثین کے نزدیک امام سے مُراد محدث اور شیخ مفسروں کی اصطلاح میں حضرت عثمان کے حکم پر لکھے گئے قرآن مجید کے نسخے امام بھی کہلاتے ہیں قرآن مجید کی رُو سے لوح محفوظ، راستے اور علمبردار شخص کو بھی امام کہتے ہیں امام کا لفظ خاصے وسیع مفہوم کا حامل ہے عام طور پر اس سے مُراد وہ شخص ہے جس کی پیروی کی جائے یا جس کی اقتداء کی جائے۔ مسجد میں نماز پڑھانے والے کو بھی امام کہا جاتا ہے۔ جہاد میں سپہ سالار کو بھی امام ہی کہا جاتا ہے نیز دینی علوم کے ان ماہرین کو بھی امام کہا جاتا ہے جنہوں نے اجتہاد سے کام لے کر فقہ و حدیث، تفسیر کلام وغیرہ کی علمی بنیادیں استوار کیں اہل تشیع کے نزدیک امام کا خطاب حضرت علیؓ کے لئے مخصوص ہے ان کا فرقہ اثنا عشری حضرت علیؓ کے بعد ان کی اولاد میں سے پہلے گیارہ افراد کو امام برحق سمجھتے ہیں فرقہ سبیہ کے نزدیک اس کے مستحق پہلے سات امام ہیں۔ اہلِ سنت کے نزدیک امام کا مجتہد ہونا ضروری ہے چار امام مجتہد امام اعظم، امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل کچھ مجتہد فی الذہب ہیں امام ابن تیمیہ، امام ابو یوسف، امام ابو داؤد، امام بخاری وغیرہ، دیگر علمائے شریعت مثلاً امام

غزالی ،امام رازی وغیرہ لغات ولسانیات کے کچھ علماء بھی امام کہلاتے ہیں شیعوں کے عقیدے کے مطابق ایک امام غائب ہیں جو قیامت کے نزدیک مہدی کی صورت میں ظہور پذیر ہوں گے انہیں امام مہدی کہا گیا ہے۔ امامیہ (اہل تشیع) کے نزدیک امام غائب ہر صدی میں ہوتا ہے اسماعیلی آغا خانی اور بوھرے فرقوں میں تو امامت تسلسل کے ساتھ چلی آرہی ہے۔ (اسلامی انسائیکلو پیڈیا ص ۲۵۷)

عقیدہ بابت امام: جو کسی امام کا مقلد ہوگا قیامت میں رب تعالیٰ بھی اپنے بندوں کو اماموں کے ساتھ پکارے گا رب فرماتا ہے اس دن ہم ہر شخص کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ انبیاء ورسول کا کام خالق کے پیغام کو مخلوق تک پہنچانا ہے کیونکہ اُس خالق کا فرض تھا کہ وہ مخلوق کے لیئے بھی کسی ہستی کو پیدا کرتا جو مخلوق کو خالق تک لے جاتا اس ہستی کو امام کہتے ہیں۔ گویا رسول اور نبی کا کام یہ ٹھہرا کہ وہ خالق کا پیغام مخلوق کو پہنچائے اور امام کا کام مخلوق کو خالق تک لے جائے۔ قیامت کے روز لوگ اپنے اپنے اماموں کے ساتھ پیش ہوں گے اور جیسا حشر امام کا ہوگا ویسا ہی حشر اس کے ماننے والوں کا ہوگا اس لیئے اسلام میں ہر کوئی اپنے امام کو ٹھیک کہتا ہے اور دوسرے امام کی نفی کرتا ہے۔ (نوٹ کچھ اسلامی فرقوں کا امامت کے اس نظریہ سے اختلاف ہے۔)

اماموں کے متعلق نظریات: (۱) اسماعیلیہ کہتے ہیں کہ امام اس غرض سے ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی شناخت کرائے اسماعیلیہ امام کو اللہ کی معرفت کا معلم قرار دیتے ہیں۔

امامیہ کہتے ہیں کہ معصوم یعنی امام کی طرف حاجت معرفت الٰہی کی تعلیم کے

لِئے نہیں بلکہ اس لِئے ہے کہ وہ واجباتِ عقلی و شرعی کے ادا کرنے اور قبائح عقلی و شرعی سے بچنے میں لطیف ہو۔

اہلِ سُنت: سُنی فرقہ کے نزدیک تقرر امام کا وجود مخلوق پر دلیل سمعی (شرعی) سے ثابت ہے (نوٹ) سُنی امام کو معصوم نہیں کہتے اہلِ تشیع اور اہلِ سُنت کا امام کے متعلق یہی اختلاف ہے۔ شیعہ اثنا عشری اماموں کو مانتے ہیں اسماعیلیہ اور اثنا عشری کے نزدیک امام کا معصوم ہونا واجب ہے۔ اسلام میں اماموں کے بارے میں یہ نظریہ ہے کہ اماموں نے دین کی باتیں سمجھائیں اور مذہب کا قانون اتنا سُلجھا دیا کہ کسی مسئلہ میں الجھاؤ نہیں ہوتا امام کے بتائے ہوئے مسئلوں اور طریقوں کے سہارے ہر ایک دین کی بات بتانا آسان ہوگئی۔

اسلام میں امامت کا جھگڑا: (۱) جب حضرت محمد ﷺ کا وصال ہوا امامت خلافت کا جھگڑا اُسی وقت شروع ہوگیا۔ ایک فرقہ حضرت علیؓ کو حضورؐ کا جانشین کہتا تھا دوسرا فرقہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عثمان کو خلافت کا جانشین کہتا تھا۔ جو لوگ حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کو مانتے تھے وہ گروپ (فرقہ) سُنی کہلائے۔ چونکہ سُنی (فرقہ) کا یہ نظریہ تھا کہ یہ صحابی تھے اور ہر وقت حضورؐ کے ساتھ رہتے تھے۔ اس لِئے خلافت کا حق ان کا ہے دوسرا یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق کی بیٹی حضرت عائشہؓ حضورؐ کی بیوی تھی اور یہ سسُر تھے اور حضورؐ کے صحابی بھی تھے اِس لِئے اکثریت لوگوں کی ان کے ساتھ تھی۔

(۲) دوسرا گروپ جو حضرت علیؓ کی خلافت کو جانشین مانتا تھا اُن کا نظریہ تھا کہ امامت صرف حضورؐ کے خاندان کے علاوہ کسی اور کا حق نہیں وجہ یہ تھی کہ حضورؐ کی بیٹی

حضرت فاطمہؓ کے شوہر حضرت علیؓ تھے اور حضرت علی حضورؐ کے بھتیجے بھی تھے اس لئے اُن کا حضرت عائشہ کے خاندان کے ساتھ خلافت کا جھگڑا شروع ہو گیا اور یہ دوسرا گروپ شیعہ کہلائے۔

(۳) تیسرا گروپ جو ان دونوں کو نہیں مانتا تھا اور وہ صرف حضورؐ کو مانتا تھا وہ خارجی مسلمان کہلائے۔

(۴) چوتھا فرقہ پھر ایک صدی کے بعد معرضِ وجود میں آیا وہ تصوف (صوفی ازم) کا اور یہ پیران شیخِ طریقت کہلائے۔ اس طرح اسلام کے چار فرقے بن گئے اور یہ لوگ صرف اپنے اپنے اماموں کو ماننے لگ گئے۔

۱- سُنی فرقہ کے لوگ فقہ کے چار ائمہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل کو ماننے لگ گئے جو اپنا سلسلہ حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عائشہؓ تک مانتے ہیں۔

۲- شیعہ فرقہ حضرت علیؓ کے بعد اُن کی اولاد بارہ اماموں اثنا عشری کو ماننے اور اپنا سلسلہ حضرت علیؓ سے حضورؐ تک لے کر جانے لگ گئے۔

۳- تصوف میں سلسلہ قادری، چشتی، سہروردی، نقشبندی کی تقلید کرنے لگ گئے اور ان میں سے پہلے تین سلسلے اپنا تعلق حضرت علیؓ سے جوڑتے ہیں اور چوتھا نقشبندی اپنا سلسلہ حضرت ابو بکر صدیق سے ملاتے ہیں! اس طرح اسلام میں امامت کے جھگڑے سے فرقوں کی بنیاد پڑی۔

نظریہ: وہ فیصلہ جو قرآن وحدیث میں نہ ہو اور خدا رسول کے حکم کے خلاف بھی نہ ہو اس کا نام اجتہاد ہے اور جو کوئی ایسا فیصلہ کر سکے اسے مجتہد کہتے ہیں۔ تو حاصل کلام

یہ ہے کہ ان اماموں نے اسلام دین کی باتوں میں اپنے اجتہاد سے ایسی باریکیاں نکالیں کہ جو کوئی سُنتا ہے ان کی عقل کی داد دیتا ہے۔ اور اسلام میں نظریہ یہ ہے کہ اگر امام دین کی باتوں کو نہ بتاتے تو دین اندھیرے میں رہ جاتا۔ کیونکہ ان اماموں نے شرعی عدالتی قانون بنائے اور بتائے بھی۔

اثنا عشری اماموں کی علامات وصفات:

(۱) امام آئندہ ہونے والے واقعات بتا دے۔

(۲) امام ہر زبان اور بولی کو جانتا ہو۔ انسانوں، حیوانوں، چرند، پرند کی بولیاں سمجھے

(۳) امام وہ ہے جو مختون (ختنہ شدہ) پیدا ہو۔

(۴) امام وہ ہے جو سامنے سے اور پیچھے بھی دیکھ سکے۔

(۵) امام کی ولادت وفات پر دوسرے امام کا موجود ہونا ضروری ہے۔

(۶) امام وہ ہوتا ہے جس کا جسم گو ظاہراً سو رہا ہو مگر دِل ہر وقت بیدار رہتا ہے۔

(۷) امام کو انگڑائی اور جمائی نہیں آتی۔ (نوٹ: جمائی کا نظریہ یہ ہے کہ جب انسان جمائی لیتا ہے تو اُس میں شیطان آجاتا ہے) اس لئے نظریہ یہ ہے کہ امام کو انگڑائی اور جمائی نہیں آتی۔

(۸) امام کے جسم سے خوشبو آتی ہے۔

امام کی پہچان: امام ایک ایسا آدمی ہے کہ کبھی اُس کو خاص اُس کی ذات کے ذریعہ سے اور کبھی حجت کے توسط سے جان لیتے ہیں اور اُس کی شناخت روزِ شبینہ دین کو جمعہ تک ہوتی ہے۔

روز شبینہ دین: طول میں دُنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے۔

ہفتۂ دین: دُنیا کے سات ہزار سال کے برابر طوالت رکھتا ہے۔ اس شبینہ میں سے دین کا روز ایک سے زیادہ نہیں ہوتا اور دوسرے چھ روز دین کی راتیں سمجھی جاتی ہیں روز دین کو شنبہ اِس لِئے کہتے ہیں کہ اُس میں دین کا سورج جو امام کی ذات سے ظاہر ہوتا ہے۔ اسی سبب سے کہتے ہیں کہ تمام حکم جگ سے ٹل جاتے ہیں۔ لیکن شبینے کا حکم نہیں ٹلتا چھ ہزار سال شب دین میں بھی کبھی امام کا ظہور ہو جاتا ہے۔

امامت: (۱) امامت وہ امتیازی اصول ہے جو شیعہ فرقہ اور دوسرے اسلامی فرقوں کے درمیان حد فاصل ہے۔

(۲) دوسرا یہ ہے کہ امام گناہوں سے معصوم اور عیبوں سے بری ہوتا ہے۔

(۳) تیسرا امام کی معرفت جز وایمان ہے۔

(۴) چوتھا کہ امامت کے حقدار صرف حضرت علیؓ اور ان کی اولاد ہے۔

(۵) امام کا انتخاب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

(۶) امامت اہل تشیع کا اصل الاصول اور مرکزی نقطہ امام ہے۔

رسُول اور امام میں فرق: رسول کے پاس جبرائیل فرشتہ جب وحی لے کر آتا ہے تو رسُول اِنہیں دیکھتے ہیں اُن سے بات چیت کرتے ہیں۔ مگر امام کے پاس فرشتہ جب وحی لے کر آتا ہے فرشتہ امام سے باتیں کرتا ہے مگر فرشتہ کو امام دیکھ نہیں سکتا۔

امام کی شناخت: امام کی شناخت چار قسم پر ہے۔

(۱) شناخت امام کے نور کی کہ اُس میں حیوان بھی شریک ہیں۔

(۲) شناخت اُس کے اسم کی اِس میں اہلِ تضاد بھی شریک ہیں۔

(۳) شناخت اُس کی امامت کی جس میں اہلِ ترتب بھی شریک ہیں۔

(۴) شناخت اُس کی ذات کی یہ حجت سے مخصوص ہے۔

اہلِ ترتب ہمیشہ امام کے جسم کو دو دلیلوں سے جان لیتے ہیں اُن میں سے ایک نص اور دوسری ولادت اور خاص حجت نے اُس کو معجزہ علمی اور ولادت کے ذریعے ازل سے جان لیا ہے۔

فقہ: فقہ لوگوں کی رائے کو کہتے ہیں فقہ ہر امام اور ہر فرقے کی علیحدہ علیحدہ ہے امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اِن سب کی اپنی اپنی فقہ ہے۔ فقہ حنفی بننے کے بعد ماتریدی بننا پڑتا ہے پھر قادری کبھی چشتی کبھی سہروردی، کبھی نقش بندی فقہ دین کی سمجھ کو کہتے ہیں۔

فقیہہ: ایسے عالم کو کہتے ہیں جو دین کی پوری سمجھ رکھتا ہو اور لوگوں کو دینی مسئلے ایسے سمجھائے کہ اُن کو سمجھ آ جائے۔ یہ چاروں امام اپنے وقت کے بڑے فقیہہ کہلاتے ہیں سب نے ان کی برتری یعنی (اجتہاد) کو مان لیا۔

اِئمہ مجتہدین: (۱) امام ابوحنیفہ (۲) امام مالک (۳) امام شافعی (۴) امام احمد بن حنبل کو سُنی فرقے ائمہ مجتہدین کہتے ہیں۔

سوادِ اعظم: سوادِ اعظم سے مُراد اہلِ سنت والجماعت ہے۔

جو فقہ کے چار ائمہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل کے مکتبِ فکر کے ارباب پر مشتمل ہے ان چاروں فقہ کے ائمہ کو سوادِ اعظم کہتے ہیں۔ اہلِ سُنت و جماعت کے چار فرقے ہیں ان کا آپس میں اصولی طور پر اتفاق ہے وہاں پر اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ اور روحانی سلاسل چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ وغیرہ سب اپنے آپ کو اہلِ سنت و جماعت کہتے ہیں ان دونوں فرقوں فقہ اور تصوف کے

درمیان نماز، روزہ، حج، زکوۃ میں تقریباً کوئی اختلاف نہیں۔ پانچ وقت نمازیں رمضان کا روزہ شادی بیاہ کے قوانین ایک جیسے ہیں یہ تمام فرقے سلاسل طریقت میں شامل ہیں۔

ا۔ امام ابوحنیفہ: امام ابوحنیفہ کا نام نعمان ابن ثابت ابنِ زوطی ہے۔ امام ابوحنیفہ ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے، وفات ۱۵۰ ہجری میں پائی اُن کی کل عمر ۷۰ سال تھی۔

امام ابوحنیفہ اسلام میں پہلے عالمِ دین ہیں جنہوں نے فقہ اور اجتہاد کی بنیاد رکھ کر ساری اُمت رسُول پر احسان کیا امام ابوحنیفہ تمام فقہاء و محدثین کے بلاواسطہ یا بالواسطہ اُستاد ہیں۔ امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل سب ان کے شاگرد ہیں ان کے علاوہ بلا واسطہ شاگرد ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہیں جن میں سے اکثر محدثین ہیں۔ اُمت محمدیہ کے بڑے بڑے اولیاءاللہ، غوث و قطب، ابدال، اوتار امام ابوحنیفہ کے مقلد ہیں جس قدر اولیاءاللہ مذہب حنفی میں ہیں دوسرے مذہب میں نہیں۔ مالکی شافعی حنبلی غرضیکہ یہ سب حنفی مذہب کے اولیاءاللہ ہیں۔ آج تقریباً سارے اولیاءاللہ حنفی ہیں اس طرح تمام چشتی قادری نقشبندی سہروردی مشائخ سب حنفی ہیں۔

لقب امامِ اعظم: امام ابوحنیفہ (امام اعظم) شریعت کے امام اول ہیں اس لیئے ان کو امام اعظم شریعت بھی کہتے ہیں امام اعظم کا مذہب حنفی ہے اکثر سُنی مسلمان حنفی ہیں تمام ائمہ نے اسی بنیاد پر عمارت قائم کی امام ابوحنیفہ تمام فقہاء و محدثین کے اُستاد بھی ہیں۔

امام ابوحنیفہ نے حنیف کی نسبت سے یہ کنیت رکھی تھی کیونکہ وہ خُدا کے معاملہ میں کسی کی رُو رعایت نہ کرتے تھے اور جو کچھ کہتے تھے حق سمجھ کر کہتے تھے کیونکہ وہ دین حنیف کے ماننے والے تھے۔ نعمان ابوحنیفہ پرانے مسلمان نہ تھے، سید نہ تھے،

صدیقی فاروقی نہ تھے، عثمانی اور علوی نہ تھے، کسی بادشاہ کے بیٹے نہ تھے، فارسی خاندان کے چشم و چراغ تھے مسلمان ہو جانے کے بعد زوطی کا نام بدل کر نعمان ہوا نعمان کے بیٹے ثابت اور ثابت کے بیٹے نعمان ابوحنیفہ۔ امام اعظم صاحب نے اپنے داوا کے نام پر اپنا نام رکھ لیا تھا۔ امام ابوحنیفہ تابعی تھے امام ابوحنیفہ نے ۹۳ بزرگوں اور بڑے عالموں سے فیض حاصل کیا۔ تفسیر، حدیث فقہ کا علم اور فیض اُن سے حاصل کیا اُن میں سے ایک کا نام سلمان ہے جو حضورؐ پاک کی بی بی معمونہ کا غلام تھا تو امام اعظم نے سلمان اور سالم دونوں بزرگوں سے حدیثیں سُنیں اور سند لی اور امام باقر اور امام جعفر صادق سے بھی فیض حاصل کیا ماہ رجب میں انہوں نے جب وفات پائی قبل از دفن چھ بار نماز جنازہ پڑھی گئی۔ پہلی مرتبہ کم وبیش پچاس ہزار آدمیوں کا مجمع تھا دفن کے بعد ۲۰ دِن تک لوگ جنازے کی نماز پڑھتے رہے۔ بغداد میں مقبرہ خیزران کے باب الطاق میں دفن ہوئے امام ابوحنیفہ نے مذہب کا قانون اتنا سلجا دیا کہ کسی مسئلہ میں الجھاؤ نہیں ہوتا علماء کا خیال ہے کہ اگر امام ابوحنیفہ پیدا نہ ہوتے تو دین کی کتنی باتیں اندھیرے ہیں رہ جاتیں۔

حنفی مذہب: امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت اپنے علمی و عملی کمالات کی بدولت امام اعظم بھی کہلاتے ہیں تمام مشہور ائمہ فقہ میں سے تابعی ہونے کا شرف صرف امام ابو حنیفہ کو حاصل ہے امام ابوحنیفہ کپڑے کے بہت بڑے تاجر تھے۔ حنفی مسلک کے بانی بھی کہلاتے ہیں امام ابوحنیفہ کے مسلک کا نام اہل الرائے کے نام سے بھی مشہور ہے۔ حنفی مسلک چونکہ سلطنت عباسیہ کا عدل وقضا کے باب میں سرکاری مسلک تھا اہلِ عراق کا بالعموم یہی مذہب تھا۔ سلطنت عثمانیہ کا بھی سرکاری فقہی مسلک یہی تھا

سلطنت عثمانیہ کے زیر اثر ممالک یعنی ترکی، مصر، لبنان، تیونس، البانیہ، بلقان، افغانستان، ترکستان، پاکستان وہندوستان اور چین میں حنفی فقہ ہی غالب رہی ہے۔

دنیا بھر کے مسلمانوں کا ۲/۳ فقہی مسلک ہے۔

(۱) یہ فقہ انسانی عقل وفکر سے قریب تر ہے۔

(۲) اس فقہ میں سادگی کا عنصر دوسرے مذاہب سے زیادہ ہے لہٰذا عوام کو اپیل کرتا ہے

(۳) اس فقہ میں ترامیم واضافہ اور تغیر وتبدل کی وسیع گنجائش موجود ہے ہر زمانہ کے احوال کے مطابق دیئے گئے احکام کو فقہ حنفی ہی کہا جاتا ہے۔

(۴) فقہ حنفی میں معاملات کے حصے میں وسعت اور استحکام جو تہذیب وتمدن کے لئے بہت ضروری ہے دوسری تمام فقہوں سے زیادہ ہے۔

(۵) فقہ حنفی نے غیر مسلم رعایا کو فیاضی سے حقوق بخشے ہیں جس سے نظامِ مملکت میں بڑی آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔

۲-امامِ مالک: امام مالک ۹۰ھ میں مدینے کے اندر پیدا ہوئے۔

وفات: ۱۷۹ ہجری عمر: ۸۹ سال تھی امام مالک کے باپ کا نام انس تھا اُن کے پردادا یمن کے رہنے والے تھے۔ عامر نام تھا اور مدینہ آ گئے تھے امام مالک کے دادا کا نام بھی مالک تھا مالک بن عامر نے صحابہ کی زیارت کی تھی۔ امام مالک نے جب تک نافع زندہ رہے ان کے حلقہ درس میں رہے یہ نافع حضرت عائشہ کے بھانجے اور شاگرد تھے۔ جو لوگ حدیث کا علم رکھتے ہیں وہ شیخ الحدیث کا درجہ رکھتے ہیں روایتوں کو اس طرح لکھتے ہیں۔

سونے کی زنجیر: مالک نے سُنا نافع سے اور نافع نے سُنا حضرت عبداللہ بن عمر سے

اس کو سونے کی زنجیر کہہ کر بھی پکارتے ہیں نافع کی استاد حضرت عائشہ تھیں۔ امام مالک کی تمام تصانیف میں موطا کا درجہ سب سے بڑا ہے جسے علمائے دین نے قرآن کے بعد اول درجہ کی کتاب مانا ہے اور یہی وہ پہلا حدیث کا مجموعہ ہے جو مدینہ سے ضیا بار ہوا قرآن کے بعد پہلی کتاب کلام الرسول ہے جو موطا کے نام سے اہلِ اسلام کے ہاتھ آئی۔ امام بخاری کی صحیح البخاری تقریباً سو سال بعد مرتب ہوئی تو یہ درجہ اس کو میسر آیا۔

امام مالک کی فقہ کا مدار اہلِ مدینہ کے علم وعمل پر ہے مالکی مذہب حجاز، مصر، بصرہ، سوڈان اور طرابلس میں غالب رہا ہے۔ اس مسلک پر عمل کرنے والوں کی تعداد چار کروڑ سے زائد ہے افریقہ میں اب تک مالکی مذہب غالب ہے مالکی فقہاء عقائد میں اشعری کے پیرو ہیں اور اشعریت میں انہیں غلو بھی ہے۔

مالکی فقہ کی خصوصیات: (۱) اس فقہ میں اجتہاد کی کم نوبت آتی ہے زیادہ تر دارومدار کتاب وسنت اور آثارِ صحابہ وتابعین پر رکھا جاتا ہے۔

(۲) کتاب وسنت اور اجماع وقیاس کے علاوہ اِس فقہ میں عمل اہلِ مدینہ کو بھی ایک دلیل کا درجہ دیا جاتا ہے۔

(۳) اِس فقہ میں مصالح مرسلہ (مصلحت عامہ) کو بھی اصول فقہ میں داخل کیا گیا ہے مالکی فقہ حنفی فقہ کے بالکل قریب ہے۔

(۴) اہلِ فقہ کے پیرو اہلِ حدیث کہلائے جب کہ حنفی اہلِ الرائے کے لقب سے مشہور ہوئے۔

(۵) اس فرقہ میں تصنیف وتالیف کا وہ چرچا نہیں رہا جو حنفی اور شافعی مکاتب فقہ میں رہا ہے۔

(۶) امام مالک جبری طلاق کو خلاف شریعت سمجھتے تھے امام مالک اگر کوئی جبراً اور دباؤ سے طلاق دیدے تو اس طلاق کو طلاق نہیں مانتے اور زبردستی کی بیعت بھی خلافِ شریعت سمجھتے تھے۔ اس کے علاوہ یہ بھی فتویٰ دے چکے تھے کہ خلافت نفس ذکیہ کا حق ہے۔ فقہ مالکی بعض اوقات قیاس کو چھوڑ کر مصلحت عامہ کے موافق فتویٰ دیتے تھے اِسے استعلاح کہتے ہیں۔

مشہور کُتب: مختصر کبیر، مختصر اوسط، مختصر صغیر، کتاب، المبسوط علی، مذہب المالکیہ۔

امام شافعی: شافعی مذہب کے بانی امام محمد بن ادریس شافعی ۱۵۰ھ (۷۶۷ء) میں صوبہ عسقلان بمقام غزہ میں پیدا ہوئے۔ ۲۰۴ھ (۸۱۹ء) میں مصر میں وفات پائی دو برس کے تھے کہ والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ ماں کی آغوش میں پرورش پائی دس برس کی عمر میں قرآن مجید اور موطا حفظ کرلیا۔ تیرہ سال کی عمر میں حضرت امام مالک کے درس میں شامل ہوئے۔ امام شافعی امام مالک کے شاگرد تھے بڑے بڑے ماہرین لغت أئمہ اور مجتہدین نے امام شافعی کو مجتہدین کا سرتاج کہا ہے۔ وہ کلامِ عرب کے ماہر تھے اور بڑی وسیع معلومات رکھتے تھے ایک اندازے کے مطابق دُنیا کے دس کروڑ مسلمان اسی مسلک کے پیروکار ہیں۔ مصر، فلسطین، اُردن، شام، لبنان، عراق، حجاز، پاک و ہند میں پائے جاتے ہیں۔

شافعی فقہ: یہ مسلک امام محمد بن ادریس شافعی قریشی کی طرف منسوب ہے یہ امام مالک کے شاگرد تھے فقہ میں پہلے امام مالک کے پیرو تھے پھر کثرت اسفار اور تجربہ کی وسعت سے حنفی اور مالکی فقہ کے بین خود اپنا ایک الگ مسلک تجویز کیا۔ مصر آنے سے پہلے کے شافعی مذہب کو مذہب قدیم اور مصر آنے کے بعد والے مسلک کو

مذہب جدید کہا جاتا ہے۔ مصر میں امام شافعی نے اپنے بہت اقوال سے رجوع کر کے جدید رائے قائم کی تھی۔ ان کی آمد سے پہلے مصر میں حنفی مالکی کا غلبہ تھا لیکن اس کے بعد وہاں شافعی فقہ کا غلبہ ہو گیا۔ فاطمی حکومت نے اس فقہ کے رواج کو ختم کر ڈالا مگر بعد میں سلطان صلاح الدین ایوبی نے مصر کو فتح کر کے وہاں از سر نو شافعی فقہ رائج کی۔ عراق فارس میں نظام الملک طوسی کے مدارس نے اور مصر و شام میں ایوبی خاندان کے حکمرانوں نے اس فقہ کو بہت تقویت پہنچائی۔

شافعی فقہ کے خصائص: (۱) یہ مسلک حنفی و مالکی مذاہب کے قریب ہے۔ کیونکہ امام شافعی کو امام مالک اور محمد بن الحسنؒ ہر دو کی شاگردی میسر آئی تھی۔

(۲) ہر اختلافی مسئلہ میں امام شافعی کے دو قول ہیں قدیم اور جدید۔

(۳) مذہب شافعی کے بانی اور شاگردوں کے فقہاء کو کثیر التصانیف ہونے کا شرف حاصل ہے۔

(۴) اکثر محدثین شافعی ہیں لہٰذا اب اہلِ الحدیث کا لقب مالکی کی بجائے تقریباً شافعی فقہاء کے لئے مخصوص ہو کر رہ گیا ہے۔

(۵) اِس مسلک میں استحسان اور مصالح مرسلہ کی نفی کی گئی ہے۔

(۶) علم عقائد و کلام میں اکثر شافعی حضرات اشعری ہیں۔

(۷) بڑے بڑے ائمہ تصوف بھی شافعی گزرے ہیں۔

(۸) علم اصول فقہ کی بنیاد گو امام ابوحنیفہ نے رکھی لیکن امام شافعی اور اُن کے اصحاب و مقلدین نے بنایا۔

(۹) علم حدیث اور اصول حدیث کی خدمت میں بھی یہ حضرات پیش پیش رہے۔

(۱۰) امام شافعی لغتِ فقہ اور حدیث کے امام تھے اجماع ، اجتہاد کے موضوعات پر مفصل کلام کیا ۔امام شافعی کی مشہور کتاب (الام) ہے جس میں انہوں نے عبادات، معاملات، تعزیرات اور مناکحات کے موضوعات پر مفصل لکھا ہے۔

امام احمد بن حنبل: امام احمد بن حنبل قریش کے خاندان میں سے تھے اُن کا شجرہ نسب حضرت ابراہیم تک پہنچتا ہے امام احمد بن حنبل شیبانی کی ولادت ۱۶۴ھ بغداد میں ہوئی وفات ۲۴۱ھ میں ہوئی عمر ۷۷ سال تھی۔ بقول شاہ ولی اللہ کے امام احمد بن حنبل محدثین میں سے جلیل القدر تھے۔امام احمد بن حنبل کے فقہی مسلک کی بنیاد پانچ اصولوں پر ہے۔

(۱) کتاب وسنت سے استدلال۔

(۲) صحابہ کے متفق علیہ فتاویٰ۔

(۳) صحابہ کے مختلف اقوال بشرطیکہ کتاب سُنت کے مطابق ہوں۔

(۴) مُرسل اور ضعیف احادیث۔

(۵) قیاس ظاہر ہے کہ اِس مسلک میں اجتہاد وقیاس کی نوبت کم ہی آتی ہے۔مگر ان پر اجتہاد اور قیاس کی بجائے حدیث کا غلبہ ہے آجکل سلفی بالحدیث کا لقب بالعموم حنبلی حضرات کے لئے مخصوص ہو کر رہ گیا ہے۔ حدیث کی کتاب مسند احمد کے علاوہ امام احمد بن حنبل کی اور بھی کئی تصانیف ہیں مثلاً کتاب اطاعۃ الرسول ، کتاب الصلوۃ اور بھی بہت سی کُتب ہیں۔ ابتدائی صدی میں حنبلی مذہب عراق تک محدود رہا پھر یہ مصر، شام تک پہنچا حنبلی فقہ کے ماننے والوں کی تعداد تیس لاکھ سے زائد ہے۔

حنبلی فقہ کی خصوصیات: (۱) اِس فقہ میں اجتہاد وقیاس کی نوبت شاذ ونادر ہی آتی ہے زیادہ اِس کا دارومدار روایت پر ہے۔

(۲) حنبلی حضرات کا مسلک ظاہریہ سے قریب تر ہے وہ ظواہر حدیث اور الفاظ پر زیادہ انحصار رکھتے ہیں۔

(۳) ان حضرات میں تشدد وتعصب کا عنصر کافی حد تک نمایاں ہے۔ یہ لوگ سخت گیری سے امر بالمعرف ونہی عن المنکر کے قائل رہے ہیں۔

(۴) مشہور تصنیف المسند ہے اِس میں چالیس ہزار سے زائد احادیث ہیں۔

(۵) امام احمد بن حنبل مسائل کا استنباط قرآن، حدیث، اقوال، وافتاء صحابہ کرام اور قیاس سے کرتے تھے۔

(۶) سعودی عرب کی حکومت کا یہ سرکاری فقہی مسلک ہے۔ اس فقہی مسلک کی اشاعت بہت کم رہی ہے موجودہ دور میں اِس کا طوطی نجد حجاز میں بولتا ہے۔

ابن تیمیہ: (۱) شیخ تقی الدین احمد بن تیمیہ مولانا شاہ ولی اللہ اپنی کتاب اشعری میں لکھتے ہیں کہ مَیں صفاتِ الٰہی کے مسئلے میں اور اللہ کے فوق العرش ہونے کے بارے میں امام احمد کے مذہب پر ہوں اور اِس میں شک نہیں کہ اللہ کو عرش کے ساتھ جو خصوصیت ہے وہ اور مخلوق کے ساتھ نہیں۔

(۲) نبی ﷺ کی زیارت کو جانا ممنوع قرار دیتے ہیں زیارت کو منع نہیں کیا بلکہ خاص زیارت کے ارادے سے سفر اختیار کرنے کو منع کیا ہے۔

(۳) غوث وقطب وخضر سے انکار کیا ہے اور صوفیہ کے ساتھ اس بات میں متفق نہیں۔

(۴) محمد بن حسن عسکری کو امام محبوب نہیں مانتے۔ جو شیعہ کے نزدیک امام دوازدہم ہیں یہی عقیدہ اہلِ سنت کا بھی ہے۔

(۵) ابن تیمیہ کا طلاق کے باب میں یہ عقیدہ ہے کہ جب عورت کو ایک کلمے سے

تین طلاقیں دی جائیں تو ایک ہی طلاق لازم آتی ہے۔ابن تیمیہ کے پیرو دمشق اور اضلاع دمشق اور تھوڑے سے مصر میں اب تک موجود ہیں۔

اثنا عشری کے بارہ امام

اسمِ مبارک:	۱۔ علیؓ علیہ السلام	۲۔ امام حسنؓ	۳۔ امام حسینؓ
کنیت:	ابوتراب۔ابوالحسن	ابومحمد۔ابولقاسم	اباعبداللہ
لقب:	مُرتضٰی مشکل کُشا	شبّر۔مجتبیٰ۔زکی	شبیر۔سیدالشہداء
والد ماجد:	عمران ابوطالب	علی علیہ السلام	علی علیہ السلام
والدہ ماجدہ:	فاطمہ بنتِ اسد	فاطمہ الزہراؓ	فاطمہ الزہراؓ
ولادت:	جمعہ ۱۳ رجب عام الفیل	۱۵ رمضان ۳ھ	۳ شعبان ۴ھ
مقامِ ولادت:	خانہ کعبہ (مکہ)	مدینہ	مدینہ
روزِ وفات:	۲۱ رمضان ۴۰ھ	۲۸ صفر ۵۰ھ ۶۷۰ء	۱۰ محرم الحرام کربلا
عُمر:	۶۳ برس	۴۷ برس	۵۷ برس
قاتل:	عبدالرحمٰن ابن ملجم	جعدہ	شمر ذی الجوش
مقامِ وفات:	مسجدِ کوفہ	مدینہ	کربلا معلےٰ
مدفن:	نجف اشرف	جنت البقیع مدینہ	کربلا معلےٰ

اسمِ مبارک:	۴۔ زین العابدینؒ	۵۔ محمد باقرؒ	۶۔ جعفر صادقؒ
کنیت:	ابوالحسن، ابومحمد	ابوجعفر	ابوعبداللہ ابوموسےٰ
لقب:	سیدالساجدین	باقر۔شاکر	صادق
والد ماجد:	حسین بن علی	علی ابن الحسین	محمد باقر علیہ السلام
والدہ ماجدہ:	جہان بانو یا شہربانو	فاطمہ بنت امام حسن	ام فردہ بنت قاسم
مقامِ ولادت:	مدینہ طیبہ	مدینہ	مدینہ
تاریخ ولادت:	۱۵ جمادی الاوّل ۳۸ھ	یکم رجب ۵۷ھ	۱۷ ربیع الاوّل ۸۳ھ

روزِ وفات:	۲۵محرم ۹۵ھ	۷ذی الحجہ ۱۱۴ھ	۱۵شوال ۱۴۸ھ
عُمر:	۵۷ برس	۲۷ برس	۶۵ برس
قاتل:	ولید بن عبدالملک	ہشام بن عبدالملک	منصور عباسی
مقامِ وفات:	مدینہ	مدینہ	مدینہ
مدفن:	جنت البقیع	جنت البقیع	جنت البقیع

اسمِ مبارک:	۷۔ موسیٰ کاظمؒ	۸۔ علیؒ (الرضا)	۹۔ محمد (تقیؒ)
کنیت:	ابوالحسن	ابوالحسن ثانی	ابوجعفر
لقب:	کاظم، زکیہ	غریب الغربا	تقی، جواد
والد ماجد:	جعفر صادقؒ	موسیٰ کاظمؒ	علی رضاؒ
والدہ ماجدہ:	حمیدہ بربریہ	نجمہ۔ام البنین	سلیکہ نوبیہ، مرسیہ
مقامِ ولادت:	۷صفر ۱۲۸ھ	۱۱ذیقعید ۱۴۸ھ	۱۰رجب ۱۹۵ھ
تاریخ ولادت:	ابوا (نزد مدینہ)	مدینہ	مدینہ
روزِ وفات:	۲۵رجب ۱۸۳ھ	۲۳ذیقعد ۲۰۳ھ	شنبہ ۲۹ ذیقعد ۲۲۰ھ
عُمر:	۵۵ برس	۵۵ برس	۲۵ برس
قاتل:	ہارون رشید عباسی	مامون الرشید عباسی	معتصم عباسی
مقامِ وفات:	بغداد	طوس (خراسان)	بغداد
مدفن:	کاظمین بغداد	مشہد مقدس	کاظمین بغداد

اسمِ مبارک:	۱۰۔ علی نقیؒ	۱۱۔ حسن عسکری	۱۲۔ امام محمد مہدی
کنیت:	ابوالحسنؒ	ابومحمدؒ	ابوالقاسم ابوعبداللہ
لقب:	نقی، ہادی	زکی، عسکری	صاحب عصر والزمان
والد ماجد:	امام محمد تقیؒ	امام علی نقیؒ	حسن عسکریؒ
والدہ ماجدہ:	سمانہ، مغربیہ سوسن	سوسن، جبیہ، غزالہ	نرجس خاتون
مقامِ ولادت:	ضریا نزد مدینہ	مدینہ	سرمن رائے

تاریخِ ولادت:	۵ رجب ۲۱۴ھ	۱۰ ربیع الثانی ۲۳۲ھ	۱۵ شعبان ۲۵۶ھ
روزِ وفات:	۳ رجب ۲۵۴ھ	۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ	۱۵ شعبان ۲۶۱ھ
عمر:	۴۱ برس چھ ماہ	۲۸ برس	
قاتل:	معتمد باللہ عباس	احمد معتمد باللہ	غیبت کبریٰ ۳۲۷ھ
مقامِ وفات:	سرمن رائے	سرمن رائے	مقام غیبت
مدفن:	سامرہ بغداد	سامرہ بغداد	

نام کُتب

(۱) بارہ امام، مولف: سید احمد حسین،
کُتب خانہ اثناعشری مغل حویلی۔ اندرون موچی دروازہ لاہور۔

(۲) مذہب سلام، محمد نجم الغنی خاں۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔

(۳) فقہ و اصول فقہ، پروفیسر میاں منظور احمد، علمی کتاب خانہ کبیر سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

(۴) مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، چوہدری غلام رسول ایم۔ اے،
علمی کتاب خانہ کبیر سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

(۵) ۷۳ فرقے، موسیٰ خان جلالزئی، فکشن ہاؤس ۱۸۔ مزنگ روڈ لاہور۔

(۶) ائمہ مجتہدین، مولانا مقبول احمد، مکتبہ رشیدیہ قاری منزل پاکستانی چوک کراچی۔

باب نمبر 7

اسلامی تہوار

عنوانات

اسلامی تہوار: میلے، ٹھیلے، جشن، تہوار، عیدیں، ریتیں، رسوم، بزرگان دین کے عُرس اور مذہبی مقعدی یا ثقافتی تقریبات کسی بھی خطے کی تہذیب و ثقافت جذباتی و قلبی ولولہ خیزی اور تہذیبی و ثقافتی اقدار کی مظہر ہوتی ہے۔

اسلامی تعلیمات قدیم اسلامی لٹریچر میں محفوظ ہیں چونکہ عرب کے لوگ عربی زبان جاننے کی وجہ سے اسلامی لٹریچر کا براہِ راست مطالعہ کر سکتے ہیں اس لیٔے اب بھی وہاں کے تہواروں اور تقریبات میں اسلامی سادگی کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ لیکن ہمارے ہاں صورتحال مختلف ہے عوام کی اکثریت عربی زبان سے نابلد ہے۔

اِس لِئے وہ خود تو اسلامی عربی لٹریچر کا مطالعہ نہیں کر سکتے اِس لِئے ہمارے ہاں علماء جو اِس بارے میں لوگوں کے سامنے اسلام کی تعلیم پیش کرتے لوگ مان لیتے ہیں۔
اِس لِئے ہماری عوام نے اسلامی تہواروں اور تقریبات میں بہت سی زائد باتوں کو شامل کر لیا ہے۔ تہوار زمانہ قدیم سے انسانی معاشرے کا ایک اہم جزو رہے ہیں مختلف قومیں اپنی تاریخ کے اہم واقعات کی یاد کو تازہ کرنے کے لِئے تہوار مناتی رہی ہیں۔ تہوار ہمیشہ مذہبی جوش و جذبے سے منائے جاتے ہیں ان تہواروں کی وجہ سے قوموں میں یک جہتی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اسلام میں بعض تہواروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ انہیں منائیں۔ مثلاً نزول قرآن کا واقعہ اسلامی تاریخ کا سب سے درخشاں واقعہ ہے اسلامی تہوار کے اس جشن کو عید الفطر کی صورت میں منانے کے بارے میں تلقین فرمائی گئی ہے۔ اے نبی کہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی مہربانی ہے کہ یہ چیز (قرآن) اس نے بھیجی اِس پر تو لوگوں کو خوشی منانی چاہیے یہ اس سے بہتر ہے جسے وہ سمیٹ رہے ہیں۔ (سورہ یونس آیت ۵۸)

۱۔ اسلامی تہوار دو قسم کے ہیں ایک کا تعلق اسلامی تاریخ سے ہے جیسے عید الفطر اور عید الاضحیٰ وغیرہ۔ مسلمان مذہبی تہواروں کو جوش و خروش سے مناتے ہیں اِن دو تہواروں کی نوعیت بین الاقوامی ہے جسے تمام دُنیا کے مسلمان مل کر مناتے ہیں۔

۲۔ دوسری قسم مقامی تہواروں کی ہے اور یہ اولیاء اللہ کے عُرس وغیرہ ہیں جیسے لاہور میں داتا گنج بخش کا عُرس ہر سال منایا جاتا ہے۔

اولیاء کرام اور صوفیہ عظام کے ساتھ یہ معاملہ بہت پرانا ہے کہ لوگ باگ اُن کی شاعری، ہدایات، اقوال، اور نصیحتوں پر ذرا سا کان نہیں دھرتے بلکہ انہیں ولی

اللہ درویش اور بزرگان دین کی حیثیت سے ہی مان کر ان کے مزاروں پر منت مراد دُعا اور نذر دنیاز کرنا ہی اپنے اندھے اعتقادات کو جزو لاینفک بنائے ہوئے ہیں۔

اسلامی کیلنڈر: اسلامی سال کی ابتدا یکم محرم سے ہوتی ہے یہ دن ساری اسلامی دُنیا کے مسلمانوں کو اہم واقعہ کی یاد دلاتا ہے۔

محرم: اسلامی سال کا یہ پہلا مہینہ ہے (یکم محرم اسلامی نیا سال ہے) لیکن محرم ماتم کے دنوں کا نام سمجھا جاتا ہے۔ جو شیعہ لوگ حضرت علیؓ اور ان کے دونوں بیٹوں امام حسنؓ، امام حُسینؓ کی شہادت کی یاد میں دس (۱۰) دن صرف کرتے ہیں ہندو پاک میں مختلف مقامات میں مختلف طریقوں سے اِن رسوم کو مناتے ہیں۔ محرم کے مہینہ کا جب چاند دکھائی دیتا ہے تو شیعہ لوگ امام باڑہ یا امام بارگاہ یا عاشورہ خانہ (جس کے لفظی معنی دس دن عبادت والے گھر کے ہیں)۔ ان دس دنوں میں شیعہ لوگ اپنی عبادت امام بارگاہ میں کرتے ہیں عاشورہ خانہ کا دستور صرف ہندو پاک میں ہے۔ ان دنوں میں شیعہ لوگ سارا سارا دن پانی دودھ یا شربت کی سبیلیں لگاتے ہیں جس سے لوگ پانی پیتے ہیں پھر شیعہ لوگ تعزیے اور تابوت نکالتے ہیں۔ اِنہیں بانسوں سے بنا کر رکھتے ہیں اور کافی سجایا جاتا ہے یہ تعزیے اُس روضہ کی نقل ہیں جو عراق کے مقام کربلا میں امام حُسینؓ (شہید) پر بنا ہے یعنی (گُنبد) جھنڈوں کے اُوپر ایک پنجہ لگایا ہوتا ہے۔ اُس پر پورا ہاتھ بنا ہوتا ہے اُس میں پانچ انگلیاں اور ہاتھ ہوتا ہے اس کو پنج تن بھی کہتے ہیں۔

(۱) حضوؐر پاک (۲) حضرت فاطمہؓ (۳) حضرت علیؓ (۴) امام حسنؓ (۵) امام حُسینؓ کے نام لکھے ہوتے ہیں۔

مرثیہ: وہ نظم جس میں مردے کے اوصاف بیان کیئے گئے ہوں وہ نظم جس میں شُہدائے کربلا کے مُصائب اور شہادت کا ذکر ہو۔

مرثیہ پڑھنا یا مرثیہ خوانی کرنا: (محاورہ) ماتم کرنا، رونا پیٹنا، مردے کے اوصاف بیان کر کے رونا۔ (اردُو لغت فیروز سنز)

محرموں میں ہر شب کو امام بارگاہ میں شیعہ مرثیہ خوانی کرتے ہیں مرثیہ پڑھنے والوں کو مرثیہ خواں کہتے ہیں اور جو کلام پیش کر رہا ہوتا ہے اُس کو ذاکر کہتے ہیں پھر ذاکر اُن تمام واقعات کو ایسے پیش کرتے ہیں جس سے لوگوں کے دِل جوش سے بھر جاتے ہیں پھر اُٹھ کر غم کی حالت میں چلا چلا کر یا حسین یا حسین کہتے ہیں اور اپنی چھاتیاں پیٹتے ہیں اور نویں، دسویں محرم کو زنجیر زنی اور چھریوں وغیرہ سے بھی اپنے جسم کو زخمی کرتے ہیں اور دہکتے کوئلوں پر ننگے پاؤں چلتے ہوئے ماتم کرتے ہیں اور یزید پر لعنت بھیجتے ہیں جس کے باعث امام حسینؓ شہید ہوئے تھے۔

سات (۷) محرم کو امام حسنؓ کے بیٹے قاسم کی شادی اور موت کی یادگاری میں اس واقعہ کو یاد کر کے جلوس کے لوگ دُولھا دُولھا کہہ کر چلاتے رہتے ہیں۔ اس دن عاشورہ خانہ یا امام باڑہ سے جلوس نکلتا ہے نویں اور دسویں محرم کی درمیانی رات جسے شیعہ شبِ عاشورہ کہتے ہیں سب تعزیوں اور علَم کا جلوس نکالتے ہیں اس رات اکثر مرد اور عورتیں کالی پوشاک پہنتے ہیں۔

پھر دسویں محرم کے روز تعزیوں کو کسی میدان یا قبرستان میں لے جا کر اس کی سجاوٹ اور آرائش کی چیزیں اُتار کر وہاں قبرستان میں دفن کر دیتے ہیں یا پانی میں بہا دیتے ہیں یا پانی میں ڈبو دیتے ہیں اسے میدانِ کربلا سمجھا جاتا ہے۔

بارہ (۱۲) محرم کی تاریخ کو تمام رات شیعہ بیٹھ کر قرآن و مرثیے پڑھتے ہیں اور امام حسینؓ کی تعریف کرتے ہیں۔

محرم کی (۱۳) تیرھویں تاریخ کو کھانا پکوا کر اُس پر فاتحہ پڑھ کر محتاجوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ سُنی لوگ ان رسموں کو پسند نہیں کرتے سُنی لوگ بھی محرم کا احترام کرتے ہیں اور اپنے اپنے گھروں میں ختم وغیرہ دلاتے ہیں۔

آخری چہار شنبہ: مسلمانوں کا ایک تہوار جو ہر سال ماہ صفر کے آخری بدھ کے روز منایا جاتا ہے۔ "چہار شنبہ" فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی "بدھ" کے ہیں اِس تہوار کی کوئی تاریخی سند نہیں اور نہ ہی یہ تہوار عرب میں کبھی منایا گیا یہ ہندو پاک کے مسلمان مناتے ہیں آخری چہار شنبہ منانے کی رسم زیادہ تر مغلیہ دور میں نشو و نما پائی اس کا آغاز صفر کی تیرہ تاریخ سے ہوتا ہے جس میں گھنگھنیاں (گندم) اُبال کر بانٹی جاتی تھیں۔ آخری چہار شنبہ سُنی بریلوی لوگ پورے مذہبی عقیدت و احترام کے ساتھ مناتے ہیں اس کو ہندوستان میں آخری بدھ بھی کہتے ہیں روایت ہے کہ حضورؐ نے بیماری سے صحت یاب ہو کر غسل فرمایا تھا اِس لِئے اس دن ہزاروں کی تعداد میں لوگ علی الصبح باغات میں سیر کے لِئے جاتے ہیں۔ وہیں پہ صبح کا ناشتہ وغیرہ بھی کرتے ہیں اکثر بیمار لوگ بھی باغوں میں جاتے ہیں تاکہ صحت یاب ہو جائیں یہ چہار شنبہ محرموں کے بعد تقریباً ۱۷ یا ۱۸ دن کے بعد آتا ہے چہار شنبہ والے دِن لوگ کیلے یا آم کے پتے یا کاغذ کسی عامل کے پاس لے جاتے ہیں۔ عامل اِس پر قرآن کی سات مختصر آیتوں کو لکھ دیتا ہے جس میں لفظ سلام آیا ہے لکھوانے والا اس تحریر کو خشک ہونے سے پہلے پانی میں دھو کر پی لیتا ہے۔ تعویذ کو دھو کر پلانا ہر مریض کے لئے

موجب شفا اور ذریعہ برکت سمجھا جاتا ہے۔ سُنیوں میں یہ خوشی کا دن ہے لیکن شیعوں کے نزدیک یہ دن خوشیوں کا نہیں ہے نہ ہی اس دن کو اہلِ حدیث مانتے ہیں۔

عید میلاد النبی یا بارہ وفات (ربیع الاوّل): بارہ سے مُراد ربیع الاول کی بارھویں تاریخ اور وفات سے مُراد حضُورؐ کی وفات ہے۔ (ربیع بہار کو کہتے ہیں) چہار شنبہ کے تقریباً ۱۴ دن کے بعد عید میلا النبی آئے گی اس دن حضورؐ پیدا ہوئے تھے اور اسی دن حضورؐ نے وفات پائی تھی۔ یہ تہوار زیادہ تر پاک و ہند میں منایا جاتا ہے۔ دوسرے اسلامی ممالک میں اِس کا رواج نہیں ہے اسلامی سال کے تیسرے مہینہ ۱۲ ربیع الاوّل کی تاریخ کو یہ تہوار آتا ہے عقیدہ یہ ہے کہ حضورؐ اسی تاریخ کو پیدا ہوئے تھے اور اسی تاریخ کو وفات پائی یوں یہ تہوار حضورؐ کی وفات کی یادگاری میں منایا جاتا ہے ۱۲ تاریخ کو گھروں اور مسجدوں میں قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے پھر ختم کا کھانا کھایا جاتا ہے۔ کچھ اسلامی فرقے ۱۲ وفات نہیں مناتے کیونکہ قرآن یا حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے اب اس دن کو جشن عید میلاد النبی کہتے ہیں۔ عید میلاد النبی مسلمانوں کا تیسرا بڑا تہوار ہے حضرت محمد ﷺ اس دن دُنیا میں تشریف لائے اس لِئے مسلمان اس دن کو بڑے ذوق وشوق بلکہ دھوم دھام سے مناتے ہیں روایات کی رُو سے حضورؐ کا یوم پیدائش کے بارے میں اختلاف رہا ہے اور مختلف فرقے مختلف تاریخوں کو یہ دن مناتے ہیں۔ مصر کے مشہور ماہر فلکیات ڈاکٹر محمود فلکی پاشا نے منٹوں اور سیکنڈوں تک کا حساب لگا کر ۹ ربیع الاوّل کو یوم پیدائش کا دن قرار دیا اور دُنیا کے تقریباً تمام علماء نے اس علمی تحقیق کو صحیح تسلیم کیا۔ پاکستان میں علامہ شبلی کی مشہور کتاب سیرت النبی کے صفحہ ۱۴ پر یہی تاریخ دی گئی ہے۔ مولانا ابوالکلام کی کتاب

رسول رحمت صفحہ ۳۰ میں مولانا سلیمان منصور پوری نے رحمت للعالمین میں اسی تاریخ کو صحیح قرار دیا ہے۔ کئی مورخین کے درمیان اختلاف ہے وہ عید میلا دالنبی ۱۲ ربیع الاول کو مناتے ہیں عید میلا دالنبی کے موقع پر درود وسلام کی محفلیں منعقد کی جاتی ہیں۔

شب برات: ماہ شعبان کی مخصوص راتوں میں سے ایک پندرھویں شعبان کی رات جو عرفِ عام میں ''شبِ برات'' کے نام سے مشہور ہے اس رات کے کئی نام ہیں:

(۱) لیلۃ البراۃ یعنی دوزخ سے بری ہونے کی رات۔

(۲) لیلۃ الصک یعنی دستاویز والی رات۔

(۳) لیلۃ المبارکہ یعنی برکتوں والی رات۔

اہل سنت والجماعت کے مطابق شب برات سے انکار کرنا بالکل ایسے ہی ہے جیسے سورج کی موجودگی میں اس کا انکار کرنا۔

برات کے معنی معافی یا نجات والی رات یا کفایت کی رات کے ہیں۔ شب برات کو بجٹ کی رات بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس رات کو ہر امر کا فیصلہ کیا جاتا ہے اور اللہ اپنی مخلوق میں رزق تقسیم فرماتے ہیں۔ شعبان اعظم اسلامی سال کا آٹھواں مہینہ ہے اس مقدس مہینے کو حضورؐ نے اپنا مہینہ قرار دیا ہے اس مقدس مہینے میں حضورؐ بہت زیادہ عبادت کیا کرتے تھے۔ حضورؐ نے ہدایت کی ہے کہ اس رات کو جاگیں اور خاص دُعاؤں کا اہتمام کریں دوسرے دن روزہ رکھیں کیونکہ اس رات اللہ ہر انسان کے پیدا ہونے والے بچوں اور مرنے والے لوگوں کو کتاب میں درج کرتا ہے۔ عقیدہ یہ ہے کہ پندرھویں شعبان میں اللہ عذ وجل ساتویں آسمان سے تمام مخلوق کی طرف تجلی فرماتے ہیں کہ ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اس کی بخشش کا پروانہ عطا فرما دوں، ہے

کوئی روزی طلب کرنے والا اسے روزی دوں ، ہے کوئی مصیبت میں مبتلا کہ اسے عافیت دوں، کوئی ایسا ہے کوئی ایسا اور یہ اس وقت تک اللہ فرماتا ہے کہ فجر طلوع ہوجائے۔ حضورؐ نے فرمایا جو شخص دوزخ سے نجات چاہتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اِس رات میں اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت کرے کیونکہ اللہ اس عظیم رات اپنی رحمت خاص کے ۳۰۰ سو دروازے کھول دیتا ہے اِس رات میں انسان اللہ سے جو بھی دُعا مانگتا ہے وہ پوری کی جاتی ہے۔ عام خیال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رات اپنے بندوں کے تمام گناہ معاف کردیتا ہے اور شب برات برکت والی رات کے طور پر مشہور ہوگئی اور اس نے اسلامی تہوار کی شکل اختیار کر لی شب برات شعبان کی پندرھویں (۱۵) رات کو منائی جاتی ہے۔ ہندو پاک میں لوگ رات کو چراغاں اور آتش بازی کر کے اس تہوار کا ضروری حصہ سمجھتے ہیں خیال یہ ہے کہ اس طرح آتش بازی کرنے سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ شب برات کو بعض اسلامی علماء اسلامی تہوار نہیں مانتے اور روشن خیال علماء رات کو چراغاں اور آتش بازی نہیں کرتے کیونکہ آتش بازی اور چراغاں کا اس تہوار سے کوئی تعلق نہیں۔ احادیث کی معتبر کتابوں مثلاً بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ میں اس رات کو اللہ تعالیٰ سے جو درخواست بھی کی جائے گی وہ ضرور قبول ہوگی۔ اِس لِئے مسلمان ساری رات عبادت میں گذارتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضورؐ گڑگڑا کر دُعائیں مانگتے ہیں اور اپنے سابقہ گناہ معاف کردینے کی اللہ سے درخواست کرتے ہیں ویسے تو یہ عقیدہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے جب بندہ اپنے گناہوں پر افسوس کرتا ہے، معافی مانگتا ہے، توبہ کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ معاف کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ شب برات کی رات کا یہ بھی نظریہ ہے کہ آسمان پر سے فرشتے آتے ہیں

اور سب لوگوں کے نام جو اُس سال خاندان میں پیدا ہوتے ہیں لکھتے ہیں اور جس خاندان کے لوگ فوت ہوئے ہوتے ہیں۔ اُن کے نام لِسٹ میں سے خارج کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے عقائد کے بموجب اِس رات کو عُمر کا حِساب اور تقسیمِ رزق کا کام ہوتا ہے۔

(نوٹ: شیعہ ۱۵ شعبان کو امام مہدیؒ، امام حسن عسکریؒ کے فرزند (محمد امام مہدی) کی ولادت کا دن مناتے ہیں جو ابھی زندہ ہیں اور غائب ہیں)

کونڈے: اس دن کو شیعہ اور سُنی (بریلوی) دونوں فرقوں کے لوگ اِسے مناتے ہیں یعنی حضرت امام جعفر صادقؒ کی وفات کا دِن یہ لوگ اپنے اپنے گھروں میں ختم دلاتے ہیں اچھے اچھے کھانے پکاتے ہیں لیکن اس میں شرط یہ ہوتی ہے کہ گھر سے کھانا باہر نہیں جائے گا اور نہ کسی کو پتہ چلنا چاہئے کہ گھر میں کیا پکا ہوا ہے اور کونڈے میں لوگ ایک دوسرے کی دعوت کرتے ہیں اور اگر کوئی مہمان اچانک بھی گھر میں آجائے تو پھر وہ کھانا کھا کر جاتا ہے اور جو کھانا بچ جاتا ہے اُسے زمین میں دبا دیتے ہیں کونڈے معراج شریف سے پہلے ۲۷ رجب کو ہوتے ہیں۔

معراج النبی: معراج شریف کا واقعہ اسلامی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتا ہے اس پر بہت سی کتب لکھی ہوئی ہیں علماء کا اس کے بارے میں یہ اختلاف رہا ہے کہ کیا یہ واقعہ رُوحانی سفر تھا یا جسمانی سفر تھا۔ یہ اختلاف بعد کے زمانوں میں پیدا نہیں ہوا بلکہ خود صحابہ کرام کے درمیان بھی اس بارے میں اختلاف رہا ہے صحیح روایات کے مطابق یہ واقعہ ماہ رجب کی چھبیویں (۲۶)، ستائیسویں (۲۷) کی درمیانی رات جس میں پیغمبر اسلام کو معراج ہوئی یہ مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پہلے واقعہ وقوع پذیر ہوا عربی زبان میں لفظ معراج کے معنی سیڑھی کے ہیں۔

(۱) وہ علماء جو جسمانی معراج کے قائل ہیں ان کے مطابق حضوؐر ایک خاص سیڑھی کے ذریعے آسمانوں پر تشریف لے گئے۔

(۲) دوسرے علماء اس واقعہ کو رُوحانی نوعیت کا کہتے ہیں کہ صرف حضوؐر کی رُوح آسمانوں پر تشریف لے گئی۔

ایک روایت کے مطابق حضوؐر گھر میں تشریف فرما تھے کہ اِس گھر کی چھت پھٹ گئی اور اِس میں سے جبرائیل اُترا اور جبرائیل فرشتہ نے حضوؐر کے سینے کو کھولا اور اُسے آبِ زمزم کے پانی سے صاف کیا اِس کے بعد وہ سونے کا تھال لائے جو دانائی اور ایمان سے بھرپور تھا۔ ان سے آپ کے سینے کو بھر دیا اس کے بعد آپ کو آسمانوں کی طرف لے جایا گیا (صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب کیف فرضت الصلاۃ جلد اوّل ص ۲۱۵) دوسری احادیث میں یہ بیان ہے کہ حضوؐر سات آسمانوں میں گئے کئی ایک نبیوں سے ملے۔ پہلے آسمان پر آپ کی ملاقات حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی، دوسرے آسمان پر حضرت یحیٰی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اور تیسرے آسمان میں حضرت یوسف علیہ السلام سے، چوتھے آسمان میں حضرت ادریس علیہ السلام سے، پانچویں آسمان میں حضرت ہارون علیہ السلام چھٹے آسمان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور ساتویں آسمان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تھی۔ تمام انبیاء سے ملاقات کے بعد آپ عرشِ معلیٰ تک پہنچ گئے اس مقام پر پہنچنے کے بعد آپ کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی پھر آپ کو سدرۃ کی طرف لے جایا گیا جو جنت کے درختوں میں سے ایک درخت ہے۔ صحابہ کرام معراج شریف کو ایک رُوحانی تجربہ قرار دیتے ہیں اور معراج النبی کے واقع کو رویا قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ انبیاء کے رُوحانی تجربے

حقیقت کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ اِس لِئے اِن کے نزدیک معراج النبی کے واقع کو رویا بھی کہا جاسکتا ہے۔ معراج النبی کا واقعہ رُوحانی بھی تھا اور دوسری وجہ سے اِسے جسمانی بھی کہا جاسکتا ہے کیونکہ بہت سے لوگ اس حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتے۔

براق اِس چوپائے کا نام ہے جس پر حضورؐ سوار ہو کر شبِ معراج میں آسمان پر تشریف لے گئے تھے (مشکوہ شریف) میں براق کا قد خچر اور گھوڑے کے درمیان ہے۔ اس کا رنگ سفید ہے مجمع السجاد میں لکھا ہے کہ اس کے دو پر بھی تھے۔

لیلتہ القدر: عربی میں لیلتہ القدر کے معنی قدر اور اندازے کی رات ہے لیلتہ کے معنی رات اور قدر کے معنی اندازہ لگانے، مقرر کرنے اور عزت و قدر کے ہیں اِس رات کو لیلتہ القدر اِس لِئے بھی کہتے ہیں کہ سال بھر میں جو کچھ ہونے والا ہوتا ہے۔ اس کا پورا خاکہ اسی رات کو تیار ہو جاتا ہے بندوں کی روزی مقرر ہوتی ہے، زندگی اور موت اور انسانوں کے کاموں کے بارے میں فیصلہ ہوتا ہے۔ عقیدہ یہ ہے کہ فرشتے بندہ کے لِئے اِس رات دُعا کرتے ہیں۔ فرشتے اللہ کے احکام لے کر نازل ہوتے ہیں یہ رات صبح صادق کے وقت ختم ہوتی ہے۔

قرآن مجید اور لیلتہ القدر: شریعت اسلامی میں لیلتہ القدر کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے قرآن مجید کا نزول اسی رات کو شروع ہوا تھا جس کا ذکر قرآن مجید میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔ بے شک ہم نے اِسے (قرآن) کو لیلتہ القدر کی رات میں اُتارا یہ رات ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ لیلتہ القدر کو ساری دُنیا کے مسلمان بڑی اہمیت اور ایک پاکیزہ اسلامی تقریب کے طور پر مناتے ہیں۔ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ قرآن روزوں کے آخری عشرے میں نازل ہوا ہے لیکن اس کی صحیح تاریخ

میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن اکثر مفسرین نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ یہ رمضان کے ستائیویں روزہ کی تاریخ ہے۔ چنانچہ اس رات لیلتہ القدر بڑی شایان شان طریقے سے مناتے ہیں۔ مسلمان لیلتہ القدر رات کی عبادت ہزار مہینوں سے بہتر سمجھتے ہیں اور بہت سے مسلمان ساری رات عبادت کرتے رہتے ہیں۔

عید الفطر: عید الفطر بھی دوسرے تہواروں کی طرح ایک خاص تہوار ہے اسلام میں عید الفطر کا تہوار رمضان (روزوں) کے ختم ہونے پر مناتے ہیں اور اس تہوار کی خصوصیت یہ بھی ہے۔ کہ رمضان میں قرآن پاک کا نزول ہوا تھا اس لیئے اس تہوار کو

(۱) جشن نزول قرآن بھی کہا جاتا ہے۔

(۲) اس کو فطرانہ عید بھی کہتے ہیں۔

(۳) اس عید کو چھوٹی عید بھی کہتے ہیں۔ یہ عید شوال کی پہلی تاریخ کو آتی ہے اسے عید الفطر یعنی روزہ توڑنے کی عید کہا جاتا ہے۔

عید الاضحیٰ: مختلف اسلامی ممالک میں عید الاضحیٰ مختلف طریقوں سے منائی جاتی ہے پاکستان کے سوا دوسرے تمام اسلامی ممالک میں عید الفطر کو عید الاضحیٰ سے زیادہ درجہ دیا جاتا ہے۔ پاکستان میں عید الاضحیٰ کو بڑی عید کہا جاتا ہے اور عید الفطر کو چھوٹی عید۔ لیکن اگر حضورؐ کے عمل کو سامنے رکھا جائے تو پھر عید الفطر ہی بڑی عید قرار پائی ہے۔ عید الاضحیٰ یہ قربانی سُنت ابراہیمی ہے جبکہ نماز فرض ہے حضورؐ نے عید الفطر کو زیادہ اہمیت اِس لِئے دی تھی کیونکہ اِس عید کو منانے کا حکم قرآن میں سورۃ یونس کی آیت ۵۹ میں کیا ہے۔ عید الاضحیٰ کا قرآن مجید میں مسلمانوں کو اِس کے منانے کا حکم نہیں دیا گیا۔ عید الاضحیٰ کو منانے کا ثبوت صرف احادیث نبوی سے ملتا ہے اس لیئے

عیدالاضحٰی کے موقع پر قربانی کو سُنتِ ابراہیمی کہا جاتا ہے اگر اِس کا حکم قرآن میں ہوتا تو پھر اِس کی شرعی حیثیت فرض کی ہوتی۔عیدالاضحٰی کے دِن سب سے پہلے تو نمازِ عیدادا کی جاتی ہے پھر لوگوں کو خطبہ دیا جاتا ہے۔اِنہی میں سے ایک مسئلہ یہ ہے کہ قربانی حج کا رُکن ہے حالانکہ قربانی حج کا رُکن نہیں اور حج قربانی کے بغیر بھی ہوتا ہے۔زندگی میں صرف ایک بار حج فرض ہے اور حضورؐ نے بھی ایک ہی حج ادا کیا۔اِسی طرح قربانی بھی ساری عمر میں ایک ہی دفعہ کرنی ہوتی ہے جو اِس سلسلے میں حدیث بیان ہوئی ہے وہ ضیعف ہے۔ ترجمہ: ابورملہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے عرفات کے میدان میں فرمایا کہ یہ گھر والوں پر ہر سال میں صرف ایک دفعہ قربانی دینی ہے۔ (المحلی لابن حام جلد ہفتم ص ۳۵۷)

قربانی سُنت ہے فرض نہیں عرب ممالک میں اسلامی تعلیمات کسی نہ کسی طرح اصل حالت میں موجود ہے وجہ یہ ہے کہ وہاں کی زبان عربی ہے جو اسلام کی زبان ہے اور اسلام کا قدیم اسلامی لٹریچر اسی زبان میں ہے وہاں پر عیدالاضحٰی ہمارے ملک کی نسبت مختلف طریقے سے منائی جاتی ہے وہ فقہ میں رائے اور قیاس کے قائل نہیں۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا یہ عمل قدیم اسلامی لٹریچر کی تمام کتابوں میں موجود ہے اور اِسی کی روشنی میں عرب ممالک کے علماء کے نزدیک قربانی کی وہ اہمیت نہیں جو ہمارے ملک میں ہے۔عرب ممالک میں اگرچہ گھر گھر قربانی نہیں ہوتی مراکش کے بادشاہ شاہ حسن جو وہاں پر امیر المومنین کا درجہ رکھتے ہیں عیدالاضحٰی کی (قربانی) کو سارے ملک میں پابندی لگا دی ہے کہ عیدِ قربان پر جانوروں کی قربانی نہیں ہوگی۔ حج کی طرح عیدالاضحٰی کی قربانی بھی حضرت ابراہیم کی اس قربانی کی یادگار ہے جو

حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کی قربانی دے کر قائم کردی ہے۔
قرآن میں حضرت ابراہیم کی قربانی کا مفصل ذکر ہے قرآن میں ہے کہ اللہ نے
حضرت ابراہیم کو بڑھاپے میں جو اولاد دی وہ حضرت اسماعیل تھے ایک دن حضرت
ابراہیم کو خواب میں نظر آیا کہ وہ اپنی اکلوتی اولاد کو خُدا کی راہ میں قربان کر رہے ہیں
چنانچہ دونوں نے خُدا کی مرضی کے آگے سر جھکا دیا۔ پھر حضرت ابراہیم نے حضرت
اسماعیل کو قربان کرنے کے ارادے سے کروٹ لٹا دیا۔ کروٹ اس لیئے لٹایا کہ باپ
کی نگاہ بیٹے پر نہ پڑے جب حضرت ابراہیم اپنے بیٹے پر چُھری چلاتے تو چُھری
رُک جاتی تھی چنانچہ جب ثبوت مِل گیا تو اللہ نے حضرت جبرائیل کے ذریعہ اُن کو اس
سے روک دیا اور اشارہ غیبی کے تحت ایک دُنبہ کی قربانی کی۔

قربانی کن پر واجب ہے: جن لوگوں پر صدقہ فطر واجب ہے ان پر قربانی
بھی واجب ہے۔ قربانی کا وقت تین دن ذوالحجہ کی دس گیارہ اور بارہ کی شام تک
وقت ہے اس مدت میں رات یا دن میں جب چاہے قربانی کردے اجازت ہے
مگر بہتر دن ہے۔

کن جانوروں کی قربانی جائز ہے: بکرا، بکری، بھیڑ، دنبہ، گائے، بیل،
بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی۔ ان چھ جانوروں کے نر و مادہ دونوں کی قربان جائز ہے
اس کے علاوہ کسی جانور کی قربانی جائز نہیں۔

جانور کی عمر: اُونٹ کی عمر پانچ برس یا اس سے زیادہ البتہ دُنبہ اور بھیڑ ایک برس سے
کم ہو سکتے ہیں، زیادہ بہتر ہے کہ ان کے دانت نکل آئے ہوں۔ اگر قربانی کے جانور
کے پیٹ میں بچہ نکل آئے تو قربانی درست ہے اس بچہ کو بھی ذبح کر دینا چاہئے اگر

پہلے سے معلوم ہو کہ اس جانور کے پیٹ میں بچہ ہے تب بھی قربانی جائز ہے۔

قربانی کا طریقہ: قربانی کا طریقہ یہ ہے کہ قربانی کے جانور کو اسطرح لٹائے کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو۔

نام کتب

(۱) اسلامی تہوار، پروفیسر رفیع اللہ شہاب، دوست ایسوسی ایٹس پرنٹرز۔ پبلشرز لاہور۔

(۲) اسلامی فقہ جلد اوّل، مولانا مجیب اللہ ندوی، پروگریسو بکس ۴۰۔ بی اردو بازار لاہور۔

(۳) اسلامی انسائیکلوپیڈیا، سید قاسم محمود، الفیصل اردو بازار لاہور۔

باب نمبر 8

تصوف

عنوانات

۱- تصوف
۲- تصوف کا آغاز
۳- تصوف کے عقائد
۴- تصوف کی قسمیں
۵- صوفی، متصوف، معصوف
۶- تصوف کے سلسلے
۷- شریعت، اہلِ طریقت
۸- تجلی
۹- تصوف کی تعریف
۱۰- طریقت کی نماز
۱۱- علم المعرفت
۱۲- معصوم
۱۳- ماہ رجب
۱۴- عبادتیں ورسمیں
۱۵- شرائط نماز
۱۶- پیر پرستی اور عقیدہ
۱۷- طلب، بیعت کا فرق
۱۸- کرامات
۱۹- ورد اور تعویذ گنڈے
۲۰- ولی
۲۱- ولایت، مرتبہ ولایت
۲۲- اولیاء اللہ
۲۳- حلول
۲۴- کشف، کشف قبور
۲۵- کشف والہام
۲۶- وحی کشف
۲۷- ابتدا کی منازل
۲۸- ذکر
۲۹- ذکرِ جلی
۳۰- ذکرِ خفی
۳۱- ضرب
۳۲- ابدال
۳۳- مجذوب
۳۴- چلّہ
۳۵- فقیر اور درویش
۳۶- مُراقبہ، گدڑی
۳۷- صوفیا کی اقسام
۳۸- سالک
۳۹- مُرشد کی اطاعت
۴۰- سماع یا قوالی
۴۱- سلسلہ قادریہ
۴۲- غوث
۴۳- گیارہویں والا
۴۴- میمن
۴۵- اولیائے مستورین

۴۶- سلسلہ سہروردی
۴۷- شاہ رکن عالم
۴۸- سلسلہ چشتیہ
۴۹- خصوصیاتِ چشتیہ
۵۰- سلسلہ نقشبند
۵۱- عقائد
۵۲- حضورؐ کا قول
۵۳- اسلام اور مذہبی گدیاں
۵۴- لعل شہباز قلندر
۵۵- بابا فرید
۵۶- پل صراط، بہشتی دروازے
۵۷- حضرت داتا گنج بخش
۵۸- سلطان سخی سرور
۵۹- سلطان باہو
۶۰- ملتان
۶۱- شاہ شمس تبریزی/سبزواری
۶۲- گنان
۶۳- مزار
۶۴- سیّد
۶۵- شاہ
۶۶- صاحب زادہ
۶۷- قریشی
۶۸- کُتب فنِ تصوف

تصوف: ''اسلامی شریعتِ الٰہی کی سختی سے پابندی کا نام تصوف ہے۔'' تصوف کا لفظ ''سین'' سے تھا اور اس کا مادہ صوف تھا جو یونانی زبان میں حکمت کے لِئے بولا جاتا ہے۔ تصوف میں ہر سلسلے کا اپنا ایک مخصوص فکری نظام رہا ہے ہر سلسلے میں اوراد، بیعت، تعلیم و تربیت، ذکر و اذکار اور معاشرت کے طور طریقے دوسرے سلسلوں سے مختلف ہوتے ہیں اخلاقی زندگی کو تصوف میں ''خلق'' روحانی زندگی کی بنیاد کو کہتے ہیں۔

تصوف کے معنی: (ت۔صو۔وُف)

(۱) صوفیوں کا عقیدہ (۲) علم معرفت (۳) دِل سے خواہشوں کو دُور کر کے اللہ کی طرف دھیان لگانا (۴) تزکیہ نفس کا طریقہ (۵) پشمینہ پہننا۔

تصوف کا آغاز: ایک قسم کی رہبانیت سے ہوا دوسری صدی ہجری میں صوفیاء کی جماعتوں اور سلسلوں کا آغاز ہوا تصوف میں امیر و غریب، عالم و جاہل، شریف و رذیل کی تمیز جو ہر مذہب کے روایتی نظام میں کم وبیش پائی جاتی ہے۔ اس لئے یوں کہنا کہ تصوف جمہوریت کے اصول اخوت و مساوات کی طرح اثر رکھتی ہے مناسب ہوگا مسلم آبادی کا تصوف کی طرف مائل ہونے کی یہی وجہ ہے۔

تصوف میں صوفیاء کی باقاعدہ خانقاہیں اور سلسلے قائم ہیں، اسلامی صوفیوں کی پہلی خانقاہ رملہ کی خانقاہ ہے جو فلسطین میں ہے چونکہ صوفیوں کے مختلف شجروں کے منتہی حضرت علیؓ ہی قرار پاتے ہیں۔ شیعوں کی طرح صوفیہ بھی حضرت علیؓ کو اپنا پیشوا اور امام مانتے ہیں، شاہ ولی اللہ کے نزدیک حضرت علیؓ اِس اُمت کے پہلے مجذوب اور پہلے صوفی و عارف ہیں اگر چہ صوفیہ کرام کی بھاری اکثریت کا تعلق تو سُنی مسلک سے رہا ہے پھر بھی انہوں نے تمام صحابہ کرام میں سے حضرت علیؓ ہی کا انتخاب کیوں کیا۔ بظاہر اس کی کوئی معقول وجہ سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ صوفیہ کرام کے عقائد و نظریات اور حضرت علیؓ کی سیرت میں کوئی مناسبت نظر نہیں آتی۔ بہر حال صوفیہ نے اس ترجیح کی وجہ یہ بتائی ہے کہ حضرت علیؓ کو ایک مخصوص علم عطا کیا گیا تھا اور وہی علم دراصل تصوف کا سرچشمہ ہے صوفیہ کرام کے تمام سلسلے سوائے نقشبندی سلسلے کے جو حضرت ابوبکر صدیق سے منسوب ہے باقی تین سلسلے حضرت علیؓ کی ذات پر ختم ہوئے ہیں۔ تصوف

کا مظہری معراج کرامات ہوتی ہیں تصوف میں اولیاء کرام کی کرامات کا ذکر ہوتا ہے اور جتنے بڑے اولیاء اللہ ہوں گے اتنی ہی بڑی کرامات کا ذکر تصوف میں ملے گا ہندو پاک میں تصوف کی ابتدا تصورِ شیخ سے کی جاتی ہے۔

ہندوستان میں صوفیاء کی خانقاہوں کا ذکر ہمیں پرتھوی راج کے عہد ہی سے ملنے لگتا ہے سب سے پہلے چشتیہ اس کے بعد سہروردیہ اور پندرھویں صدی میں عبدالحق محدث دہلوی نعمت اللہ قادری نے سلسلہ قادریہ کو فروغ دیا اور اکبر کے عہد میں خواجہ باقی باللہ نے سلسلہ نقشبندی شروع کیا اور اس سلسلہ کی تکمیل ان کے عزیز مرید مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی (قدس سرہٗ) کے ہاتھوں ہوئی مغلوں کی آمد سے قبل ہندوستان میں صوفیوں کی مقبولیت عام ہو چکی تھی۔ بابا فرید گنج شکر نظام الدین اولیاء اور میر خسرو کی مقبولیت کے قصے تصوف کی کتابوں میں کثرت سے ملیں گے اکبر کے زمانہ میں بابا سلیم چشتی کے خیالات عروج پر تھے۔ سہروردی اور چشتی صوفیاء شریعت کے پابند تھے ہندوستان میں سہروردی کے سلسلے کے بانی شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی فکر و عمل کے اعتبار سے اسلام کے نمائندہ علماء میں شامل کئے جا سکتے ہیں دوسرے چشتی صوفیاء سماع کو رُوحانی ترقی کے لئے معاون تصور کرتے تھے۔ چشتی صوفیاء کے مطابق سماع صوفی کو وجد کی کیفیت سے ہمکنار کرتا ہے اس کیفیت سے صوفی کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اگر اس میں موت بھی واقع ہو جائے تو وہ عظیم رُوحانی سعادت تصور کرتا ہے۔ چشتی سلسلہ ہندوستان کا سب سے مقبول اور معروف سلسلہ تصوف ہے خواجہ معین الدین چشتی، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، فرید الدین گنج شکر سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء اور شیخ نصیر الدین

چراغ دہلوی جیسے عالموں سے ہندو پاک کے لوگ مستفید ہوتے رہے۔علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش ہندوستان کے مشہور صوفی ہوئے ہیں۔اس کے بعد پیر مکی سید عزیز الدین ان کے بعد خواجہ معین الدین چشتی کا دور آتا ہے لعل شہباز قلندر خلیفہ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی خواجہ غلام فرید پنجابی صوفی شاعر ہیں۔

تصوف کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ انسان اپنی فکری کاوشوں (یعنی انسانی ذرائع علم) کے بغیر براہ راست اللہ سے علم حاصل کرسکتا ہے۔یہ وہی چیز ہے جسے قرآن نے وحی کہہ کہ پکارا اور ارباب تصوف نے اس علم کا نام وحی کی بجائے کشف والہام یا باطنی علم رکھ لیا لیکن یہ صرف نام کا فرق ہے۔اصل میں کشف اور الہام میں کوئی فرق نہیں اہلِ تصوف کا دعویٰ ہے کہ اِس علم میں انسانی عقل کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا اس لِئے اہلِ تصوف اس باطنی علم کو اہمیت دیتے ہیں۔صوفیہ کرام کی بھاری اکثریت کا تعلق مسلمانوں کے خلفائے ثلثہ کے طبقے سے ہے لیکن ان کے بہت سے عقائد و نظریات عام سُنی مسلمانوں سے مختلف ہیں مثلاً خانقاہی نظام اور فقہاء کے نظام سے بہت مختلف ہے۔

تصوف کے بنیادی عقائد: حلول، وحدت الوجود، اتحاد، رجال الغیب۔

حلول واتحاد تقریباً ہم معنی ہیں فرق یہ ہے اتحاد میں دو علیحدہ ہستیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ متحد مانا جائے۔جیسے قربِ حق سے کوئی شخص یہ سمجھے کہ بندہ بحیثیت ایک انسان پرواز کر کے حق تعالٰی کے سامنے جا بیٹھے۔حلول یہ ہے کہ حق تعالٰی کے وجود میں اس کا وجود گھس کر یکجا ہو جائے دراصل یہ عقائد فنا فی اللہ کی حقیقت اور ماہیت نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں جب سالک تزکیہ نفس کے ذریعے عروج کے بلند

مقامات پر پہنچتا ہے تو اِسے وحدت الوجود کا مشاہدہ ہوتا ہے اور وہ ہر چیز کو فانی و خیالی اور وہمی دیکھتا ہے چونکہ صفت موصوف سے جُدا نہیں ہوسکتی۔ اس لئے مخلوق خالق سے جُدا نہیں ہوسکتی دونوں کا وجود ایک ہے یہ ہے وحدت الوجود کا عقیدہ۔

تصوف: اس کا مطلب موٹا کپڑا یا اُون کا کمبل نما کپڑا کے ہیں اور اِس لفظ کی مناسبت سے مسلک تصوف کی بنیاد پڑی۔

تصوف کی قسمیں: تصوف کے ماننے والوں اور اس پر عمل کرنے والوں کی تین قسمیں ہیں۔ صوفی، متصوف اور معصوف۔

(۱) **صوفی**: صوفی کو ''صف'' سے ماخوذ بتایا گیا ہے صوفیاء وہ لوگ ہیں جو اللہ کے حضور صف اوّل میں کھڑے ہیں یعنی وہ لوگ جو اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ صوفی وہ ہے جو خود کو فنا کر کے حق کے ساتھ مل جائے اور خواہشات نفسانیہ مثلاً عورت، دولت، زمین، باغات، مکانات اور تجارت کی محبت کو اپنے دل سے بالکل خارج کر دیتا ہے اور اللہ کو اپنا محبوب بنالیتا ہے اور جب ایک شخص ایسا کرتا ہے تو وہ خود بخود صوفی بن جاتا ہے (گویا صوفی صاحبِ وصول ہے)۔

صوفی کے متعلق ابھی تک تحقیق نہیں ہوسکی بعض علماء کا خیال ہے لفظ صوفی کی نسبت ان اصحاب صفہ کی طرف جاتی ہے (جو لوگ مسجدِ نبوی میں حاضر رہتے تھے اور حدیثیں سُنتے رہتے تھے اور رات کو مسجد نبوی کے ایک چبوترے پر درویشوں کی سی زندگی بسر کیا کرتے تھے) عربی زبان میں چبوترے کو صفہ کہتے ہیں اسی بنا پر ان بزرگوں کو اصحابِ صفہ کہا جاتا ہے۔ بعض لوگ لفظ صوفی کو صفا سے منسوب کرتے ہیں بعض یونانی لفظ صوفیاء قرار دیتے ہیں جس کے معنی عقل و دانش کے ہیں۔

لفظ صوفی صوف سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں پشمینہ یا اُون اس مفہوم کے اعتبار سے صوفی سے مراد وہ شخص جو اونی لباس پہنتا ہو۔ صوفی کا ایک مطلب پاک بھی ہے قرآن اور صحاح ستہ میں تصوف اور صوفی کا لفظ نہیں ملتا۔ صوفیہ کو مختلف علاقوں میں الگ الگ ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ مثلاً

''درویش''، ''خامان خُدا''، ''دوستان خُدا''، ''مردان خُدا''، ''اہلِ نظر''، ''اہلِ صفا''، ''اہلِ طریقت''، ارباب حال''، ''ارباب باطن''، ''ارباب صلاح'' اور ''اولیاء کرام''، ''صوفیاء کرام''، ''سالکین''، ''عرفاء''، ''ارصیفا''، اخیار''، ''ابرار'' بھی کہا جاتا ہے۔

صوفی آزاد خیال باطنیت پرست یا وحدت الوجودی مسلمانوں کا ایک طبقہ جو کوئی نشہ آور چیز استعمال نہیں کرتے عموماً صوفی سلسلوں کی تعداد ۱۴ بتائی جاتی ہے عجمی سلسلہ، خواجہ حبیب عجمی، ایازی سلسلہ، خواجہ فضل الدین ابنِ ایاز، ادھمی سلسلہ خواجہ ابراہیم خان سے منسوب ہے اِس کے علاوہ چشتی، ہبیری، قزرُونی، طوسی، سہروردی، فردوسی، کرفی، قادری، سقطی، نقشبندی اور زیدی سلسلے ہیں اِن سب سے پرانا سلسلہ قادریہ ہے جو عبدالقادر جیلانی پیر دستگیر جو حسنی سید تھے نے قائم کیا (مقبرہ بغداد) میں ہے۔ (ذاتوں کا انسائیکلو پیڈیا ص ۲۸۴)

۲۔ متصوف: وہ ہے جو ریاضت و مجاہدہ کے ذریعہ اس مقام کی طلب کرے اور وہ اس مقام کی طلب میں صادق و راست باز رہے۔

۳۔ معصوف: وہ ہے جو دُنیاوی عزت و منزلت اور مال و دولت کی خاطر خود کو ایسے بنا لے اور اسے مذکورہ منازل و مقامات کی کچھ خبر نہ ہو ایسے نقلی صوفیوں کے

لئے عرفاء کا مقولہ ہے کہ نقلی صوفی مکھی کی مانند ذلیل و خوار ہے۔ (گویا معصوف صاحبِ نقول اور فضول ہے۔)

تصوف کے سلسلے: اگر چہ سلسلے تو بے شمار ہیں لیکن ہندو پاک میں صوفیہ کے چار سلسلے بہت مشہور پائے جاتے ہیں۔

۱- قادریہ بانی شیخ عبدالقادر جیلانی ۲- سہروردیہ بانی شیخ ابوالنجیب سہروردی ۳- چشتیہ بانی خواجہ معین الدین چشتی ۴- نقشبندیہ بانی خواجہ بہاؤالدین نقش بندی۔

(۱) اماموں میں امام سید عبدالقادر جیلانی کو غوث اعظم بھی کہتے ہیں تصوف میں غوث صرف ایک ہی ہوتا ہے اور عبدالقادر جیلانی کو غوث قطب بھی کہتے ہیں اور اس سلسلے کے صوفیوں کو قادری کہتے ہیں۔

(۲) دوسرا سلسلہ چشتیہ ہے اہلِ ہند شیخ طریقت حضرت خواجہ معین الدین چشتی ہیں اور اس سلسلہ کے مریدوں کو چشتی کہتے ہیں۔

(۳) امام زینت الاسلام حضرت بہاؤالدین نقشبند ہے اور اس سلسلے کے مریدوں کو نقشبندی کہتے ہیں۔

(۴) حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے سلسلہ منسوب ہے اور اس سلسلے کے مریدوں کو سہروردی کہتے ہیں ان صوفیاء کو پیرانِ شیخ بھی کہتے ہیں۔ ان صوفیاء کرام کے مختلف نظریات میں ان صوفیہ کے تین گروہ ہیں۔

(۱) ایجادیہ (۲) وجودیہ (۳) شہودیہ۔

ہندو پاک میں ایک سے زیادہ صوفی سلسلوں سے منسلک ہونے کا رواج رہا ہے۔ امام شاہ ولی اللہ نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ وہ چاروں خانوادوں کے

بزرگوں کے نام لیتے اور فیض حاصل کرتے ان رجحانات کا نتیجہ یہ ہوا کہ چاروں سلسلوں کے ماننے والوں کے درمیان وہ حد فاصل نہیں رہی لیکن پھر بھی ان کے طریق ذکر وعبادات میں کئی امتیازات ہیں۔صوفیہ کرام کے کل بارہ فرقے یا سلسلے ہیں جن میں سے دس مقبول اور دو مردُود ہیں مقبول سلاسل

۱-محاسبی ۲-قصاری ۳-طیفوری ۴-جنیدی ۵-نوری ۶-سہلی ۷-حکیمی
۸-خرازیہ ۹-حفیفی ۱۰- سباریہ۔

ان دس گروہوں میں سے ہر ایک گروہ کے مجاہدات اور طور طریقے معمود اور مشاہدات مستحسن ہیں اگر چہ ان کے معاملات مجاہدات اور ریاضات کے طریقے قدرے مختلف ہیں تاہم شریعت اور توحید کے اصول اور فروعات میں وہ سب متفق ہیں معاملات کے دو مطالب ہیں ایک ظاہری دوسرا باطنی باطن میں معاملہ سے مراد حالت کشف ہے۔مجاہدات وریاضات سے مراد عبادت میں جدوجہد اور کوشش ہے اصول سے مُراد بنیادی عقائد ہیں اور فروعات سے مراد تفصیلات ہیں۔

یہ تمام فرقے اہلِ سُنت و جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور دو مردود فرقوں میں ایک کا نام حلولی ہے جو عقیدہ حلول وامتزاج رکھتے ہیں۔دوسرا فرقہ حلاّجی ہے جو تارکِ شریعت ہے یہ لوگ بے دین ہیں۔

شریعت: یہ علم اللہ سے حاصل ہوتا ہے وہ علم جسے اللہ الہام کے ذریعے اپنے بندوں پر نازل کرتا ہے۔شریعت مذہب کی خارجی اور ظاہری باتوں سے تعلق رکھتی ہے سالک احکامِ قرآنی اور سُنتِ نبوی کی مکمل پیروی اور پیغمبر کے نقشِ قدم پر چلتا ہے۔

تصوف میں شریعت ایک راستہ ہے اور راستے پر چلنے کا نام طریقت ہے اور جس

منزل مقصود کی طرف یہ راستہ لے جاتا ہے اسے حقیقت کہتے ہیں اور منزل مقصود پر پہنچ کر جو علم سالک کو حاصل ہوتا ہے اسے معرفت کہا جاتا ہے اِس سے ظاہر ہے کہ تصوف میں طریقت، حقیقت اور معرفت آپس میں کوئی علیحدہ چیزیں نہیں ہیں۔

شریعت میں ظاہری اعمال اور اِن کی اصلاح اور بنیادی معاملات سے متعلق قوانین و ہدایات ہیں۔ اصحاب شریعت اُن کو علماء کرام کہہ کر پُکارتے ہیں ان علماء کرام میں ایک گروہ اہلِ حدیث کا ہے۔ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ توحید خالص پر ایمان رکھتے ہیں اور ہر قسم کی بدعات اور مشرکانہ رسوم کی سختی سے مخالفت کرتے ہیں۔

اہلِ حدیث تصوف کے قائل نہیں یہ خیال درست نہیں تصوف کے وہ قائل ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ وہ مزاروں پر منتیں نہیں مانتے اور چڑھاوے نہیں چڑھاتے۔ اہل حدیث شاہ ولی اللہ دہلوی کو امام المحدّثین کہتے ہیں اور ان کی قدر منزلت اہلِ حدیث اہلِ فقہ دیوبند کے نزدیک یکساں ہے۔

اسلام چونکہ اللہ پر ایمان رکھنے والوں کا مذہب ہے مسلم امہ اور مسلم دولتِ مشترکہ بھی ہے اسلام کے سب سے بڑے عالم دین شاہ ولی اللہ نے ایک طرف فقہ کے چاروں بڑے فرقوں یعنی حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کو مزوج کرنے اور دوسری طرف شریعت اور طریقت (تصوف) کو آموز کرنے کی سعی کی ہے۔

اہلِ طریقت: ارباب طریقت میں صوفیاء کرام کو یا تو صوفیاء یا اولیاء اللہ کہہ کر پُکارا جاتا ہے۔ طریقت اکابر صوفیہ کا مرتب کردہ دستور العمل جس کے ذریعہ اصلاح باطن اور تصفیہ قلب اور آخرت کی کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ صوفیہ کرام شریعت سے زیادہ طریقت کا علم ضروری سمجھتے ہیں یعنی طریقت، شریعت سے افضل ہے۔ اہلِ

طریقت میں کیفیتِ مستی کا غلبہ ہوتا ہے اور اِن کی حالت بدلتی رہتی ہے اس حالت کوتلوین کہا جاتا ہے یہ حالت تلوین مقام فنافی اللہ کا خاصہ ہے (نوٹ: تلوین لون سے مشتق ہے جس کا مطلب ہے رنگ بدلنا یعنی روحانی حالت کا تبدیل ہونا اور ایک حال سے دوسرے حال میں جانا) دوسرا لفظ ہے تکوین تو جب سالک مقامِ بقا باللہ کی حالت کو پہنچتا ہے تو سالک کی حالت میں پختگی اور سکون آجاتا ہے جسے تکوین کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اُردو لغت میں تکوین کا مطلب ہے

(۱) پیدا کرنا (۲) عالم وجود میں آنا۔ تصوف میں طریقت رُوحانیت کے میدان میں حضرت علیؓ کا مقام بہت بلند ہے۔ تقریباً تمام کے تمام ارباب طریقت کے راہنما اور پیشوا حضرت علیؓ ہیں۔ حضرت امام حُسین اقوالِ طریقت اور حقائق و معارف بہت لطیف اور اسرار و رموز سے لبریز ہیں۔ اہلِ طریقت کہتے ہیں کہ بخشش صرف ہماری ہے کیونکہ ہم نے مراقبوں اور چلّوں سے اللہ کی معرفت حاصل کر رکھی ہے۔

طریقت وہ علم جو خدا سے بندہ حاصل کرتا ہے جب تک سالک کُل منازل و مقامات طے کر کے اِن تمام اقوال کا تجربہ حاصل نہیں کر لیتا جو اللہ اُس پر ظاہر کرنا چاہتا ہے طریقت کی راہ ختم نہیں ہوتی عام طور پر دس کے قریب منازل ہیں۔

(۱) دھیان (۲) قربت (۳) عشق (۴) خوف (۵) امید (۶) تمنا (۷) رفاقت (۸) اطمینان (۹) فکر (۱۰) یقین۔ ابتدائی منازل طے کرنے کے بعد طریقت کی بلند چڑھائی شروع ہوتی ہے جو صوفیوں (تصوف) کی اصطلاح میں

(۱) تجلی (۲) معرفت اور حقیقت ہے۔

تجلّی: صوفی کبھی بھی جنت و دوزخ کے خوف سے اللہ کی عبادت یا شریعت کی

پابندی نہیں کرتا بلکہ وہ تو اللہ کے قرب اور تجلی کے لئے ساری ریاضتیں کرتا ہے اسی لئے صوفی ازم کو اسلام کا باطن قرار دیا گیا ہے۔

تجلی جلالی (مرتبہ عاشقیت) تجلی جلالی (درجہ معشوقیت) پر ہے۔

کہ سالک اپنی ہستی کو مع علم اولین وآخرین جو عارف الوجود میں حاصل کر چکا ہے تجلی جلالی پر ہے۔ کہ اللہ نے اپنی ذات حدیت کی تجلی کو براہ راست خود سالک پر از سر نو عیاں فرماتا ہے اِس سے آگے کوئی مقام نہیں یہ مرتبہ نور ہے۔ لاہوت ذات الٰہی کی تجلی سالکوں کی چوتھی منزل ہے جس سے اوپر اور کوئی درجہ نہیں ۔ تجلی حق اچانک آتی ہے لیکن واقف دل پر آتی ہے بعض روحانی صفات دل پر تجلی کرتی ہیں اور یہ تجلیات انوار، روحانیت کے غلبہ کی وجہ سے ہوتی ہے اور یہ حالت تمام بشری صفات کے مٹ جانے سے حاصل ہوتی ہے۔ نوٹ: لاہوت یہ حالت الوہیت کی ہے جب سالک مرتبہ فنا کو حاصل کر کے الحق کے ساتھ وصل حاصل کر لیتا ہے یہاں سالک حقیقت کو پالیتا ہے۔

تصوف کی تعریف: (۱) تصوف رُوحانی زندگی کے سفر کو کہتے ہیں۔ (۲) طالب حق کو سالک کہتے ہیں اور اس کی منزلِ مقصود معرفت ہے راستہ طریقت سالک کی رُوح سات منازل سے گذرتی ہے اِس بارے میں صوفیاء میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک چار منازل ہیں شریعت، طریقت، معرفت، حقیقت بعض کے نزدیک طریقت کے سات مقامات عبُودیت، عشق زہد، معرفت، وجد، حقیقت، وصل ان سات مقامات کا تعلق سات سیاروں سے ہے۔ (۱) قمر (۲) عطار (۳) زہرہ (۴) شمس (۵) مریخ (۶) مشتری (۷) زحل۔ یہ کرۂ ارض کے چاروں طرف ہے

لیکن حقیقت کا تعلق صرف مقامِ وصل کے ساتھ ہے۔

(۱) **عبُودیت**: اس مقام پر سالک طریقت پر عمل کرتا ہے اور اللہ کی عبادت میں اپنا وقت گزارتا ہے۔

(۲) **عشق**: تصوف کی جان ہے کوئی سالک اس وادی کو طے کیے بغیر منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتا صوفیاء کرام نے عشق کو آگ سے تعبیر کیا ہے "عشق آگ ہے جو اللہ کے سوا سب کو جلا دیتی ہے" اس مقام میں سالک کی اپنی تاثیر اس کے نفس کو اللہ کی محبت کی طرف مائل کرتی ہے۔

(۳) **زہد**: یہاں عشق الٰہی کے اثر سے سالک دُنیا کی تمام خواہشات دِل سے دُور کرتا ہے۔ یعنی فانی چیزوں کی خواہشات کو ترک کر کے آخرت کی طرف مائل ہونا۔

زہد تین چیزوں کا نام ہے جس میں یہ نہیں ہے اسے زہد کہلانے کا حق نہیں ہے

(۱) دنیا کو پہچاننا اور اس سے مایوس ہونا۔

(۲) مولا کی خدمت کرنا اور اس کے حقوق کی نگہداشت کرنا

(۳) آخرت کی طلب اور اس کے حصول میں لگا تار کوشاں رہنا۔

(۴) **معرفت**: یہاں سالک خُدا کے کام اور اُس کی ذات و صفات پر غور کرتا ہے۔

(۵) **وجد**: "وجد" تصوف کی اصطلاح میں جذبہ اشتیاق محبت کی زیادتی کو کہتے ہیں۔ اِس مقام میں سالک اللہ کی اکیلی حقیقی ہستی پر دھیان کرتا ہے جس سے اُس کے اندر جوش پیدا ہوتا ہے۔ وجد اور وجود دو مصدر ہیں ایک کا مطلب ہے غم دوسرے کا معنی ہے پالنا لیکن فاعل دونوں کا ایک جیسا ہے صوفیاء کو وجد سماع میں

پیش آتے ہیں (پس وجد ایک راز ہے جو طالب اور مطلوب کے درمیان ہے۔)

(۶) **حقیقت:** اللہ کی ذاتِ حقیقی کی تجلی سالک کے دِل پر ہوتی ہے۔

(۷) **وصل:** اس حالت میں سالک اللہ کو گویا آمنے سامنے دیکھتا ہے۔اس مقام پر سالک فنا کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے سالک کی ہستی الحق میں مٹ جاتی ہے۔بشریت سے بالاتر ہو جانے کا نام تصوف کی اصطلاح میں فنا فی اللہ ہے۔تصوف کی اصطلاح میں پیر کائنات کی ہر چیز میں ذات حق کے مشاہدہ پر غالب آتا ہے۔اس مقام کو تصوف میں فنا فی اللہ کہتے ہیں اور یہ مقام اس وقت تک سالک کو حاصل نہیں ہوتا جب تک سالک اپنی انسانی صفات کو صفات حق میں فنا نہ کر دے اس کے بعد مقام بقا اللہ ہے جس کا مطلب ہے فنا کے اشفراق سے نکل کر اپنی خودی میں واپس آنا اور حق عبودیت ادا کرنا۔وصل کا اردو لغت میں ملاقات،معشوق سے ملنا ہجر کی ضد۔

طریقت کی نماز: شریعت کے مطابق نماز ایسی عبادت ہے جس کی ابتدا انتہاء میں مریدین راہ حق پاتے ہیں اور طریقت میں مقامات کا کشف ہوتا ہے چنانچہ مریدوں کے لیئے طہارت،توبہ کا قائم مقام،پیروی کا تعلق،قبلہ شناسی کا قائم مقام۔

مجاہدہ نفس پر قیام،قیام کا قائم مقام ذکر الٰہی کی مداومت قرأت قرآن کا قائم مقام۔تواضع رکوع کا قائم مقام،معرفت نفس سجود کا قائم مقام،مقامِ امن تشہد کا قائم مقام،دُنیا سے علیحدگی سلام کا قائم مقام۔اور نماز سے باہر آنا مقامات کی قید سے خلاصی کا قائم مقام ہے۔اس نماز کے بارے میں مشائخ طریقت کے بکثرت ارشادات ہیں ایک جماعت کہتی ہے کہ نماز حضورِ الٰہی کا ذریعہ ہے اور دوسری جماعت کہتی ہے کہ نماز غیبت نفس کا ذریعہ ہے۔ایک جماعت کہتی ہے کہ جو غائب

رہتا ہے وہ نماز میں حاضر ہوتا ہے ایک جماعت کہتی ہے جو حاضر ہوتا ہے وہ نماز میں غائب ہو جاتا ہے۔

علم المعرفت: وہ علم جو صرف انبیاء اور اولیاء کو حاصل ہوتا ہے یہ علم محض مذہب کی خارجی باتوں سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ الٰہی فضل اور تجلّی کا نتیجہ ہوتا ہے۔

معصوم: اولیاء اللہ جنہیں دوستی (ولی) اور ولایت سے خاص گردانا گیا ہے صوفیہ کے نزدیک اولیاء اللہ انبیاء کی طرح پاک اور معصوم ہوتے ہیں (نوٹ دوسرے اسلامی فرقے یعنی سُنی مسلک کے مسلمان انبیاء کے علاوہ کسی اور کو معصوم نہیں کہتے شیعہ اور تصوف والے اولیاء اللہ کو معصوم کہتے ہیں) اس طرح سُنی مسلک میں بھی اولیاء اللہ معصوم ہو گئے کیونکہ سارے صوفیاء کا تعلق بھی سُنی فرقوں سے ہے تصوف اور شیعہ میں معصوم ہونے کی کتنی مشابہت ہے شیعوں کے نزدیک رسولوں انبیاء کے وارث ائمہ (امام) معصوم ہوتے ہیں صوفیہ بھی تصوف میں اولیاء اللہ کو امام و پیشوا مانتے ہیں جو عقیدہ شیعوں کا ہے قریب قریب وہی صوفیہ کا بھی ہے۔ صوفیہ کرام نے پیر کی ضرورت پر بہت زور دیا ہے ان کے نزدیک کسی نہ کسی پیر کے دامن سے وابستہ ہونا اتنا ہی ضروری ہے جتنا رسول یا امام پر ایمان لانا۔

ماہ رجب: صوفی لٹریچر میں اسلامی ماہ رجب کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ اس مہینے میں دوسری بہت سی عبادات کے علاوہ ایک خاص نماز بھی ادا کی جاتی ہے جسے نماز اویس قرنی کہتے ہیں۔ اسی ماہ رجب کے آخر میں ایک اور نماز کا ذکر ملتا ہے یہ نماز درازی عمر کے لیئے پڑھی جاتی ہے۔ تصوف کے عقیدے کے مطابق اس مہینے میں دُعائیں زیادہ مقبول ہوتی ہیں اس مہینے میں چار راتیں بڑی باعظمت ہوتی ہیں۔

پہلی رات، دوسری رات، پہلے جمعہ کی رات، تیسری پندرہویں رات، اور چوتھی ستائیسویں رات، جوکہ معراج کی رات ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ تیرہویں، چودھویں، پندرہویں، سترہویں، چوبیسویں اور پچیسویں کا تذکرہ بھی پایا جاتا ہے۔ سلطان المشائخ ان نمازوں کی بڑی فضیلت بیان کرتے ہیں ماہ رجب کے پہلے جمعہ کی شب میں ایک نماز پڑھی جاتی ہے جسے نماز لیلۃ الرغائب کہتے ہیں اس بارے میں شیخ نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ جو یہ نماز پڑھ لے گا اس کی موت اس سال میں نہ ہوگی۔ ماہ رجب کو تصوف میں اس لئے بھی اہمیت حاصل ہے کیونکہ حضورؐ کا ماہ رجب کی ستائیسویں رات کو معراج ہوا تھا تصوف عقیدہ کے مطابق حضورؐ کو معراج کی رات میں ایک آسمانی سواری جس کا نام براق تھا ساتویں آسمان پر لے گئی تھی۔

تصوف میں عبادات ورسمیں:

(۱) تصوف میں عبادات کا نام تقویٰ ہے۔

(۲) اہلِ تصوف میں جو منہ میں آئے اُسے کہہ دینے کا نام معرفت ہے۔

(۳) الحاد کا نام فقیر رند ہے۔

(۴) شریعت کو ترک کردینے کا نام طریقت ہے۔

(۵) تصوف کی اصطلاح میں فقیر وہ ہوتا ہے جو متاعِ دُنیا سے بالکل بے نیاز ہو کیونکہ فقیر جس قدر تنگ دست ہو ٹھیک ہے اس صورت میں اس پر حال کا انکشاف زیادہ ہوگا اور غفلت کم طاری ہوگی۔

(۶) کشف المحجوب میں فرماتے ہیں اِنسان کو دُنیاوی مال کی کثرت سے دنیادار نہیں ہونا چاہے بادشاہ کیوں نہ ہو جو فقیر کا منکر ہے وہ دُنیادار ہوتا ہے۔ فقیر کا لفظ اللہ تعالیٰ

کی طرف سے ہے خواہ وہ امیر ہی کیوں نہ ہو تو بھی وہ فقیر ہے۔

تصوف میں کچھ رسمیں اور عبادات ہیں تصوف میں نظام عبادات کے متعلق جو چیزیں حلقہ صوفیاء میں معروف ہیں۔

مثلاً (۱) نماز طلوع (۲) نماز معکوس (۳) نماز فقرا (۴) نماز لیلۃ الرغائب (۵) نماز درازی عمر (۶) نماز خضر (۷) نماز اویس قرنی (۸) نماز غروب۔ ان نمازوں کی تفصیل تصوف کی کُتب میں موجود ہیں تصوف میں پیر مرید اور بیعت کے مراسم زیادہ اہم ہیں۔

شرائطِ نماز:

(۱) تصوف میں نماز کی فرضیت کے لیئے اِس کے وقت کا پہلے داخل ہونا شرط ہے۔

(۲) دوسری شرط طہارت ہے جو ظاہری طور پر ناپاکی اور باطنی طور پر شہوت سے پاک ہونا (۳) لباس کی پاکی (۴) جگہ کا پاک ہونا۔

(۵) قبلہ رُو (کعبہ) کی سمت ہونا (۶) قیام۔

تصوف میں داخلی شرائط:

۱۔ خلوص کے ساتھ بارگاہِ الٰہی کی طرف متوجہ ہونا۔

۲۔ قیام ہیبت وفنا میں تکبیر کہنا۔ ۳۔ محل وصل میں کھڑا ہونا۔

۴۔ ترسیل وعظمت کیساتھ قرات کرنا۔

۵۔ خشوع کے ساتھ رکوع کرنا۔ ۶۔ تذلل وعاجزی کے ساتھ سجدہ کرنا۔

۷۔ دل جمعی کے ساتھ تشہد پڑھنا۔ ۸۔ فنائے صفت کے ساتھ سلام پھیرنا۔

پیر: اُردو لغت میں لفظ پیر کا مطلب میکہ ماں باپ کا گھر ہے۔ پیر فارسی لفظ ہے

جس کے معنی ہیں بوڑھا شیخ ،ضیعف آدمی مگر تصوف میں خواجہ، مرشد، رہنما اور ہادی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

تصوف میں راہ حق میں درویشی کو مرتبہ عظیم حاصل ہے یہاں فقیر سے عام گداگر مراد نہیں ہے بلکہ وہ طالب مولا مُراد ہے جو رات دِن یادِ حق میں غرق ہو۔

(۱) تصوف میں فقیر وہ ہے جو اللہ کے ساتھ غنی ہو۔

(۲) فقیر ترکِ حفظ اور ترکِ تصوف کا نام ہے۔ تصوف میں ہے کہ پیر کے مرنے کے بعد بھی اُس سے فیض پہنچتا ہے۔ تصوف میں پیر کے منصب اور مقام کے بنیادی خدوخال کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ تصوف میں پیر کے بارے میں عقیدہ یہ ہے کہ بغیر پیر کے حصولِ معرفت ممکن نہیں ہے۔ تصوف میں پیر کو کلیدی حیثیت حاصل ہے اور طریقت پیر کے وسیلہ سے نسل در نسل منتقل ہوتی ہے اور صوفیہ کو یہ یقین ہے کہ تصوف کا سلسلہ حضوؐر پاک تک پہنچتا ہے پیر کی دو صورتیں ہوتی ہیں ایک رُوحانی دوسری جسمانی پیر کے انتقال کے بعد یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا۔ پیر کے انتقال کے بعد مریدان کے مزار پر حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ تصوف میں یہ پختہ عقیدہ ہے کہ اولیاء اللہ موت کے بعد اس دُنیا پر اثر انداز ہونے کی قدرت رکھتے ہیں اور زندہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ مزاروں وغیرہ پر دُعائیں مانگتے ہیں کہ یہاں پر دُعائیں زیادہ موثر سُنی جاتی ہیں اور مانی جاتی ہیں۔ اسی لئے مشائخ کے سالانہ عُرس اور ان کی سالانہ تقریبات کو بھی خصوصی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ پیر کے انتقال کے بعد ارشاد و رہنمائی کا سلسلہ مریدوں پر عموماً خواب کے ذریعے ہوتا ہے۔

(۱) پیر از خود کسی مسئلہ کی طرف خواب میں مرید کو توجہ دلاتا ہے۔

(۲) مرید کسی خاص مسئلہ کے بارے میں اگر پیر کی رہنمائی کا طالب ہو تو خواب میں پیر سے اس کے متعلق ہدایات مل جاتیں ہیں۔ تصوف میں دونوں طرح کے خوابوں کے لٹریچر کی مثالوں کی کمی نہیں ہے۔ صوفیہ کا یقین ہے کہ قیامت کے دن ہر شخص اپنے پیر کے جھنڈے کے نیچے ہو گا اور پیر اپنے مُریدوں کو لئے بغیر جنت میں قدم نہیں رکھیں گے۔ تصوف میں پیر کے سامنے سجدہ ریزی، محبت اور عقائد کی واضح علامت برکات کا وسیلہ سمجھا جاتا ہے اِسی لِئے پہلے پیر کے انتخاب میں احتیاط کرتے ہیں۔ لیکن جب کوئی کسی پیر کے حلقہ میں شامل ہو جائے تو پھر پیروں کے احکامات کے سامنے ہی سر تسلیم خم کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہوتا۔

واضح رہے کہ صاحبان مذہب مقتدایاں طریقت سالکان حقیقت بہت سے مشائخ اور اولیاء ہیں۔ جن کے پیروں کو اسی سلسلہ والوں سے موسوم کرتے ہیں ہر ایک سلسلہ کا الگ الگ نام ہے۔ پیر کی وفات کے بعد پیر کے کپڑوں سے تجدید بیعت بھی کی جاتی ہے اگر مرید تجدید بیعت کرنا چاہیے۔

پیر پرستی کا عقیدہ: پیر پرستی کا مطلب پیر کو اپنا حاکم مان کر خود کو مکمل طور پر اس کے سپرد کر دینا پیر کی دل و جان سے اطاعت کرنا سب سے بڑھ کر اس سے محبت و عقیدت رکھنا سجدہ کی حد تک اس کی تعظیم کرنا پیر سے ڈرنا اور اپنی تمام امیدیں پیر کے دامن اور آستانے سے وابستہ رکھنا اور یہ عقیدہ بھی رکھنا کہ پیر اپنے مرید کے دل کا حال بھی جانتا ہے صوفیاء کرام نے پیر کی ضرورت پر بہت زور دیا اور پیر کی محبت کو لازمی قرار دیا ہے ان کے نزدیک کسی نہ کسی پیر کے دامن سے وابستہ ہونا اتنا ہی ضروری ہے جتنا رسُول یا امام پر ایمان لانا صوفیاء کا کہنا ہے کہ جس کا کوئی پیر نہیں

اس کا پیر شیطان ہے۔ بلوچستان کے بلوچ اور پشتون قبائل میں شاید ہی کوئی ایسا قبیلہ ہو جو کسی نہ کسی پیر یا بزرگ کا معتقد نہ ہو بلوچستان کے بارے میں یہ تسلیم شدہ امر ہے۔ کہ ان کا ہر قبیلہ کسی نہ کسی پیر پر یقین رکھتا ہے اور تقریباً ہر قبیلے کا اپنا پیر ہے جیسے بگٹی قبیلہ۔ مری قبیلہ غرضیکہ ہر بلوچ قبیلہ کسی نہ کسی رُوحانی مرشد کا معتقد ہے۔ بلوچستان میں چشتیہ سلسلے کے بزرگوں کا دائرہ بہت وسیع ہے چشتیہ سلسلہ کے نامور بزرگ سلطان سخی سرور حضرت شاہ سلیمان تونسوی اور خواجہ غلام فرید ہو گزرے ہیں گو کہ ان لوگوں کے مزار بلوچستان کی حدود میں نہیں مگر بلوچستان سے ملحق ڈیرہ غازی خان کی حدود میں واقع ہونے کی وجہ سے ان کے اثرات بلوچستان میں بھی آئے بلوچ پیر پرست ہیں۔ اکثر لوگ اللہ تعالیٰ سے کہیں زیادہ پیر کی پرستش کرتے ہیں اگر کسی شخص کو اللہ کی قسم اُٹھانے کے لیے کہیں وہ بلا چوں وچرا قسم کھائے گا لیکن اگر اُسے کہیں کے اپنے پیر کی قسم کھائے تو وہ کانپ جائے گا قسم نہیں اُٹھائے گا۔

طلب اور بیعت میں فرق: طالب ہونے میں صرف طلب فیض ہے اور بیعت کے معنی پورے طور پر بکنا بیعت اِس شخص سے کرتا ہے جن میں چار باتیں ہوں ورنہ بیعت جائز نہیں۔ بیعت وخرقہ کو تصوف میں بنیادی اہمیت حاصل ہے بیعت عربی زبان کا لفظ ہے اور بارع سے نکلا ہے اِس کے معنی دونوں ہاتھوں کے درمیانی فاصلہ کے ہیں۔ بیعت تین چیزوں سے مکمل ہوتی ہے

(۱) سر کے بال صاف کرنا۔ (۲) پیر رہبر کا اقرار کرنا۔

(۳) خرقہ پانا۔ صوفیہ کے ہر سلسلے کے بیعت کا طریقہ جُداگانہ ہے بیعت کو عرف عام میں "بیعت طریقت" بھی کہتے ہیں اور بعض اہلِ ظاہر اِس کو اس بنا پر بدعت

کہتے ہیں۔

کرامات: معجزے اور کرامات میں بڑا فرق ہے معجزہ وہ ہوتا ہے جو ظاہر کیا جاسکتا ہے اور یہ نبیوں کی صفت ہے کرامات وہ ہے کہ اسے جہاں تک ہو سکے ظاہر نہ کیا جائے اور یہ ولیوں کی صفت ہے۔صوفیوں کی کرامات کے سلسلے میں جو باتیں سامنے آئیں ہیں اُن میں اکثر واقعات کا تعلق پیشین گوئیوں سے ہے مثلاً

(۱)(پیر)صوفی کہتا ہے جاؤ تمہارے ہاں بیٹا پیدا ہوگا۔

(۲)تمہارے کاروبار میں فائدہ ہوگا۔

(۳)جاؤ تمہیں مقدمے میں کامیابی ہوگی۔

(۴)جاؤ تم کو مرض سے شفا مل جائے گی ان کرامات سے پیر(صوفی) حضرات لوگوں کے دِلوں میں عقیدت پیدا کرتے ہیں اور ان باتوں سے لوگ ان کے گرد جمع ہوتے رہتے ہیں۔پیشین گوئی کے معنی ہیں کہ کسی واقعہ کے ظہور سے پہلے اس کے متعلق خبر دے دینا اِسے علم غیب بھی کہتے ہیں۔

وِرد اور تعویذ گنڈے: تصوف میں صوفی پیشین گوئیوں اور کرامات کے بعد اپنی عقیدت میں لانے کے لِئے یا ان کی پریشانیاں دُور کرنے کے لِئے لوگوں کو ورد یا وظائف یا گنڈے تعویذ دیتے ہیں۔لوگ تعویذ حاصل کرنے کے لِئے ان صوفی حضرات کی طرف چلے جاتے ہیں اور اُن کے درباروں پر لوگوں کا ہجوم رہتا ہے یہ تعویذ اور وظائف اکثر قرآنی آیات پر مشتمل ہوتے ہیں۔تصوف میں کشف کرامات، پیشین گوئیاں، الہام ورد، گنڈے تعویذ وظائف کا تعلق ہے۔تعویذ کئی طریقے کے ہوتے ہیں تعویذ انبیاء کے ناموں، ولیوں کے ناموں، فرشتوں اور موکلوں کے ناموں سے بھی

تعویذ تیار کئے جاتے ہیں۔ بعض تعویذوں میں حروف تہجی سے کام لیا جاتا ہے اور اکثر تعویذ صرف اعداد سے تیار کئے جاتے ہیں۔ جو ابجد کے حساب سے بعض متبرک اسماء اور پاک کلمات سے نکالے جاتے ہیں۔ استعمال کے لحاظ سے بھی تعویذ کئی قسم کے ہوتے ہیں بعض تعویذ کاغذ پر لکھ کر چاندی یا تانبے کی تختی پر کندہ کر کے گلے میں لٹکائے جاتے ہیں۔ بعض تعویذ کاغذ پر لکھ کر بازو پر باندھے جاتے ہیں بعض چھاتی، کمر اور ران پر بھی باندھے جاتے ہیں۔ بعض تعویذ پانی سے دھوئے اور پلائے جاتے ہیں کاغذی تعویذ گھروں، دوکانوں کی دیواروں پر چسپاں کئے جاتے ہیں بعض کاغذی تعویذوں کی بتیاں جلا کر ناک میں دھواں پہنچایا جاتا ہے بعض تعویذ چوراہے میں بعض کسی قبر میں دفن کئے جاتے ہیں بعض تعویذ شنگرف سے بعض زعفران سے بعض کسی جانور یا پرندے کے خون سے لکھے جاتے ہیں اور بعض معمولی سیاہی سے اور بعض تعویذوں میں یہ شرط ہوتی ہے کہ ان کو کمال بے ادبی سے استعمال کیا جائے۔ ایسے تعویذوں میں شیطان یا مشہور کافروں کے نام درج ہوتے ہیں۔ تعویذات کی مستقل کتابیں ہیں ان میں جواہر خمسہ اور نقشِ سلیمانی بہت مشہور ہیں۔

ولی: ''ولی'' کے معنی قرب اور نزدیکی کے ہیں ولی اسم مصدر کا اسم ہے ولی کے معنی محبت، دوست اور مددگار کے بھی ہیں لفظ ولی اسم فاعل ہے اس کے معنی قریب، اور دوست اولیاء ولی کی جمع ہے۔ ولی معصوم نہیں ہوتے بلکہ نبی معصوم ہوتے ہیں لیکن تصوف میں ولی معصوم ہوتے ہیں۔ ولی حق تعالیٰ کا دوست ہوتا ہے اگر دوست (ولی) سے گناہ کبیرہ ہو جائے تو یہ بہت بڑی اور بہت بُری چیز ہوتی ہے گناہ کبیرہ کی وجہ سے ولی دوستی کے قابل نہیں رہتا اور دوستی کا مرتبہ یعنی ولایت (دوستی) اس سے

چھین لی جاتی ہے۔

ولایت: ولایت کے معنی نصرت اور محبت دونوں ہی آتے ہیں مغرب کو بھی ''وِلایت'' بولتے ہیں لیکن تصوف میں وَلایت کے معنی نصرت اور محبت ہے۔ ولی کی اللہ تعالیٰ سے دوستی چھین جانے کی اصطلاح کو تصوف میں وَلایت بھی کہتے ہیں۔ اِس موضوع پر مشائخ کے درمیان اختلاف ہے جس کے بیان کی یہاں گنجائش نہیں۔

مرتبہ ولایت: ظاہر متابعت بہ مرتبہ نبوت ہے اور باطنی متابعت بہ مرتبہ ولایت ہے صوفیہ کرام کی اصطلاح میں مرتبہ نبوت رسول اللہ سے بہ واسطہ جبرائیل حق تعالیٰ سے اسرار توحید ظاہر اخذ کرتے تھے پس وہ ظاہری شریعت ہے اور ولایت کا مرتبہ بلا واسطہ جبرائیل اسرار باطن خُدا تعالیٰ سے تعلیم پاتے یہ مرتبہ ولایت ہے۔ تصوف میں ولایت طریقت معرفت کی بنیاد ہے جس پر تمام مشائخ متفق ہیں اگر چہ ہر ایک کی عبارات مختلف ہیں بعض ولایت کو طریقت وحقیقت سمجھتے ہیں لیکن ولایت (باکسر واؤ) اور ولایت (بافتح واؤ) میں فرق ہے ولایت بافتح کا طلب تصرف کرنا اور ولایت باکسر کا معنی امارت (امیر ہونا) ہے۔ یہ دونوں الفاظ فعل ولیت کے مصدر ہیں ولایت ربوبیت کے معنوں میں بھی آتا ہے ولایت کے معنی محبت کے بھی ہیں۔

اولیاء اللہ: اولیاء کرام کی عام طور پر دو اقسام ہوتی ہیں بعض پیدائشی طور پر عاشق ہوتے ہیں جو بہت قلیل تعداد میں ہوتے ہیں۔ دوسرے معشوق کا درجہ رکھتے ہیں عاشق کو علم تصوف کی اصطلاح میں مرید اور معشوق کو مراد کہا جاتا ہے مرید وہ ہے جو اللہ کا طالب ہے اور مراد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا مطلوب ومحبوب ہے۔ پیری مریدی میں اس لفظ اولیاء اللہ کو بڑی عقیدت سے لیا جاتا ہے لوگوں کا خیال ہے کہ اولیاء

اللہ مُرادیں پوری کرتے ہیں، بگڑے کام بھی بنا سنوار دیتے ہیں اور اولیاء کی خوشنودی دُنیا و آخرت سنوار دیتی ہے، ان کا بیڑا پار ہو جاتا ہے اور جس سے اولیاء اللہ نے رُخ پھر لیا وہ کہیں کا نہ رہا اولیاء اللہ کے نہ ماننے والا جہاں بھی انہیں پُکارے گا وہ اولیاء اللہ اِن کی نہیں سُنے گا نہ جواب دے گا لوگوں کا خیال ہے کہ اولیاء اللہ ان کی نگاہوں سے اُوجھل ہوتے ہیں لیکن اولیاء اللہ مرنے کے بعد بھی لوگوں کی دُعائیں بدستور سُنتے ہیں۔ ان کی مُرادیں پوری کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اولیاء اللہ جیتے جی بھی دربار خُداوندی میں جاتے ہیں اور مرنے کے بعد بھی وہیں ہوتے ہیں۔ ان اولیاء اللہ کے جدِ امجد حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت خالد سیف اللہؓ حضرت عمرو بن العاصؓ ان کے نہ تو عُرس ہوتے ہیں اور نہ ہی ان کی قبروں پہ مزارت ہیں۔ لیکن ہندو پاک میں اولیاء اللہ کے عُرسوں کی تاریخیں ہر وقت ہر شخص کو معلوم ہونگی اور ان اولیاء اللہ کی قبروں پر لاکھوں روپے کی عمارات اور ہزاروں روپے کے غلاف اور نذرانے بھی لوگ دیتے ہیں۔ تصوف میں اولیاء اللہ کو خُدا تک پہنچنے کا وسیلہ، ذریعہ سمجھتے ہیں اور اس مقصد کے لئے ان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اس لفظ وسیلہ سے پیر پرستی کی دلیل لائی جاتی ہے عربی زبان میں لفظ وسیلہ کے معنی ذریعہ ہی نہیں بلکہ مرتبہ، درجہ، قرب، منصب منزلت ہے۔

تصوف میں اولیاء اللہ مردہ نہیں ہوتے بلکہ زندہ ہوتے ہیں چونکہ قرآن مجید میں شہید کو مردہ کہنے کی ممانعت ہے قرآن کے مطابق شہید زندہ ہوتے ہیں۔ تصوف میں زندوں کی ترتیب یوں آتی ہے کہ یہ زندہ ہیں۔

(۱) سب سے بلند مرتبہ انبیاء علیہ السلام کا ہے جو زندہ ہیں۔

(۲) صدیقین یعنی اولیاء کرام زندہ ہیں۔

(۳) شہید زندہ ہیں۔ (۴) صالحین یعنی عام نیک لوگ زندہ ہیں۔

ابتدائے اسلام میں تصوف نام کی کوئی چیز نہیں تھی اور نہ اس طرح کا کوئی نظام پایا جاتا تھا۔ تصوف کا سارا دارومدار باطنی معرفت پر ہے بعض اس عقیدہ پر کہ صوفیاء کو کشف والہام کے ذریعہ اللہ سے براہ راست علم حاصل ہوجاتا ہے۔ جو الفاظ کی رُو سے حاصل نہیں ہوسکتا تصوف کا بنیادی عقیدہ معرفت ذات خُداوندی ہے۔ تصوف لکھنے پڑھنے کی چیز نہیں عمل کرنے کی چیز ہے۔ صوفیاء نے تصوف کو دو شاخوں میں تقسیم کیا ہے۔ ۱۔اسلامی تصوف ۲۔غیر اسلامی تصوف

تصوف کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ انسان اپنی فکری کاوشوں یعنی انسانی ذرائع علم کے بغیر براہ راست اللہ سے علم حاصل کرسکتا ہے ارباب تصوف نے اس علم کا نام وحی کی بجائے کشف الہام یا باطنی علم رکھ لیا لیکن یہ صرف نام کا فرق ہے اصل کے اعتبار سے کشف یا الہام میں کوئی فرق نہیں تصوف نے یہ عقیدہ واضح کیا کہ اسلام جو تصوف کی خلوت گاہوں میں مختلف قسم کی ریاضتوں اور وردو وظائف سے حاصل ہوتا ہے۔ تصوف میں نبی کو عطا ہونے والے علم کا نام وحی ہے اور صوفیاء نے اس علم کا نام کشف یا الہام رکھ لیا ہے۔ صاحب وحی نے اپنے آپ کو نبی یا رسول نہیں کہا لیکن صاحب کشف نے اپنے آپ کو صوفی یا ولی کہہ کر پکارا جس طرح وحی کو تصوف میں کشف کا نام دیا اسی طرح تصوف میں معجزات کو تصوف کی زبان میں کرامات کہا گیا ہے کرامات اور معجزات میں فرق نام کا ہے حقیقت کا نہیں۔

حلول: حلول کا نظریہ صوفیاء نے شیعہ حضرات سے لیا ہے چونکہ صوفیہ اسماعیلیوں

سے بہت زیادہ رغبت رکھتے تھے اور اسماعیلی حلول اور الوہیت ائمہ کے قائل ہیں۔

تصوف کے بعض نظریات عجیب ہیں مثلاً حلول، رجال الغیب اور وحدت الوجود کا نظریہ تصوف میں زیادہ معروف ہے۔ عقیدہ وحدت الوجود کو بھی کم فہم لوگ حلول سمجھتے ہیں حالانکہ حلول اور وحدت الوجود کے درمیان بہت فرق ہے وحدت الوجود کا مطلب کہ کائنات کا وجود وجود حق تعالیٰ میں شامل ہے کوئی الگ وجود نہیں ہے حالانکہ ہر چیز خدا نہیں لیکن کوئی چیز خدا سے جدا بھی نہیں مثلاً زاہد کا ہاتھ زاہد سے جدا نہیں لیکن ہاتھ کو زاہد نہیں کہا جا سکتا۔ حالانکہ عقیدہ وحدت الوجود کی رُو سے وجود ایک ہے جو حق تعالیٰ کا وجود ہے تمام اشیائے کائنات اسی ایک وجود میں شامل ہیں ان کا علیحدہ کوئی وجود نہیں اگر ان کا خدا سے علیحدہ وجود تسلیم کیا جائے تو شرک لازم آئے گا اور اللہ کا وجود محدود ہو جاتا ہے لامحدود کو محدود قرار دینا کفر ہے۔

کشف: اُردو لغت میں کھولنا، ظاہر کرنا، پردہ اُٹھانا، غیب کی باتوں کا اظہار، انکشاف، الہام، القاء، کشف دو طرح کا ہوتا ہے کشف کونی اور کشف الٰہی پہلا کشف یہ ہے کہ بعد مکانی یا زمانی اس کے لئے حجاب نہ رہے اور کسی چیز کا حال باآسانی معلوم ہو جائے۔ کشف الٰہی علوم و اسرار معارف متعلقہ سلوک یا متعلقہ ذات وصفات اس کے قلب پر وارد ہوں۔

کشف قبور: صوفیوں کا وہ مرتبہ جس میں اُنہیں مردے کی قبر سے حالات معلوم ہو جاتے ہیں۔

کشف والہام: کشف کا لفظ تو قرآن کریم میں ان معانی میں کہیں نہیں باقی رہا الہام کا مادہ (ل ھ م) الہام کے معنی ہیں کہ کسی شے کو کسی چیز کے اندر رکھ دینا یا یکبارگی

نگل لینا، الہام کا لفظ قرآن میں کسی جگہ نہیں آیا قرآن میں وحی کی اصطلاح آئی ہے۔

وحی کشف: صاحب وحی نبی یا رسول ہوتے ہیں اور صاحب کشف کو صوفی یا ولی کہہ کر پکارتے ہیں فرق صرف اصطلاحی الفاظ میں ہے۔ تصوف اور اسلامی مسلک اور عقیدہ کے لحاظ سے ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ کشف سے مُراد رُوحِ انسانی کا بلا واسطہ خُدا کی حقیقت کو حاصل کرنا ہے یہ نہ الہامی صحیفوں کے وسیلے اور نہ عقلی دلائل کے ذریعے حاصل ہوتا ہے بلکہ اس کشف کی بنیاد تجربہ پر ہے۔ تصوف اگرچہ اسلامی شریعت کے خلاف نہیں ہے اسلامی شریعت مذہب کی خارجی اور ظاہری باتوں سے تعلق رکھتی ہے لیکن تصوف بعض انسانی، باطنی کیفیات کی نگہداشت کرتی ہے۔ کسی صوفی نے کہا ہے کہ مذہب کے علم کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) وہ علم جو خُدا سے حاصل ہوتا ہے۔

(۲) وہ علم جو خُدا کے ساتھ بندہ حاصل کرتا ہے۔

(۳) خُدا کا علم وہ علم جو خُدا سے حاصل ہوتا ہے وہ علمِ شریعت ہے۔ دوسرا وہ علم جسے خُدا نے الہام کے ذریعہ سے اپنے بندوں پر نازل کیا وہ علم الطریقت ہے اور جو خُدا کا علم ہے اُسے علم المعرفت بھی کہتے ہیں جو صرف انبیاء اولیاء کو حاصل ہوتا ہے یہ آخری قسم کا علم محض مذہب کی خارجی باتوں سے حاصل نہیں ہوتا۔ جو شخص صوفی بننے کا ارادہ کرتا ہے اُسے سب سے پہلے کسی شخص کا وسیلہ اختیار کرنا پڑتا ہے جس کی بیعت کر کے وہ اُس کا مرید ہو جاتا ہے۔ شیخِ طریقت کے پاس اس عقیدہ کے مطابق مادی جسم کو لطیف بنانے کا بھید موجود ہوتا ہے اور اس کے زیرِ ہدایت وہ رُوحانی عشق کی آگ میں صاف کیا جاتا ہے۔ صوفی طریقت کی ابتدائی منازل میں

تزکیہ نفس یعنی پہلے دل کی صفائی ہے۔

ابتدا کی منازل: (۱) توبہ (۲) پرہیزگاری (۳) ترکِ دُنیا (فقیر اور توکل)

سب سے پہلی منزل توبہ ہے اور ابتدا گناہ نہ کرنے کا پکا اقرار کرنا ہے۔

توکل: صوفیوں کی اس اصطلاح میں توکل محض قوت برداشت کا نام نہیں ہے بلکہ خواہشاتِ نفسانی سے لڑنا اور اِن پر غلبہ پانے کی کوشش کرنے کا نام ہے۔

مرتبہ: جو کچھ مقدر میں ہے اُس پر قناعت کرنا زہد ہے۔

اولیاء: صبر اور توکل کی عمدہ مثال سفیانِ ثوری مسلمانوں میں ولی مانا جاتا ہے۔

احوال: لفظ احوال حال کی جمع ہے تصوف کی اصطلاح میں حال احساسات قلبی کی کیفیات کا نام ہے۔

معرفت: معرفت کی بنیاد قوت عقل وفکر اور مشاہدے پر قائم ہے۔

سالک چار بنیادی برائیوں (۱) نفسانیت (۲) حرص (۳) شہوت (۴) طمع سے اپنے آپ کو بچاتا ہے۔

قربت: یہ بلند مراتب طے کرنے اور نفس پر قابو پا لینے کا نام ہے۔ اس مقام میں سالک حق کی آواز کے علاوہ اور کچھ کان سے نہیں سنتا۔

وحدت: توحید ایمانی، توحید الیقانی، توحید احسانی، توحید عیانی اور توحید غیبی جب تک ان سب مراحل کو سالک طے نہ کرے تب تک وحدت کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا توحید میں اپنے آپ کو فنا کرنا، ذاتِ حق کو دِل میں بسا لینا۔ بشری اوصاف کی نفی وحدت الوجودی فکر کی اولین منزل ہوتی ہے اور اسی کے اندر اللہ تعالیٰ کے وجود کا اثبات ہوتا ہے۔

سکونت: محسوس تحقیق کی آخری منزل ہے۔

دھیان: قربت، عشق، خوف، اُمید یہ صوفی اپنے اندر قائم رکھ سکتا ہے۔

ذکر: ذکر کے لفظی معنی یاد کرنے کے ہیں اور مراقبہ کے معنی نگاہ رکھنے کے ہیں مقامِ ذکر صاف، پاک، چھوٹا اور تاریک مقام ہوا ایسے مکان میں دلجمعی اور یکسوئی کا بڑا اثر ہوتا ہے اگر خوشبودار چیزیں پاس رکھے یا جلائے تو اور بھی اچھا ہے قبلے کی طرف رخ کر کے سالک مربع بیٹھے باقی حالتوں میں مربع بیٹھنا منع ہے صرف ذکر کے وقت سالک مربع بیٹھتا ہے۔

ذکر کی دو مشہور قسمیں ہیں۔(۱) ذکرِ جلی (۲) ذکر خفی۔

ذکر جلّی: وحی جلّی کو متلو بھی کہتے ہیں یعنی جس وحی کی تلاوت کی جاتی ہے وحی جلی کا نام قرآن میں بھی ہے ذکر جلّی وہ ہے جو با آواز بلند کیا جاتا ہے۔

ذکر خفی: اس کو وحی غیر متلو بھی کہتے ہیں۔ یعنی جس کی تلاوت نہیں کی جاتی اور وحی خفی کُتبِ روایات میں وحی خفی کو صرف خیالات کی شکل میں القاء کیا جاتا ہے یہی عقیدہ تصوف کی بنیاد قرار دیا جاتا ہے۔ اور ذکر خفی وہ ہے جس میں زبان تالو کے ساتھ لگا کر صرف دِل یا تصّور کے ساتھ کیا جائے اور زبان یا ہونٹ نہ ہلیں۔

ضرب: لفظ کو سینہ کے زور سے کسی جانب منہ کر کے ختم کرنے کو تصوف کی اصطلاح میں ضرب کہتے ہیں۔ (دِل یا کسی مقام پر دھیان کر کے سر اور آواز کے ساتھ جھٹکا لگانے کا نام ضرب ہے۔

ابدال: ابدال، اوتار، غوث، قطب یہ مردان غیب دُنیا ہیں۔ ابدال تصوف میں ایسے لوگ جو روحانی طور پر نظام عالم کا انتظام کرتے ہیں اور جن کے وجود پر تمام دنیا

کی بقا ہے ایسے لوگوں کی تعداد میں اختلاف ہے بعض چالیس بتاتے ہیں بعض سات بیان کرتے ہیں سات والوں میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ابدال اور اوتار الگ الگ ہیں اور بعض اوتار کو ابدال میں شمار کرتے ہیں۔

مجذوب: مجازیب خود سلسلے میں ہوتے ہیں لیکن اِن سے آگے پھر سلسلہ نہیں چلتا۔ اولیاء اللہ کی اقسام میں سے ولیوں کی ایک قسم ہے جن کو دنیا کی سدھ بدھ نہیں ہوتی مجذوب وہ شخص ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ خاص اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

چلّہ: اہلِ تصوف میں چلّہ کا جواز حضرت موسیٰ کے حالات سے واضح کرتے ہیں کہ جب طالب اس مقام پر پہنچتا ہے تو حق تعالیٰ سے بھی ہمکلام ہو سکتا ہے جب اولیاء کرام حق تعالیٰ کا کلام سماعت کریں ۴۰ دن کا روزہ (چلّہ) رکھتے ہیں ۳۰ دن کے بعد مسواک کرتے ہیں اور مزید دس دن روزہ (چلّہ) رکھتے ہیں اہلِ تصوف کا خیال ہے کہ بھوکا پیٹ اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے۔ جب عام اولیاء اللہ کی یہ حالت ہو کہ بادشاہی کو ٹھکرا کر فقیری اختیار کرنے اور ناداری کا یہ حال کہ جو کی روٹی کے سوا اور نہ کھانے کھائے اور پھٹے پرانے کپڑے پہن کر بادشاہی کے فرائض انجام دے اور جب اللہ اُن اولیاء کو کمال صدق کے مقام پر فائز کرتا ہے تو اُسے فقیر کا حکم کرتا ہے۔

فقیر اور درویش: یہ دو نام ایسے ہیں جن پر صوفی فخر کرتا ہے۔

لفظ فقیر تصوف کی اصطلاح میں فقیر سے عام گداگر مراد نہیں ہے۔ بلکہ وہ طالب مولا مُراد ہے فقیر خُدا کی مخلوقات میں سب سے زیادہ دولت مند ہے۔

فقیر وہ ہے جو اللہ کے ساتھ غنی ہو یعنی جس کی دولت اللہ کا قرب ہے۔

مُراقبہ یا گدڑی: "مراقبہ" ارتکاز توجہ اور قوت خیال کو ایک جگہ مجمع کرنے کا نام

ہے آپ اسے مختصراً ''یک سوئی'' سے تعبیر کر سکتے ہیں۔صوفیائے کرام نے حقیقت ذات اور سکون قلب کے حصول کے لئے مراقبہ کیا اور کر رہے ہیں۔ مراقبہ، ترقب سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں انتظار کرنا چونکہ سالک اللہ تعالیٰ کے فیض کا انتظار کرتا ہے اِس لئے اس کو مراقبہ کہا جاتا ہے۔ محققین کے نزدیک مراقبہ کے معنی ایک دوسرے کو دیکھنا اور اپنی توجہ قلبی کو رقیب کی جانب پھیرنا ہے رقیب اسماء حسنیٰ میں سے ایک اسم الٰہی ہے۔ اہل تصوف میں مراقبہ وہ حالت قلبی ہے جو ایک قسم کی معرفت سے حاصل ہوتی ہے اور اس حالت سے کچھ عمل اعضاء میں اور کچھ دِل میں پیدا ہُوا کرتے ہیں عام طور پر تصوف میں لوگ گردن جھکا کر اور آنکھیں بند کر کے بیٹھنے کو مراقبہ سمجھتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔ مراقبہ ایک قلبی عمل جو ہر وقت جاری رہتا ہے یہ تصوف کا بہت بڑا ماخذ ہے۔ اردو لغت میں مطلب غور، تصور، سوچ بچار، دھیان گیان، سب چیزوں کو چھوڑ کر اللہ کا دھیان کرنا۔ صوفیاء کرام کے لباس مراقبہ سے مُراد گدڑی بھی ہے یعنی ایسا جُبہ یا چغہ جو ہر قسم کے پرانے کپڑوں کے چیتھڑوں کو دھو کر سی لیا جاتا ہے اور اہل اللہ اسے پہنتے ہیں۔ گدڑی پہننے کی دو وجہ ہیں ایک تو یہ ہلکا لباس ہوتا ہے دوسرا یہ آسانی سے مطلوب ہے تصوف میں بعض مشائخ نے گدڑی کو ترک کیا ہے اِن کے خیال کے مطابق صوفیاء کی ہر عادت پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے۔ بعض مشائخ اکثر نیلا لباس اختیار کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے وہ اکثر اوقات سیر و سیاحت میں رہتے ہیں۔ تصوف میں دو قسم کے لوگوں کے لِئے جائز ہے۔

(۱) تارک دُنیا (۲) عاشقانِ الٰہی جو شخص مرید ہونے کی غرض سے آتا ہے تین سال کے لِئے پیر اُسے اپنے پاس رکھ کر یہ تین کام لیتا ہے۔

(۱)ایک سال خدمت خلق (۲) ایک سال خدمت حق یعنی زہد وتقویٰ

(۳) ایک سال اپنے قلب کی نگہبانی جب مرید کو یہ تین صفات حاصل ہو جائیں گی تو پھر اُس کو مراقبہ پہننے کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔

صوفیاء کی دو اقسام: (۱) مرید جو طالبِ حق ہے (۲) مراد جو مطلوبِ حق ہے۔

سالک: تصوف کی اصطلاح میں عامل سالک مسافر کہلاتا ہے سالک تین قسم کے ہوتے ہیں۔ سالک، واقف اور راجع، واقف وہ ہوتا ہے جس کی ترقی رک جائے اور راجع وہ ہوتا ہے جو اپنی اصلی حالت پر پھر واپس آ جائے اور یہی مسافر اُس ذات کو تلاش کرتے کرتے طریقت کی راہ پر چل پڑتا ہے۔ جب سالک صوفی بننے کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ کسی خانوادہ یا سلسلہ کی مریدی اختیار کرتا ہے۔ ہر سلسلہ کا مرکز مرشد یا پیر کہلاتا ہے جو اس سلسلہ کا بانی یا خلیفہ یا سجادہ نشین سمجھا جاتا ہے مرشد یا پیر کی قیام گاہ خانقاہ کہلاتی ہے مرشد اور پیر کی جماعت کو حلقہ کہتے ہیں۔

تین سلسلوں کا آغاز حضرت علیؓ سے ہوتا ہوا حضرت محمد ﷺ تک پہنچ جاتا ہے اس لئے صوفیوں کا یہ دعویٰ ہے کہ طریقت کے سلسلے شاخ در شاخ نکلتے ہوئے سینکڑوں تک تقسیم ہو جاتے ہیں لیکن چار خاص ہیں۔

مُرشد کی اطاعت: تصوف کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ بغیر کسی وساطت کے الٰہی تجربہ حاصل نہیں ہوتا۔ اس تجربہ کو حاصل کرنے کا ایک طریقہ ہے عملی طور پر کسی پیر یا مرشد کا وسیلہ اختیار کرنا اور پیر کی ہدایتوں کو اندھا دھند ماننا ضروری ہے۔ پیر کی تعظیم اس کی موت کے بعد بھی اُس کے مریدوں میں قائم رہتی ہیں پیر کی قبر پکی کرنے کے بعد پھر قبر کو زیارت گاہ بنا دیا جاتا ہے جہاں عموماً ہر جمعرات کی شام کو زیارت گاہ پر لوگ

مٹی کے چراغ جلاتے اور پھول چڑھاتے ہیں ایسی زیارت گاہیں، مزار یا درگاہ (درگاہ فارسی زبان کا لفظ ہے مراد شاہی کچہری، دربار شاہی کا لفظ ہندوستان میں تعظیماً اولیاء وشہدا کے مقبروں کے لئے بولا جاتا ہے) کہلاتی ہے۔ پیروں کی قبروں کی بہت تعظیم کی جاتی ہے جہاں لوگ دُور دُور سے زیارت کے لئے آتے ہیں۔ کسی ولی کی قبر پر پہنچ کر جو کچھ دُعائیں کی جاتی ہیں اُسے فاتحہ کہتے ہیں۔ زیارت کرنے والا پہلے سورہ فاتحہ پھر سورہ اخلاص اور سورۃ خلق اور سورہ الناس پڑھ کر اس کا ثواب پیر یا ولی کی رُوح کو بخشتا ہے کبھی کبھی منت ماننے والا کپڑے کا ٹکڑا یا دھاگا پیر کی قبر کے پاس یا کسی درخت کی ٹہنی یا جالی کی کسی سلاخ سے باندھ دیتا ہے تا کہ اُس قبر کے ولی پیر کو اس کی درخواست یاد رہے۔ جب ہوا کے ساتھ وہ کپڑا یا دھاگا ہلے گا تو ولی کو یاد رہے گا۔

سماع یا قوالی: اسلامی شریعت میں گانا بجانا حرام ہے لیکن صوفیوں کے بعض سلسلوں میں شرائط کے ساتھ سماع جائز قرار دیا گیا ہے۔

(ا) گانے والے مرد (بچے نہ) ہوں۔

(۲) اور نہ عورت ہو بلکہ بڑی عمر والے مرد ہوں۔

شیخ فریدالدین عطار کا قول سماع کے متعلق کہتے ہیں کہ سماع کے سننے والوں کے دِل حرکت کرنے لگ جاتے ہیں۔ سماع سننے والا وجد میں آجاتا ہے نظام الدین اولیاء کا قول ہے کہ درویش جب سماع میں تالی بجاتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ زائل ہو جاتے ہیں اور جب نعرہ مارتا ہے تو اندرونی خواہشات نکل جاتی ہیں۔ مجلس سماع عام طور پر اولیاء کی قبروں پر جمعرات یا ان کے عرس کی تقریب میں منعقد ہوتی ہیں

اسلام میں قبروں پر چراغاں کرنا ریشمی کپڑوں کے غلاف قبروں پر چڑھانا عُرس میلے قبور پر جانوروں کے چڑھاوے اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا یہ صرف اہلِ تصوف میں جائز ہے اور بعض اہلِ فقہ میں۔

سلسلہ قادریہ: پیر عبدالقادر جیلانی کو پیران پیر اسلام کا معلمِ اعظم و آفتاب علم و معرفت و قطب اولیاء سیر الاولیاء، پیر پیران، محبوب سبحانی، میر میراں محی الدین شہنشاہ بغداد، دستگیر، غوث الثقلین، شاہ جیلان، ماہ گیلاں اور گیارھوں شریف والی سرکار جیسے عظیم المرتبت القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کے ہاتھوں سے بے شمار کرامات کا ظہور رہوا۔

پیر حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ولادت ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ بیان کی گئی ہے ایرن کے ایک مشہور قصبہ ''گیلان'' میں پیدا ہوئے والدہ ماجدہ کی عمر ساٹھ سال ہو چکی تھی اُس وقت پیدا ہوئے یہ پہلی کرامات تھی لقب محی الدین کنیت ابو محمد اور نام عبدالقادر ہے۔ آپ کے جد اعظم جیلان ابو عبداللہ کی طرف ہے جو جیلان کے اعلےٰ مشارئخ میں سے تھے۔ گیارھویں پشت میں امام حسن سے والد کا سلسلہ نسب ملتا ہے اور والدہ کا چودھویں پشت میں امام حسین سے مل جاتا ہے۔ ان کا انتقال ۵۶۱ ہجری میں ہوا شیخ عبدالقادر جیلانی کو تصوف کے لوگ زندوں کی فہرست میں شامل کرتے ہیں اور آپ کو تمام سلسلوں نے ولی، غوث اور قطب مانا ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں کہ جس نے مجھے دیکھا ہے یا میرے مدرسہ میں پہنچ گیا ہے اس سے قبر اور قیامت کا عذاب اُٹھا لیا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص ان کا مُرید ہوگا تو قیامت کے دِن عبدالقادر اس کے محافظ ہوں گے یہ حضرت غوث الثقلین نے وعدہ

فرمایا ہے آپ فرماتے ہیں کہ مَیں عراق کے جنگل اور ویرانوں میں پچیس برس رہا ہوں رجال الغیب آتے تھے اور مجھ سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ان کی کتاب کا نام غنیۃ الطالبین ہے آپ کی تصانیف میں جواہرالاسرار اور فتوح الغیب بھی آپ کی ہی تالیف ہے۔ آپ کے سلسلہ ادرات میں شامل ہونے والے لوگ آپ کی نسبت سے قادری کہلاتے ہیں۔ قادریہ پنجاب کے بیشتر سُنّی مولوی اس سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں قادری سماع کے خلاف ہیں اور ان کے حلقوں میں موسیقی کو (خواہ وہ بالمزامیر ہے) یا ان کے بغیر بہت کم بار ملتا ہے۔ قادری درویش بالعموم سبز پگڑی پہنتے ہیں اور ان کے لباس کا کوئی نہ کوئی حصہ بادامی رنگ کا ہوتا ہے۔ وہ درود شریف کو بڑی اہمیت دیتے ہیں ان کے ہاں ذکر خفی اور ذکر جلی دونوں جائز ہیں۔ (آب کوثر ص ۲۵۳)

غوث: اُردو لغت میں فریاد کو پہنچنے والا اہلِ اسلام میں ولایت الٰہی کا ایک درجہ تصوف میں صوفیوں کا سب سے بڑا درجہ غوث کا ہے اس کے لفظی معنی ہیں۔ مددگار، کائنات میں ایک وقت میں صرف ایک ہی غوث ہوتا ہے (وہ غوث عبدالقادر جیلانی ہے جسے غوثِ الاعظم، غوث الثقلین بھی کہتے ہیں) کچھ کا خیال ہے کہ غوث ہر زمانے میں ہوتا ہے۔ تصوف میں عقیدہ ہے کہ بغیر غوث کے زمین وآسمان قائم نہیں رہ سکتے غوث کا ہر زمانے میں ہونا ضروری ہے۔ سب سے پہلے درجہ غوثیت پر حضرت ابوبکر صدیق ممتاز ہوئے۔ تمام اولیائے کرام اس بات پر متفق ہیں کہ آپ مرتبہ ولایت میں سب کے سردار ہیں اور رتبہ محبوبیت پر فائز ہیں۔ رتبہ محبوبیت میں بندے کو وہ مقام حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنے رب سے لاڈ کرتا ہے رتبہ محبوبیت یہ ہے کہ بغیر ارادے بھی زبان سے کچھ نکل جائے تو رب اِس پورا کرتا ہے۔

دوسرا درجہ: اصحطاب میں جن کے زیر اثر دنیا کی عظمت اور بڑائی کا ہونا مانا جاتا ہے۔ ان کے بعد پانچ اور شون ہیں۔ ابدال، سبز غیب اور آخر میں درجہ عام اولیاء اللہ ہیں۔ اقسام اولیاء اللہ، ابدال، ابرار، اخیار، اقطاب، امامین، اوتار، غوث، مفرواں، مکتوماں، نجب ونقباء تصوف میں غوث ایک ہوتا ہے۔ بعض قطب الاقطاب ہی کو غوث کہتے ہیں بعض نے کہا ہے کہ وہ اور ہوتا ہے۔ قطب کا مطلب وہ کیل جس پر چکی پھرتی ہے تصوف کے عقیدے میں وہ ولی جس کے سپرد کسی بستی یا علاقے کا انتظام ہو (صفت) افضلِ اعلیٰ برگزیدہ جمع اقطاب غوث زمان کو قطب الاقطاب بھی کہتے ہیں ایک قطب اس کے دائیں جانب ہوتا ہے اور ایک بائیں جانب۔ ان کے ماتحت اَبدال اور اُوتار ہوتے ہیں جو مختلف علاقوں میں تکوینی امور پر معمور ہوتے ہیں۔

گیارہویں والا: مسلم برادری کی اکثریت ہر ماہ کی گیارہ تاریخ اور خصوصاً ربیع الثانی (قمری سال کا چوتھا مہینہ) کی دس، گیارہ، بارہ تاریخوں میں آپ کی یاد منائی جاتی ہے۔ جلسے منعقد کئے جاتے ہیں محافل سجائی جاتی ہیں کانفرنسیں منعقد کی جاتی ہیں دیگیں صدقہ خیرات کیا جاتا ہے اور ان کی کرامات بیان کی جاتی ہیں۔

پاکستان میں جب گوالوں کی دکان پر جاتے ہیں تو دوکاندار کہتے ہیں کہ آج گیارہویں شریف ہے اس دن قادری فرقہ لوگوں میں دودھ کی سبیل یا دودھ دوسروں کو بانٹتے ہیں۔ پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی کو گیارہویں والا کہتے ہیں۔

میمن: اِس وقت پاک وہند کے تجارت پیشہ طبقے میں میمن جماعت کو جو اہمیت حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں ان کے آباو اجداد ہندو تھے اور لوہانہ اور ایک دوسری

ذاتوں میں منقسم تھے میمن کا عقیدہ ہے کہ پیرانِ پیر حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے آخری وقت اپنے بیٹے تاج الدین کو تلقین کی تھی کہ وہ سندھ میں جا کر اشاعت اسلام کریں ان کی نسل میں سے ایک بزرگ سید یوسف الدین قادری ۱۴۲۱ء میں عراق سے سندھ تشریف لائے لوہانہ خاندانوں اور ان کے سرگردہ لوگوں کو مسلمان بنانے میں کامیاب ہوگئے۔ میمن انہی خاندانوں کی نسل سے ہیں۔ (آبِ کوثر ص ۳۴۷)

اولیائے مستورین یا رجال الغیب: جن حضرات کو اولیاء مستور کہا گیا ہے ان کی تعداد چار ہزار بتائی گئی ہے اس کے متعلق مشائخ کے درمیان اختلاف ہے بعض کہتے ہیں ٹھیک ہے بعض کہتے ہیں غلط ہے۔ اولیاء مستور خلق کی نظروں سے پوشیدہ ہوتے ہیں نہ وہ ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور نہ اپنے حال سے آگاہ ہوتے ہیں بلکہ ہر حال میں مخلوق سے اور اپنے آپ سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ لیکن ان کے بارے میں روایات موجود ہیں اور اولیاء کرام نے بھی اپنی تصانیف میں ان کا ذکر کیا ہے جن حضرات کو دُنیا میں حل وعقد کا تصرف حاصل ہے ان کی تعداد تین سو ہے ان کو ''اخیار'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے چالیس اور ہیں جن کو ''ابدال'' کہا جاتا ہے ان کا مقام شام میں ہے۔ چار اور ہیں جن کو ''اوتار'' کہا جاتا ہے تین اور ہیں جن کو ''نقباء'' کہا جاتا ہے۔ ایک اور ہے جس کو ''غوث'' یا ''قطب'' کہا جاتا ہے یہ سب ایک دوسرے کو جانتے ہیں تصوف میں عقیدہ یہ ہے آسمان سے بارش ان کی برکت سے ہوتی ہے اور زمین پر سبزہ ان کی برکت سے نکلتا ہے۔

سہروردی: سلسلہ سہروردیہ کے موسس شیخ ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی تھے اور حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی کے چچا اور مرشد تھے سہروردیہ کی داغ

بیل بھی انہوں نے ڈالی اس نظریہ میں آج تک کوئی اختلاف نہیں برصغیر پاک و ہند میں سلسلہ سہروردیہ کے موسس اور بانی شیخ الاسلام حضرت بہاؤالدین زکریا المعروف بہاؤالحق ملتانی کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں۔

آپ کا نام زکریا کنیت ابو محمد اور ابوالبرکات لقب بہاؤالدین اور شیخ الاسلام ہے والد ماجد کا اسم گرامی شیخ وجیہ الدین محمد غوث اور والدہ ماجدہ کا نام حضرت فاطمہ ہے آپ کا نسب بیس واسطوں سے قریش کے جد اعلیٰ قصی بن کلاب تک پہنچتا ہے۔ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی سے فیضان روحانی حاصل کر کے جبہ خلافت پایا حضرت شہاب الدین سہروردی کو حضرت جنید بغدادی تک چار سلاسل طریقت حاصل تھی۔

(۱) سلسلہ رودبار (۲) سلسلہ حفیفیہ (۳) سلسلہ ممشادیہ (۴) سلسلہ قادریہ سلسلہ رودباریہ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی کے سلسلے سے تعلق تھا حضرت شہاب الدین نے حضرت بہاؤالدین زکریا کو حکم دیا کہ ملتان جا کر راہ حق کی راہنمائی کریں۔

بہاؤالدین زکریا فرماتے ہیں کہ جو شخص تصوف کی دنیا میں داخل ہونے کا آرزومند ہو اِسے چاہیئے کہ سب سے پہلے توبہ کرے اور اپنے دل کی عادات ذمیمہ سے پاک کرے عادات ذمیمہ یہ ہیں، غل، غش، حقد، حرص، کبر، بغض، ریا اور غضب۔ شیخ الاسلام سہروردی کے شیخ الکل تھے سماع نہ خود سنتے تھے اور نہ ان کی خانقاہ میں کسی دوسرے کو سننے کی اجازت تھی۔ مکتب سہروردی سراسر زہد، عبادت، مجاہدہ و مداومت، درآداب وسنن اور سُنت وفرائض کا سختی سے پابند ہے۔ سہروردی

سالک ذکر کرتے وقت دونوں ہاتھ رانوں پر رکھے دل کو حاضر کر کے آنکھیں بند کر کے اور بڑے ادب سے اس طرح شروع کرتے ہیں لا الہ اللہ۔ لا الہ ناف کے نیچے سے لائے اور الا اللہ کی ضرب دِل پر لگائے اس طرح کہ ذکر کا اثر اور اس کی قوم تمام اعضا تک پہنچے لیکن آواز بلند نہ کرے اس سلسلہ کے لوگ بیٹھ کر عبادت کرتے ہیں اور تھوڑی دیر بعد ایک جچے تلے یا نپے تلے سر میں لفظ اللہ کا ورد کرتے ہیں۔ یہ لفظ ایک دبی ہوئی سانس کے ساتھ یوں ادا کیا جاتا ہے جیسے بڑی کوشش کے ساتھ منہ سے نکلا ہے مرید اکثر اس ذکر میں بے ہوش ہو جاتا ہے (ذاتوں کا انسائیکلو پیڈیا)۔ سہروردیوں کے ہاں سانس بند کر کے اللہ ہو کا ورد کرنے کا بڑا رواج ہے وہ ذکر جلی اور ذکر خفی دونوں کے قائل ہیں اور تلاوت قرآن پر خاص زور دیتے ہیں سہروردی طالب مولیٰ اپنا سر ننگا نہیں رکھتے بلکہ اسے ڈھانپ کر رکھتے ہیں۔ معتکف کے لئے ضروری ہے کہ سر منڈائے اور موئے لب سُنت کے مطابق رکھے۔ سہروردی طالب مولیٰ کو مناسب ہے کہ آسمان کی طرف نگاہ نہ کرے اور اُوپر کو نہ دیکھے۔ دنیا سے منہ موڑ کر محبوب ازل کو معبود ذہنی بنا کر گوشہ نشین ہو بیٹھنا درویشی کی پہلی منزل ہے اور یہ اس قدر ناگریز ہے کہ کوئی سالک اسے طے کیے بغیر فقیر و تصوف کی ولایت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ شریعت طریقت کی اصطلاح میں اس صورتِ حال کا نام ''اعتکاف'' ہے۔

شاہ رکن عالم : آپ کا اصلی نام رکن الدین ابوالفتح ہے اور آپ حضرت بہاؤ الدین زکریا کے پوتے ہیں حضرت شاہ رکن عالم بہت بڑی شخصیت کے مالک اور بڑے پائے کے بزرگ ہیں۔ حضرت شاہ رکن عالم نے دس سال کی عمر میں مجاہدہ،

مراقبہ میں اس قدر جوش اور جفاکشی آپ سے ظہور میں آئی کہ کشف قلوب، کشف قبور، طے سان، طے ارض کے رموز ونکات آپ پر بخوبی ظاہر ہو گئے۔ جب آپ سجادہ نشین ہوئے تو آپ نے شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی کا خرقہ مبارک زیب تن کیا اور وہی دستار بطور دستار فضیلت سر پر باندھی آپ ۹ رمضان ۶۴۹ھ کو بروز جمعۃ المبارک پیدا ہوئے۔ وصال ۷ جمادی الاول ۷۴۷ھ میں ہوا بہاؤالدین زکریا اور شاہ رکن عالم کے مقبروں پر عقید تمندوں کا ہجوم رہتا ہے زیادہ تر زائرین سندھ سے بڑی بڑی ٹولیوں میں یا پیدل سفر کرکے یہاں آتے ہیں اور دم بہاؤالحق، دم بہاؤالحق کے فلک شگاف نعروں سے فضا کو معمور کرتے ہیں اس وقت دونوں درگاہوں کے سجارہ نشین خان بہادر نواب مخدوم مرید حسین صاحب قریشی ایم۔ ایل۔ اے ہیں۔ شاہ رکن عالم کی تعلیمات یہ تھیں کہ قیامت کے روز بدکار لوگ اپنے اعمال کی سزائیں پائیں گے۔ روضہ مبارک کی عمارت ہندو پاک کی بہترین عمارتوں میں شمار کی جاتی ہے۔

سلسلہ چشتیہ: ہندوپاک میں سب سے پرانا چشتیہ سلسلہ ہے چشتی سلسلے کا نام افغانستان میں ہرات کے پاس چشت نامی ایک گاؤں جو آج کل جلال آباد کہلاتا ہے کے نام پر رکھا گیا۔ اسی گاؤں میں بارہویں صدی میں اس سلسلہ کے بانی شیخ ابو اسحاق شامی جو ایشیائے کوچک سے ہجرت کرکے آئے وہ اپنا تعلق حضرت علیؓ سے نویں پشت سے جوڑتے ہیں اور ہندوستان میں یہ سلسلہ خواجہ معین الدین چشتی کی وساطت سے شروع ہوا خواجہ معین الدین کا تعلق افغانستان سے ہے۔ ان کے والد کا شمار حسینی سادات میں ہوتا ہے خواجہ معین الدین غیاث الدین بلبن کے دور میں

ہندوستان میں آئے تو پہلے دہلی اور اُس کے بعد اجمیر میں رہنے لگے وہیں پے ان کا مزار ہے جہاں ہر سال اس سلسلہ کے لوگ ماہ رجب کی چھٹی تاریخ کو عُرس مناتے ہیں خواجہ معین الدین سے آگے اس سلسلہ کے دو اور مرکز قائم ہوئے دہلی میں حضرت قطب الدین بختیار کاکی (نوٹ کاک روٹیوں کو کہتے ہیں مشہور یہ تھا کہ کاکی کو غیب سے روٹیاں آتی تھیں اس لیئے ان کا نام کاکی پڑ گیا) اور ناگوڑ میں حضرت حمید الدین نے یہ مرکز قائم کیئے حضرت فرید الدین گنج شکر حضرت بختیار کاکی کے مرید تھے۔ خلیفہ شیخ فرید الدین عطار شکر گنج جو بابا فرید کے نام سے مشہور ہوئے اور پاکستان میں پاک پتن میں ان کا مزار ہے۔ آگے اِن کے دو مرید حضرت نظام الدین اولیاء اور دوسرے حضرت مخدوم علاؤ الدین احمد صابر تھے۔ اس طرح چشتیہ سلسلہ کے دو فرقے ہو گئے ایک نظام الدین اولیاء جو نظامیہ چشتیہ مشہور ہوئے جن کی دھلی میں زیارت گاہ مشہور ہے اور دوسرے علاؤ الدین احمد صابر جو بابا فرید کا دوسرا مرید تھا نیا سلسلہ شروع ہو گیا جو صابریہ چشتیہ کے نام سے مشہور ہو گئے۔ سترہ ربیع الاوّل کو ان کا عرس منایا جاتا ہے اس طرح پہلے سلسلہ کے لوگ نظامیہ چشتی کہلاتے ہیں اور دوسرے سلسلہ کے لوگ صابری چشتیہ کہلاتے ہیں ان دونوں سلسلوں کا تعلق خواجہ معین الدین چشتی سے جا کر ملتا ہے۔ اور ان کے جانشین بابا فرید شکر گنج کو مسلمانوں کے علاوہ ہندو، سکھ بھی مانتے ہیں اور بابا فرید کا مرید ہونے کے لئے چشتی ہونا ضروری نہیں البتہ ستلج کے کنارے آباد کچھ لوگوں نے بابا فرید سے اظہارِ عقیدت کی خاطر خود کو چشتی کہلوانا شروع کر دیا۔ لیکن ان کا چشتی سلسلہ سے کوئی تعلق نہیں چشتی سماع کو جائز سمجھتے ہیں چشتی لوگ سماع سنتے ہیں اور اس میں ان کو حالت اور وجد ہوتا ہے شریعت میں ظاہراً

سماع ممنوع ہے۔ چاچڑیاں والا کے چشتی خواجہ غُلام فرید کی پیروی میں ایک انوکھی ٹوپی پہنتے ہیں جو ۱۵ انچ اُونچی ہوتی ہے اور سر کانوں و گردن کو بھی ڈھانپتی ہے بحیثیت ذات چشتیوں نے نقش بندیوں متعدد قادریوں اور دیگر صوفی شاخوں کو بھی (بالخصوص جنوب مشرقی پنجاب میں) اپنے اندر جذب کرلیا۔ (ذاتوں کا انسائیکلو پیڈیا صفحہ نمبر ۱۸۳)

چشتیہ سلسلہ کی خصوصیات: مشائخ چشت میں ''پیر کے سامنے سجدہ'' کرنے کا دستور رہا ہے۔ برصغیر میں خانوادہ کے بڑے بزرگوں کو خواجگان چشت کہا جاتا ہے۔ ان کے ہاں کلمہ شہادت پڑھتے وقت الہ اللہ پر خاص زور دیا جاتا ہے بلکہ وہ عموماً ان الفاظ کو دہراتے وقت سر اور جسم کے بالائی حصہ کو ہلاتے ہیں ان میں شیعہ حضرات کثرت سے ہیں اور اس سلسلے کی امتیازی خصوصیات سماع کا رواج ہے اور وہ بسا اوقات اِس سے تھک کر چور ہو جاتے ہیں چشتی درویش بالعموم رنگ دار کپڑے پہنتے ہیں اور ان میں زیادہ تر ہلکے بادامی رنگ کو ترجیح دیتے ہیں ادبیت اور شعر وشاعری سے انس ملائمت غیر مسلموں کے ساتھ غیر معمولی رواداری رکھتے ہیں۔ (آبِ کوثر ص ۳۵۲)

سلسلہ نقشبند: نقشبند سلسلہ کے بانی کا نام محمد بن محمد البخاری تھا ولادت بخارا کے نزدیک قصر عارفان میں ہوئی اس سلسلہ کو ''صدیقیہ'' اور اِس کے بعد اسے ''طیفوریہ'' بھی کہا جاتا رہا اِس سلسلے کے اہم بزرگوں میں حضرت علاؤالدین عطار حضرت باقی باللہ، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت محمد معصوم، حضرت نقشبند ثانی مشہور ہیں خواجہ محمد زمان صدیقی ''سلطانِ اولیاء'' کے لقب سے بھی یاد کرتے ہیں ان کی درگاہ لواری شریف برصغیر میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی سب سے بڑی

اور مرکزی درگاہ قرار پائی ہے دُنیا کے ہر ملک میں خلفاء طالبان سلسلہ نقشبندیہ بکثرت ہیں ابتداء میں وسط ایشیا، ترکستان اور بخارا میں بہت ترقی کی اس کے بعد پاک و ہند اور دوسرے مقامات بھی شامل ہیں۔ نقشبندی کی شاخ کے بانی کا نام خواجہ بہاؤالدین نقشبند ہے اور ان کے ماننے والے نقشبندیہ کے نام سے موسوم ہیں۔ طریقت میں باقی تین سلسلے تو حضورؐ اور حضرت علیؓ کے ساتھ ملاتے ہیں لیکن اس سلسلے کے لوگ حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ سے ہوتا ہوا حضورؐ سے جاملاتے ہیں۔ شیخ بہاؤالدین فقہی طور پر امام ابوحنیفہؒ کے مسلک پر تھے بلکہ اس سلسلہ کے زیادہ تر مشائخ حنفی ہیں یہ کہا جاتا ہے کہ امام جعفر صادقؒ سے ان کو فیض پہنچتا تھا۔ صاحب رسالہ بہاویہ نقشبندیہ مقامات کے تذکرہ میں لفظ نقشبندیہ کی وجہ تسمیہ حضرت بہاؤ الدین کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ فرماتے ہیں کہ مَیں اور میرے والدین کمخواب بانی کا کام کرتے تھے اور اس پر نقش و نگار بنایا کرتے تھے اس سے نقشبند کے نام سے مشہور ہیں۔ ولادت ۷۲۰ ہجری ۳ ربیع الاول ۷۹۱ ہجری کو فوت ہوئے عمر ۷۳ سال اور قصر عارفان گاؤں میں دفن ہوئے یہ بخارا سے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر واقع ہے اس سلسلہ کا آغاز خواجہ بہاؤالدین نقشبند سے ہوتا ہے ہندوستان میں یہ سلسلہ سب سلسلوں کے بعد خواجہ محمد باقی باللہ کے طفیل سے پہنچا جو کابل کا رہنے والا تھا۔ خواجہ محمد باقی باللہ نے اکبر کے عہد میں دہلی میں سکونت اختیار کی جہاں ۱۶۰۳ء میں وفات پائی۔ ہندوستان میں نقشبند کا دوسرا سلسلہ شیخ احمد سرہندی کا مرہونِ احسان ہے شیخ موصوف کو مجدد اور اس سلسلہ کو نقشبندیہ مجددیہ کہتے ہیں کئی ان کو حاجی بیکتاش اور کئی درویشوں کے گروہ اپنے آپ کو بیکتاشی کہلاتے ہیں۔

جن لوگوں نے برصغیر میں شریعت اسلام کے تحفظ اور علوم قرآن و سنت کی نشر و اشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔ ان میں امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی تھے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی (یعنی دین کو نئے سرے سے تازگی بخشنے والا) شیخ احمد سرہندی قدس اللہ سرۃ العزیز ہے آپ کے والد قدس سرۃ العزیز نے کہا ہندوستان جاؤ وہاں تم سے اِس سلسلہ کا رواج ہوگا۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے سلسلہ نقشبندیہ اکابر سلسلہ کے حالات اور کتابوں کا مطالعہ کیا ہوا تھا اِس طرح آپ سے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ چلا۔ آپ کی خانقاہ شریف کی زمین کو بہشتی زمین کا درجہ عطا ہوا ہے آپ اپنے والد ماجد کے مرید ہوئے طریقت کے اصول میں یہ بات داخل ہے کہ مرید اپنے پیر کو سب سے افضل سمجھے ورنہ فیض سے محروم رہتا ہے۔

مذہب آپ کا حنفی طریقہ مجددیہ، جامع کمالات جمع طرق قادریہ، سہروریہ، کبرویہ، قلندریہ، مداریہ، نقشبندیہ، چشتیہ، نظامیہ وصابریہ ہے۔ ہر سال ۲۶ صفر سے ۲۸ تک امام ربانی کا عرس شہر سرہند دھلی میں ہوتا ہے۔

عہد اکبری میں جب حکومت کی سرپرستی میں فسق و فجور کی ترویج اور اسلامی تہذیب و معاشرت کو مسخ کرنے کی کوشش کی گئی تو شیخ احمد سرہندی نے اپنی بے پناہ جرات ایمانی سے شریعت کو فاسد خیالات و بدعات کی وسعت سے بچایا۔

دوسرے شاہ ولی اللہ دہلوی کا نام بھی خاص طور پر قابلِ ذکر ہے ان کا اسم گرامی احمد اور ولی اللہ لقب ہے اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نام سے مشہور ہیں مسلک کے لحاظ سے فقہ حنفی کے قائل تھے اس بات پر زور دیا کہ احکام شریعت کا اصل سرچشمہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہے۔

آپ کے چار فرزند (۱) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۲) شاہ رفیع الدین (۳) شاہ عبدالقادر (۴) شاہ عبدالغنی ہے۔

عقائد: اس سلسلے کے طریقہ کی بنیاد گیارہ اصطلاحات وکلمات پر ہے ہوش وردم معنی ہر سانس میں ہوشیار رہنا (نظر بر قدم) چلنے پھرنے میں اپنی نظر نچی کر کے پیروں پر نگاہ رکھنا۔ سفر در وطن، خلوت و انجمن یاد کرو، باز گشت، نگہداشت، یادداشت، وقوف زبانی، وقوف قلبی، وقوف عددی۔

نقشبندی ذکر جلی کے خلاف ہیں فقط ذکر خفی کو جائز سمجھتے ہیں مراقبہ میں سر کو جھکائے آنکھوں کو بند کیئے زمین پر نظر لگا کر بیٹھتے ہیں موسیقی اور سماع کے خلاف ہیں اور احکام شریعت پر سختی سے عامل ہیں سجدہ تعظیمی کو اسلام کے خلاف جانتے ہیں اور جو کوئی حضرت علیؓ کو حضرت ابوبکر صدیق سے افضل کہے وہ گروہ اہلِ سُنت سے خارج سمجھتے ہیں۔ ان کے ہاں مُرشد اپنے مریدوں سے علیحٰدہ نہیں بیٹھتا بلکہ حلقے میں ان کا شریک ہوتا ہے۔ بیعت کے وقت سب سلسلوں میں مرید کا سر تراشا جاتا ہے مطلب توبہ کرائی جاتی ہے۔ (آب کوثر ص ۲۵۳)

حضورؐ کا قول: حضورؐ نے منع فرمایا کہ قبروں پر گچ کی جاوے اِس پر عمارت بنائی جائے اور اِس پر بیٹھا جائے نیز عام فقہاء فرماتے ہیں کہ تین کام حرام ہیں۔

(۱) قبر کو پختہ بنانا (۲) قبر پر عمارت بنانا (۳) قبر پر مجاور بن کر بیٹھنا۔

آپؐ کا فرمان ہے "اے اللہ میری قبر کو بُت نہ بنانا جس کی پوجا کی جاوے اس قوم پر خُدا کا سخت غضب ہے جس نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنالیا ہے۔"

اِس سے معلوم ہوا کہ کسی قبر کو، مسجد بنانا اِس پر عمارت بنا کر اِس طرف نماز پڑھنا

حرام ہے۔

اسلام اور مذہبی گدیاں: قرآن مجید میں مذہبی گدیوں کی مذمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ یقیناً بہت سے علماء اور راہب لوگوں کا مال ناجائز رنگ میں کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں (سورۃ توبہ ۹۔ ۳۴) پاکستان میں بے شمار گدیوں کی آمدن اور جائیداد گورنمنٹ نے اپنی تحویل میں لے رکھی ہے۔

لعل شہباز قلندر: کا اصلی نام سید عثمان مروندی المعروف لعل شہباز قلندر۔ والد کا نام سید ابراہیم ۵۳۸ ھ میں سیستان کے شہر مروند میں پیدا ہوئے یہ شہر آذربائیجان کا دارالخلافہ تھا اس لئے لعل شہباز مروند سے مروندی کہلاتے ہیں۔ ان کا وصال ۶۷۳ ھ میں ہوا۔ صوفی لعل شہباز قلندر مروندی کا مزار سہون شریف میں ہے مزار مبارک کا دروازہ چاندی کا ہے حیدرآباد کے شمال مغرب میں کھیر تھر کی پہاڑیوں کے دامن میں سہون واقع ہے ان کا سلسلہ امام جعفر صادق سے ملتا ہے شہباز قلندر کے والد ابراہیم شیخ جمال مجرد کے مرید تھے۔ (نوٹ مجرد تنہا جس نے شادی نہ کی ہو) ان کی تربیت کا یہ اثر ہُوا کہ سید عثمان شہباز قلندر نے روحانیت کا بلند مرتبہ قلندری حاصل کیا ان کو مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ قلندر لعل مروندی، حضرت عثمان مروندی، لعل شہباز وغیرہ یہ خطاب روحانی کمالات کا مظہر ہے حضرت لعل شہباز قلندر کے سلسلہ سے جن بزرگوں نے شہرت حاصل کی ان میں حضرت شاہ جمال مجرد حضرت سید علی قادری، خواجہ حاجی، حضرت میاں میر قادری لاہوری مشہور ہیں۔ سندھ کے لوگ حضرت عثمان مروندی کو قلندر لعل کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ آپ

اکثر و بیشتر سرخ لباس پہنتے تھے اس لئے لعل کا خطاب ملا روحانیت میں شاہین نظر تھے۔ اس لئے آپ کا نام شہباز ہو گیا۔ مکران کے بیشمار بلوچ حلقہ مریدی میں شامل ہیں شہباز قلندر محفل سماع کے قائل تھے۔ قلندری طریقت والے سماع اور رقص د سہرور کو جائز قرار دیتے ہیں۔ شعبان کی ۲۱ تاریخ کو عرس ہوتا ہے پنجاب، سرحد، بلوچستان، قلات، مکران، سندھ کراچی سے لوگ عرس میں شامل ہوتے ہیں۔ لعل شہباز کے قلندروں کی بڑی جماعتیں سیاہ لباس پہنے لمبے لمبے چمٹے ہاتھوں میں لئے ہوئے نعرہ قلندری بلند کرتی ہوئی ہر طرف نظر آتی ہیں۔ فقیر جب نقارہ بجانے لگتے ہیں تو فقراء وجد میں آجاتے ہیں حلقہ باندھ لیتے ہیں اور مست قلندر مست قلندر کا نعرہ مستانہ بلند کرتے ہیں اس کے ساتھ آہستہ آہستہ ایک پاؤں آگے اور ایک پاؤں پیچھے کرتے ہیں اس طریقے سے مست قلندر کا نعرہ لگا کر ایک پاؤں آگے اور ایک پاؤں پیچھے کر کے دھمال ڈالتے ہیں۔ دھمال سندھ کے دیگر بزرگوں کی درگاہوں پر بھی ہوتی ہے دھمال ہندی زبان کا لفظ ہے اصطلاحاً یہ ایک قسم کا راگ ہے جو فقیر عموماً الاپتے ہیں سندھی لغت مطبوعہ ۱۸۷۳ء کے مطابق دھمال ایک سر کا نام ہے جو ہولی کے زمانے میں الاپا جاتا تھا ''دھمار'' ایک تار کا نام بھی ہے دھمال جس کے معنی شور غل تھپ وچوٹ اور دھاچوکڑی وغیرہ کے ہیں۔ دھمال کا دوسرا نام رقص بسمل بھی رکھا گیا ہے دھمال جنڈیالہ شیر خان میں پیر وارث شاہ کے مزار پر قصور میں بلھے شاہ کے عرس پر اور لاہور میں میلا چراغاں حضرت مادھولال حسین کے عُرس پر دھمال ڈالتے ہیں۔ دھمال میں ۱۴ ماترائیں ہوتی ہیں دھمال میں نقارہ خاص وجد پیدا کرتا ہے جس کو ''بھیر'' کہا جاتا ہے۔ لال شہباز کے عرس پر دھمال کا سلسلہ تین دن جاری

رہتا ہے۔ ان کے متوالے ہاتھوں میں جھنڈے پیروں میں گھنگھرو اور ہاتھوں میں کڑے ڈالے سیہون کی طرف رواں دواں ہوتے ہیں عام دنوں میں تو سب فقراء مشترکہ طور پر دھمال ڈالتے رہتے ہیں لیکن عرس کے تین دنوں کے موقعہ پر مختلف حلقوں اور گروہوں کے فقراء جُدا جُدا دھمال سے عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہر شام لعل شہباز قلندر کی مہندی نکالنے کی رسوم ہوتی ہے۔ مہندی دراصل چادر چڑھانے کی رسم ہوتی ہے لیکن احترام کی وجہ سے اصلاحاً اس کو مہندی کہا جاتا ہے۔

نوٹ: تصوف میں قلندرانہ کا بہت بلند مقام تصور کیا جاتا ہے تصوف میں قلندر کی ولایت کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ذاتِ نور سے ہوتا ہے ولایت کا تصوف میں خصوصی مقام شمار کیا جاتا ہے اور یہ مرتبہ بہت کم اولیاء کو ملا ہے۔ لفظ قلندر اصل میں کلندر تھا بمعنی کندہ ناتراشیدہ عرب وعجم کے اختلاف السنہ کے باعث قلندر مشہور ہوگیا۔ فقیر و درویش و اولیاء اللہ کی ایک خاص جماعت کا نام بھی ہے۔

بابا فرید: بابا فرید ''سیر الاولیاء'' کے مطابق قاضی ستعیب کابل کے فرمانروا خاندان سے تعلق رکھتے تھے قاضی ستعیب کے بیٹے جمال الدین کے تین بیٹے پیدا ہوئے۔ عزالدین، فرید مسعود، نجیب الدین، فرید مسعود اپنے زمانے کے نمایاں ولی اللہ اور چشتی سلسلہ کے تیسرے پیر کی حیثیت سے شیخ فریدالدین گنج شکر کے نام سے مشہور ہوئے فرید الدین کا خطاب انہیں اعلیٰ روحانی کمالات حاصل کرنے کے اعتراف میں شیخ فریدالدین عطار کے نام پر دیا گیا دراصل انہیں گنج شکر یعنی ''چینی کا خزانہ'' ان کی کرامات کی وجہ سے کہا جاتا ہے ان کی لاکھ ہا کراماتیں مشہور ہیں بہر حال عوام انہیں محبت اور احترام کے ساتھ ''بابا فرید'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

خواجہ غلام فرید اور خورشید عالم تاریخی نام ہے۔ان کا نام مشہور صوفی فرید الدین گنج شکر کے نام پر رکھا گیا والد کا نام خواجہ خُدا بخش تھا اور اپنا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروق سے جاملاتے ہیں ان کے خاندان کو کوریجہ بھی کہتے ہیں (لفظ کوریجہ سے مراد شیخ نور کی اولاد ہے) شیخ نور بن شیخ پریاول ان کے خاندان کے بزرگ ہوگزرے ہیں۔ بابا فرید سلسلہ چشتیہ سے منسلک ہونے کی وجہ سے سماع اور موسیقی کے بہت دلدادہ تھے انہوں نے سماع کو ہر لحاظ سے روا اور جائز تصور کیا ہے غلام فرید فرماتے ہیں وجد و رقص اور جنبش سماع سے پیدا ہوتی ہے فرمایا پہلے جنبش دل کو ہوتی ہے اس کے بعد بدن کو ہوتی ہے اگر دل کو جنبش کم ہے تو اس کا ضبط کرنا آسان ہوتا ہے اس وقت رقص کی نوبت نہیں آتی جب جنبش کا دل پر غلبہ ہو جائے تو جنبش کا روکنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ بابا فرید علم جفر، علم نجوم اور تاریخ نکالنے کے فن سے بھی بخوبی واقف تھے بمقام اجودھن جواب بنام پاکپٹن کے نام سے مشہور ہے سکونت پذیر ہیں۔

پل صراط اور بہشتی دروازے: پاکستان میں بے شمار جگہوں پر پل صراط اور بہشتی دروازے قائم ہیں۔ پاکپٹن میں دو دروازے مشہور ہیں ایک مشرق کی طرف ہے جہاں سے آمد و رفت زائرین کی ہے اور دوسرا جنوب کی طرف یہ دروازہ بہشتی کے نام سے مشہور ہے بروز عرس یہ دروازہ کھلتا ہے۔عقیدہ یہ ہے کہ جو آدمی ایک بار اِن دروازوں میں سے گذر گیا وہ جنت میں جائے گا اور آتشِ دوزخ سے وہ محفوظ رہے گا اِس لِئے لوگ کوشش کرتے ہیں کہ اپنے اہل وعیال کے ہمراہ ان بہشتی دروازوں میں سے گذریں پاکستان میں ہر سال لاکھوں لوگ اِن بہشتی دروازوں میں سے گذرتے ہیں۔

حضرت داتا گنج بخش لاہوری: حضرت داتا گنج بخش کا اصل نام علی بن عثمان بن علی ہے کشف المحجوب میں اپنا نام ابوالحسن علی بن عثمان بن علی الجلابی ہجویری الغزنوی تحریر ہے داتا گنج بخش کا نام علی ہے اور کنیت ابوالحسن لقب گنج بخش ہے والد کا نام عثمان ہے جو غزنی شہر محلہ ہجویر وجلاب میں رہتے تھے آپ امام ابوحنفیہ کے مقلد تھے ان کا مسلک حنفی ہے اصل وطن غزنی ہے اور حضرت داتا گنج بخش ہجویری اور جلابی کے نام سے مشہور ہیں غزنی شہر کے محلے جلاب اور ہجویر میں رہنے کی نسبت سے جلابی اور ہجویری کہلائے۔ گنج بخش کے معنی ہیں خزانے بخشنے والا۔ (حضرت داتا گنج بخش سوانح عمری ص۲۰) غزنی کے شیخ علی بن عثمان ہجویری جو داتا گنج بخش کے نام سے زیادہ مشہور ہیں ۱۰۰۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۰۷۲ء میں وفات پائی۔ مشہور کتابیں کشف المحجوب، کشف الاسرار، منہاج الدین، البیان لاہل العیان۔ نحو القلوب، شرح کلام ایمان، دیوان فنا وبقا ہے کشف المحجوب جسے پروفیسر نکلسن نے انگریزی میں ترجمہ کیا۔ فارسی زبان میں تصوف پر یہ پہلی کتاب ہے ان کتابوں میں تصوف کے طریقے کی تحقیق اہلِ تصوف کی کیفیت ان کے اقوال صوفیانہ فرقوں کا بیان ارشادات اور متعلقہ مباحث بیان کیے ہیں اہلِ طریقت میں ان کتابوں کو بڑا مرتبہ حاصل ہے۔ داتا گنج بخش کا سلسلہ جنید بغدادی سے منسوب ہے اس طرح ان کا تعلق سلسلہ جنیدیہ سے ہے حضرت جنید بغدادی طریقت کے شیخ المشائخ اور شریعت کے امام الائمہ ہیں۔ مسلک جنیدیہ تمام مسالک میں معروف ہے۔

ایک سروے کے مطابق پاکستان میں ۳۳۲ قابل ذکر مزارات ہیں لاہور میں (۴۹) کراچی میں (۲۵) ملتان میں (۲۰) خانقائیں ہیں سال ۲۰۰۲ میں ان کی کل

آمدن ۲۸ کروڑ ۴۶ لاکھ ۴۷ ہزار روپے تھی جس میں صرف داتا گنج بخش کی آمدن ۹ کروڑ ۱۴ لاکھ ۸۹ ہزار روپے تھی۔

گویا مزارات کی کل آمدن کا تقریباً ۵۱ فیصد صرف داتا صاحب کے مزار سے محکمہ اوقاف کو موصول ہوا۔

سلطان سخی سرور: حضرت داتا گنج بخش کے بعد پنجاب میں دوسرا نام سلطان سخی سرور کا ہے اصل نام سید احمد تھا سُلطان سخی سرور یا لکھ داتا کے لقب سے مشہور ہیں ملتان کے موضع کرسی کوٹ میں پیدا ہوئے وزیر آباد دھونکل میں درگاہ موجود ہے جہاں ہر سال اساڑھ کی پہلی جمعرات کے روز عرس ہوتا ہے بہت کثرت سے ہندو ان کے معتقد ہیں اُن ہندو معتقدوں کو سلطانی کہتے ہیں۔ سُلطانیوں کی سب سے بڑی رسم سلطان سخی سرور کے مزار کی زیارت ہے جو وسط فروری کے قریب شروع ہوتی ہے سلطان کی زیارتیں آٹھ یا دس فٹ کے قریب اُونچی چوڑی اور لمبی جن کے اُوپر ایک گنبد ہوتا ہے اور چاروں کونوں پر چھوٹے چھوٹے مینار ہوتے ہیں ہر جمعرات کو یہ زیارت صاف کی جاتی ہے اور رات کو چراغ جلائے جاتے ہیں۔

سلطان باہو: ۱۶۲۹ء (۱۰۳۹ھ) کو شیخ بایزید محمد کے گھر سلطان باہو پیدا ہوئے شیخ بایزید محمد نے اپنی عمر کے آخری حصے میں بی بی راستی سے نکاح کیا جن کے بطن سے حضرت سلطان محمد باہو پیدا ہوئے سلطان محمد باہو کا پنجابی (سرائیکی) کلام بے حد مقبول ہے آپ نے ۳۰ کے قریب فارسی کُتب تصنیف کیں جو تصوف اور قربِ الٰہی کے متوالوں کے لئے نایاب نسخے ہیں انکا منظوم کلام میں ہر مصرع ہو پر ختم ہوتا ہے آپ کا نام با اور ہو ایک حسین امتزاج ہے باہو کا مطلب ہے حق تعالیٰ کے ساتھ سلطان محمد باہو کو سہروردی

قادری بھی کہتے ہیں باطنی سلسلہ حضورؐ سے براہ راست ملتا ہے جس کے باعث آپ کو سہروری قادری کہا جاتا ہے۔ اعوان قوم سے تعلق رکھتے تھے اُن کے آباؤ اجداد کا تعلق علاقہ سون سکیسر ضلع سرگودھا سے تھا۔ سلطان باہو کی ولادت شورکوٹ ضلع جھنگ کے قریب قلعہ قصر گان کے گاؤں میں ہوئی مغلیہ بادشاہت کی جانب سے اُن کو شورکوٹ ضلع جھنگ کا پرگنہ جو ملتان میں واقع ہے انہیں بطور جاگیر ملا۔ سلطان باہو کی والدہ کا نام بی بی راستی تھا ان کا نسب نامہ ہاشمی علوی تھے سلطان باہو نے حجرہ شاہ مقیم کے حضرت عبدالقادر اور صوفی پیر سید عبدالرحمٰن گیلانی القادری دہلوی سے فیض حاصل کیا سلطان باہو کی چار بیویاں تھیں جن میں سے ایک ہندو عورت تھی جس نے اسلام قبول کر لیا تھا سلطان باہو کا سلسلہ قادریہ ہے۔

وصال یکم جمادی الثانی ۱۱۰۲ ہجری کو ہوا ان کی عمر ۶۳ سال تھی تھانہ گڑھ مہاراجہ میں دفن ہوئے۔ سال میں دو دفعہ آپ کے مزار پر عرس مبارک منعقد ہوتا ہے پہلا عرس ۸ سے ۱۰ محرم کو دوسرا ہر سال جمادی الاول کی پہلی جمعرات کو ہوتا ہے جو تین دن تک جاری رہتا ہے ان کے دربار سے سُنی اور شیعہ دونوں مسلک کے لوگ حاضر ہو کر فیض و برکات سمیٹتے ہیں۔ (سلطان باہوص ۵، ۶ اخبار اوصاف ۲۹ جون ۲۰۰۶ء)

ملتان : ملتان کو گرد وگرما گدا و گورستان کی نگری کہا جاتا ہے ملتان کا قدیم نام ''کسیب پورہ'' بھی تھا۔ جس کے معنی کچھوے کے ہیں اس نام کی تصدیق یونانی مورخوں کی تحریروں سے بھی ہوتی ہے۔ ''بھیشو ایوران'' میں ملتان کا نام سُنب پورہ لکھا ہے۔ مہابھارت کے زمانے میں ملتان کا نام اوستانہ بھی تھا اوستانہ کے معنی ادیتہؔ کے شہر کے ہیں۔ تاریخ فرشتہ میں ملتان کا نام ''ہنس پورہ'' کے بھی ہیں۔ ملتان

کا ایک اور نام ''شاہ پور'' بھی رہا ہے۔ ملتان کا ایک معروف نام کسی زمانے میں'' مالستھان پورہ'' بھی رہا ہے۔

ملتان کی تاریخ میں عہد قرامطہ کو بڑی حیثیت حاصل رہی یہ عہد ۹۷۰ سے ۱۲۰۶ء تک جاری رہا۔ جیسے جیسے خلافت بغداد کی گرفت کمزور ہوتی گئی تو ایران اور دوسرے علاقوں میں شیعہ مذہب کا زور بڑھتا گیا اس زمانے میں اسماعیلی فرقے کے ایک مشہور عالم عبداللہ قرامطی نے عوام میں بڑی شہرت حاصل کی اور اُس نے عوام پر بہت بڑے اثرات چھوڑے اُس وقت ملتان میں لودھی پٹھان حکمرانی کر رہے تھے لودھی پٹھان فوراً ہی قرامطیوں کے پیروکار بن گئے اور یہ سلسلہ ایک عرصہ تک جاری رہا آخر کار شہاب الدین محمد غوری نے ملتان پر حملہ کر کے فرقہ اسماعیلی کے اقتدار کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا۔

ملتان میں نامی گرامی خاندان شیعہ عقائد رکھتے ہیں مثلاً سادات، گردیزی، مشہدی اور بخاری ہیں ان کے علاوہ مختلف مقامات پر سید بھی آباد ہیں اہل سادات کو شاہ صاحب اور قریشی صاحبان کو شیخ کہا جاتا ہے۔ مخدوم کے لقب کا اطلاق صحیح معنوں میں کسی بڑی درگاہ کے سجادہ نشین اور ان کے قریب ترین رشتہ داروں پر بھی ہوتا ہے یہ لقب لوگوں میں خاص قدر منزلت رکھتا ہے۔

محرم کے موقعہ پر تعزیہ داری میں سنی مسلمان بھی کثرت سے شریک ہوتے ہیں زیادہ تر لوگ سُنی مسلک کے پیرو ہیں اور امام ابوحنیفہ کے مقلد ہیں اہلِ حدیث کی تعداد کم ہے زیادہ تر یہ لوگ ملتان، جلال پور، پیرووالا موضع امیر گڑھ تحصیل کبیر والا میں ہیں یہ لوگ تعزیہ کے سخت خلاف ہیں حج بیت اللہ کے سوا دوسری زیارت پر جانا

اُن کے نزدیک بدعت ہے اور بزرگان سلف سے استفادہ روحانی حاصل کرنا ان کے عقائد کے موجب قطعاً حرام ہے ملتان میں اُن کی مساجد بھی علیحدہ ہیں۔

شاہ شمس تبریزی سبزواری: شاہ شمس سبزواری ملتان کے اہم ترین اور شہر کی پہچان بننے والے بزرگان میں سے ایک ہیں۔ حضرت شاہ شمس سبزواری کی پیدائش سبزوار (عراق) میں ۱۵ شعبان ۵۶۰ھ وفات ۶۴۵ھ ہے۔ اصل نام محمد تھا شجرہ نسب تاریخ گلزار حضرت شمس تبریز کے ص ۳۳۸ پر درج ہے۔ اکثر تاریخ کی کتابوں میں چار بزرگوں کے نام ملتے ہیں۔ حضرت شاہ شمس تبریزی، حضرت شاہ شمس سبزواری، حضرت شاہ شمس الدین، حضرت شاہ شمس الدین اوریزی، حضرت شاہ شمس عراقی۔ اصل میں حضرت شاہ شمس تبریزی اور حضرت شاہ شمس سبزواری دو الگ الگ بزرگ ہیں کیونکہ ان کے شجرے مختلف ہیں حضرت شاہ شمس سبزواری ملتان میں دفن ہیں اور ان کا شمار ملتان کے ان اولیاء میں ہوتا ہے جن کا نسب نامہ امام جعفر صادق سے ملتا ہے۔ محکمہ اوقاف نے جو بورڈ لگایا ہُوا ہے اس میں ان کا نام حضرت شاہ شمس تبریزی/سبزواری لکھا ہے۔

ملتان میں جس بزرگ شمس الدین تبریزی کی قبر ہے وہ شمس الدین سبزواری تھے ان کا شمس تبریزی سے کوئی تعلق نہیں شمس سبزواری سادات موسوی میں سے تھے ان کی اولاد نے شیعہ مذہب اختیار کیا۔ شاہ شمس سبزواری اسماعیلی گروہ کے ایک نامور مبلغ گزرے ہیں جو ایران سے اسماعیلی شیعہ مذہب کی اشاعت کے لئے پہلے کشمیر اور بعد میں پورے پنجاب کی سیاحت کرتے ہوئے ملتان وارد ہوئے ملتان میں رہ کر اسماعیلی مذہب کو پھیلایا۔ شاہ شمس سبزواری اسماعیلیوں کے مسلمہ عالم تھے

جنہیں تبلیغ کے لئے ملتان بھیجا گیا تھا شاہ شمس الدین تبریزی سبز واری نے ملتان کے اردگرد کے علاقوں میں کمہاروں اور سناروں میں طریقہ رائج کیا اور لوگوں کو مسلمان کر کے ''ہندو شمسی'' کا لقب دیا۔ ان دنوں شمسی آغا خان اسماعیلی کے معتقد ہیں اور ان کی قدر، نیاز کا رُخ سر آغا خان کی اولاد کی طرف ہے ملتان میں سونے کے کاروبار سے وابستہ لوگ آغا خانی ہیں جو شاہ شمس کے زمانے میں ان پر ایمان لائے تھے۔ یہی لوگ لاہور میں آ کر بسے تو اپنے آپ کو شمس سبز واری کی نسبت سے شمسی کہلانے لگے۔ اسماعیلی لٹریچر اور خود ان کی تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ عوام میں بہت مقبول تھے۔ شاہ شمس سبز واری اپنی گربھیوں (جس کو گنان شریف) بھی کہتے ہیں اسماعیلی فرقے کی معروف کتاب ''نور مبین'' کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ شاہ شمس کو آغا خانی پیر ہی کا درجہ دیتے ہیں۔ اس کتاب میں شاہ شمس تبریزی اور شاہ شمس سبز واری کو انہوں نے اپنے چمن کا پھول قرار دیا ہے تاریخ کی مختلف کتب کے مطالعہ کے بعد واضح ہوتا ہے کہ حضرت شاہ شمس تبریزی اور شاہ شمس سبز واری کے بارے میں لوگوں کے پاس بہت کم اور مستند معلومات ہیں آج حضرت شاہ شمس کا مزار اتحاد بین المسلمین کا مرکز ہے ہر مسلک کے لوگ یہاں حاضری کے لئے آتے ہیں۔ اس وقت شاہ شمس دربار کے گدی نشین بھی اپنے نام کے ساتھ شمسی لکھتے ہیں حالانکہ وہ مسلک کے اعتبار سے اثناء عشری ہیں۔ سنی درویش شاہ شمس کو شاہ شمس تبریزی مانتے ہیں یہ وہی ہیں جن کو گوشت بھوننے کے لئے آگ نہ دی تو ان کی بے بسی دیکھ کر سورج اتنا نیچے آ گیا کہ گوشت بھونا گیا۔ ملتان کی گرمی اور شدت تپش کو اُن کی بددُعا سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اس واقعہ کو اسماعیلی ماننے کے لئے بالکل

تیار نہیں تو ی گمان یہی بنتا ہے کہ آپ کا تعلق اسماعیلی داعیوں سے تھا جنہوں نے ملتان کی فکری طور پر زرخیز زمین اپنے افکار کی تخم ریزی کی۔ بہت سی کتب کے مطالعہ کے بعد واضح ہوتا ہے کہ حضرت شاہ شمس تبریزی کا مزار یہاں موجود نہیں ہے۔

گنان: گنان میں مختلف زبانوں کے بہت سے الفاظ کی آمیزش ملتی ہے مثلاً گجراتی، مارواڑی بھاشا اور سرائیکی گنان مختلف زبانوں کے کلچر کا مرکب ہے شاہ شمس کی کتاب گنان جس کا مطلب (ہندی کلام) پیر شمس گنان میں فرماتے ہیں اے بھائی تم گنان پر غور کر کے چلو ورنہ الگ تھلگ رہ جاؤ گے جنہوں نے کانوں سے گنان نہیں سُنا وہ گمراہ ہو گئے اے سبھاگا! پیر شمس پُر حکمت گنان فرماتے ہیں کہ سچا مومن ہی پار اُترے گا اے بھائی! پیر شمس کو ظاہر روشن دیا سمجھو جس کے نور سے ہر طرف روشنی پھیل گئی ہے اِس گنان میں پیر شمس سبھاگا نامی اپنے ایک شاگرد یا خدمتگار کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے سبھاگا اِس دنیا میں تو کیا لے کر آیا تھا اور یہاں سے اپنے ساتھ کیا لے کر جا رہا ہے۔ پیر شمس روحوں کو ہدایت فرماتے ہیں اور ضدی اور ہٹ دھرم روحوں کو سمجھاتے ہیں اے بھائی من ہی خُدا کا گھر ہے اور من میں ہی حقیقی گھٹ ہے من میں ہی گھٹ پاٹ کی تھاپنا کرو تو ست گرو سے ملاقات ہوگی۔ اے بھائی! ہمیشہ گھٹ پاٹ کی رسم ادا کرو اور حقیقی روزہ رکھو مُرشد کے نام پر جو آب شفا پیتا ہے وہی پار اُترتا ہے بہترین کشتی حضرت علی کی ہے جس میں بہت قرار ہے مولا علی کا دیدار حاصل ہو تو دِل کو ضرور خوشی حاصل ہوگی مُرشد کے بغیر بہشت حاصل نہیں ہوتی اس بات کو سچ سمجھنا اے سبھاگا! چاروں چوکوں (چوراہوں) سے ہوتے ہوئے مولا ملتان کے مرکزی چوک میں تشریف

لائیں گے۔اے بھائی! پہلے تین جگوں میں مذہب تھا، چوتھا کلجگ کٹھن یعنی مشکل ہے اے بھائی پیر شمس قلندر یوں فرماتے ہیں کہ یا مولا تیرے بھید کی انتہا کو کوئی نہیں جان سکتا۔اے سبھا گا! تو دسوند ادا کر کے مُرشد کامل کی فرمانبرداری میں رہ اور دنیا کی پرواہ نہ کر میرے روحوں کے بادشاہ نے قول وقرار کیا اور فرمایا کہ اے بندے! دسوند دینا مذہب تم کو نجات دے گا۔اے لوگوں! تم ست پنتھ کی اطاعت کرو تم آبِ شفا سے ہی پاک ہو گے جس نے ست پنتھ کی گربی سنی اُس کی اکہتر پشتیں نجات پا گئیں۔پیر شمس نے حرف حرف کر کے سمجھایا جس نے ست پنتھ کو اپنے دل میں جگہ دی وہ مرد اور عورت نجات پا گئے پیر شمس نے یہ نصیحت فرمائی ایسی گربی مکمل طور پر سچی ہے سچے پیر کا سچا کلام ہے اے بھائی تم دن رات ذکر کرتے رہنا اور جماعت خانے میں ملتے رہنا۔اسماعیلیوں کے اس گنان کو نوردین، حسین بخش، کمال الدین، زرینہ کمال، محمد بچل اور شیخ محمد اقبال نے ترجمہ کر کے اردو کے قالب میں ڈھالا۔یہ گنان اسماعیلی حضرات اپنے جماعت خانوں میں مذہبی کلام کے طور پر پڑھتے ہیں۔اسماعیلی حضرات شاہ شمس کو اپنا ہم مسلک قرار دیتے ہیں اس لئے انہوں نے ان کے کلام کو گنان کا نام دیا اسماعیلی حضرات نے گنان شریف کے نام پر چار کتب شائع کیں یہ گنان مجالس اور آبِ شفا کے نام وغیرہ کے موقع پر پڑھتے ہیں جبکہ کچھ گنان گریہ زاری کے ہیں یہ گنان جماعت خانوں میں پڑھنے کے لئے ہیں گنان کے متعلق اسماعیلیوں کے حاضر امام کا کہنا ہے کہ یہ "گنان ہماری شاندار روایات کے امین ہیں۔" گنان میں پنج تنوں اور حضرت پیر شاہ شمس اور پیر صدرالدین کا نام بار بار آتا ہے۔شاہ شمس بیک وقت صوفی، ولی، پیرِ کامل، روحانی بزرگ، شاعر، مبلغ

اور دانشور تھے۔ بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ شاہ شمس شاعری بھی کرتے تھے شاہ شمس کے کلام کو تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں پہلا حصہ تو گر بھیاں ہیں۔

مزار : حضرت شاہ شمس سبزواری کا مزار محکمہ اوقاف کی نگرانی میں ہے شاہ شمس سبزواری مزار کے احاطہ میں جو امام بارگاہ ہے اس میں اکثر جمعتہ المبارک کو مجلس عزا منعقد کی جاتی ہے اور ہر جمعرات انجمن تبلیغ ماتم شبیر کے زیر اہتمام ماتم امام حسین برپا ہوتا ہے تاہم محرم الحرام سے لے کر آٹھ ربیع الاول تک یہ امام بارگاہ عزاداری کا مرکز رہتا ہے۔ خاص کر ۲۷، ۲۸ صفر المظفر کے موقع پر یہاں عزاداران کا اتنا ہجوم ہوتا ہے کہ تل دھرنے کی جگہ نہیں ہوتی آگ کا ماتم دیکھنے کے لئے لوگ دور دراز سے آتے ہیں۔ دس محرم الحرام کو دربار حضرت شاہ شمس سبزواری کربلا کا منظر پیش کرتا ہے اس دن درجنوں جلوس یہاں آکر اختتام پذیر ہوتے ہیں، سروں میں خاک ڈالے اور ماتم کرتے ہوئے ہزاروں افراد دس محرم الحرام کو حضرت شاہ شمس مزار کے باہر امام بارگاہ والی جگہ پر امام عالی مقام کو نم آنکھوں سے پرسہ دیتے ہیں اس مزار پر عید الفطر، عید الاضحیٰ، آخری چہار شنبہ، شب برات کے بعد پہلے جمعہ کو بہت بڑا میلہ لگتا ہے۔ شاہ شمس کا مزار ۲۴ گھنٹے زائرین کے لئے کھلا رہتا ہے مزار کے احاطہ میں فقیروں کا ہجوم مستقل رہتا ہے آپ کا مزار منت ماننے کیلئے بہت مشہور ہے۔ حضرت شاہ شمس کے مزار پر بڑی چادر کو پکڑ کر بلند آواز میں آنسوؤں کا نذرانہ دے کر دعائیں مانگتے ہیں چراغوں میں تیل ڈالا جاتا ہے روزانہ درجنوں لوگ اپنی منت پوری ہونے پر یہاں نیاز تقسیم کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ آج بھی ہزاروں افراد اپنے دن کا آغاز یہاں دربار پر حاضری دے کر کرتے ہیں کہ حضرت شاہ شمس

آج بھی دُکھی لوگوں کی سنتے ہیں۔ حضرت شاہ شمس ملتان کی پہچان ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر سڑکوں اور رکشوں کے پیچھے لکھا ہوا ہوتا ہے ''پیر شمس دی دیوانی، شاہ شمس پیر دی دیوانی'' ملنگ حضرات شاہ شمس دربار کی رونق ہیں جو گاہے گاہے نعرہ حیدری لگا کر ماحول کو گرما دیتے ہیں اکثر فقیروں کی رہائش دربار حضرت شاہ شمس کے احاطہ میں ہے دربار کے اردگرد سجادہ نشینوں کی رہائش گاہیں ہیں تاریخ کی کتب کے مطابق آپ کے انتقال کے بعد سب سے پہلے سید قائم علی شاہ نے اپنے آپ کو حضرت شاہ شمس کا سجادہ نشین کہلوایا سید قائم علی شاہ کے ہاں کوئی بیٹا نہیں تھا البتہ ان کی بیٹی کی اولاد آج بھی ملتان میں موجود ہے اُس دور میں حضرت شاہ شمس کے خاندان سے سید جیون شاہ نے اپنے آپ کو مزار کا سجادہ نشین مقرر کر دیا ان کے انتقال کے بعد سید جیون شاہ کے بیٹے متولی ہوئے اور پھر یہ سلسلہ چل نکلا۔

سیّد: سید حضرت علیؓ کی اولاد ہیں بالخصوص امام حسن و امام حسین کی اولاد۔ لیکن علوی سید بھی موجود ہیں جنہیں حضرت علیؓ کی دیگر بیویوں کی اولاد بتایا جاتا ہے صوبہ سرحد میں اڑھائی لاکھ سید موجود ہیں خطہ کوہستان نمک میں ان کی تعداد سب سے زیادہ ہے اور زیریں سندھ میں کچھ کم ہیں کوہاٹ کے بنگش اور مشوانی پٹھان قبائل سید نسل کا دعویٰ کرتے ہیں۔ پنجاب کے مغرب میں سیدوں کی تعداد زیادہ ہے ملتان ضلع کے سید ایک ممتاز مقام کے حامل ہیں اصولی طور پر سید مزارعے نہیں زمیندار ہیں سید وراثت کے قانون شریعت پر کاربند ہیں اور اپنی بیٹیوں کی شادی سیدوں کے علاوہ کسی اور سے نہیں کرتے پنجاب کے سیّد بنیادی طور پر حسنی اور حسینی سلسلوں میں تقسیم ہیں بخاری سید حسینی شاخ کے لگتے ہیں مغربی میدانوں کے زیادہ تر سید بخاری اور

حسینی ہیں جیلانی سید مرکزی طور پر پنجاب کے وسط اور کوہستان نمک، شیرازی، جہلم اور شاہ پور، جعفری گجرات میں حسینی جہلم میں باقری راولپنڈی اور مشہدی خط کوہ نمک لدھیانہ کے سید بخاری یا سبزواری ہیں۔ سبزواری خود کو امام موسیٰ کاظم کی اولاد بتاتے ہیں عموماً اپنی ذات میں ہی شادی کرتے ہیں موزوں رشتہ نہ مل رہا ہو تو بخاری گروپ میں شادی کر دیتے ہیں۔ بیوہ کی دوبارہ شادی منع تو نہیں لیکن اِسے ناپسند کیا جاتا ہے۔

شاہ: اردو لغت میں (۱) امیر تاجر، بینکر وغیرہ۔

(۲) فقیروں کے مخصوص سلسلوں بالخصوص سیدوں کا اختیار کردہ لقب۔

(۳) شاہ، پنجاب میں یہ لفظ عموماً جاگیردار و بینکر کے لِئے استعمال ہوتا ہے غالباً اس کا تعلق ''ساہو'' سے ہے۔

صاحب زادہ: کسی ملاء کی اولاد جس نے علم یا تقدس کے بل بوتے پر شہرت حاصل کر لی ہو جندول کے صاحبزادے عربی نسل ہونے کے دعویدار ہیں۔

قریشی: حضرت محمد ﷺ کا تعلق قبیلہ قریش سے تھا اِس لفظ کا مطلب تاجر بتایا جاتا ہے۔ ملتان کے مشہور بزرگ بہاؤالحق کی نسل کے افراد اسی قسم کے ہیں جو ہاشمی قریشی کے طور پر جانے جاتے ہیں جھنگ کے قریشی آٹھ شاخوں یا خاندانوں میں منقسم ہیں ہاشمی، بودلہ، میراں، شہانا، شیخ، عباسی، اللہ بیلی اور حارثی۔ اللہ بیلی شاخ کا نام ایک فقیر کی نسبت سے ہے ملتان کے قریشی بہاؤالحق کے گھرانوں تک ہی محدود ہے متعدد قبائل مثلاً لنگڑیال بھی قریشی ہونے کے دعویٰ کرتے ہیں اور منٹگمری کے کھگہ اور چشتی بھی قریشی کہلاتے ہیں۔ (ذاتوں کا انسائیکلو پیڈیا صفحہ ۲۷۴، ۲۸۰، ۲۸۴)

کُتب فن تصوف: علمی لحاظ سے فن تصوف بڑا وسیع فن ہے اور جس قدر اس میں ضخیم اور مبسوط کتابیں لکھی گئی ہیں شاید ہی کسی اور فن میں لکھی گئی ہوں۔ مثنوی مولانا روم تصوف کی بڑی متبرک اور قابلِ تعظیم کتاب تسلیم کی گئی ہے فن تصوف کی سب سے زبردست اور جامع کتاب فتوحات مکیہ ہے جو شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی تصنیف ہے۔ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کی فارسی میں علم تصوف کی بہترین کتاب جو فارسی میں ہے۔ اس کے علاوہ احیاء العلوم مولفہ امام غزالی فصوص الحکم شیخ اکبر جواہر غیبی، انسان کامل وغیرہ تصوف کی مشہور معروف کتابیں ہیں۔

نام کُتب

(۱) شرح کشف المحجوب، مولانا سیال چشتی صابری، فیصل غزنی سٹریٹ لاہور۔

(۲) سوانح حیات، احمد رضا بریلوی، علامہ بدرالدین احمد رضوی،
فضل نور اکیڈمی چک سادہ شریف گجرات۔

(۳) سکینۃ الاولیا، شہزاد محمد داراشکن قادری، الفیصل غزنی سٹریٹ لاہور۔

(۴) اسلامی تصوف اور صوفیائے سرحد، ڈاکٹر عبدالرشید، تصوف فاؤنڈیشن اسلام آباد۔

(۵) ادارہ نقشبندیہ، احمد الدین توگیروی سیفی، نوریہ رضویہ پبلیکیشنز ۱۱۔ گنج بخش روڈ لاہور۔

(۶) خزینۃ الاصیفاء، مؤلف مفتی غلام سرور، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔

(۷) جاالحق، مُفتی احمد یار خان نعیمی، مکتبہ اسلامیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

(۸) اسلامی انسائیکلو پیڈیا، مرتبہ مولوی محبوب عالم، ناشر الفیصل تاجران اردو بازار لاہور۔

(۹) مسلمانوں کی خفیہ باطنی، مولانا مجیب اللہ ندوی غلام رسول پروگریسو بکس ۴۰۔ بی اردو بازار لاہور۔

(۱۰) تصوف کی حقیقت، پرویز، طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور۔

(۱۱) کشف المحجوب، ترجمہ مفتی معین الدین نعیمی، الحمد پبلی کیشنز رانا چیمبر لیک روڈ لاہور۔

(۱۲) مضامینِ تصوف، مؤلف: محمد ادریس، دوست ایسوسی ایٹس الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

(۱۳) مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، چوہدری غلام رسول ایم۔اے،
علمی کتاب خانہ کبیر سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

(۱۴) ۷۳ فرقے، موسیٰ خان جلالزئی، فکشن ہاؤس ۱۸۔مزنگ روڈ لاہور۔

(۱۵) اسلامی تہوار، پروفیسر رفیع اللہ شہاب، دوست ایسوسی ایٹس پرنٹرز۔پبلشرز لاہور۔

(۱۶) اہلِ حرم کے سومنات، زاہد حسین مرزا، مجلس صوت الاسلام میرپور۔

(۱۷) اڑھائی قلندر، حکیم لیاقت علی سہروردی دانش پبلی کیشنز اردو بازار لاہور۔

(۱۸) تعلیم غوثیہ، نفیس اکیڈمی کراچی۔ (۱۹) سیر الاولیاء

(۲۰) فتوح ہمدانی، مترجم الفتح البرانی۔

(۲۱) شریعت طریقت، اشرف علی تھانوی۔ (۲۲) بابا فرید

(۲۳) مطالعہ تصوف، ڈاکٹر غلام قادر لون، دوست ایسوسی ایٹس اردو بازار لاہور۔

(۲۴) تحقیقات چشتی، نور احمد چشتی، الفیصل غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

(۲۵) خزینہ کرم، نور احمد مقبول، مکتبہ حضرت کرمانوالہ، افضال روڈ سانده لاہور۔

(۲۶) جواہر مجددیہ (۲۷) مقامات تصوف، یونیورسل بک سٹور لاہور۔

(۲۸) غوث الاعظم، از مولوی مقبول احمد، ناشر دار الاشاعت مولوی مسافر خانہ کراچی۔

(۲۹) تذکرہ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی نور احمد خان فریدی، شائع کردہ علما اکیڈمی محکمہ اوقاف
پنجاب لاہور۔

(۳۰) حضرت شاہ یوسف گردیز تحقیق و تدوین شاکر حسین شاکر، کتاب نگر حسن آرکیڈ ملتان کینٹ۔

(۳۱) مرقع مولتان علی گیلانی ایم اے سیکرٹری ڈسٹرکٹ بورڈ ملتان جاذب پبلیشرز لاہور۔

(۳۲) شیخ الاسلام حضرت بہاؤالدین زکریا سہروردی زیرنگرانی محمد جاوید اقبال محکمہ اوقاف۔

باب نمبر9

تہتر فرقے

عنوانات

1- تہتر فرقے
2- سُنی الاعتقاد
3- مسئلہ امامت اور اسکا مفہوم
4- خوارج یا خارجی
5- نواصب، مارقہ، بصرہ، کوفہ
6- خوارج کا عقیدہ، نماز
7- محکمہ اولی فرقہ
8- فرقہ ازارقہ
9- فرقہ نجدات
10- فرقہ عماردہ
11- شیعہ کی ابتدائی تاریخ
12- تناسخ
13- اہل تشیع کا آغاز
14- شیعہ زیدیہ
15- شرائط خلقی، اکتسابی، نماز
16- اثنا عشری
17- امام مہدی
18- جہنم اور حوض کوثر
19- انبیائے کرام کی تعداد
20- خاکِ کربلا
21- سرخ ٹوپی کا پہننا
22- شیعہ امامیہ، زیارت گاہ
23- بیان صفات ثبوتیہ، صفات سلبیہ
24- شیعہ اسماعیلیہ
25- اسماعیلیہ شرقیہ
26- اسماعیلیہ غربیہ
27- شمسی
28- علوی
29- فرقہ کیسانیہ
30- خوجے
31- شیعہ فرقہ علی اللہی
32- اہل تشیع
33- شیعہ کے محدث
34- شیعہ کی قسمیں

تہتر فرقے: حضرت محمد ﷺ نے پیشین گوئی کی تھی کہ میرے بعد میری قوم بہتیرے فرقوں میں بٹ جائے گی۔ حدیث میں عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضور پاک نے کہا "میری اُمت کے لوگوں کا وہی حال ہوگا جو بنی اسرائیل کا ہوا تھا بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں بٹ گئی تھی اور میری اُمت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ایک کے سوا باقی سب جہنم میں جائیں گے صحابہ نے پوچھا کہ یا رسُول اللہ وہ ایک فرقہ جو بچ جائے گا کونسا ہوگا آپ نے فرمایا وہ جو میرے طریق کے پیرو اور میرے دوست ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح جلد اوّل باب ۶ ص ۲)

اب اگر دیکھا جائے تو اِن فرقوں کی مجموعی تعداد ۷۳ سے کہیں زیادہ ہے۔ ہر ایک فرقہ اپنے کو ناجی اور دوسرے فرقے کو ناری کہے گا مطلب ایک فرقہ جنتی ہے اور بہتر (۷۲) فرقے دوزخی ہونگے۔ علامہ عبدالکریم شہرستانی مصنف کتاب الملل والنحل میں تہتر فرقوں کی تفصیل درج کی ہے دوسری کتاب غنتیہ الطالبین میں ہے۔

۷۳ فرقے: (۱) اہلِ سُنت ۱ (۲) خوارج ۱۵ (۳) شیعہ ۳۲ (۴) معتزلہ ۶ (۵) مرجیہ ۱۲ (۶) مشبہ ۳ (۷) جہمیہ ضراریہ، نجاریہ اور کلابیہ کا ایک ایک فرقہ ۴ کل فرقے = ۷۳

سُنّی الاعتقاد: سُنّی اس راسخ الاعتقاد فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں کہ سُنّی وہ ہے جو سُنت رسُول یعنی طریق حضرت محمد ﷺ کا پیرو ہے اور چاروں خلفاء کو حضورؐ کے جائز جانشین مانتا ہے احادیث کی چھ کُتب جو صحاح ستہ کہلاتی ہیں کو قبول کرتا ہے اور چار مذاہب حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی میں کسی ایک کا وہ مقلد ہو اور چاروں اماموں کے اجماع کی تقلید کو ضروری سمجھتا ہے۔ سب سے بڑا طبقہ ان لوگوں کا ہے جنہیں اہلِ

سنت و جماعت یا سُنی مسلمان کہتے ہیں سوائے ایران کے باقی تقریباً تمام اسلامی ممالک میں زیادہ تر سُنی ہیں اور اکثریت حنفی مذہب کے پیروکار ہیں۔

مسئلہ امامت اور اس کا مفہوم: شیعہ سنی اختلاف کا دائرہ بہت وسیع ہے بنیادی طور پر تین مسائل اختلافات کا سبب ہیں۔

۱-عقیدہ امامت ۲- صحابہ کرام ۳-قرآنِ کریم۔ اسلامی فرقوں کی تکوین (مطلب پیدا کرنا) میں مسئلہ امامت کو تاریخی اہمیت حاصل ہے۔ابتدا میں شیعہ امامت کے مسئلہ پر کسی حد تک متفق ومتحد تھے۔حضورؐ کی وفات کے بعد جانشین کے انتخاب کے بارے میں مسلمانوں میں اختلافات پیدا ہوگئے تھے۔ ہر ایک جماعت یہ خیال کرتی تھی کہ حضورؐ کی خلافت کے سب سے زیادہ وہ مستحق ہیں اور اس جماعت کے عقیدہ کو ان عقائد کی بنیاد اور نقطہ آغاز تصور کرنا چاہئے۔ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ خلافت اور امامت صرف حضرت فاطمہؓ کی اولاد کا حق ہے۔ دوسرا گروہ اس خیال کا تھا کہ حضورؐ کے بعد خلفائے ثلثہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی خلافت جائز ہے۔

(۲) اہلِ تشیع خیال کرتے ہیں کہ امامت صرف حضورؐ کے خاندان کا حق ہے اس لئے شیعہ آئمہ اہلِ بیعت کو مامور خیال کرتے ہیں۔عقیدہ اہلِ تشیع کا یہ ہے کہ رسول اللہ کے بعد خلافت کے حقدار صرف حضرت علیؓ تھے۔

اوائل اسلام میں اسلام کے چار بڑے گروہ تھے۔

(۱) ایک اہلِ سُنت و جماعت جن میں مرجیہ بھی شامل ہیں۔

(۲) دوسرے شیعہ جو بے شمار فرقوں میں منقسم ہیں۔

(۳) تیسرے خوارج۔ (۴) چوتھے معتزلہ۔

ان چار گروہوں کے علاوہ ایک اور جماعت ہے جو کچھ عرصہ بعد پیدا ہوئی وہ صوفیہ یا متصوفیہ کے لقب سے ملقب ہوئی ایک ہی شخص صوفیہ اور اہلِ سُنت و جماعت یا شیعہ دونوں میں شمار ہوتا ہے لیکن صوفیہ میں سے بعض اپنے آپ کو گروہ بندی سے الگ خیال کرتے ہیں۔ فرقہ بندی کا آغاز عربوں کے درمیان سیاسی اسباب کی وجہ سے ہوا۔ آپ دیکھئے اذان واقامت اور تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام پھیرنے تک کون سا رکن ہے جس میں اختلاف نہیں۔ نماز کی حدیثوں میں اختلاف ہے آج شیعہ، حنفی مالکی، شافعی، حنبلی کی نمازوں کو دیکھئے کس قدر باہم مختلف ہیں اس لیئے رسول اللہ نے ایک فرقے کے سوا باقی فرقوں کو دوزخی قرار دیا۔

مسلم علماء نے معصوم ذہنوں کو یہ کہہ کر زنگ آلود کر دیا ہے کہ دین کے معاملے میں کوئی بات کرنا گناہ ہے اس دُنیا کی تعلیم شیطانی تعلیم ہے اس سے دُور رہنا ہے۔ مسلمانوں کے پیشواؤں نے عبادات میں طرح طرح کے اضافے کر کے یا ان میں مطلب کی تبدیلیاں کر کے فرقوں کو جنم دیا ہے۔

(۱) آج اہلِ تشیع کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں اور بخشش ہماری ہی ہے۔ کیونکہ ہمارے امام معصوم ہیں اسی لفظ معصوم سے شیعہ سُنی کا جھگڑا ہے سُنی کہتے ہیں امام معصوم نہیں ہوتے صرف نبی رسول معصوم ہوتے ہیں لیکن شیعہ کہتے ہیں نہیں ہمارے امام معصوم ہیں۔

(۲) اہلِ سنت کے دونوں فریق (دیوبندی اور بریلوی) کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں بخشش ہوگی تو ہماری ہی ہوگی۔

(۳) اہلِ قرآن کہتے ہیں کہ بخشش صرف ہماری ہے کیونکہ ہم اپنا راہنما و رہبر صرف

قرآن کو سمجھتے ہیں۔

(۴) اہلِ طریقت کہتے ہیں کہ بخشش صرف ہماری ہے کیونکہ ہم نے مراقبوں اور چلّوں سے اللہ کی معرفت حاصل کر رکھی ہے۔

(۵) اہلِ تصوف (قادری، چشتی، سہروردی، نقشبندی) کہتے ہیں کہ بخشش ہماری ہوگی کہ ہمارے پیر کامل اور قرابت دار خُداوند ہیں۔

(۶) اہلِ فقہ (حنفی، حنبلی، مالکی، شافعی) کہتے ہیں کہ بخشش ہماری ہوگی کیونکہ ہم اپنے ائمہ مجتہدین کی تقلید کرتے ہیں۔

(۷) اہلِ حقیقت کہتے ہیں کہ بخشش ہماری ہوگی کیونکہ ہم توحید پر کاربند ہیں ہمارا کسی فرقے سے کوئی تعلق نہیں ہم فرقہ بندی کو شرک سمجھتے ہیں۔ بعض روایات مثلاً مزارات پر جانا، قبر سے مدد مانگنا، کرامات اولیاء، گیارہویں شریف، آخری چہار شنبہ، عید میلاد النبی، نعت خوانی، مزارات پر قوالی اور عُرس قرآن خوانی وغیرہ کو خلاف اسلام سمجھتے ہیں۔ ان معروضی حالات میں یہ فیصلہ کرنا کون صحیح ہے اور کون غلط ہے بہت مشکل ہے اسی وجہ سے مسلمانوں میں فرقہ بندی ہے۔ سُنی اور شیعہ یہ دو ایسے فرقے مسلمانوں میں ہیں جنہیں اس سلسلے میں واقعی اہمیت حاصل ہے ان دونوں فرقوں کے اختلافات یقیناً ایسے ہیں۔ جیسے مسئلہ امامت، مسئلہ اجتہاد، شرعی دلائل، مذہبی اصول وفروغ عبادت اور معاملات وغیرہ۔ جن کی بنیاد پر کسی اُمت کا ایک فرقہ دوسرے فرقہ سے جُدا ہوسکتا ہے۔ اہل سنت و جماعت کی تعداد کی کثرت کا مقابلہ اگر شیعہ فرقہ کے مسلمانوں کی تعداد سے کیا جائے تو شیعہ بہت کم ہے شیعہ طبقہ کے مسلمانوں کی تعداد کا صحیح اعداد و شمار نہیں ہوسکتا صرف چند ایک ممالک میں اکثریت ہے

مثلاً ایران، عراق اور چند دوسرے ملکوں میں مثلاً ہندو پاک میں لیکن شیعہ کے فرقوں کے حساب سے کسی ایک فرقہ کی تعداد نہیں بتائی جا سکتی کیونکہ آگے شیعہ میں بہت سے فرقے ہیں۔

خوارج یا خارجی: حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جب حضرت علیؓ اور امیر معاویہ کے درمیان سیاسی اختلافات پیدا ہو گئے تو اُس دوران خوارج کے نام سے ایک فرقہ وجود میں آیا جو حضرت علیؓ اور امیر معاویہ دونوں کے مخالف تھا۔ خارجی معاویہ اور حضرت علیؓ دونوں کو قتل کرنا چاہتے تھے خارجیوں نے حضرت علیؓ اور امیر معاویہ دونوں کے درمیان اختلافات پیدا کئے اگر چہ خارجیوں کا منصوبہ تھا کہ پہلے امیر معاویہ کو قتل کیا جائے پھر حضرت علی کو لیکن قدرت کو یہ منظور تھا کہ پہلے حضرت علیؓ شہید ہو گئے۔ بحر المذہب میں لکھا ہے کہ خوارج کو محکمہ بھی کہتے ہیں اس وجہ سے کہ انہوں نے دونوں حکم یعنی ابو موسیٰ اشعری و عمرو بن العاص کا انکار کیا تھا اور مشہور یہ ہے کہ محکمہ ایک قسم ہے خوارج کی زائد اُن سات فرقوں پر اور محکمہ اُن کو اس لیئے کہتے ہیں کہ انہوں نے جناب امیر معاویہ سے یہ بات کہی کہ حکم (ثالث) اس کو مقرر کرنا چاہیے جو حکم کتابِ اللہ میں ہو۔

نواصب: خوارج کو نواصب بھی کہتے ہیں مگر فتاویٰ عزیزی میں مذکور ہے کہ نواصب فرقہ جُدا ہے اور خوارج جُدا نواصب مغرب اور شام میں بہت تھے نواصب صرف حضرت علیؓ اور اُن کی اولاد سے بغض و عداوت رکھتے ہیں۔

مارقہ: خوارج کو مارقہ بھی کہتے ہیں خوارج کی دو قسمیں ہیں:

(۱) خوارِجِ کوفہ (۲) خوارِجِ بصرہ۔

خوارج بصرہ کی تعداد خوارِجِ کوفہ سے زیادہ ہے۔

خوارجِ بصرہ کہتے ہیں کہ امام قریش میں سے ہو چاہے کسی اور خاندان اور قبیلے کا ہو۔
خوارج کوفہ کہتے ہیں کہ ہاشمی ہو خصوصاً حضرت علیؓ کی اولاد اور اہلِ بیت میں سے
خارجی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کی امامت کو عموماً مانتے ہیں اور ان
کی سیرت اور ان کے زمانہ خلافت کو سب سے اچھا جانتے ہیں خوارج کا فرقہ ان
چار حالتوں میں اہلِ قبلہ کا خون مباح وحلال جانتا ہے۔

(۱) جب گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے۔

(۲) کوئی بدعت اُس سے حادث ہو۔

(۳) سلطان سے بغاوت کرے۔

(۴) فرائض کو ترک کرے۔

خوارج کی تعداد بہت کم ہے مسقط، اومان جیسے ساحلی علاقوں یا افریقہ کے
بعض دُور دراز خطوں میں رہتے ہیں خوارج یا خارجی مسلمانوں کے بھی بہت سے
فرقے ہیں۔

خوارج کا عقیدہ: خوراج قیاس کے منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ عقل کے لئے ایک
نظیر کو دوسری نظیر پر عمل کر سکنے کی سبیل حاصل نہیں نہ احکام شرعیہ میں اور نہ غیر
احکام شرعیہ میں۔

زکوۃ: خوارج فرضیت زکوۃ کے منکر ہیں۔

نماز: نماز کو سوائے اپنے امام کے دوسرے کے پیچھے روا نہیں رکھتے اور اُن کے
نزدیک نماز کا وقت سے تاخیر کر کے پڑھنا اور روزہ رمضان کا ماہِ رمضان کا چاند
دیکھنے سے قبل رکھنا جائز ہے اور نکاح کرنا ولی کی موجودگی کے بغیر صحیح ہے۔ موزے

پہن کر نماز پڑھنا جائز سمجھتے ہیں ان کے نزدیک موزے پر مسح کرنا درست ہے ان کے ہاں امام کا قریشی اور معصوم ہونا لازمی نہیں عادل ہونا کافی ہے عادل سے مُراد متقی و پرہیز گار اور با مروت ہو گُناہ کبیرہ کا مرتکب نہ ہو۔

محکمہ اولی فرقہ: اس فرقہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا عقیدہ تھا کہ خُدائی صرف اللہ سے محدود نہیں ہے بلکہ حضرت کو خدا بھی کہا اور بعد میں اِس کا انکار بھی کیا۔

فرقہ ازارقہ: اس فرقہ کے لوگ نافع بن ازراق کے پیروکاروں میں سے تھے جو کہ بصرہ سے اہواز ہجرت کر کے آئے تھے۔ ازارقہ فرقے کے لوگ حضرت علیؓ اور لوگ جو جنگ سے کنارہ کش ہوئے تھے کو اچھا نہیں گردانتے تھے علاوہ ازیں بچوں بوڑھوں اور عورتوں کے قتل کو جائز سمجھتے تھے۔

فرقہ نجدات: اس فرقہ کا بانی نجدہ بن عامر تھا جنہوں نے اپنے آپ کو امیر المومنین کا خطاب دیا تھا نجدات فرقے کے لوگ زمیوں کے قتل کو جائز سمجھتے تھے۔

فرقہ عماردہ: اِس فرقے سے تعلق رکھنے والوں کا خیال تھا کہ سورۂ یوسف قرآن مجید کا حصہ نہیں ہے کیونکہ اس میں عشق کی کہانی ہے۔

شیعہ کی ابتدائی تاریخ میں بہت سے شیعہ فرقے رُونما ہوئے مثلاً سبائیہ، اسحقیہ، میمیہ، علی الہیہ، ہاشمیہ، عباسیہ، مسلمیہ، بیانیہ، زیدیہ، منصوریہ، خطابیہ، غزابیہ، جعفریہ، سبعیہ، قرامطہ، نصیریہ اور امامیہ۔

یہ سب فرقے شیعہ ہی کے نام سے مشہور ہیں ان تمام شیعہ فرقوں کے بارے میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ ان کے عقائد و نظریات دوسرے تمام مسلمانوں فرقوں سے بالکل مختلف ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ خلافت یا امامت کے حقدار صرف

حضرت علیؓ ہیں اور ان کے بعد یہ حق ان کی اولاد میں منتقل ہوتا رہا شیعہ فرقے حضرت علیؓ کی اولاد میں سے کسی نہ کسی کو امام مانتے ہیں اور پھر ان کی وفات پر اختلاف ہو جاتا ہے تو پھر ایک نیا شیعہ فرقہ جنم لے لیتا تھا۔ بیشتر شیعہ حضرت علیؓ کو امام اور خُدا کا اُوتار مانتے ہیں یعنی حلول اور تناسخ ارواح کے قائل ہیں اِس بات میں شیعہ کا اتفاق ہے کہ حضورؐ نے حضرت علیؓ کو اپنا جانشین مقرر کیا اور وہ دینی امامت کے مستحق ہیں اور جو (خلفائے ثلثہ، بنوامیہ اور بنوعباس) وہ سب غاصب تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ حضرت علیؓ کے مخالفین سے مراد ہے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، انہوں نے قرآن میں تحریف کی اور ان آیتوں کو حذف کر دیا جو حضرت علیؓ کی امامت سے متعلق تھیں۔ موجودہ شیعہ بہت سی باتوں کو مثلاً حلول ائمہ کی الوہیت تناسخ ارواح وغیرہ کو نہیں مانتے۔

تناسخ: اردو لغت میں (ت، ن، سخ) ایک صورت سے دوسری صورت اختیار کرنا روح کا ایک قالب سے دوسرے قالب میں جانا۔ ۲- آواگون۔

لفظ تناسخ: تناسخ کے یہ معنی ہیں کہ روح کا اِس جسد کے تعلق سے پہلے کسی اور جسد کے ساتھ جو اِس جسد کے مخالف اور مغایر ہے تعلق ہو۔ بعض لوگ نقل ارواح کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ روح کو کمال کے بعد اس قسم کی قدرت حاصل ہو جاتی ہے کہ اپنے بدن کو چھوڑ کر دوسرے بدن میں داخل ہو سکتی ہے مثلاً ایک بزرگ کو یہ کمال اور قدرت تھی کہ اس کے پڑوس میں ایک جوان مر گیا۔ اس بزرگ نے اپنے بدن کو جو بڑھاپے تک پہنچ چکا تھا چھوڑ دیا اور اس جوان کے بدن میں داخل ہو گیا حتیٰ کہ بدن اول مردہ ہو گیا اور دوسرا بدن زندہ اِس بات سے تناسخ لازم آتا ہے کیونکہ

بدن ثانی کا تعلق اس بدن کی حیات کے لئے ہے وہ لوگ جو نقل روح کے قائل ہیں روح کو کامل خیال کرتے ہیں اور کمال روح کے بعد نقل کو ثابت کرتے ہیں۔ تناسخ کو سنسکرت میں آواگون کہتے ہیں تناسخ آواگون کی ایک قسم ہے جس کو اسلام میں سب نے غلط مانا ہے۔ تناسخ روح کے ایک جسم سے دوسرے جسم میں جانے کو کہتے ہیں۔ تناسخ کے ماننے والے اس کے یہ معنی بتاتے ہیں گناہوں اور نیکیوں کے باعث بار بار جنم لینا اور مرنا۔ انسان کے مرنے کے بعد روح کا کیا حشر ہوگا اس کی تین صورتیں ہیں۔

۱۔ جسم کے ساتھ روح بھی ہمیشہ کیلئے فنا ہو جائے گی۔

۲۔ اپنے اپنے اعمال کے مطابق جزا وسزا دی جائے گی۔

۳۔ اپنے اپنے اعمال کے مطابق روح کو مختلف روپ بدلنا پڑیں گے۔

پہلا خیال ماوئین کا، دوسرا یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کا، تیسرا ہندوؤں اور بعض دیگر اقوام کا ہے۔

عقیدہ تناسخ اصول ارتقاء کے خلاف ہے حلول و تناسخ و آسمانی حق موروثی حکومت وغیرہ کے عقیدوں کو ایران میں جیسی مقبولیت ہوئی ویسی مغرب، مصر اور عرب میں نہ ہوسکی۔ یہی وجہ ہے کہ شیعہ فرقوں کے اکثر بانی ایرانی ہوئے اسماعیلیوں میں چند داعیوں کے سوا اکثر بڑے بڑے داعی ایرانی تھے۔

اہلِ تشیع کا آغاز: جب حضرت عثمانؓ جذبہ انتقام کا شکار ہوئے تو پھر ملت اسلامی کے تین ٹکڑے ہو گئے۔

(۱) ایک جماعت حضرت علیؓ کی تقلید وحمایت پر قائم رہی اور یہی جماعت بعد میں

شیعہ کے نام سے موسوم ہوئی۔

(۲) دوسری جماعت میں ایسے لوگ شامل ہو گئے جنہوں نے امیر المومنین کی مخالفت اور موافقت دونوں چیزوں سے گریز کیا۔

(۳) تیسرا فرقہ حضرت علیؓ کی خلافت کا مخالف تھا تو مسلمانوں کی غالب اکثریت اسی جماعت میں شامل ہوگئی یہی گروہ بعد میں اہلِ سنت و جماعت کی بنیاد بن گیا۔

شیعہ فرقوں کا شماران کے عقائد واختلاف ایک نہایت مشکل اور پیچیدہ معمہ ہے ان عقائد میں سے بعض ج اعتدال، بعض میں غلو کا میلان رکھتے تھے۔

غلو کا مطلب کسی انسان کا کسی انسان کے مطلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ ایسی کرامات یا معجزات یا خارق عادت غیر معمولی امور پر قادر ہے جنہیں عام لوگ نہیں کر سکتے۔ دوسرا یہ اعتقاد رکھنا کہ کوئی انسان (زندہ یا مردہ) دوسروں کی زندگی کے متعلق دنیا اور آخرت میں اچھے اور برے تصرف کی طاقت رکھتا ہے غلو بڑے مذاہب میں سے ایک ہے۔

(۱) نظریاتی غلو روایات واحادیث کی کتابوں میں موجود ہے۔

(۲) عملی غلو اولیاء اور مشائخ کے مقبروں پر نذر ونیاز اور براہ راست امداد طلب کرنے کا سبب بنا۔ غلو کے اہم ترین موضوع، عظمت وعلم لدنی، الہام، معجزات، غیب کی خبریں کرامات ومعجزات، قبروں کو بوسہ دینا اوران سے حاجات طلب کرنا۔

شیعہ زیدیہ: یہ فرقہ زید بن علی کی طرف منسوب ہے جو ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں علمِ مخالفت بلند کرنے کی وجہ سے شہید کردیئے گئے اس فرقہ کے سب سے بڑے داعی اور مصنف حسن بن علی الحسن بن زید بن عمر ہوئے ہیں۔

زیدیہ : زیدیہ حضرت علیؓ کے بعد امام حسنؓ، امام حسینؓ پھر اُن کے بعد علی زین العابدینؒ کو پھر اُن کے بیٹے زید کو امام مانتے ہیں۔ زیدیہ فرقے کے نزدیک امام کا فاطمی ہونا شرط ہے خلفائے راشدین کے بارے میں ان کا عقیدہ و عمل متوازن و معتدل ہے یہ ان کی خلافت کو برحق مانتے ہیں کیونکہ زیدیہ کے نزدیک افضل کی موجودگی میں دوسروں کی امامت جائز ہے۔ فرقہ زیدیہ کی ایک مشہور معتبر کتاب السیر کے اندر لکھا ہے کہ زیدیہ کے نزدیک امامت کا طریق شرع ہے۔ زیدیہ کہتے ہیں کہ جس شخص میں علم زہد شجاعت اور اولادِ فاطمیہ زہرا سے ہو حسنی ہو حسینی ہو اور لوگوں کو اپنی امامت کی طرف بلائے کتاب الازہار میں مذکور ہے کہ کوئی آدمی نہ دعوت سے امام بن سکتا ہے نہ امام مقرر کیے جانے سے جب تک اُس میں امامت کی شرطیں موجود نہ ہوں۔ زیدیہ کی رائے یہ بھی ہے کہ امام کا مقرر کرنا اللہ پر واجب ہے اور اکثر زیدیہ کے نزدیک دلیل سمعی ہے اور اُن کے نزدیک امام کا معصوم ہونا واجب نہیں اس طرح زیدیہ امامت کے بارے میں اہلِ سُنت و جماعت کے قریب ہیں کچھ زیدیہ اُن کے بیٹے یحیٰی کو امام مانتے ہیں۔ اہلِ سُنت اور معتزلہ اور زیدیہ اور خوارج کے نزدیک امام کا معصوم ہونا واجب نہیں۔ اسماعیلیہ اور اثنا عشریہ کے نزدیک امام کا معصوم ہونا واجب ہے زیدیہ فرقہ امامت کو صرف حضرت علیؓ کی اولاد کو حقدار تصور کرتے ہیں۔ نیز یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہنا چاہئے کہ بعد آئمہ زیدیہ کا سلسلہ منقطع نہیں ہو گیا وہ آج بھی موجود ہے اور یمن میں اس فرقے کا امام وجاہت دینی اور حکومت دونوں سے متمتع ہے زیدیہ زیادہ تر یمن میں ہیں۔ جہاں اُن کی تعداد ۳۰ لاکھ سے زائد ہے۔ زیدیہ امامیہ کے نام سے بھی موسوم ہیں، ان میں امامت کی

تعریف اور شخص کے بارے میں باہمی اختلاف پایا جاتا ہے اور امامیہ اہل تشیع کے تین فقہی مدرسہ ہائے فکر مشہور ہیں۔

امامت کی شرائط خلقی: (۱) مکلف (یعنی بالغ ہو) (۲) مرد ہو (۳) آزاد ہو

(۴) علوی فاطمی ہو اگرچہ آزاد کیا ہوا ہو۔ (۵) حواس اور اعضاء درست ہوں۔

شرائط اکتسابی: (۱) علوم دینی کا مجتہد ہو (۲) صاحب عدالت ہو (۳) سخی ہو

(۴) مدبر ہو (۵) جری اور بہادر ہو۔

نماز کی شرائط: (۱) زیدیہ فرقہ کے لوگ اذان میں حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل کا اضافہ کرتے ہیں۔

(۲) نماز جماعت کے ساتھ نہیں پڑھتے۔

(۳) ظہر اور عصر ملا کر پڑھتے ہیں۔

(۴) مغرب کی نماز اہلِ سُنت سے کچھ دیر میں پڑھتے ہیں۔

زیدیہ فرقے کی مشہور کُتب: (۱) المجموع: یہ کتاب احادیث اور فتاوئ پر مشتمل ہے جو امام زید بن علی سے روایت کیے گئے ہیں۔

(۲) الروض النضیر شرح مجموع الفقہ الکبیر مصنفہ شرف الدین حسن بن علی احمد۔

اثنا عشری: اثنا عشری شیعوں کا سب سے بڑا فرقہ ہے۔

اثنا: اثنا عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے دو اور عشری کا مطلب ہے دس۔

(۱) حضرت علیؓ (۲) امام حسنؓ، امام حسینؓ باقی جو ان کی اولادیں ہیں ان ۱۲ اماموں کے ماننے والوں کو اثنا عشری کہتے ہیں اثنا عشری کے پہلے امام حضرت علیؓ علیہ السلام ہیں۔

اثنا عشریہ کے اصول دین: اثنا عشری کے پانچ اصولِ دین ہیں

(۱) توحید (۲) عدل (۳) نبوت (۴) امامت (۵) معاد (قیامت) بیان توحید معرفت اللہ تعالیٰ کی واجب ہے۔

سُنی فرقہ کے اصولِ دین: سُنی فرقہ کے اصولِ دین اثنا عشری سے متفرق ہیں۔

سُنی فرقہ کے اصولِ دین توحید کے علاوہ (۱) نماز (۲) روزہ (۳) زکوۃ (۴) حج (۵) جہاد ہیں۔

اذان میں اضافہ: ۹۶۵ ء میں ابراہیم عادل شاہ کے انتقال کے بعد اُن کا بیٹا علی عادل شاہ نے مذہب اثنا عشری کو اُجاگر کیا اور غالی شیعوں کا طریقہ اختیار کیا اور خطبے میں ائمہ اثنا عشری کا نام داخل کرادیا۔

کلمہ اثنا عشری: فرقہ اثنا عشری کے کلمہ میں علی ولی اللہ کے کلمات کا اذان میں اضافہ ہے یہ اضافہ ابراہیم عادل شاہ کے بیٹے علی عادل شاہ نے فرقہ اثنا عشری کے کلمہ میں اضافہ کیا تھا۔

۱۔ اثنا عشری قرآن میں کمی بیشی کے قائل نہیں اور یہ جو مشہور ہے کہ شیعہ اثنا عشری کہتے ہیں کہ صحابہ نے دس پارے قرآن میں سے کم کردیئے ہیں اور بعض سورۃ حسین، سورۃ فاطمہ اور سورۃ علی پڑھا کرتے ہیں اثنا عشری یہ عقیدہ نہیں رکھتے محققین شیعہ میں سے کوئی بھی اِس کا قائل نہیں۔

۲۔ **اثنا عشری:** کے ہاں جو احادیث کے مجموعے ہیں اور وہ مجموعے جن کی اسناد میں صرف حضرت علیؓ اور ان کے خاندان اور اماموں کے نام آتے ہیں مانتے ہیں اثنا عشری عقیدے کی احادیث کی کتابوں کو اخبار کہتے ہیں۔

۳۔ **مجتہد:** اثنا عشری فرقہ کا عقیدہ ہے کہ مجتہد اب تک دُنیا میں پائے جاتے ہیں

اور اُن کے علماء دعویٰ کرتے ہیں۔

۴۔ متعہ: اثنا عشری فرقے میں ایسا نکاح ہے جو کچھ رقم ادا کرنے پر عارضی اور کچھ عرصہ کے لیٔے کیا جاتا ہے اور مقررہ معیاد کے گزر جانے کے بعد یہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ متعہ کا مطلب فائدہ اُٹھانا اصطلاح میں نکاح کی ایک قسم ہے جس میں عورت سے اس طرح کہا جاتا ہے کہ مَیں تجھ سے اس طرح پر اتنی مدت پر اتنے مال پر متعہ کرتا ہوں تحفۃ العوام میں شیعہ لکھتے ہیں جو شخص عمر میں ایک دفعہ متعہ کرے وہ اہل بہشت ہے نکاح متعہ کی شراط چھ ہیں اول ایجاب، دوم قبول، سوم ذکر مدت جس میں کمی بیشی کا احتمال نہ ہو، چہارم ذکر مہر اگر مہر کا ذکر نہ کریں تو متعہ باطل ہے، پنجم عورت کا مسلمان یا اہل کتاب ہونا، ششم اگر کتابیہ سے متعہ کرے تو اِسے شراب پینے اور سؤر وغیرہ کھانے سے منع کرے متعہ میں طلاق کی حاجت نہیں بلکہ مدت ختم ہو جانا ہی علیحدگی سمجھی جاتی ہے۔ (نوٹ: سُنّی علماء اِس کی سختی سے مخالفت کرتے ہیں اور اِس قسم کے نکاح کو بُرا ٹھہراتے ہیں اور زنا کاری کے برابر جانتے ہیں)۔

۵۔ لفظ تقیہ: لفظ تقیہ کا اصل مفہوم صرف اس قدر ہے کہ اپنے نفس کی حفاظت کے لِئے اپنے عقائد کے علانیہ اظہار سے باز رہنا لفظ تقیہ کو شیعہ فرقوں نے اپنے مفاد کے لِئے استعمال کیا ہے کہ امام یا اپنی جماعت کے معاملات کو ضرورتاً یا بلا اجازت دوسرے لوگوں سے خفیہ رکھنا اور جو بات شیعہ فرقوں کے اپنے مفاد کے لِئے ہو استعمال کرنا۔

۶۔ اثنا عشری: حضرت محمد ﷺ کو رسولِ خدا اور حضرت علیؓ کو نور اور یہ نور سب ائمہ میں منتقل ہوتا رہا اور اُن کے نزدیک ائمہ کی موت اُن کے قبضہ و اختیار میں ہوتی ہے۔

۷- امام: اثنا عشری تمام اماموں کو معصوم و مطہر ہونا واجب سمجھتے ہیں اور تمام گناہ اور سہواً سے خواہ صغیرہ ہوں خواہ کبیرہ عمداً و مبراء مانتے ہیں اور سہواً اور آئمہ کا علم اور افضل ہونا بھی واجب سمجھتے ہیں۔ (نوٹ سُنی فرقہ کے لوگ اختلاف رکھتے ہیں کہ امام معصوم نہیں ہوتے صرف رسُول اور انبیاء معصوم ہوتے ہیں۔

۸- امام مہدی: ''غیبت کُبریٰ'' سے بھی مراد شیعہ امامیہ کے بارہویں الا امام المہدی کا غائب ہو جانا ہے روایات کے مطابق گیارہویں امام حسن عسکری کے بیٹا (محمد) پیدا ہوا وہی مہدیِ منتظر ہے امامیہ شیعہ ہر سال پندرہ شعبان کو امام مہدی کی ولادت کی مناسبت سے بہت بڑا جشن مناتے ہیں۔صرف یہی امام ہیں جن کا اہل تشیع کے ہاں یومِ ولادت منایا جاتا ہے دوسرے ائمہ کا یوم ولادت اور یومِ وفات دونوں مناتے ہیں۔ اثنا عشری کا عقیدہ ہے کہ بارہویں امام مہدی غائب ہے اور زندہ ہے امام مہدی کے منتظر ہیں (نوٹ) کافی فرقوں کے بانیوں نے امام مہدی کے ظہور کا دعویٰ بھی کیا ہے۔جیسے ذکری، بہائی، احمدی، گوہر شاہی، نزاری، مستعلی، فرقے امام مہدی کے آنے کے منتظر نہیں بلکہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ امام مہدی آ گیا ہے۔سُنی اور اہلِ تشیع اس سے اختلاف رکھتے ہیں اثنا عشری کے عقیدہ کے مطابق امامت صرف حضرت محمد ﷺ کے خاندان سے ہے۔

۹- جہنم اور حوضِ کوثر جس کے ساقی حضرت علیؓ ہیں پیاسوں کو قیامت میں سیراب کریں گے اور اللہ تعالیٰ کا اہلِ قبور کو اُٹھانا اور قیامت کے متعلق اُن سب کا اعتقاد واجب ہے منکر ان کا ملحد یا منافق ہے۔

انبیائے کرام کی تعداد: روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوح انسان

کی ہدایت کے لیئے ۱،۲۴،۰۰۰ نبی مبعوث فرمائے۔ پہلے نبی حضرت آدم اور آخری حضرت محمد ﷺ ہیں۔

اسمائے گرامی جن پر کتابیں نازل ہوئیں۔ مجالس الابرار میں لکھا ہے پیغمبروں پر ۱۰۴ آسمانی کتابیں نازل ہوئی ہیں۔ ۱۰ حضرت آدم پر، ۵۰ حضرت شعیب پر، ۳۰ حضرت یونس پر، ۱۰ حضرت ابراہیم پر، توریت حضرت موسیٰ، زبور حضرت داؤد پر، انجیل حضرت عیسیٰ پر اور قرآن حضرت محمد ﷺ پر۔

خاک کربلا: شیعہ کا کوئی ایسا گھر ہوگا جہاں خاکِ کربلا کی ٹکیا نہ ہو اس پر شیعہ اپنی نمازوں میں سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ وہ ٹکیا اُس خاکِ کربلا سے بنی ہوتی ہے جس زمین پر حضرت امام حسین نے شہادت پائی اور وہیں پہ اُن کا جسدِ خاکی مدفون ہے۔

سر پر پگ کا رکھنا: سُنی مذہبی علماء سر پر ایک ٹوپی یا پگڑی رکھتے ہیں جو سفید رنگ کی ہوتی ہے یا دوسرے اور رنگ کی باریک جالی کی ٹوپی یا پگڑی۔ لیکن شیعہ لوگ سر پر کالے رنگ کی ایک لمبی چادر کو رول کر کے اکٹھا کر لیتے ہیں جسے وہ پہنتے ہیں۔

سُرخ رنگ کی ٹوپی کا پہننا: عراق، ایرن کے تمام شیعہ اثنا عشری سے بھرے پڑے تھے پھر شاہ اسماعیل صفوی مروج طریقہ اثنا عشری فرقے نے ایک ٹوپی سرخ رنگ کی ایجاد کی جس کے بارہ (۱۲) گوشے ہوتے تھے۔ اور ہر ایک گوشے میں ایک امام کا ائمہ اثنا عشری میں سے ہر ایک کا نام لکھا جاتا تھا اور یہ ٹوپی خاص شیعہ اثنا عشری کے پہننے کے واسطے بنوائی گئی تھی۔ تاکہ شیعہ اور غیر شیعہ میں فرق وتمیز رہے چونکہ سُرخ رنگ کو تُرکی زبان میں قزل کہتے ہیں۔ اس لیے اُس سُرخ ٹوپی کے پہننے والے قزلباش مشہور ہو گئے پاکستان میں آج بھی اثنا عشری فرقہ کے قزلباش نظر آتے تھے۔

سُرخ ٹوپی کا موقوف: ایران کا بادشاہ ابراہیم عادل شاہ ۹۴۲ھ میں تخت نشین ہوا اُس نے ٹوپی میں سے ائمہ اثنا عشر کے نام نکلوائے اور مذہب حنفیہ کو رواج دیا اور سُرخ ٹوپی کا پہننا موقوف کرادیا جو کلاہ دوازدہ ترک کہلاتی تھی اور سپاہ شیعہ کی علامت سمجھی جاتی تھی۔

شیعہ امامیہ: امامیہ شیعہ تمام فرقوں میں سب سے بڑا ہے اس فرقے کا نام امامیہ اس لیئے ہوا کہ یہ مسئلہ امامت کو سب سے زیادہ اہمیت دیتا ہے فرقہ امامیہ مذہب شافعی سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے۔ اثنا عشری کے بعض فرقے اپنے آپ کو امامیہ بھی کہلواتے ہیں اِس کا سبب یہ ہے کہ وہ حضرت محمد ﷺ کے جانشین کو بجائے خلیفہ کہنے کے امام کے خطاب سے پُکارتے ہیں اور ان کا یہ ایمان ہے کہ سچے امام کی شناخت ہی اسلام ہے اور اِس سے وہ اپنے آپ کو مومنین بھی کہتے ہیں۔ (نوٹ: اگرچہ سُنی بھی مومن کہلوانے کا دعویٰ کرتے ہیں) فرقہ امامیہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت علیؓ کو اللہ نے امامت عطا کی تھی اور حضورؐ نے بھی حضرت علیؓ کو اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ فرقہ امامیہ حضرت علیؓ کے بعد امام حسنؓ اور ان کے بعد امام حسینؓ کو امام مانتے ہیں۔ فرقہ امامیہ اپنے مذہب کے اماموں کی پیروی کرتے ہیں یہ فرقہ بارہ اماموں کا قائل ہے جس کی وجہ سے اثنا عشریہ کہلاتے ہیں امامیہ بارہ اماموں کے سوا کسی کو صاحبِ ولایت نہیں مانتے۔ ابتدا میں شیعہ اثنا عشری متفرق طور پر ملک عراق میں رہتے تھے اور اپنے آپ کو اہلِ سنت میں ملائے ہوئے تھے اور تقیہ کی حالت میں دُور دُور جاتے تھے۔ خلفائے عباسیہ کے زوال کے آغاز سے قریب قریب اثنا عشریہ کا زور ہو گیا۔ تو پھر اثنا عشریہ نے تقیہ چھوڑ دیا اور ظاہر ہو گئے اور ایک شخص بویہ نامی جن کی کُنیت ابو شجاع ہے یہ بڑے

پکے شیعہ اثنا عشری تھے۔ ان کا زور ایران میں یہاں تک بڑھ گیا کہ اُن میں سے ایک بادشاہ کو علمائے اثنا عشری سے صاحب الزمان کا نائب قرار دے کر اُس کے لئے رسم سجدہ جاری کرائی۔ امامیہ شیعہ امامت کے بارے میں بنی فاطمہ کو سیدنا علیؓ کی دوسری ازواج (بیوی) کی اولاد کے مقابلہ میں ترجیح دیتی تھی اور خصوصاً سیدنا امام حسینؓ کے بیٹے سیدنا علی زین العابدین کو اپنا مقتدا سمجھتی تھی یہ وہ جماعت ہے جو بعد میں امامیہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ امامیہ کی تعداد ایران میں ۷۰ لاکھ ہندو پاک میں ۵۰ لاکھ عراق میں ۱۵ لاکھ لبنان میں ایک لاکھ ۵۶ ہزار شام میں گیارہ ہزار ہے۔ ایران کی حکومت کا سرکاری مذہب صفوی خاندان سے لے کر اب تک شیعہ امامیہ ہے شام و لبنان میں ان کو متوالی کہا جاتا ہے ان کے پرنسپل لا کی حفاظت کے لئے خاص عدالتیں محاکم جعفریہ قائم ہیں۔ امامیہ حضورؐ کے بعد بارہ اماموں کی معصومیت کے قائل ہیں آخری امام مہدی کے منتظر اور اُن کو غائب مانتے ہیں۔ شیعہ کے مشہور راوی زرارہ بن اعین اور ان کے بیٹے حسن و حسین گزرے ہیں۔ ان کے نزدیک حدیثیں وہی معتبر اور ثقہ ہیں جو اہل بیعت سے ہوں اس فرقہ کے نزدیک جماعت کا کسی مسئلہ پر اتفاق کر لینے کا نام اجماع ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ وہ اتفاق امام معصوم کی رائے سے ہم آہنگ ہو اور اگر غیر امامیہ کسی مسئلہ پر اتفاق کر جائیں تو ان کے نزدیک یہ اجماع نہیں ہے جو مسئلہ قرآن، سُنت اور اجماع سے حل نہ ہو تو عقل سے کام لے کر اس مسئلہ کو حل کر لینا چاہئے۔

امامی فقہ کی مشہور کتابیں یہ ہیں (۱) شرائع الاسلام (۲) جواہر الکلام (۳) تذکرہ الفقہا (۴) وسائل الشیعہ (۶) فقہ امامیہ کی اکثر تصانیف میں جعفر

جامعہ اور مصحف فاطمہ کا ذکر آتا ہے جو اہلِ بیت کے باطنی علوم کا خزانہ ہیں۔

زیارت گاہ: اِس وقت امام حسینؓ کی زیارت گاہ کربلا میں اور حضرت علیؓ کی زیارت گاہ نجف (عراق) میں مقدس مقامات ہیں یہ شیعہ لوگوں کی زیارت گاہیں ہیں۔ یہاں پر شیعہ مرنے کے بعد دفن کئے جانے کی آرزو رکھتے ہیں اثنا عشری لوگوں کے خیال میں امام حسینؓ نے خدا اور اپنے پیروں کے درمیان میل کرانے کے لیئے اپنی جان دی۔

بیان صفات ثبوتیہ: اللہ تعالیٰ قدیم ازلی ہے یعنی اُس کے وجود پر عدم سابق نہیں باقی وہ ہمیشہ رہے گا اُس کے وجود کو عدم لاحق نہیں ہوتا۔ مختار ہے جو چاہئے کرے اور جو چاہے نہ کرے اور تمام چیزیں اُس کے نزدیک ظاہر اور حاضر ہیں۔

صفات سلبیہ: اللہ تعالیٰ نہ جسم ہے اور نہ جوہر ہے، نہ کسی مکان میں ہے اور نہ اُس کو کوئی دیکھ سکتا ہے۔ اثنا عشریہ کہتے ہیں کہ جناب رسُول خدا اور حضرت علیؓ ایک نور تھے جب حضرت آدم پیدا ہوئے تو اُس نور کو اُن کی پشت میں جگہ دی پھر ہمیشہ اللہ تعالیٰ اُس نور کو ایک صلب پاک سے دوسرے صلب پاک کی طرف منتقل کرتا رہا پھر اُس نور کے دو حصے کیے ایک حصے کو حضرت عبداللہ کی صلب سے باہر لایا اور دوسرے صلب سے حضرت ابوطالب اِسی وجہ سے آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اُس کا گوشت میرا گوشت ہے اور اس کا خون میرا خون ہے۔

شیعہ اسماعیلیہ: ایک فرقہ جس کا بانی حسن بن صباح تھا یہ فرقہ چوتھی صدی میں ظاہر ہوا اور امام جعفر صادقؒ کے بیٹے امام اسماعیل کی طرف منسوب ہے۔ پہلے چھ اماموں کو مانتے ہیں اِس لِئے ان کو شش امامیہ اور اسماعیلیہ بھی کہتے ہیں اسماعیلیوں کا

ایک فرقہ جو سات اماموں کو مانتا ہے اس لیئے سبیعہ بھی کہلاتا ہے اس فرقے کے عقائد کی بنیاد اس عقیدے پر ہے کہ مسیح دوبارہ آئیں گے جو مہدی موعود بھی ہونگے اہلِ تشیع اثنا عشری نے امام مہدی حضرت علیؓ کی اولاد کو اس کا مستحق ٹھہرایا ہے اسماعیلیوں کے نزدیک اس سلسلے کے آخری امام محمد بن اسماعیل بن جعفر ہیں جو امام جعفر کی وفات کے بعد کچھ عرصہ بعد غائب ہو گئے اسماعیلیوں کے ایک قائد احمد بن قرامطہ نے بہت شہرت حاصل کی اور یہ لوگ قرامطہ کہلانے لگے۔

اس فرقہ کی دو شاخیں ہیں۔(۱) اسماعیلیہ شرقیہ (۲) اسماعیلیہ غربیہ۔

(۱) اسماعیلیہ شرقیہ کا مرکز ہندوستان ہے اور اس کے پیروکار وسط ایشیا ایران میں پائے جاتے ہیں اس فرقہ کے قائد سلطان محمد شاہ آغا خان ہیں۔ اس فرقے کے لوگ اپنے مال کا عشر یعنی دسواں حصہ انہیں دیتے ہیں ان کی تعداد برطانیہ ہند میں تقریباً دس لاکھ ہے۔

(۲) اسماعیلیہ غربیہ جنوبی عرب کے علاقہ میں خلیج فارس کے اردگرد اور شام میں حماۃ اور لاذقیہ کے پہاڑی علاقوں میں آباد ہیں۔ شام میں اسماعیلیوں اور علویوں کی تعداد تقریباً ۳۰ ہزار کے قریب ہے۔ اسماعیلی فرقہ کی مشہور کتاب دعائم الاسلام تصنیف قاضی نعمان بن محمد التمیمی مغربی کی ہے۔ ابوعبداللہ نعمان بن محمد بن منصور بن احمد بن جیون التمیمی الاسماعیلی المفرلی ہیں جو فاطمی مذہب کے مشہور فقیہ اور عظیم ترین مصنف تھے چند حلقوں کے مطابق آپ پیدائشی اسماعیلی تھے۔ دوسرے خلیفہ قائم با مراللہ تیسرے منصور الفاطمی منصور کی وفات کے بعد المفرلدین اللہ خلافت کے مسند عالی پر جلوہ افروز ہوئے تو قاضی نعمان صرف ان سے وابستہ ہو گئے قاضی نعمان نے

اپنی معرکۃ الآرا تصنیف ''دُعائم الاسلام مرتب کی یہ کتاب فاطمی آئین و شریعت کی اہم ترین اساسی دستاویز ہے جسے آج تک فاطمی اسماعیلی طبقہ میں عزت و افتخار حاصل ہے اس کتاب کا اردو ترجمہ مُلا یونس شکیب مبارک پوری کے قلم سے ہوکر بمبئی سے شائع ہو چکا ہے اِس کتاب کو قاضی نعمان اور خلیفہ المفرلدین اللہ کی مشترکہ تصنیف بھی قرار دیا جاتا ہے۔ مصر کی ''جامعۃ الازھر'' کی اساس فاطمی خلیفہ المفرلدین اللہ نے چوتھی صدی ہجری میں رکھی تھی قاضی نعمان کے صاحبزادے ابوالحسن علی بن نعمان جامعۃ الازھر کے پہلے شیخ اور متولی کے منصب پر رہے ہیں قاضی نعمان کی متعدد اور بھی تصانیف شائع ہونے والی اہم ترین کتب ہیں۔

(۱) دُعائم الاسلام (۲) تاویل دعائم الاسلام (۳) اساس تاویل (۴) شرح الاخبار (۵) المجالس والمسایرات (۶) الاقتصار (۷) الھمہ فی آداب اتباع الائمۃ۔

کتاب الھمہ فی فاطمی عقائد رکھنے والوں کے لیئے یہ کتاب نہایت مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہے اِس کتاب میں داعی کے لِئے بھی بعض ضروری آداب کا بیان نظر آتا ہے تاکہ وہ ''دعوت'' کے آغاز سے قبل اپنی اصلاح کرلیں۔ نوٹ: فاطمی مذہب کے بانی قاضی ابوحنیفہ نعمان بن ابی عبداللہ محمد بن منصور بن حیون التمیمی المفرلی ہیں جو فاطمی مذہب کے مشہور فقیہ اور اِس کے عظیم ترین مصنف ہیں فاطمی تاریخ میں اُن کو قاضی نعمان کے نام سے جانا جاتا ہے (نوٹ) اہلِ سُنت والجماعت کے نامور امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کے ساتھ خلط ملط نہ ہوجائے اہلِ سُنت (سُنی) ان کو امام ابوحنیفہ (امام اعظم) کے نام سے اور نعمان بن ثابت سے جانے جاتے ہیں۔

امام کا مقرر کرنا اللہ پر واجب ہے اور اِس کے ثبوت پر عقل دلالت کرتی ہے۔ مگر

شیعہ کے یہ فرقے اِس بات میں باہم مختلف ہیں کہ امام کا تقرر کس ضرورت کے لیئے ہے۔ اسماعیلیہ کہتے ہیں امام اِس غرض سے مقرر ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی شناخت کرائے اور جو باتیں اللہ کے حق میں جائز اور واجب ہیں۔

امامیہ کہتے ہیں کہ معصوم یعنی امام کی طرف حاجت معرفت الٰہی کی تعلیم کے لیئے نہیں بلکہ اس لیئے ہے کہ وہ واجبات عقلی وشرعی کے ادا کرے۔ اسماعیلیہ کے نزدیک امام کا تقرر اللہ کی معرفت کے لیئے واجب ہے اور امامیہ کے نزدیک قوانین شرع کی محافظت کے لیئے واجب ہے۔

سمشی: پیر شمس الدین کی طرف منسوب ہے پیر شمس الدین تبریزی/ سبزواری ملتان میں مدفون ہیں بعض تذکروں میں ان کو صوفیائے کرام میں شمار کیا گیا ہے۔ پنجاب اور خصوصاً ملتان کے عوام اِن کو پیر شمس تبریز/ سبزوار کہتے ہیں اور یہ وہی تبریز خیال کرتے ہیں جو مولانا جلال الدین رومی کے پیر اور اِن کے دیوان شمس تبریز کے مشار الیہ تھے۔

عموماً ایک خیال یہ بھی ہے کہ وہ ایک اسماعیلی داعی تھے یہ سادات عظام موسویہ میں سے تھے اور اِن کی اولاد کثرت سے پنجاب میں موجود ہے جو شمسی سید کہلاتے ہیں ملتان کے عوام شمس الدین تبریز کو ایک ہی شخص تصور کرنے کا کہاں تک امکان ہوسکتا ہے۔ سمشی مذہبی تعلیم وترتیب میں زیادہ تر پیر صدر الدین اور حسن کبیر الدین کی تقلید کرتے ہیں۔ گوجرانوالہ، راولپنڈی، ملتان، ڈیرہ اسماعیل خان، ڈیرہ غازی خان اور بعض دوسرے اضلاع میں شمسیوں کی تعداد بہت ہے۔ یہ سُنار اور جھور قوم کے لوگ ہیں ان کی مذہبی کتابوں کے مجموعے کا نام انحصر وید ہے یہ لوگ امام آغا

خان کو اپنا مقتدا مانتے ہیں اور مثل اوتار کے اُن کا ادب و احترام کرتے ہیں کچھ اسماعیلی (اثناعشری) عقیدہ رکھتے ہیں۔

پیر شمس تبریز کی کرامات کے متعلق عوام میں یہ روایت مشہور ہے کہ وہ حضرت (عیسیٰ) کی مانند مردہ کو زندہ کر سکتے تھے حضرت عیسیٰ تو قم باذن اللہ کہہ کر موت کی نیند سے بیدار کرتے تھے لیکن شمس تبریز قم باذنی کہتے تھے اور مردہ زندہ ہو جاتا تھا۔

شمسی ملتان کے صوفی بزرگ شمس تبریز کے پیروکار ہیں یہ بزرگ پنجاب کے تمام حصوں اور سبھی مسالک میں یکساں مقبول ہے کہا جاتا ہے کہ اُن کی کھال کھنچوا دی گئی اِس کے باوجود وہ اپنی کھال ہاتھ میں لیے چلتا رہا صوبے پنجاب کے شمال میں لوگ شمس تبریز سے خصوصی عقیدت رکھتے ہیں۔ مرید اپنے پیر کے نام پر خیرات دیتے ہیں ان کے کوئی بت نہیں مگر بھگوت گیتا کا احترام کرتے ہیں یہ سُناروں ٹھٹھیاروں اور جھنیوروں میں مقبول ہیں۔ ہری کشن کول کے مطابق شمسی فی الحال اسماعیلیوں کے امام کو مانتے ہیں موجودہ اسماعیلی امام آغا خان ہے ان میں زیادہ تر کا تعلق سُنار ذات سے ہے۔ (ذاتوں کا انسائیکلو پیڈیا ص ۲۸۱)

اہلِ طریقت کے حلقوں میں جو روایات مشہور ہیں کہ پیر شمس تبریز کا فرزند بھوک سے سخت نڈھال تھا ملتان کے مقام پر شہزادے کو حکم دیا کہ جاؤ شہر سے آگ لے آؤ تا کہ گوشت کو بھون کر کھائیں شہزادہ سارے شہر میں آگ کی تلاش میں پھرا مگر کسی اہلِ دِل کو رحم نہ آیا آپ کے قہر و غضب اور جلال کی حالت میں آسمان کی جانب نگاہ کی سورج کو دیکھا اور فرمایا او شمس دیکھ میں بھی تیرا ہم نام ہوں اور ملتان کے لوگ مجھے گوشت بھوننے کے لِئے آگ نہیں دیتے ذرا نیچے آنا میں تیری حرارت

سے اِس معصوم بچے کے لئے گوشت بھون سکوں روایات میں ہے کہ اس وقت بلا کی گرمی پڑی آفتاب سوانیزے پر آنے سے تشبیہ دیتے ہیں لوگ گرمی سے تڑپنے لگے جب آپ کا غصہ فرد ہوا اور آفتاب سے کہا باز بردتب کہیں جا کر ملتان کی سرزمین ٹھنڈی ہوئی اور خلقِ خُدا کے تن بدن میں سکون آیا اسی دِن سے ملتان کی گرمی مشہور عالم چلی آتی ہے۔

رسم وڈی ریت: سب سے بڑی رسم وڈی ریت ہے اِس رسم میں مرید کو اپنے پیر کے لِئے چڑھاوا دینا پڑتا ہے اور اِس رسم میں مرید اپنے مرشد کو رقم دیتا ہے اور تقریباً تمام مرید اپنی اپنی آمدنی کا آٹھواں حصہ جمع کر کے دیتے ہیں۔ شمسیوں میں مرید ہونے کے وقت چھینٹے کی رسم ادا کی جاتی ہے جس میں اُن کا پیر اُن کے منہ پر پانی چھڑکتا ہے اِس میں مرید کو کچھ نذرانہ دینا پڑتا ہے۔

عبادت کا طریقہ: عبادت کا طریقہ یہ ہے کہ صبح اور شام اور رات کو سندھیا کرتے ہیں یہ لوگ اپنے مرشد سے ملاقات کرتے ہیں تو ضرور کچھ نہ کچھ نذرانہ دیتے ہیں۔ جن مقامات میں شمسی ہندو آباد ہیں وہاں ایک جماعت خانہ ہوتا ہے جہاں تمام مرید اپنی آمدنی کا آٹھواں حصہ جمع کروا دیتے ہیں اور مُکھیا کامری جو اُس کے محافظ ہوتے ہیں اِس رقم کو براہِ راست اپنے مُرشد کے پاس روانہ کر دیتے ہیں مذہبی کُتب کے مجموعے کا نام اتھر وویدہے۔

تصوّف: اسماعیلی جماعت پہلی اسلامی شیعہ جماعت تھی جس نے صوفیوں کو مذموم ومطعون قرار دیا باوجود اِس کے کہ اسماعیلی تعلیم جہاں تک کہ اس کا علم رسائل اخوان الصفا اور دیگر ذرائع سے ہوسکتا ہے۔ خود تصوف کی ایک نہایت معقول و پسندیدہ

شکل تھی پانچویں صدی میں سلسلہ بیعت زیادہ مضبوط و پیچیدہ ہو گیا۔ اسماعیلی تنظیم متعدد جماعتوں میں تقسیم ہو چکی تھی اور ہر ایک جماعت کسی ولی اللہ کو اپنا سرپرست قرار دے لیتی تھی۔ حضرت خضر کے بارے میں بعض اسماعیلیہ ان کو امام اور حضرت موسیٰ کو ناطق کا درجہ دیتے ہیں۔ اور چونکہ ان کے خیال میں امام کا پایہ ناطق سے زیادہ بلند ہے۔ (واضح رہے کہ تمام اسماعیلیہ کا یہ عقیدہ نہیں ہے) حضرت خضر کی فضیلت صاف ظاہر ہے۔ ایک شیعہ جماعت بھی تھی جو شروع سے امامت کے دائرہ انتخاب کو زیادہ محدود کرنے کی جانب مائل تھی۔

علوی: حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے بعد طرف داران اہلِ بیت جن کا اصطلاحی نام شیعہ (گروہ) تھا اور اُن کی امامت و رہنمائی محمد بن حنفیہ کی طرف منتقل ہو گئی جو حضرت علیؓ کے غیر فاطمی صاحبزادے تھے۔ اس وقت حضرت علیؓ کی اولاد کے لئے دو نئی اصطلاحیں قائم ہو گئیں۔

(۱) ایک فاطمی زہرہ کے بطن سے تھے۔ (فاطمی) حضورؐ کی بیٹی فاطمہ سے جو سلسلہ چلتا ہے وہ فاطمی کہلاتے ہیں۔

(۲) دوسرے علوی جو حضرت علیؓ کی دوسری بیویوں سے تھے علوی کہلاتے ہیں۔

حضرت علیؓ کی دوسری بیوی کا نام حنفیہ تھا اور ان سے جو صاحبزادہ پیدا ہوا اُن کا نام محمد بن حنفیہ تھا۔

نوٹ: فاطمی شیعوں کے نزدیک حضرت علیؓ کی نسل جو دوسری بیویوں سے چلی وہ سلسلہ امامت سے خارج ہے۔ شیعوں کو بنو عباس کے دعوے خلافت سے انکار ہے بنو عباس سے مُراد حضرت محمد ﷺ کے چچا عباس کی نسل ہیں یہ تواریخ میں خاندانِ

عباسیہ کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔

طبرستان میں دولتِ علویہ کا آغاز: طبرستان میں حسن بن زید محمد بن اسماعیل بن زید بن حسن بن حسین بن علی بن ابی طالب بانی دولتِ علویہ طبرستان (طبرستان جگہ کا نام ہے) کا ظہور ہوا۔ ان کا آغاز اِس طرح ہوا کہ مستعین نے یحییٰ بن عمرو کے قتل کے صلہ میں محمد بن عبداللہ بن طاہر کو طبرستان میں چند جاگیریں عطا کیں۔ طبرستان پر زیدیوں کے قبضہ کی وجہ سے علویوں کو بڑی تقویت ملی اور اُن کا حوصلہ بڑھ گیا علوی دولتِ عباسیہ کے حریف تھے۔

علوی اور عباسی کشمکش: بنوامیہ کے دور میں جس شیعہ گروہ نے سیاست وعقائد دونوں میں سب سے زیادہ تقدیم حاصل کی وہ کیسانیہ گروہ تھا لیکن بنوعباس کے غلبہ و تسلط حاصل کرنے کے بعد اِس گروہ کی قوت عمل بہت کمزور ہوگئی جس کی وجہ زیادہ تر یہ تھی کہ کیسانیہ میں عباسی اور علوی دونوں شامل تھے بنوامیہ کا عہد حکومت اور بنو عباسیہ کا آغاز کا دور علویوں کی اِس کوشش کی متعدد مثالیں پیش کرتے ہیں ایک شیعہ جماعت امامت کے بارے میں بنی فاطمہؓ کو سیدنا علیؓ کی دوسری ازدواج کی اولاد کے مقابلہ میں ترجیح دیتی تھی اور خصوصاً امام حسینؓ کے بیٹے سید زین العابدینؒ کو اپنا مقتدا سمجھتی تھی یہ وہ جماعت ہے جو بعد میں امامیہ کے نام سے مشہور ہوئی۔

فرقہ کیسانیہ: کیسانیہ عربی زبان کا لفظ کیس سے مشتق ہے جس کے معنی دانا یا عقلمند ہے۔ سب سے پہلا فرقہ کیسانیہ ہے جو حضرت امام حسین کی شہادت کے بعد محمد بن حنفیہ کو چوتھا امام مانتے ہیں اور اس کے ثبوت میں یہ کہتے ہیں کہ جنگ جمل وصفین میں حضرت علیؓ نے ان کو علمبردار مقرر کیا تھا۔ یہ حضرت علیؓ کی دوسری بیوی حنفیہ کے

بطن سے ہے اسی وجہ سے ابن الحنفیہ کہلاتے ہیں اس فرقے کا بانی حضرت علیؓ کا ایک آزاد کردہ غلام جس کا نام کیسان ہے۔ ایک گروہ نے محمد ابن حنفیہ کے انتقال کے بعد امامت کو ان کی ذات پر موقوف کر دیا اور یہ کہا کہ وہ زندہ اور قائم ہیں امامت کے سلسلہ کو جاری رکھا کیسانیہ کے دوسرے گروہ نے محمد بن حنفیہ کے بعد امامت کے سلسلہ کو جاری رکھا اور اِن کے بیٹے ابو ہاشم عبداللہ کو اپنا پانچواں امام تسلیم کر لیا۔ ابو ہاشم کی وجہ سے اس فرقے کا نام کیسانیہ سے ہاشمیہ ہو گیا ان کی وفات کے بعد ہاشمیہ جماعت چار فرقوں میں منقسم ہو گئی۔ ایک فرقہ نے عبداللہ کے بعد ان کے بھائی علی بن محمد کی امامت کا اقرار کیا اور ان کے بعد بیٹے حسن اور ان کے پوتے علی ابن حسن اور ان کے پڑپوتے حسن ابن علی کو امام مانا یہ فرقہ امامت کو محمد بن حنفیہ کے خاندان میں محدود کرنے کی جانب مائل تھا۔

خوجے: یہ دراصل ہندو ہیں اور ابتک اُن کی ایک تعداد سوامی نراین پنتھ کی پیرو ہے جو مسلمان ہو گئے ہیں اُن میں تین فرقے ہیں۔

(۱) اسماعیلی خوجے (۲) سُنی خوجے (۳) اثنا عشری خوجے۔

اسماعیلی فرقہ تعداد میں سب سے بڑا ہے سوامی نراین خوجوں کی تعداد بہت قلیل ہے۔ فروری ۱۹۰۰ء میں آغا خانی جماعت کے دو حصے ہو گئے ایک وہ جو آغا خانی یعنی امامی اسماعیلی ہیں اور دوسرے وہ ہیں جو اثنا عشری مذہب رکھتے ہیں آغا خان جب سے یورپ گئے ہیں تب سے اُن کے ساتھیوں کے دو گروہ ہوئے اور جو لوگ اُن سے جُدا ہوئے وہ اثنا عشری خوجوں کے نام سے موسوم ہوئے اِس علیحدگی کا خاص سبب یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے اِس مذہب کو عمل کے قابل اور آغا خان کو مذہبی سرغنائی

کے لائق نہیں سمجھا جدید فرقے نے اپنی ایک بڑی مسجد پالا لین متصل سیمویل اسٹریٹ لندن میں اور ساتھ امام باڑہ اور مدرسہ بھی تعمیر کیا۔

شیعہ فرقہ علی اللّٰہی: خٹک لوگوں پر مغرب سے ایک ایرانی قوم نے حملہ کیا جو کہ چمکانی یا چکمانی کہلاتی تھی اُن کا مذہب شیعہ کا ایک فرقہ تھا جو علی اللّٰہی کہلاتا تھا عقیدہ اُن کا یہ تھا ''حضرت علیؓ خُدا ہیں'' اُن کی انوکھی مذہبی رسومات کے متعلق عجیب عجیب قصے بیان کیے جاتے ہیں''

رسمِ مراسم: اُن کے ہاں یہ رسم تھی کہ ایک چراغ جلایا جاتا تھا اور مرد اور عورتیں سب بلا حجاب اُس میں شریک ہوتے تھے اور مراسم کی ادائیگی کے دوران میں ایک مقررہ حد تک پہنچ کر مذہبی بزرگ جوان مراسم کی ادائیگی کا صدر ہوتا ہے وہ روشنی کو گُل کر دیتا ہے۔ اس عجیب رسم کے باعث ایرانی اُن کو چراغ کش بھی کہتے تھے اور پٹھان لوگ اُن کو مڑ کہتے تھے جس کے معنی آگ بجانے والے کے ہیں۔

نصیریہ کی مانند یہ بھی ایک غالی شیعہ جماعت ہے اِس جماعت میں شامل افراد اناطولیہ بھی کہلاتے ہیں وہ بیکتاشی فرقہ سے پُر اسرار روابط رکھتے ہیں۔

اہلِ تشیع: شیعہ فرقوں کا شمار اور ان کے اختلاف عقائد کی تفصیل تاریخ اسلام کا ایک نہایت دشوار اور پیچیدہ معمہ ہے ان شیعہ فرقوں میں بعض اعتدال بعض غلو کا میلان رکھتے ہیں۔ بعض نے شیعہ زیدیہ کے نام سے ایک مستقل حیثیت اختیار کر لی لیکن ان سب کا اِس دائرے پر اتفاق ہے۔

(۱) اہلِ تشیع کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ کے بعد خلافت کے حقدار صرف حضرت علیؓ

ہیں اور اُن کے بعد اُن کی اولاد کا حق تصور کرتے ہیں۔ شیعہ کے مطابق امام کا تقرر خُدا کی جانب سے رسول کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور اس میں جمہور کی رائے کا کوئی دخل نہیں چنانچہ حضورؐ نے بحکم الٰہی (اللہ) کے حضرت علیؓ کو اپنا جانشین (امامِ اوّل) مقرر فرمایا اور یہ سلسلہ اُن کی اولاد سے منتقل ہوتا رہا یہ سلسلہ بارہویں امام تک جاری رہا۔ (نوٹ: اسماعیلی آغا خانی فرقہ صرف پہلے چھ اثنا عشری اماموں کو مانتے ہیں اور امام اسماعیل کی امامت کے قائل ہیں)۔ شیعہ اثنا عشری عقیدہ یہ ہے کہ بارہویں امام غائب ہو گئے ہیں اور آئندہ وقت مقررہ پر بہ شکل امام مہدی ظاہر ہونگے۔

(۲) شیعوں کا عقیدہ ہے کہ امام معصوم اور تمام ظاہری و باطنی علوم کا سرچشمہ ہیں۔

(۳) شیعہ علماء کے نظریہ کے مطابق اسلامی تاریخ کے ابتدائی دور میں لفظ شیعہ کا استعمال مذہبی معنی میں نہیں بلکہ خالص سیاسی معنی میں ہُوا ہے۔ لفظ شیعہ کے لغوی معنی ہیں گروہ، فرقہ، پیروکار، حامی۔ مسلمانوں کا وہ مذہبی فرقہ جو حضرت علیؓ کے بارے میں ایک مخصوص عقیدہ رکھتا ہے۔ شیعہ اور دوسرے تمام اسلامی فرقوں اہلِ سُنت و جماعت میں بنیادی فرق عقیدہ امامت ہے۔ سُنّی عقیدہ حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی رسول مانتے اور نماز، روزہ، زکوۃ، حج، جہاد یہ پانچ اصول سُنّی عقیدہ کے ہیں اور سُنّی عقیدہ کے مطابق انبیاء کے علاوہ اور کوئی معصوم نہیں ہیں۔ شیعہ امامیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے تمام فرشتے معصوم تمام انبیاء معصوم اور ان کے علاوہ حضرت مریم (والدہ عیسیٰ) معصومہ جس کی عظمت کی گواہی قرآن پاک نے دی ہے۔ شیعہ کے مطابق جب کوئی انسان نیکی اور بھلائی میں آگے نکل جاتا ہے تو وہ شخص معصوم تو کیا معصوم سے بھی بڑھ کر ہوگا شیعوں کا عقیدہ ہے کہ ائمہ اثنا عشری میں جو معصوم

ہیں وہ معصوم ہی نہیں بلکہ وہ فرشتوں سے افضل اور مسجود ملائکہ ہے۔ تاریخ اسلام نے اُن لوگوں کو مسلمان کہا ہے جن کا اللہ اور حضورؐ پر عقیدہ کامل ہو اور اسلامی طرز زندگی گزار رہا ہو۔

شیعہ کے محدث: شیعہ کے محدث ابو جعفر محمد بن یعقوب الکلینی متوفی ہیں ۲۳۸ھ میں پیدا ہوئے تھے یہ پہلے شیعہ محدث تھے جو صرف شیعوں کی حدیثیں جمع کرتے تھے اور ان کی کتاب صرف شیعوں تک ہی محدود رہی اور دوسروں سے پوشیدہ پر شیعہ کی کتابوں میں شیعہ راویاں حدیث الگ موجود ہیں۔

شیعہ کی تین قسمیں: پہلی قسم غالیہ جس کے بارہ فرقے ہیں۔

غالیہ: عموماً اِس گروہ کا عقیدہ ہے کہ امام برحق حد خلقت سے نکل کر حد الوہیت میں آجاتے ہیں مثلاً تشبیہ، بدا، رجعت، تناسخ کے قائل ہیں۔ دراصل حضرت علیؓ ہی نبی برحق بلکہ خدا ہیں۔ تمام انبیاء سے افضل ہیں وہ آسمان پر بادلوں میں ہیں ان کو موت نہیں بلکہ تمام امام موت سے بری ہیں قیامت کا حساب اور حشر نہیں ہے۔ حضرت علیؓ ایک ٹکڑا ہیں جو آسمان سے نازل ہُوا۔ امام ابی منصور نے آسمان پر جا کر خُدا سے کلام کیا خُدا نے اس کو بیٹا کہا اور سر پر ہاتھ پھیرا۔

اُردُو ولغت میں غالیہ ایک خوشبو جو عنبر اور مشک سے مل کر تیار ہوتی ہے خوشبو مہک۔

شیعہ کی دوسری قسم زیدیہ: جس کے چھ فرقے ہیں عموماً اس گروہ کے عقیدہ کے مطابق یہ گروہ معتزلہ کے ہے کہتے ہیں کہ امام برحق اولاد فاطمہ سے ہوں گے اور محمد و ابراہیم دونوں بیٹے عبداللہ بن حسنؓ بن حسینؓ کے امام برحق ہیں۔

تیسری قسم رافعہ: جس کے چودہ فرقے ہیں۔

(۱) اس گروہ کا عقیدہ ہے کہ خلافت حضرت علیؓ ہی کا حق ہے اور اُن کی اولاد کا جو اُن سے ہوئی امامت خارج نہیں ہوتی۔ اُن کے مطابق امام معصوم ہیں اور ان سے غلطی نہیں ہوسکتی۔

(۲) خُدا تعالیٰ کو کسی چیز کے پیدا ہونے سے پہلے اس کا علم نہیں تھا۔

(۳) مردے یوم الحساب سے پہلے دُنیا کی طرف لوٹیں گے۔

(۴) امام کو اپنی اور دُنیاوی تمام باتوں اور چیزوں کا علم ہوتا ہے ان سے مثلِ انبیاء کے معجزات ظاہر ہوئے ہیں۔

چوتھا گروہ مرجیہ کا ہے: جس کے بارہ فرقے ہیں اس گروہ کا عقیدہ ہے کہ جب کسی نے ایک بار کلمہ پڑھ لیا پھر اگر سارے ہی گناہ کرے ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا ایمان صرف قول کا نام ہے عمل ایمان سے خارج ہے وہ صرف احکام شریعت ہیں لوگوں کا ایمان کم زیادہ نہیں ہوتا (تمام لوگ نیک ہوں یا بدفاسق ہوں یا فاجر) ان کا ایمان اور نبیوں اور فرشتوں کا ایمان ایک ہی ہے کم زیادہ نہیں اگرچہ عمل نہ کرے۔

پانچواں گروہ مشبہ کا ہے: جس کے تین فرقے ہیں۔ یہ گروہ رافض اور کرامیہ کے عقائد پر مشتمل ہے جو حلول اور تشبیہ کے قائل ہیں کہتے ہیں کہ جائز ہے کہ خدا تعالیٰ کسی شخص کی صورت میں ظہور کرکے مثلاً جبرائیل کے، اور کہتے ہیں کہ آپ کو چھو سکتے ہیں اور مصافحہ بھی کر سکتے ہیں اور اُس کے مخلص بندے اس کو دنیا اور آخرت

میں دیکھتے ہیں۔

نام کُتب

(۱) مذہب اسلام، مولوی نجم الغنی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

(۲) تاریخ اسلام جلد ۳، ۴، شاہ معین الدین، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور۔

(۳) حقیقۃ الفقہ، مولانا محمد داؤد، اسلامک پبلشنگ ہاؤس اُردو بازار لاہور۔

(۴) مسلمانوں کی خفیہ باطنی، مرزا محمد سید، دوست ایسوسی ایٹس اردو بازار لاہور۔

(۵) فقہ واصول فقہ، پروفیسر میاں منظور احمد، علمی کتاب خانہ کبیر سٹریٹ اردو بازار لاہور

(۶) ۷۳ فرقے، موسیٰ خان جلالزئی، فکشن ھاؤس ۱۸۔ مزنگ روڈ لاہور۔

(۷) مضامین تصوف، مؤلف محمد ادریس، دوست ایسوسی ایٹس الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

(۸) الطلاق مرتن، علامہ تمنا عمادی، دوست ایسوسی ایٹس لاہور۔

(۹) تصوف کی حقیقت، پرویز، طلوع اسلام ٹرسٹ گلبرگ ۲ لاہور۔

(۱۰) مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، چوہدری غلام رسول ایم۔اے،
علمی کتاب خانہ کبیر سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

(۱۱) اسلام دین فطرت، ترجمہ محمد فضل حق، ناشر جامعہ تعلیمات اسلامی کراچی۔

(۱۲) تاریخ فاطمین مصر، ڈاکٹر زاہد علی، ناشر نفس اکیڈیمی اسٹریچن روڈ کراچی۔

(۱۳) مکتب تشیع شیخ محمد رضا مظفر جامعہ تعلیمات اسلامی پاکستان۔

(۱۴) مکتوبات امام ربانی جلد دوم، سوم۔

(۱۵) اسلامی انسائیکلو پیڈیا، مرتبہ مولوی محبوب عالم، ناشر الفیصل تاجران کتب لاہور۔

باب نمبر 10

اہلسنت والجماعت حنفی بریلوی

عنوانات

۱- بریلوی	۴- سلسلہ نسب
۲- یارسول اللہ	۵- صراطِ مستقیم
۳- سید احمد شہید بریلوی	۶- ازواج متحرمات

بریلوی: لفظ بریلوی، سُنی صحیح العقیدہ حق پرست طبقے کا علامتی نشان سمجھا جاتا ہے۔ فاضل بریلوی برِصغیر کی غالب مسلم اکثریت کے پیشوا اعلیحضرت امام المسلمین مولانا حاجی محمد احمد رضا خاں فاضل بریلوی سُنی حنفی قادری ہیں۔ ان کے معتقدین ''انہیں اعلیٰ حضرت اور فاضل بریلوی'' کے نام سے یاد کرتے ہیں مولانا کے آباؤ اجداد قندھار افغانستان کے قبیلہ بڑھیچ کے پٹھان تھے مغلیہ دور میں ہندو پاک آئے۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی ہندوستان کے بہت بڑے عالم دین تبحر فاضل اور بلند پایا صوفی اور شاعر تھے۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی کی ولادت دس شوال ۱۲۷۲ھ ۱۴ جون ۱۸۵۶ء ظہر کے وقت شہر بریلی شریف یو پی محلہ جسولی (ہندوستان) میں ہوئی۔ اسرار شریعت وطریقت کا اجالا پھیلا کر وصال ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء بروز جمعہ کے دِن دو بج کر ۳۸ منٹ پر ہوا۔ بریلی شہر شریف محلہ سوداگران میں ''جامعہ منظر الاسلام'' کی بنیاد ڈالی اور اس کی شمالی جانب بلند عمارت کے اندر ان کا مزار ہے مولانا احمد رضا خان بریلوی کا عُرس ہر سال ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷ صفر کو منعقد ہوتا ہے۔

پیدائشی نام" محمد" جدِ امجد مولانا رضا علی نے آپ کا اسم شریف" احمد رضا" رکھا۔ بریلوی نام رکھنے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ احمد رضا خاں بریلوی ہندوستان کے شہر بریلی میں پیدا ہوئے تھے اس وجہ سے ان کو مولانا الحاج حافظ احمد رضا خاں بریلوی حنفی قادری کہتے ہیں۔ اہلسنت والجماعت حنفی بریلوی نے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی آج برِصغیر میں لاکھوں کی تعداد میں ایسے علماء مشائخ بزرگ موجود ہیں جن کا فاضل حنفی بریلوی سے بظاہر کوئی علمی یا روحانی ناطہ نہیں ہے۔ لیکن ان کا سلسلہ طریقت یا سلسلہ تعلیم فاضل حنفی بریلوی تک پہنچتا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں حنفی بریلوی اپنے وقت کے زبردست عالم مصنف اور فقیہ اور بہت بڑے مفتی تھے۔ انہوں نے چھوٹے بڑے سینکڑوں فقہی مسائل سے متعلق رسالے لکھے۔ انہوں نے قرآن کریم کا بہت گہری نظر سے مطالعہ کیا تھا شان نزول، ناسخ، منسوخ و تفسیر بالحدیث، تفسیر صحابہ اور استنباطِ احکام سے پوری طرح باخبر تھے۔

قرآن مجید کا سلیس مقبول ترجمہ کنز الایمان فی ترجمہ القرآن بھی کیا، ہزار ہا فتووں، فقہ ونعت گوئی اور علمِ ریاضی میں تصنیف وتالیف پرصرف کی، مولانا نے علوم و فنون میں تقریباً ایک ہزار کتابیں لکھیں" تذکرہ علمائے ہند" میں ان کا ذکر ہے مولانا احمد رضا خاں بریلوی اہلِ سُنت کے مجتہدین ہیں اور دنیائے اسلام کے اکابر علماء نے متفقہ طور پر مجدد وقت کا خطاب بھی دیا۔ وہ بلند پایہ مفسر نامور محدث معروف ریاضی دان ماہر علومِ جفر ونجوم اور اعلیٰ درجے کے نعت گو شاعر بھی تھے۔ انہوں نے مختلف علوم وفنون میں سینکڑوں کتابیں لکھی ہیں۔

ان کے مجموعہ کا نام فتاویٰ رضویہ ہے فتاویٰ رضویہ شریف رضا فاؤنڈیشن کے

تحت تخریج وترجمہ کے ساتھ جدید انداز میں اس کی اشاعت پایہ تکمیل تک پہنچی۔
فتاویٰ رضویہ تیس جلدوں پر مشتمل ہے جس کے ۲۱۹۷۰ صفحات ۶۸۴۷ سوالوں کے
جوابات اور ۲۰۶ رسائل پر مشتمل ہے۔ فتاویٰ رضویہ کے اردو، فارسی، عربی اور
انگریزی چاروں زبانوں میں ترجمے ملتے ہیں اس میں احکام شرعیہ ومسائل دینیہ کی
تفصیل ہے۔ آپ نے علم تفسیر وعلم حدیث علم فقہ وعلم الافلاک والمنطق کے حوالے
سے کئی کتابیں لکھیں فاضل بریلوی نے اپنے آپ کو درس وتدریس تصنیف وتالیف
اور دین اسلام کی اشاعت کے لئے وقف کر دیا۔ ترجمہ قرآن ہو یا تشریح احادیث
فقہ کی باریک بینی ہو یا شریعت وطریقت کی بحث ہو یا نعتیہ شاعری ہر جگہ عشق رسول
کی نمایاں جھلک نظر آتی ہے اور انہوں نے نظم ونثر دونوں کا سہارا لیا۔ انہوں نے
حضورؐ کی شان اقدس میں بڑے کامیاب قصائد لکھے اور مرفع نعتیں کہیں۔ علمائے
عرب وعجم نے ان کو ''مجدد'' کے لقب سے یاد کیا مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے
سلسلہ عالیہ قادریہ کو بہت فروغ حاصل ہوا آپ عالیہ قادریہ کے نامور شیخ طریقت
تھے۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کی
حمایت کی وہ امام اعظم ابوحنیفہ کے مقلد کی حیثیت سے فتویٰ دیتے اور مذہب حنفی کی
تائید وحمایت میں ہی دلائل فراہم کرتے اور وہ تمام رسوم فاتحہ خوانی، چہلم، برسی،
گیارہویں شریف، عرس، تصوف، قیام، میلاد، استمداد از اہل اللہ (مثلاً شیخ
عبدالقادر جیلانی) گیارہویں شریف کی نیاز وغیرہ کے قائل ہیں نماز میں ہاتھوں کو
زیر ناف باندھتے آمین آہستہ کہتے ہیں۔ امام احمد رضا بریلوی مروجہ علوم دینیہ مثلاً
تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، تصوف، تاریخ، سیرت، معانی، بیان، بدیع، عروض،

ریاضی، توقیت، منطق، فلسفہ وغیرہ کے یکتائے زمانہ فاضل تھے۔ صرف یہی نہیں بلکہ طب، علم جعفر، تکسیر، زیجات، جزر، مقابلہ لوگارثم، جیومیٹری، مثلث کروی وغیرہ علوم میں بھی کامل مہارت رکھتے تھے۔ غرض یہ کہ ایک فقیہ کے لئے جن علوم کی ضرورت ہوتی ہے وہ سب امام احمد رضا بریلوی کو حاصل تھے۔ (موج کوثر ص ۷۰)

یارسول اللہ: بریلوی حضرات کا نظریہ یہ ہے کہ اگر کسی جگہ یا رسول اللہ لکھا ہوا ہو اور اسے مٹاتے ہوئے لفظ رسول اللہ بھی زد میں آ گیا تو یہ ایک ایسی توہین ہے کہ مرتکب توہین رسالت کا ارتکاب کر گزرتا ہے جس کی توبہ بھی شاید قبول نہ ہو۔

یارسول اللہ میں کل تین الفاظ ہیں۔ (۱) یا (۲) رسول (۳) اللہ

(۱) یا: یا پانچ حروف نداء میں سے ایک ہے جس سے متکلم کسی کو پکارتا ہے بلاتا ہے اپنی طرف متوجہ کرتا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ حروف نداء میں سے کچھ وہ ہیں جو قریب شخص کو بلانے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ لفظ یا کے معنی ''اے'' ہے اور اے اُسے کہا جاتا ہے جو آپ کی آواز سن رہا ہو اور حاضر ہو۔ یا کے لفظ کا استعمال

(۱) صلوٰۃ وسلام پیش کرتے ہوئے۔

(۲) نعرہ رسالت لگاتے ہوئے۔

(۳) نعتیہ کلام میں۔

(۴) حضورؐ کی قبر انور پر حاضر ہو کر اور کبھی دور سے اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔

رسول یہ اسم مفعول کا صیغہ ہے جس کے معنی بھیجا ہوا اصطلاح شرع میں رسول سے مراد وہ انسان ہے جو صاحب کتاب ہو جس انسان کو اللہ کی طرف سے لوگوں کی رہنمائی کے لئے بھیجا گیا ہو۔

(۳) اللہ: اس میں جلالت کی طرف اضافت اس مفہوم کو اور مضبوط بنا دیتی ہے لفظ اللہ اس میں جلالت اللہ جل شانہ کا اسم ذاتی ہے۔ رضا احمد خان حنفی بریلوی نے اللہ تعالیٰ کو جسم ماننے والوں کے رد میں رسالہ مبارکہ قوارع القہار علی المجسمۃ الفجار تحریر کیا۔ دین اسلام کے مخالف، قدیم فلسفہ کے عقائد رد کرتے ہوئے مبسوط رسالہ الکلمۃ الملحۃ رقم فرمایا رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام، اہلِ بیت عظام، ائمہ دین، مجتہدین اور اولیاء کاملین کی شان میں گستاخی کرنے والوں کا سخت محاسبہ کیا۔ انہوں نے اصناف شعر و سخن میں سے حمدِ باری تعالیٰ، نعت اور منقبت کو منتخب کیا احمد رضا خاں صاحب اپنی اکثر و بیشتر تصنیفات کے خطبوں میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور درود شریف کے ساتھ ساتھ وہ مسئلہ بھی بیان فرما دیتے تھے۔ اب پورے لفظ یا رسول اللہ کا مطلب یہ بنا کہ جب کوئی اُمتی کسی حال میں اپنے رسول کو پکارتا ہے تو گویا وہ حضورؐ کو مخاطب کرنے کے ساتھ ساتھ رسول کی رسالت اور اللہ کی توحید کا اقرار بھی کرتا ہے۔

(۱) پاکستان میں حنفی بریلوی کی اکثریت ہے اور مسلکی طور پر امام ابوحنیفہ کے ماننے والے ہیں۔

(۲) حنفی بریلوی کا نظریہ یہ ہے کہ جو بزرگ مر گئے ہیں جب اُن کی قبروں پر جاتے ہیں اور اُن سے دُعا کرتے ہیں تو یہ بزرگ اللہ سے ہماری سفارش کریں گے تو ہمارے مسئلے حل ہو جائیں گے۔ حضورؐ قبر انور کے اندر حیات حقیقی کے ساتھ زندہ ہیں وہاں عبادت بھی کرتے ہیں سلام کا جواب بھی فرماتے ہیں اور آپ قبر پر آنے والے کو پہچانتے بھی ہیں دُعائے مغفرت سے بھی امت کو نواز رہے ہیں وہاں سے نور نبوت سے امت کے حالات کا مشاہدہ بھی فرماتے ہیں۔

(۳) حنفی بریلوی کا عقیدہ ہے کہ حضورؐ پاک ہر جگہ پر موجود ہیں اور جب بھی ہم حضورؐ کو بلائیں گے وہ حاضر ہو جائیں گے۔ کوئی بھی کلمہ گو مسلمان حضورؐ کو الٰہ یا صفتِ الوہیت کے ساتھ ہر جگہ موجود نہیں مانتے بلکہ حاضر و ناظر کا مطلب یہ ہے کہ حضورؐ اپنی روحانیت اور نورانیت کے ساتھ ہر جگہ موجود اور جلوہ گر ہیں اور ہر چیز کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ جس طرح آسمان کا سورج اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر موجود ہے لیکن اپنی روشنی اور نورانیت کے ساتھ روئے زمین پر موجود ہے اسی طرح نبوت کے آفتاب حضورؐ روحانیت اور علمیت کے ساتھ ہر جگہ جلوہ گر ہیں۔

(۴) حنفی بریلوی میں چشتی قادری، سہروردی، نقشبندی، سیالوی، معصومی، نوشاہی یہ خاندانی سلسلے موجود ہیں۔

(۵) تصوف شریعت و طریقت اور خانقاہی امور کو مانتے ہیں زیادہ تر سندھ، ملتان، پنجاب میں ان کا گڑھ ہے اور یہ کسی نبی، رسول، ولی اللہ کی شان کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں سُن سکتے۔

(۶) حنفی بریلوی حضرات کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کا حصہ تمام انبیاء و تمام مخلوق سے اتم و اعظم ہے۔ مسئلہ علم غیب میں یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو علم غیب عنایت فرمایا اللہ عزوجل کی عطا سے حبیبِ اکرم ﷺ کو اتنے غیبوں کا علم ہے جن کا شمار اللہ ہی جانتا ہے۔ (۱) حضورؐ کو علوم اولین و آخرین عطا فرمائے گئے۔

(۷) امام احمد رضا بریلوی نے فرقہ بندی کی بھی بھرپور حوصلہ شکنی کی اور وحدت ملی پر زور دیا ان کی علمی اور تحقیقی مساعی کا محور ہی ملی اتحاد تھا۔

نامِ کُتب

(۱) سوانح حیات، علامہ بدرالدین، فضل نور اکیڈمی چک سادہ شریف گجرات۔

(۳) احکام شریعت، احمد رضا خاں بریلوی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔

(۴) اسلامی انسائیکلو پیڈیا، سید محمد قاسم محمود، الفیصل اردو بازار لاہور۔

(۵) براھین اہل سنت، تالیف مولانا افتخار احمد قادری، جامعہ اسلامیہ یکیاسی مستونگ۔

(۶) جنگ اخبار ۲۶ مارچ ۲۰۰۶ء

(۷) یارسول اللہ پکارنے کا ثبوت، مولانا محمد فیض اللہ خان، مکتبہ جمال کرم لاہور۔

(۸) فتاویٰ رضویہ جلد ۱ تصنیف احمد رضا خاں بریلوی، ناشر رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔

سید احمد شہید بریلوی اور مولانا رضا احمد خان بریلوی میں فرق

بریلوی فرقہ کے بانی کا نام مولانا احمد رضا خاں بریلوی ہے بریلوی نسبت رکھنے والے ایک دوسرے بزرگ سید احمد شہید بریلوی ہیں ان دونوں کا تعلق بریلی سے ہے اس لیئے ان کا امتیاز ضروری ہے سید احمد شہید بریلوی کو دیوبند حضرات اپنا پیشوا مانتے ہیں۔

ولادت: سید احمد شہید بریلوی جو ٦ صفر ١٢٠١ھ ٢٩ نومبر ١٧٨٦ء بمقام رائے بریلی میں پیدا ہوئے۔

والد کا نام: سید محمد عرفان تھا ان کے خاندان کو حسنی حسینی کہا جاتا ہے۔

سلسلہ نسب: سید شاہ علم اللہ جو عہد عالمگیری کے مشہور عالم ربانی سلسلہ کے بزرگ گزرے ہیں ان کے بیٹے سید آیت اللہ اور اُن کے بیٹے سید محمد ضیاء اُن کے بیٹے سید ابو سعید (خلیفہ حضرت شاہ ولی اللہ تھے) یہ سید صاحب کے جد مادری ہیں سید احمد بن سید محمد عرفان بن سید محمد نور بن سید محمد ہُدیٰ بن سید علم اللہ آپ حسن مثنیٰ بن امام حسن کی اولاد میں سے ہیں جن کی شادی شہید کربلا کی صاحب زادی فاطمہ صغریٰ سے ہوئی تھی۔ اِسی لِئے سید صاحب کے خاندان کو حسنی حسینی کہا جاتا ہے آپ کا سلسلہ نسب ٣٧ ویں پُشت میں سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب سے جا ملتا ہے۔

سید احمد شہید بریلوی اوائل عمر میں وارد شاہ جہاں آباد (دہلی) کی مسجد اکبر آبادی میں فرد کش ہوئے۔

صراطِ مُستقیم: مولانا عبدالحی اور شاہ اسماعیل نے فارسی زبان میں سید احمد شہید بریلوی کے اقوال وارشادات کو جمع کیا اور اس مجموعہ ملفوظات کا نام ''صراطِ مستقیم'' رکھا یہ کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے پہلا اور چوتھا باب مولانا اسماعیل نے ترتیب دیا اور دوسرا اور تیسرا باب مولانا عبدالحی نے لکھا۔ پہلے باب میں طریقت ولایت اور طریق نبوت کے اختلافات بیان کئے گئے ہیں۔ دوسرے باب میں وہ تمام بدعتیں اور مشرکانہ رسمیں بیان کی گئی ہیں جو کفار ومشرکین کے اختلاط کی وجہ تصوف کے نام پر اہل اسلام میں داخل ہوگئی تھیں۔ تیسرے باب میں ہندوستان کے مشہور سلسلہ ہائے تصوف کے مختلف طریقے، ان کے اوراد وظائف اور طریق کی تعلیم کو بالتفصیل پیش کیا گیا ہے۔ چوتھے باب میں ''سلوک راہ نبوت'' یعنی ''طریقہ محمدیہ'' کا بیان جو تصوف میں سید صاحب کا مخصوص طریقہ ہے دنیا نے آپ کو شیخ کامل اور مجدد وقت تسلیم کرلیا سید احمد شہید بریلوی ''طریقہ محمدیہ'' کی تشریح اس طرح فرماتے ہیں کہ تصوف کے چار طریقوں کا تعلق رسُول کریم سے بطور باطن کے ہے اور طریقہ محمدیہ کا بطور ظاہر کے ہے۔ اس لِئے انسان کے ظاہری اعمال ''طریقہ محمدیہ'' یعنی شریعت کے مطابق ہونے چاہیے۔ آپ نے ہندوستان، سندھ اور فارس وروم کی تمام ایسی رسومات کو جو حضورؐ کی سنت کے خلاف اور صحابہ کے طریقے پر کسی قسم کا اضافہ ہو۔ ان کو چھوڑ دینا چاہئے بلکہ ان سے انکار اور اظہار بے زاری کرنا چاہئے۔ آپ نے اس مخصوص طریق تصوف کو رواج دے کر خلاف سُنت امور اور بدعات و رسومات کو تصوف سے جُدا کرنے کے لِئے ایک اہم اصلاحی قدم اُٹھایا اور مشائخ و صوفیاء کے لِئے پابندی شریعت کو لازمی قرار دیا۔ آپ بیعت کے وقت چاروں

روحانی خانوادوں کے ساتھ "طریقہ محمدیہ" میں بھی با آواز بلند بیعت کرتے تھے۔

ازواجِ محترمات : سید صاحب نے تین شادیاں کی تھیں پہلی دو شادیاں خاندان میں ہوئیں ایک شادی سیدہ زہرہ سے ہوئی جو نصیر آباد سے تعلق رکھتی تھیں دوسری شادی اپنے مرحوم بھائی سید اسحاق کی بیوہ سیدہ سے کی۔ تیسری شادی سرحد میں سیدہ فاطمہ سے ہوئی جو چترال کے سادات میں سے تھیں۔

اولاد: سید صاحب کی پہلی بیوی سیدہ زہرہ کے بطن سے سیدہ سائرہ پیدا ہوئیں جن کی شادی اُن کے بھتیجے سید اسماعیل بن اسحاق سے ہوئی دوسری سیدہ ہاجرہ پیدا ہوئیں ان کی شادی سید صاحب کے دوسرے بھتیجے سید محمد یوسف بن سید محمد یعقوب سے ہوئی سید صاحب کی اولادِ نرینہ نہیں تھی۔

سید صاحب توحید و رسالت اور اتباع سُنت پر لوگوں سے بیعت لیتے تھے اور اتباع سُنت کے لئے از حد تاکید فرمایا کرتے تھے۔ تصوف کے مختلف طریقے اور ان کے وظائف اور طریق تعلیم کو بالتفصیل پیش کیا یعنی طریقہ محمدیہ کا بیان جو تصوف میں سید صاحب کا مخصوص طریقہ ہے۔

نام کتب

(۱) فاضل بریلوی، امور بدعت،

(۲) بریلی سے بالاکوٹ، قمر احمد عثمانی، ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور۔

باب نمبر 11

اہلِ سنت والجماعت حنفی دیوبندی

عنوانات

۱۔ اکابر دیوبندی
۲۔ دارالعلوم دیوبند کی بنیاد
۳۔ دارالعلوم دیوبند
۴۔ دیوبندیت کیا ہے؟
۵۔ لفظ السُّنت والجماعت
۶۔ السُّنت
۷۔ الجماعت
۸۔ علماء دیوبند کا مذہبی نظریہ
۹۔ لفظ وھابی کی تشریح
۱۰۔ علماء دیوبند کے عقائد
۱۱۔ مسئلہ حیات النبی
۱۲۔ صحابہ کرام کے متعلق عقیدہ
۱۳۔ تصوف اور صوفیاء
۱۴۔ فقہ اور فقہاء
۱۵۔ امام ابوالحسن اشعری
۱۶۔ امام ابومنصور ماتریدی
۱۷۔ دیوبند کی مشہور کتابیں
۱۸۔ دیوبند فرقہ کے بانی
۱۹۔ دیوبند لوگوں کی نشانیاں
۲۰۔ جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ

دیوبند: دیوبند کے علماء امام اعظم امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کے مقلد ہیں اور اصول واعتقادیات میں پیرو ہیں امام ابوالحسن اشعری اور امام ابومنصور ماتریدی کے اور طریقِ ہائے صوفیہ میں دیوبندیوں کو انتساب حاصل ہے۔ سلسلہ عالیہ حضرات نقش بندیہ اور طریقہ زکیہ مشائخ چشت اور سلسلہ بہیہ حضرات قادریہ اور طریقہ مرضیہ مشائخ سہروردیہ کے ساتھ۔ ”مسلک دیوبند“ درحقیقت فکر وعمل کے اس

طریقے کا نام ہے جو دارالعلوم دیوبند کے بانیوں اور اس کے مستند اکابر نے اپنے مشائخ سے سندِ متصل کے ساتھ حاصل کیا تھا۔

اکابر دیوبند: امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی اور ان کے خلفائے کاملین نے گیارھویں صدی ہجری میں اور بارھویں صدی میں امام المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے خاندان نے ہندوستان میں علم و عرفان اور شریعت و طریقت کی قندیلیں روشن کیں۔ اور تیرھویں صدی کے اواخر میں مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے وارثین حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی حجۃ الاسلام بانی دارالعلوم دیوبند اور قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے عالم اسلام کو منور فرمایا یہ دونوں بزرگ کمالات شریعت و طریقت کے جامع تھے یہ امام اعظم ابوحنیفہ کی تقلید میں بہت پختہ تھے اور مسلک حنفی کو ان کے دور میں بہت زیادہ تقویت پہنچی ان دونوں نے امام الاولیاء قطب العارفین حضرت حاجی امداد اللہ چشتی مہاجر مکی سے رُوحانی فیضان حاصل کیا اور مقام ولایت کے مرتبہ کو پہنچے۔

دارالعلوم دیوبند کی بنیاد: مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزدی میں ناکامی کے بعد اسلامی علوم و نظریات کے تحفظ کے لئے دیوبند میں دینی عربی مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ اس مدرسہ کا افتتاح ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ میں مسجد چھتہ میں انار کے مشہور درخت کے نیچے ہوا اس درسگاہ کے پہلے معلم حضرت علامہ محمود اور پہلے متعلم محمود حسن تھے جو بعد میں محمود حسن صاحب اسیر مالٹا کے نام سے مشہور ہوئے۔ بعض محققین نے فرمایا ہے کہ دارالعلوم دیوبند ایک مجدد کی حیثیت رکھتا ہے دیوبند علماء کا خیال ہے کہ اگر دیوبند دارالعلوم کا وجود نہ ہوتا تو متحدہ

ہندوستان میں مذہب اہلِ سُنت والجماعت کا صرف نام ہی باقی رہ جاتا۔مولانا محمد قاسم نانوتوی جو کہ سخت دیوبندی عالمِ دین تھے۔ اُنہوں نے ان فرسودہ روایات کی سخت مخالفت کی انہوں نے نہ صرف مخالفت کی بلکہ جب مرزا غلام احمد صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو انہوں نے مدلل جواب بھی دیا۔حضرت نانوتوی کے بعد جب مولانا محمود حسن دیوبندی نے فرقہ دیوبند کی امارت سنبھال لی تو ان کی قیادت میں تحریک دیوبند نے عالمگیر شہرت حاصل کی۔

نانوتوی کا مطلب نانوتہ جگہ کا نام ہے اُس مناسبت سے مولانا محمد قاسم کے نام کے ساتھ نانوتوی بھی لکھتے ہیں۔ جیسے مرزا غلام احمد قادیانی،قادیاں گاؤں کا نام ہے اُس کی مناسبت سے اُسے قادیانی کہتے ہیں۔

محمود حسن مولانا نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی کے بعد آنے والی نسل میں سب سے زیادہ ممتاز شخصیت ہیں۔ان کی قیادت میں دیوبند نے کافی شہرت حاصل کی دیوبند کے مشہور علماء

(۱) مولانا شبیر احمد عثمانی جو پاکستان کے شیخ الاسلام مشہور ہوئے۔

(۲) مولانا عبیداللہ سندھی (۳) مولانا حفظ الرحمٰن سیوھاروی۔

(۴) مشہور طبیب حکیم اجمل خان،مولانا قاری محمد طیب تقریباً نصف صدی سے زیادہ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم رہے ہیں۔انہوں نے شیخ الھند حضرت مولانا محمود حسن حکیم الامت حضرت اشرف علی صاحب تھانوی جیسے اساتذہ سے فیض پایا۔

دارالعلوم دیوبند: دیوبند مدرسہ کو مولانا محمد قاسم نانوتوی کے نام پر قاسم العلوم والخیرات بھی کہا جاتا ہے لیکن اس کا مستقل نام دارالعلوم ہی ہے۔۱۲۹۳ھ میں

دارالعلوم کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا آج دارالعلوم کے احاطے میں کئی لاکھ کی عمارتیں کھڑی ہیں ۲۳۰ بڑی بڑی درس گاہیں ہیں۔ آٹھ ہوسٹل تقریباً چار سو حجرے مطالعے کے لئے کتب خانے ۱۳۵۰ھ میں طلبہ کی تعداد ۹۱۵ تھی۔ دارالعلوم کے چار اعلیٰ عہدیدار ہیں۔ (۱) سرپرست (۲) مہتمم (۳) صدر مدرس (۴) مفتی۔

پہلے سرپرست مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد یعقوب نانوتوی، مولانا محمود حسن اور مولانا اشرف علی تھانوی ان ذمہ دار عہدوں پر فائز رہے۔ (موجِ کوثر ص ۲۰۷)

دیوبندیت کیا ہے؟ اور یہ جماعت دیوبند آیا کوئی نیا فرقہ ہے؟ جسے وقت نے پیدا کر دیا ہے یا اُوپر سے اِس کی کوئی اصل ہے اور آیا دیوبند اہلِ سُنت والجماعت ہیں یا کچھ اور؟ اگر اہلِ سنت ہیں تو سُنی حنفی ہونے کے دوسرے دعویداروں کے ہجوم میں اُن کی کیا پوزیشن ہے اور اُن میں اور دوسرے مدعیوں میں کیا فرق ہے؟ یہ اس لِئے ضرورت محسوس ہوئی کہ ان کے دینی رُخ اور مسلکی مزاج کو تابحدِ امکان تحریر کیا جائے۔ بلکہ اصول اور کلی طور پر اُن کے دینی مزاج اور مسلکی ذوق کی نشاندہی پیشِ نظر ہے۔ سب سے پہلے چند ضروری اور تمہیدی باتیں ذہن نشین کر لینی چاہیں جن سے مقصد تک پہنچنا اور اُسے سمجھنا آسان ہو جائے گا۔

۱۔ دیوبند سے صرف وہ حلقہ مراد نہیں جو دارالعلوم دیوبند (یہ ادارہ دیوبند انڈیا میں آج بھی موجود ہے) جس میں تعلیم وتدریس یا تبلیغ یا تصنیف وتالیف کا سلسلہ جاری ہے ان سب کا نظریہ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی کی حکمت سے جڑا ہوا ہے۔

۲۔ علماءِ دیوبند اپنے دینی رُخ اور مسلکی مزاج کے لحاظ سے کلیتہً اہلِ سُنت و

الجماعت ہیں۔ جس کی بنیاد کتاب وسنت اور فقہ ائمہ پر قائم ہے اس کا اصل اصول توحید وعظمت رسالت ہے جو تمام انبیاء کا دین رہا ہے۔ دیوبند مسلک میں پہلی اصل توحید خداوندی پر زور دیتا ہے جس کے ساتھ شرک یا موجبات شرک جمع نہ ہوسکیں اور کسی بھی غیر اللہ کی اس میں شرکت نہ ہو دیوبند سے اہلِ سُنت والجماعت کا وجود قائم ہے۔

السُنت والجماعت کے الفاظ کو سمجھنے اور غور کرنے سے فرقہ دیوبند کی بنیادیں خود بخود کھل کر سامنے آجائیں گی۔

لفظ السُنت والجماعت: یہ لقب دو کلموں کا مرکب ہے السُنت اور دوسرا الجماعت اور ان دونوں کے مجموعہ ہی سے اُن کا مسلک بنتا ہے تنہا کسی ایک کلمہ سے نہیں بنتا۔

السُنت: السُنت کے لفظی معنی قانون، دستور، طریقہ، ہدایات، اور صراطِ مستقیم کی طرف اشارہ ہے۔

الجماعت: الجماعت کے لفظی معنی ذات قدسیہ، شخصیاتِ مقدسہ یا رہنما کی طرف اشارہ ہے۔

اسلامی مذہب یا مسلک کے دو بنیادی عناصر (۱) قانون (۲) شخصیت

۱۔ قانون سے مُراد قرآن، حدیث۔ ۲۔ شخصیت سے مُراد حضرت محمد ﷺ۔

بر حال ہدایت کے یہ دونوں ہی عنصر (قانون، کتاب، شخصیت) فرق مراتب کے ساتھ ضروری اور لازمی قرار دیئے گئے ہیں۔ اسی لئے بہت سے اسلامی فرقے اپنے آپ کو اہل سُنت والجماعت کہتے ہیں علماء دیوبند قرآن کی اس آیت کو لیتے

ہیں۔ اور ہم نے تم کو ایک ایسی جماعت بنا دیا ہے جو نہایت اعتدال پر ہے تا کہ تم لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو اور تمہارے لیئے رسول علیہ گواہ ہوں۔

(سورہ البقرہ آیت نمبر ۱۴۳)

علماء دیوبند کا مذہبی نظریہ: علماء دیوبند کا دوسرے فرقوں کے بارے میں یہ نظریہ ہے کہ دوسرے فرقوں نے کتاب اللہ کو چھوڑ کر بزرگانِ دین اور شخصیات مقدسہ کی گہری عقیدت کے تحت کتاب الٰہی کو کتاب ساکت اور شخصیات کو کتاب ناطق کہہ کر اُن کے ہر قول و فعل، ہر قال و حال اور ہر شخصی کردار کو اپنا دین بنا لیا۔ اور پھر اُن کے نقش قدم پر محبت اولیاء کے نام سے کتنے ہی فرقے گروہی تعصب کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ جنہوں نے اولیاء اُمت کی عظمت و محبت کو عبادت کی حدود تک پہنچا دیا اور توحید کے نام سے (ایک خُدا کی عبادت کرنا) کھلے شرک کا کارخانہ برپا کر دیا زندہ بزرگوں کی تو سجدہ تعظیمی کے نام سے پرستش ہونے لگی اور مُردہ بزرگوں کی سجدۂ قبور سے پوجا شروع ہو گئی۔ اِن کے نام کی منتیں بھی گذاری جانے لگیں اُن مُردوں سے مُرادیں بھی مانگی جانے لگیں اُن کی قبروں پر نذر و نیاز اور قربانیاں بھی دی جانے لگیں۔ عبد النبی عبدالمصطفٰی، عبدالحسین وغیرہ نام رکھے جانے لگے۔ پس مسلک علماء دیوبند نہ محض اصول پسندی کا نام ہے اور نہ شخصیت پرستی کا اُن کے یہاں دین اور دینی اصل توحید خُداوندی پر زور دیا جاتا ہے۔ جس کے ساتھ شرک اور کسی بھی غیر اللہ کی اِس میں شرکت نہ ہو۔ دیوبند کے پاس قانون شریعت بھی ہے یعنی کتاب و سُنت اور ان کا فقہ اور قانون طریقت بھی ہے کتاب و سُنت کی باتیں جو اللہ کی طرف سے حضورؐ تک اور کتاب میں یعنی (قرآن) اور پھر

حضورؐ سے سُنت کا سلسلہ چلتا ہے تو رسُول سے صحابہ تک صحابہ سے تابعین تک اور تابعین سے تبع تابعین سے آج کے دَور تک چلتا ہے جسے سند کہتے ہیں۔

علماءِ دیوبند کے اہلِ حدیث فرقہ سے اختلاف محض فروعی اور خواہ مخواہ کا نہیں بلکہ اُن کے ساتھ بنیادی اور اصولی اختلافات ہیں۔

لفظ وھابی کی تشریح: ہندوستان میں لفظ وھابی کا استعمال اس شخص کے لئے تھا جو آئمہؒ کی تقلید چھوڑ بیٹھے پھر اس لفظ میں ایسی وسعت ہوئی کہ یہ لفظ ان پر بولا جانے لگا جو سنت محمدیہ پر عمل کریں اور بدعات سیئہ ورسوم قبیحہ کو چھوڑ دیں۔ بمبئی اور اس کے نواح میں یہ مشہور ہے کہ جو مولوی اولیاء کی قبروں کو سجدہ اور طواف کرنے کو منع کرے وہ وھابی ہے بلکہ جو سود کی حرمت ظاہر کرے وہ بھی وھابی ہے اس کے بعد لفظ وھابی ایک گالی بن گیا سو اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وھابی کہتا ہے تو یہ مطلب نہیں کہ اس کا عقیدہ فاسد ہے بلکہ یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سنی ہے سنت پر عمل کرتا ہے بدعت سے بچتا ہے اور معصیت کے ارتکاب میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔

علماءِ دیوبند کے عقائد:

علماءِ دیوبند کا مسلک بے ادب مادہ پرستوں کی طرح یہ نہیں ہے۔

(۱) انبیاء علیہ السلام معاذ اللہ محض ایک چٹھی رساں اور ڈاکیہ کی حیثیت رکھتے ہیں جن کا کام اللہ کا پیغام انسانوں تک پہنچا دینا ہے اور بس اس سے زیادہ معاذ اللہ ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ علماءِ دیوبند بصدق قلب سید الکونین حضرت محمد ﷺ کو افضل الکائنات، افضل البشر اور افضل الانبیاء یقین کرتے ہیں مگر ساتھ ہی آپ کی بشریت (انسانیت) کا بھی اعلانیہ اقرار کرتے ہیں۔ حضورؐ کی ذات کو تمام انبیاء کرام کی تمام

کمالاتی خصوصیات خُلت، اصطفائیت، کلمیت، رُوحیت، صادقیت، مخلصیت اور صدیقیت وغیرہ کا جامع بلکہ مبدا نبوت انبیاء اور منشاء ولایت اولیاء سمجھتے ہیں۔ غلوِعقیدت ومحبت میں نفی بشریت یا ادعا اوتاریت یا پردہ مجاز میں ظہور ربوبیت جیسے کلمات باطلہ کہنے کی کبھی جرات نہیں کرتے آپ کی حدود عبدیت کو توڑ کر حدود معبودیت میں پہنچادینے سے مدد نہیں لیتے اور نہ ہی اسے جائز سمجھتے ہیں وہ آپ کی اطاعت مطلقہ کو فرض عین جانتے ہیں لیکن آپ کی عبادت جائز نہیں سمجھتے۔ وہ برزخ میں آپ کی جسمانی حیات کے قائل ہیں مگر وہاں معاشرت دینوی کے قائل نہیں وہ اس کے اقراری ہیں کہ آج بھی اُمت کے ایمان کا تحفظ گنبد خضری ہی کے منبع ایمانی سے ہو رہا ہے۔ لیکن پھر بھی آپ کو حاضر ناظر نہیں جانتے جو خصوصیات اُلوہیت میں سے ہے۔

(۲) اہلِ دیوبند کے نزدیک روضہ سید المرسلین کی زیارت اعلیٰ درجہ کی قربت اور ثواب ہے اور واجب کے قریب ہے۔ مسجد نبوی کی زیارت کی بجائے روضہ رسول کی زیارت کی نیت کرے پھر جب وہاں حاضر ہوگا تو مسجد نبوی و دیگر مقامات مقدسہ کی زیارت بھی ہو جائے گی۔

(۳) انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام کا زندگی اور وصال کے بعد دُعاؤں میں توسل جائز ہے۔ بایں طور دُعا کرنا کہ یا اللہ میں بوسیلہ فلاں نبی و بزرگ کے تجھ سے دُعا کی قبولیت اور حاجت برابری چاہتا ہوں جائز بلکہ بہتر ہے۔

(۴) انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں ان کی قبر کی زندگی دُنیا کی زندگی سے بہتر ہے اور اس معنی میں برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے۔

(۵) روضہ مبارک پر حاضری کے وقت خانہ کعبہ کی بجائے آپ کے روضہ پاک کی

طرف منہ کرکے آپؐ پر درود وسلام پیش کرنا چاہیے۔

(۶) چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا واجب ہے تقلید چھوڑنے سے بندہ نفس وھوا کا اتباع کرتا ہے جس کا انجام الحاد اور زندقہ (مطلب دین کو چھوڑ دینا) ہے۔

(۷) عقائد کی درستی اور شریعت کے ضروری مسائل کی تفصیل سے فارغ ہوکر شیخ کامل سے بیعت ہوکر اپنے نفس کی اصلاح اچھے اخلاق کو سیکھنا بُرے اخلاق تکبر عجب ریاکاری وغیرہ سے بچنے کے لئے بیعت ہونا ضروری ہے اور ان کے بتائے ہوئے اذکار کی پابندی لازم ہے۔

(۸) اللہ تعالٰی بغیر جہت ومکان کے عرش پر مستوی ہیں ایسی شان کے ساتھ جو اللہ تعالٰی کے لائق ہے ہم اس کیفیت سے بے خبر ہیں۔

(۹) حضرت محمد ﷺ تمام انبیاء ورسل وکل مخلوق سے افضل ہیں اور فضیلت میں کسی کی آپ کے ساتھ نسبت کرنا آپؐ کی توہین ہے۔ ایمان اور توہین ایک ساتھ کسی دل میں جمع نہیں ہوسکتا۔

(۱۰) خاتم النبین حضرت محمد ﷺ باعتبار زمانہ وباعتبار ذات تمام انبیاء ورسل کے خاتم ہیں۔

(۱۱) اسلامی اصطلاح میں حضرت محمد ﷺ افضل البشر تمام مخلوق سے اشرف جمع پیغمبروں کے سردار سارے نبیوں کے امام ہیں بڑے بھائی کی طرح آپ کی فضیلت کو جاننا کفر اور بے ایمانی ہے۔

(۱۲) آپ کو اولین وآخرین کا علم عطا ہوا آپ پر حق تعالٰی کا فضل عظیم ہے تمام

مخلوق سے زیادہ عالم ہیں ۔ بایں ہمہ وہ گندے علم جو آپ کی شان کے لائق نہیں ایسے علوم سے حق تعالیٰ نے آپ کو محفوظ رکھا آپ شیطانی علوم سے بالکل پاک ہیں ۔ شیطانی علوم میں ابلیس سے بڑا کوئی نہیں اور رُوحانی علوم میں خُدا کے بعد آپ سے بڑا کوئی نہیں

(۱۳) جشن ولادت کے موقع پر آپؐ کی صورت و سیرت کا تذکرہ باعث اجر وثواب وحصولِ محبت محبوب کبریا ہے۔مگر ایسی پاک مجالس کا منکراتِ شرعیہ سے پاک ہونا ضروری ہے۔ مثلاً مردوں عورتوں کے اختلاط باجے گانے سے جب کہ فی زمانہ یہ ہو رہا ہے مگر ہندوؤں کی طرح یہ عقیدہ جان کر میلاد شریف کی مجلس سجانا کہ آپ ﷺ کی رُوح مبارک عالمِ ارواح سے عالم دنیا کی طرف آتی ہے۔ اور مجلس میلاد کو نفس ولادت حضورؐ پاک کے وقوع کا یقین رکھ کر وہ برتاؤ کرنا جو واقعی ولادت کی گذشتہ ساعت میں کرنا ضروری تھا مجوس اور رافضیو ں (شیعوں) کے عقیدے کے ساتھ مشابہت ہے جیسے روافض ان تمام باتوں کی نقل اُتارتے ہیں جو قولاً وفعلاً عاشورا کے دن میدانِ کربلا میں حضرت امام حسینؓ کے ساتھ کیا گیا۔ مثلاً لاش بنانا، کفنانا، قبر کھودنا، دفنانا، جنگ وقتال کے جھنڈے چڑھانا کپڑوں کو خون سے رنگنا نوحے کرنا وغیرہ۔ دیوبند مشائخ کے نزدیک حضرت محمد ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں ۔ علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء وشہدا کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور حضرت موسیٰ کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اِس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔

مسئلہ حیات النبی: برزخ میں انبیاء علیہم السلام کی حیات مسئلہ مشہور ومعروف

اور جمہور علماء کا اجتماعی مسئلہ ہے علماء دیوبند جس میں عقیدہ اہل سُنت والجماعت برزخ میں انبیاء کرام کی حیات کے اس تفصیل سے قائل ہیں کہ حضورؐ اور تمام انبیاء کرام وفات کے بعد اپنی اپنی قبروں میں حیات جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں۔ اور ان کے اجسام کے ساتھ اُن کی ارواح مبارکہ کا ویسا ہی تعلق قائم ہے جیسا کہ دُنیوی زندگی میں قائم تھا۔ وہ عبادت میں مشغول ہیں نمازیں پڑھتے ہیں اُنہیں رزق دیا جاتا ہے اور وہ قبور مبارکہ پر حاضر ہونے والوں کا صلوٰۃ وسلام سُنتے ہیں۔ وفات کے بعد حضورؐ کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بہ تعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا حضورؐ صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔ (مذکورہ بالا مسئلہ حیات النبی کی تصریح کنندگان) احقر محمد طیب وارد حال راولپنڈی، مولانا قاضی نور محمد خطیب جامع مسجد قلعہ دیدار سنگھ، لاشی مولانا غلام اللہ خان، مولانا محمد علی جالندھری۔

سوال: کیا جائز ہے؟ کہ مسجد نبوی میں دُعا کرنے والے کو اپنی صورت قبر شریف کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو یا قبلہ کی طرف منہ کرے؟

جواب: عقائد علماء دیوبند میں مذکور ہے کہ جب تم قبر شریف پر حاضر ہو تو قبر مطہر کی طرف منہ کر کے کہو آپ پر سلام نازل ہو۔ اے نبی اللہ کی رحمت برکات نازل ہوں زیارت قبر کے وقت چہرہ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہیے یہی دیوبند کے نزدیک معتبر ہے۔

(۱) حضرت محمد ﷺ کو تمام مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں۔ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی رسول حضورؐ کو اولین

و آخرین کا علم عطا ہوا۔ دیو بند علماء کہتے ہیں کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے نکالے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے وہ کافر قطعی ملعون اور کتاب و سُنت و اجماع امت کا مخالف ہے۔ ان کا یہ عقیدہ ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرعون اور ابولہب کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ دوزخی ہیں تو یہ حکم قطعی ہے۔ لیکن اللہ ان کو جنت میں داخل کرنے پر قادر ضرور ہے عاجز نہیں۔ ان بہتر فرقوں میں سے صرف اہلِ سُنت و الجماعت ہی فرقہ حقہ کہلانے کے مستحق ہیں اور بہتر فرقوں میں سے فرقہ ناجیہ قرار پائے اہلِ سُنت والجماعت کا رشتہ سند متصل کے ساتھ صحابہ کرام سے گزرتا ہوا ذاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا انقطاع جڑا ہوا ہے۔ جس سے واضح ہے کہ یہ فرقہ کوئی نوزائیدہ یا نومولود فرقہ نہیں جسے وقت کے نظریات نے پیدا کر دیا ہو بلکہ قدیم اور سالف الایام فرقہ ہے۔

پھر اس کا لقب اہلِ سُنتہ والجماعتہ بھی مشکوۃ نبوت ہی سے نکلا ہوا پھر اور صحابہ نبوی ہی نے اسے شائع بھی فرمایا ہو تو پھر اس طبقہ کے مستند حقانی قدیم اور اصل ہونے، جامع لقب سوائے اہلِ سُنت والجماعت کے دوسرا ہو ہی نہیں سکتا۔

صحابہ کرام کے متعلق عقیدہ: علماء دیو بند صحابہ میں تفریق کے قائل نہیں کہ کسی کو لائق محبت سمجھیں اور کسی کو لائق عداوت علماء دیو بند کے مسلک میں سب حضرات مقدسین تقدس کے انتہائی مقام پر ہیں۔ مگر نبی یا خدا نہیں بلکہ بشریت کی صفات سے متصف لوازم بشریت اور ضروریات بشری کے پابند ہیں۔ مگر عام بشر کی سطح سے بالاتر کچھ معمولی امتیازات بھی رکھتے ہیں۔

تصوف اور صوفیاء: علماء دیو بند اولیاء کرام کے ساتھ اس غلو محبت و مخالفت سے

مسلکاً کوسوں دُور ہیں۔ البتہ متصوفہ اور بناوٹی صوفیوں کو نا قابلِ التفاف سمجھتے ہیں اور چند بندھی جڑی رسموں کی نقالی یا نمائشی اچھل کود کو اچھا نہیں سمجھتے اور اُن کی قبروں کو سجدہ ورُکوع طواف، نذر، منت اور قربانی کے قائل نہیں۔ لیکن اُن کی منور قبروں سے استفادہ اور فیض حاصل کرنے کے قائل ہیں اور اُنہیں مشکل کشا اور دافع البلاء والوباء نہیں سمجھتے وہ حاضری قبور کے قائل ہیں۔ مگر اُن کو عید گاہ اور سجدہ گاہ بنانے کے قائل نہیں ان سے تبرک واستفادہ کے قائل ہیں۔

صوفیاء واولیاء کی محبت وعقیدت اُن کے نزدیک بلا شبہ ایک شرعی حقیقت ہے۔ علماء دیوبند اُن کی غیر معمولی دینی عظمتوں کے پیش نظر انہیں سرتاج اولیاء مانتے ہیں مگر ان کے معصوم ہونے کے قائل نہیں۔ طریقت کو شریعت سے الگ کوئی مستقل راہ نہیں سمجھتے بلکہ شریعت ہی کے باطنی اور اخلاقی حصہ کو طریقت کہتے ہیں جو اصلاح قلب کا راستہ ہے جسے شریعت نے احسان کہا ہے حاصل یہ ہے کہ دیوبند مسلک میں تعظیم اولیاء السند جزو دین ہے اولیاء کرام کے سلاسل اور طرق تربیت کے منکر نہیں جبکہ وہ خود بھی ان سلسلوں سے بندے ہوئے ہیں۔ علماء دیوبند آج کی رائج شدہ غمی کی رسموں مثلاً تیجہ، دسواں، چالیسواں، برسی قبروں کے چڑھاوے، عرسوں کی غیر شرعی خرافات وغیرہ کو بدعت کہہ کر سختی سے روکتے ہیں اور شادی کی رسموں مثلاً کنگنا چوتھی بھوڑا۔ آرسی مصحف وغیرہ کو جو اگر چہ دینی حیثیت سے نہیں صرف محض تمدنی اور معاشرتی جذبات سے انجام دی جاتی ہیں۔ خلاف سُنت کہہ کر اخلاقی انداز سے بملا طفت روکتے ہیں۔ بہر حال رسم بدعت ہو یا رسم خلافِ سُنت دونوں کو روکتے ہیں رسومِ غمی کو قوت سے روکتے ہیں کیونکہ وہ باعث ثواب سمجھ کر کی جاتی ہیں۔

فقہ اور فقہاء: فقہ اور فقہاء کے سلسلے میں بھی علماء دیو بند کا مسلک وہی جامعیت اور جوہر اعتدال لئے ہوئے ہے جو اولیاء و علماء کے بارے میں انہوں نے اپنے سامنے رکھا ہے صرف ایک امام مجتہد کے مذہب کے دائرہ میں محدود رہنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اس لِئے دیو بند فقہیات میں حنفی المذہب ہیں اور تمام اجتہادی مسائل میں حنفی مذہب کے تابع رہتے ہیں اور حق صرف حنفی مذہب کو جانتے ہیں۔

علماء دیو بند اشعری ہیں یا ماتریدی؟ اس بارہ میں علماء دیو بند ماتریدی کی نسبت سے معروف ہیں لیکن اِن میں ایک جماعت اشعری ہونے کی رائے بھی رکھتی ہے دیو بند کے نزدیک دو امام ہیں۔

(۱) امام ابوالحسن اشعری: شیخ ابوالحسن علی بن اسماعیل اشعری کے متبع ہیں جو ۲۶۰ یا ۲۷۰ ہجری میں پیدا ہوئے تھے اور ابوموسیٰ اشعری جو حضرت سرورِ عالم کے صحابی کی اولاد میں سے ہیں اور اشعری ملکِ یمن کے ایک قبیلے کا نام بھی ہے۔ اشعری فقہ امام شافعی کے فقہ پر تھے بعض مالکیہ کہتے ہیں معتزلہ اشعریہ کو اثریہ بھی کہتے ہیں شافعی لوگ امام ابوالحسن اشعری کے تابع ہیں اس وجہ سے ان کو اشعریہ کہتے ہیں بغداد میں سکونت کی اور وہیں ۳۲۴ ہجری یا ۳۳۰ ہجری میں انتقال ہوا۔

(۲) امام ابومنصور ماتریدی: امام ابومنصور محمد بن محمود ماتریدی کی طرف منسوب ہے یہ امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں اور فقہ میں حنفی المذہب تھے ماترید سمرقند کے ایک محلے کا نام جس میں آپ رہا کرتے تھے بعض کہتے ہیں کہ سمرقند کے شہروں میں سے ماترید بھی ایک شہر کا نام ہے حنفی لوگ امام ابومنصور ماتریدی کے قول کے تابع ہیں اس سبب سے ان کو ماترید کہتے ہیں۔

حضرت الامام شاہ ولی اللہ کے کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ اشعری ہیں اس لیئے علماء دیوبند کو بھی وہ اشعری سمجھتے ہیں ۔دُنیا میں دیوبند مسلم فرقہ، اہل سُنت و الجماعت میں مذہباً حنفی ہیں کلاماً ماتریدی واشعری ہیں مشرباً صوفی ہیں سلوکاً چشتی بلکہ جامع سلاسل ہیں فکراً ولی اللّٰہی ہیں اصولاً قاسمی ہیں فروعاً رشیدی ہیں بیاناً یعقوبی ہیں اور نسبتاً دیوبند ہیں۔

دیوبند کی مشہور کتابیں: دیوبند کی مشہور کتاب فتاویٰ رشیدیہ ہے جو مولانا رشید احمد گنگوہی نے لکھی ہے۔

دیوبند فرقہ کے بانی: دیوبندی فرقہ کے بانی کا نام قطب الارشاد مولوی رشید احمد گنگوہی اور حجتہ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی ہیں۔

دیوبندی لوگوں کی نشانیاں:

۱- اکثر علماء دیوبند سر پر بال نہیں رکھیں گے یعنی سر مُنڈواتے رہیں گے بڑے بڑے بال نہیں ہونے دیں گے بالکل چھوٹے چھوٹے بال رکھیں گے۔

۲- پاجاموں اور شلواروں کے پہنچے ٹخنوں سے اُونچے رکھیں گے۔

۳- لمبی لمبی نمازیں پڑھیں گے تاکہ دوسرے لوگ ان کی نمازوں کو دیکھ کر اپنی نمازوں کو درست کرلیں۔

۴- اکثر یہ لوگ تبلیغ کے لیئے شہر شہر اپنے بستروں کو اُٹھا کر تبلیغ کرتے نظر آئیں گے یا گاڑیوں میں سفر کر کے لوگوں کو تبلیغ کریں گے۔

۵- دیوبند لوگوں کا سالانہ سب سے بڑا اجتماع لاہور کے نزدیک رائیونڈ میں ہر سال ایک بار ہوتا ہے اور دیوبند لوگ پاکستان کے دوسرے شہروں سے جوگ در

جوگ اس میں شامل ہوتے ہیں لاکھوں کی تعداد میں یہ لوگ جمع ہوتے ہیں۔

جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ

اس تنظیم سے وابستہ افراد (۱) پنجاب میں ''اشاعتی'' اور ''مماتی'' کے نام سے جانے جاتے ہیں۔

(۲) صوبہ سرحد میں '' پنج پیری'' (گاؤں کا نام ہے) سے جانے جاتے ہیں اور جمعیت کے سربراہ (مولانا طاہر پنج پیری صاحب ہیں)۔

انہی دو صوبوں میں ان کے پیروکار زیادہ پائے جاتے ہیں اس تنظیم نے اپنا ایک تحریری دستور بنا رکھا ہے۔ جس کی دفعات و شقات میں اس تنظیم کے اغراض و مقاصد، طریقہ کار وغیرہ وضاحت کے ساتھ بیان کر دیئے گئے ہیں۔

دستور کی ابتدا میں سورۃ یوسف کی آیت ۴۰، النسآء ۵۹، الاحزاب ۴۰ اور البقرۃ ۱۳۷ کو نمایاں طور پر لکھا گیا ہے۔

جس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ ان آیات کے مطابق جمعیت اشاعت التوحید و السنۃ کے لوگ صرف اللہ کے حکم کو ہی حرف آخر سمجھتے ہیں اسی کی بندگی کرتے ہیں۔

اشاعۃ التوحید والسنۃ کا عقیدہ ہے کہ انسان کامل مومن تب بنتا ہے جب وہ ہر ایک طاقت کا مالک صرف اللہ کو مانے اور اس کے مقابل جن جن کو لوگوں نے حاجت روا اور مشکل کشا بنا رکھا ہے ان سب کی نفی کرتے اور کہتے ہیں۔ یہ بات ہمیں قرآن بتاتا ہے لوگوں نے قرآن کو بس چومنے اور چاٹنے تک محدود کر رکھا ہے۔ اور ایمان سارے کا سارا بزرگوں کی کتابوں پر رکھا ہوا ہے۔ قرآن سے پوچھتا ہی نہیں کہ تو ہی

بتا سچا ایمان کیا ہے۔

متنازعہ امور میں صرف قرآن وحدیث سے رجوع کرتے ہیں محمد ﷺ کو آخری نبی سمجھتے ہیں اور صحابہ کے ایمان کو نمونہ ومثال مانتے ہیں اگرچہ انہوں نے علماء دیوبند کے متفقہ عقیدے ''قبر میں حیات النبی'' سے بظاہر اختلاف کیا ہے۔

جس کی وجہ سے آج کے علماء دیوبند انہیں گمراہ قرار دیتے ہیں تاہم وہ خود کو دیوبند (اشاعتی) مسلک کا پیروہی مانتے ہیں دیوبندی مسلک کو ''حق'' گرادنتے ہیں اور اسی کی ترویج واشاعت کرتے ہیں۔ گجرات (جو اس تنظیم کا ہیڈ کوارٹر ہے) سے شائع ہونے والا ماہنامہ ''نغمہ توحید'' اور سرگودھا سے چھپنے والا ماہ نامہ ''گلستان'' اور ماہنامہ ''عارفین'' اس تنظیم کے داعی ومبلغ جرائد ہیں۔

۱۔ اشاعت التوحید والسنۃ والوں کی مساجد میں ہر فرض صلوٰۃ کے بعد امام اور مقتدی ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرتے ہیں۔

۲۔ ''مسلک دیوبند'' کی مساجد پر لکھا ہوتا ہے ''مسلک دیوبند''

۳۔ لیکن اشاعتی دیوبند کی مساجد پر ''اشاعۃ التوحید والسنۃ'' کا لیبل لگا ہوگا۔

اشاعتی اور دیوبند (دونوں) کے عقائد میں یکسانیت پائی جاتی ہے (فرق صرف نام کا ہے)۔

(۱) اشاعتی بھی دیوبند کی طرح حضورؐ کو قبر میں زندہ مانتے ہیں۔

(۲) اشاعتی اور دیوبند دونوں مانتے ہیں کہ انبیاء کے جسم کو مٹی نہیں کھاتی۔ انبیاء کرام کے جسموں کو مٹی پر حرام کر دیا گیا ہے۔

جس طرح دیوبند اپنے خوابوں میں نبی ﷺ اور دوسرے فوت شدہ بزرگوں

کی زیارت کرتے رہتے ہیں اسی طرح اشاعتی دیوبندبھی ان سے پیچھے نہیں ۔
اشاعتی اوردیوبندی دونوں فقہ حنفی کے پیرو ہیں ۔

مجلس مقنّنہ اشاعۃ التوحید والسنۃ پاکستان کا فیصلہ

(۱) اشاعۃ التوحید والسنۃ کا مسلک عدم سماع موتی ہے۔

(۲) سماع موتی عندالقبور کے قائلین کو ہم کافر نہیں کہتے۔

(۳) سماع موتی عندالقبور کے قائلین میں سے کوئی بھی ہماری جماعت کا رکن نہیں بن سکتا۔

(۴) سماع موتی عندالقبور کے قائلین کو کافر کہنے والا بھی ہماری جماعت کا رکن نہیں بن سکتا۔

''سماع موتی کا عقیدہ قرآن کریم کے خلاف ہے قرآن کریم میں سماع موتی ثابت نہیں ہے اور جولوگ سماع موتی ہر وقت دورونزدیک کے قائل ہیں وہ ہمارے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔''

ہاں جو دورنزدیک سے مطلقاً موتی کے سننے کے قائل ہوتو وہ شرک فی السمع کا مرتکب ہوکر مشرک قرار پائے گا۔

اشاعتیوں کے مفتی سید محمد حسین شاہ نیلوی صاحب ہیں یہ مولانا رشید احمد گنگوہی کو اپنا مقتدا مانتے ہیں اور پنج پیری کے سربراہ شیخ القرآن مولانا محمد طاہر پنج پیری صاحب ہیں شیخ القرآن مولانا حسین علی الوانی دیوبندی عالم مولانا رشید احمد گنگوہی کے شاگرد اور خلیفہ تھے کے مسلک سے تمسک ان کی جماعت کی شرط لازم ہے۔

(۱) عنایت اللہ شاہ گجراتی (۲) مولانا قاضی شمس الدین صاحب گوجرنوالہ (۳) مولانا غلام اللہ خاں صاحب راولپنڈی (یہ سب مولانا حسین علی الوانی) صاحب کے شاگرد ہیں اور اشاعتی دیوبند ہیں۔

ضیا اللہ شاہ بخاری صاحب کہتے ہیں اگر اشاعت التوحید والسنتہ نہ ہوتی تو دیوبندیت نام کی کوئی حقیقت نہ ہوتی لبادے چاہے جتنے ہوتے رنگ چاہے جتنے ہوتے (۱) حق نہ ہوتا (۲) جہاد نہ ہوتا (۳) اسلام نہ ہوتا۔

اشاعتی علماء کہتے ہیں آج اس ملک پاکستان میں دیوبندیت حق کی آبرو ہے یہ صرف اشاعت التوحید والسنتہ کا ہی قافلہ ہے جس کی وجہ سے یہ ہوا جمعیت اشاعتہ التوحید السنتہ کے علماء کہتے ہیں کہ بانیان دیوبند (رحمہم اللہ تعالیٰ علہم اجمعین) ان کی عقیدت تو ہم اپنے لئے باعث عزت وفخر سمجھتے ہیں اُن کی توہین کا تصور بھی ہم نہیں کر سکتے قطب الارشاد حضرت رشید احمد گنگوہی تو ہمارے لئے مینارہ نور ہیں۔ اشاعت التوحید والے انہیں اپنا مقتدا مانتے ہیں۔

نام کُتب

(۱) علماء دیو بند، اشرف برادران، ادارہ اسلامیات۔ انارکلی لاہور۔

(۲) ۷۳ فرقے کیسے بنے؟ موسیٰ خان جلالزئی، فکشن ہاؤس مزنگ لاہور۔

(۳) عقائد علما اہل سنت دیو بند، مولانا خلیل احمد، مکتبہ العلم اردو بازار لاہور۔

(۴) تبلیغی جماعت سے اختلاف کیوں؟ مولانا محمد ضیا اللہ، قادری کتب خانہ تحصیل بازار سیالکوٹ۔

(۵) مذاہب عالم تقابلی، چوہدری غلام رسول، علمی کتاب خانہ کبیر سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

(۶) دیو بند وہابی ہیں، محمد فیض احمد اویسی، مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاول پور شیرانی روڈ۔

(۷) جاءالحق، مفتی احمد یار خان نعیمی، مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور۔

(۸) خطبات حکیم الاسلام جلد ہفتم، حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمی
ناشر کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان۔

(۹) علماء دیو بند کا دینی رُخ اور مسلکی مزاج، حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب،
ناشر ادارہ اسلامیات لاہور۔

باب نمبر 12

اہل حدیث

عنوانات

١- اہلِ حدیث
٢- عقائد اہلِ حدیث
٣- مولوی اسمٰعیل دہلوی
٤- تعریف قیاس
٥- لفظ وھابی

اہلِ حدیث: لفظ ''اہلِ حدیث'' دولفظوں سے مرکب ہے پہلا لفظ ''اہل'' ہے دوسرا لفظ ''الحدیث'' ہے اس کا ترجمہ ''حدیث'' والا بنتا ہے ''اہلِ حدیث اللہ کے پاک کلام قرآن مجید فرقان حمید کا نام ہے پھر'' حدیث'' حضورؐ کے اقوال وافعال کا نام ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ''اہل الحدیث'' کے معنی '' قرآن وحدیث'' والے کے ہیں پس مسلک ''اہلِ الحدیث'' کی بنیاد اولین قرآن مجید ہے اور اس کے بعد احادیث رسول۔ قرآن مجید اور حدیث نبوی صرف یہی دو چیزیں مسلک اہل حدیث کی بنیاد ہیں اور یہ دونوں چیزیں جدید نہیں بلکہ اسلام کی ابتدائی بنیاد ان ہی پر رکھی گئی ہے۔

اہلِ حدیث اپنے آپ کو عملاً اہلِ سنت کہلاتے ہیں اور مذہبا اہلِ الحدیث۔ ان کے اصول سنت یہ ہے کہ صحابہ کرام کے طریقے کو لازم پکڑیں اور ان کی اقتداء کریں اور بدعت ترک کردیں کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

تعریف اہلِ سنت: اہلِ سنت، اہل حدیث اور محمدی وغیرہ ناموں سے اتباع رسول اور تعلق بالرسول کا اظہار ہوتا ہے اہلِ حدیث کا نام اس لئے بھی زیادہ جامع ہے کہ لفظ '' حدیث'' قرآن کو بھی شامل ہے اس لِئے اہلِ حدیث سے مراد وہ

جماعت جو قرآن و حدیث پر عمل کرے۔ اہل حدیث کا نظریہ ہے کہ ہم کوئی فرقہ نہیں بلکہ اہلِ حدیث تو عین اسلام ہے اسلام نام، نبی کی پیروی کا ہے۔ حضورؐ کے بعد کسی کو نہیں پکڑتے کہ اس کی تقلید کر کے فرقہ بنیں بلکہ حضورؐ کی حدیثوں پر عمل پیرا ہیں اسلام سُنتِ رسول کا نام ہے۔ اہلِ حدیث وہ ''جماعت'' ہے جو حضرت محمد ﷺ کو کافی سمجھتی ہے اور آپؐ کے مقابلہ میں کسی اور کو امام نہیں بناتی ان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضورؐ کو چھوڑ کر کسی اور کو امام بنانا ''محمد رسول اللہ'' سے غداری کے مترادف ہے۔ ''مذہب اہلِ الحدیث'' حضورؐ کی تمام سنتوں اور حدیثوں کا محافظ ہے اور سلفی مسلک کا واحد علمبردار ہے۔

عقائد اہلِ حدیث: (۱) جو لوگ فال دیکھتے یا شگون مانتے یا مزارات کی تعظیم کرتے یا مزارات کو آراستہ کرتے یا مسکرات کو استعمال کرتے یا ریشمی کپڑے پہنتے اُن کو اچھا نہیں کہتے کہ یہ باتیں شریعت رسُول کے خلاف ہیں۔

اہلِ حدیث کے نزدیک جادو کرنا کفر ہے پس جس نے جادو کیا یا اس سے رضا مند ہوا وہ کفر کا مرتکب ہو گیا۔ جو نجومی کے پاس آیا اور اس نے اس سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا تو اس کی چالیس دن نماز قبول نہ کی جائے گی۔

(۲) دُنیا کے مسلمان بھٹک گئے ہیں جو پیر اور اولیاء کے اقوال کی پیروی کرتے ہیں اور یہ رواج اُنہوں نے اپنے فائدے کی غرض سے دیئے ہیں۔

اہلِ حدیث صرف قرآن مجید اور احادیث نبوی کو اپنا ہادی اور راہنما قرار دیتے ہیں۔ اور اُس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا اُس شخص کو پکارتا ہے جو اُس کو قیامت تک جواب نہ دے گا۔ مُردوں سے دُعائیں مانگنا ان کی دہائی

دیناان کے لئے نذریں ماننااور قربانی پیش کرنااس میں شرک داخل ہے۔

یعنی اللہ کے سوا اُس چیز کو مت پُکارو جو نہ تجھ کو نفع دے اور نہ تجھ کو ضرر پہنچا سکے۔محمد بن عبدالوہاب نے کہا جو شخص نبی یا ولی یا صالح کو پکارے یا اُس سے شفاعت کا سوال کرے سو وہ مشرکین کی طرح ہے۔

شفا کے حصول کے لئے دھاگہ کڑا یا چھلا وغیرہ ایسی دیگر اشیا بھی شفا کے لئے ہرگز نہیں پہن سکتے۔

انبیاء واولیاء وصالحین کی زیارت کو جانا بھی شرک قرار دیا اور کہا کہ کسی نبی یا ولی کو وسیلہ سمجھ کر پکارنا بھی ٹھیک نہیں ہے۔جس نے اپنے اور اللہ کے درمیان کچھ واسطے بنا لیے اور اُن سے دُعائیں مانگیں ان سے شفاعت طلب کی اور اسی پر بھروسہ کیا تو بالا جماع کفر کا ارتکاب کیا۔(سورۃ البقرہ ۲/۱۶۳)اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ رحمٰن اور رحیم ہے۔اور جو کسی کام کو سوائے اللہ کے کسی دوسرے کی طرف منسوب کرے جو بطور مجاز عقلی کے ہو یہ بھی غلط ہے جیسے مجھے اس دوا نے نفع پہنچایا یا اس ولی کی وجہ سے میرا یہ کام ہو گیا۔

(۳) جو شخص سوائے اللہ کے کسی اور سے یا اُس کی مخلوق میں سے دُعا کرتا ہے اور اُسے پُکارتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اُن کے پُکارنے سے مجھے نفع ہو گا یہ بہت بڑا گناہ ہے ایسا شخص مشرک ہے۔

(۴) یہ جو قبروں پر گنبد بنائے جاتے ہیں یہ اس زمانے میں برابر بُت پرستی کے ہو گیا اس سے یہ غرض ہوتی ہے۔کہ صاحب مقبرہ سے حاجت طلب کریں گے اور اس کے سامنے گریہ زاری کریں گے اور وہ ہماری مشکلات کو حل کرے گا جیسا کہ زمانہ جاہلیت

میں دستور تھا۔ اہلِ حدیث کے مطابق یونانی فلسفہ تصوف نے بدعات، شرک، تقلید، رسم ورواج وغیرہ نے دین اسلام کے صاف وشفاف چہرے کو دھندلا کر رکھ دیا ہے۔

اہلِ حدیث کے عقائد میں ایک اہم عقیدہ عدم وجوب تقلید شخصی کا ہے۔ تقلید اور شرک کو چولی دامن کا ساتھ جانتے ہیں اور ہر مشرک پہلے مقلد ہوتا ہے پھر شرک۔ اگر تقلید نہ ہوتو شرک کبھی پیدا نہ ہو تقلید ہمیشہ جاہل بے عقل کرتا ہے اور شرک بھی وہیں پایا جاتا ہے۔ جہاں جہالت اور بے عقلی ہو ان دونوں کے لئے ایسی فضا کی ضرورت ہے جہاں عقل کا فقدان اور عقیدت کا زور ہو۔ ان دونوں کی بنیاد کسی کو حد سے زیادہ بڑا جاننے اور اس کے مقابلے میں اپنے آپ کو چھوٹے سے چھوٹا سمجھنے پر ہے اور یہی عبادت کا مفہوم ہے "عبادت" کہتے ہیں دوسرے کو بڑے سے بڑا جان کر اپنے آپ کو اس کے مقابلے میں چھوٹے سے چھوٹا سمجھنا۔

اہلِ سُنت الجماعت مسلمان فقہ کے چار بڑے اماموں امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل میں سے کسی ایک کے پیروکار اور اُن کے طے کردہ مسائل فقہ میں سے کسی ایک کے مقلد ہوتے ہیں۔ لیکن اہل حدیث اسے غیر ضروری سمجھتے ہیں اور فقہی اماموں کی بجائے احادیث کی پیروی کرتے ہیں۔

اہلِ حدیث نماز میں ہاتھوں کو زیر ناف یا بالائے ناف باندھنے آمین آہستہ آہستہ کہنے پر حنفیوں سے اختلاف رکھتے ہیں۔

اہل حدیث تصوف کو بھی ٹھیک نہیں سمجھتے اور اس کی مخالفت کرتے ہیں مسلمانوں کی فضول رسموں سے مثلاً گانے بجانے بیاہ شادی، ختنے اور تجہیز وتکفین کی فضول خرچیوں سے روکتے ہیں اور پیر پرستی وقبر پرستی کے نقائص دور کرنے میں بھی

اس جماعت نے بڑا کام کیا ہے۔

اہل حدیث کہتے ہیں جو لوگ مسجد کوفہ میں بیٹھے ہوئے تسبیحات دانوں پر شمار کر رہے تھے یا ذکر ہی کر رہے تھے وہ مشروع عمل ہے۔ چونکہ اس کی ہیبت و کیفیت رسول اللہ سے ثابت نہ تھی اس لئے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے انہیں اس سے منع کر دیا (موج کوثر ص ۶۱، ۶۳، ۶۴، ۷۲)

اہل حدیث ''حلالہ'' کو صحیح نہیں سمجھتے اس لئے اہل حدیث حلالہ کے قائل نہیں یہ صرف حنفی فقہ کے لوگ ہیں۔ جو حلالہ کو جائز تصور کرتے ہیں اہل حدیث کے مطابق ''حلالہ'' اور ''متعہ'' تقریباً دونوں ایک جیسا ہی فعل ہے متعہ اور حلالہ دونوں صورتوں میں طے شدہ مدت کے لئے نام نہاد نکاح کیا جاتا ہے اور دونوں صورتوں میں بدکاری کو خوب فروغ ملتا ہے۔

شعبان کی پندرہویں (شب برات) کے متعلق کہتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور اس کے متعلق وارد حدیثیں صحیح نہیں ہیں پندرہویں تاریخ کی رات کو محفل منعقد کرنا اور اس میں قربت الٰہی کی غرض سے بہت سارے کام کرنا کہ یہ ثواب کا کام ہے اس سلسلے میں جامع قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ عبادت جسے لوگوں نے رائج کر لیا ہو اور حضورؐ نے اس کو کرنے کا حکم نہ دیا ہو اور نہ خود کیا ہو اور نہ ثابت رکھا ہو تو وہ بدعت ہے۔

ربیع الاول کی بارھویں تاریخ کو کچھ لوگ محفل عید میلاد النبی منعقد کرتے ہیں نہ تو حضورؐ نے اور نہ ہی صحابہ اور نہ ہی آپؐ کے خلفائے راشدین نے اسے کیا ہے اور نہ ہی دوسری اور تیسری صدی والوں نے کیا ہے بلکہ یہ دین میں ایک نئی ایجاد کردہ ہے۔

محفل میلاد میں رسول اللہؐ کو پکارنا آپؐ سے فریاد رسی کرنا اور مدد طلب کرنا ہو تو

یہ اللہ کے ساتھ شرک ہو جائے گا اور ایسے ہی ان کا پکارنا یا رسول اللہ! ہماری مدد فرما، مدد مدد یا رسول اللہ یا رسول اللہ تو ہماری فریاد رسی کرنا ٹھیک نہیں ہے۔

بعض لوگ ماہ صفر کے بارے میں اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس مہینے میں سفر نہیں کرنا چاہئے اس لئے کہ اس مہینے صفر نامی ایک کیڑا ہوتا ہے جو پیٹ میں تکلیف دیتا ہے تو لوگ اس سے بدشگونی لیتے ہیں یہ جہالت اور گمراہی ہے۔

نبی کریم کا ارشاد گرامی: ''تم لوگ اپنے اُوپر میری سنت اور میرے بعد ہونے والے خلفائے راشدین کی سنت کو (اختیار کرنا) لازم کرلو اور اسے مضبوطی سے تھام لو'' بلکہ اللہ کی شریعت کو پکڑے رہنا اس کے راستے پر چلنا اس کی حدود پر رُک جانا اور لوگوں کی ایجاد کردا بدعتوں کو چھوڑ دینا واجب وضروری ہے (ابوداؤد ح ۴۶۰۷، ترمذی ح ۲۶۷۶، ابن ماجہ ح ۴۲)۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنی کتاب تقویتہ الایمان ص (۱۵) میں لکھتے ہیں۔

(۱) جو مسلمان کسی نبی یا ولی کی پکی قبر کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو وہ مشرک ہے۔

(۲) جو مسلمان کسی نبی یا ولی کی پکی قبر کی زیارت کے لئے دُور دُور سے سفر کر کے جائے وہ مشرک ہے۔

(۳) جو مسلمان کسی نبی ولی کی قبر پر روشنی کرے وہ مشرک ہے۔

(۴) جو مسلمان کسی ولی نبی کے مزار پر غلاف ڈالے وہ مشرک ہے۔

(۵) جو مسلمان کسی ولی، نبی پر چادر چڑھائے وہ مشرک ہے۔

(۶) جو مسلمان کسی نبی، ولی کے مزار سے رخصت ہوتے وقت ادب کے لئے اُلٹے پاؤں چلے وہ مشرک ہے۔

(۷) جو مسلمان کسی ولی، نبی کی قبر کو چوم لے وہ مشرک ہے۔

(۸) جو مسلمان کسی ولی، نبی کی قبر کو مورچھل جھلے وہ مشرک ہے۔

(۹) جو مسلمان کسی ولی، نبی کی قبر پر شامیانہ کھڑا کرے وہ مشرک ہے۔

(۱۰) جو مسلمان کسی نبی، ولی کی چوکھٹ کو بوسہ دے وہ مشرک ہے۔

(۱۱) جو مسلمان کسی نبی، ولی کی قبر پر ہاتھ باندھ کر کچھ عرض کرے وہ مشرک ہے۔

(۱۲) جو مسلمان کسی نبی، ولی کی قبر پر کسی طرح کی مُراد مانگے وہ مشرک ہے۔

(۱۳) جو مسلمان کسی ولی، نبی کی قبر کی خدمت کے لیئے مجاور بن کر رہے وہ مشرک ہے۔

(۱۴) جو مسلمان کسی ولی، نبی کے مزار کے اردگرد کے جنگل کا ادب کرے وہ مشرک ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی بہشتی زیور حصہ اول ص ۶-۴۵ پر مندرجہ ذیل لکھا ہوا ہے۔

(۱) کسی کو دُور سے پُکارنا اور یہ سمجھنا کہ اِس کو خبر ہوگئی۔ کسی سے مُرادیں مانگنا کسی کے سامنے جھکنا، سہرا باندھنا، علی بخش، حسین بخش، عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا شرک ہے۔

(۲) جو مسلمان کسی کے سامنے جھک گیا وہ مشرک ہے۔

(۳) جس مسلمان نے کسی سے مُراد مانگی وہ مشرک ہے۔

اہلِ حدیث پرہیزگار مسلمان ہیں وہ سُنیوں کی مرتب کردہ احادیث کی چھ کُتب (صحاح ستہ) کو قبول اور بعد کی شرعوں کو مسترد کرتے ہیں۔ اہل حدیث حدیث کی کتابوں کو تین درجوں سے مانتے ہیں۔ اعلیٰ درجے کی تین حدیث کی کتابیں بخاری، مسلم، موطا، امام مالک، درمیانے درجے میں ترمذی، ابوداوٗد، نسائی، اور مسند احمد وغیرہ تیسرے درجے میں طحاوی، طبرانی، بیہقی وغیرہ کتابیں ہیں۔ (اصلی اہلسُنت ص ۲۸)

اہل حدیث آزادی ضمیر اور اجتہاد کے حامی ہیں وہ خُدا کی وحدانیت پر زور

دیتے ہیں۔ اللہ کی الوہیت پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ معبود برحق ہے اور اس کے علاوہ سارے معبود باطل ہیں اسماء وصفات اسماء حسنیٰ عالی مرتبہ صفات ہیں۔ اللہ تعالےٰ اپنی مخلوقات کے ساتھ زمین پر موجود ہے کا عقیدہ رکھنے والے کو گمراہ سمجھتے ہیں کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کو نامناسب اور بری صفات سے متصف کیا ہے۔

مسلمانوں سے جب پوچھا جائے اللہ کہاں ہے تو اکثر لوگ جواب دیتے ہیں اللہ ہر جگہ ہے یاد رکھئے یہ عقیدہ مسلمانوں کا نہیں۔ جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ''اللہ ہر جگہ ہے'' وہ ہرگز مسلمان نہیں بلکہ مشرک ہیں۔ قرآن حدیث یہ بتاتے ہیں کہ اللہ آسمانوں کے اوپر یعنی عرش پر ہے البتہ اللہ کا علم وقدرت ہر زمان ومکاں اور ہر شے کو محیط ہے۔

اہل حدیث حضورؐ کی برزخی حیات کے قائل ہیں دنیوی حیات کے قائل نہیں۔ دنیا میں آپ خود زندہ نہیں بلکہ آپ کی نبوت زندہ ہے برزخ میں اللہ کے ہاں آپ خود زندہ ہیں۔ حیات کے متعلق اہل حدیث کا عقیدہ ہے کہ حضورؐ صرف سلام سننے کے لئے کیا حیات ہیں یہ حیات کیسی کہ اُن کے عاشق اُن کی آنکھوں کے سامنے شرک وبدعت کریں اور وہ چپ پڑے اُن کو گمراہ ہوتے دیکھتے رہیں اور سلام سنتے رہیں۔ آپؐ سلام سننے کے لئے دنیا میں نہیں آئے تھے بلکہ شرک وبدعت کو مٹانے اور دین سکھانے کے لئے آئے تھے۔

اہل حدیث اماموں اور اولیاء کے احترام کو بھی توحید کے لئے خطرہ سمجھتے ہیں اور کسی بھی پیغمبر بزرگ یا ولی کے توسط سے دُعا مانگنے کے خلاف ہیں۔ دُعا کسی انسان کے واسطہ کی محتاج نہیں بلکہ دُعا براہ راست اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے

علاوہ کسی دوسرے کی عبادت کرنا شرک اکبر کہلاتا ہے۔ مثلاً غیر اللہ کو پکارنا مُردوں سے فریاد کرنا مدد مانگنا یا ان لوگوں سے مدد مانگنا جو ہیں تو زندہ لیکن موقع پر موجود نہیں (سورۃ یونس ۱۰/۱۰۶) اور اللہ کو چھوڑ کر کسی ایسی ہستی کو مت پکارو جو تمہیں نہ فائدہ پہنچا سکتی ہے اور نہ نقصان اگر تم ایسا کرو گے تو ظالموں (مشرکوں) میں سے ہو گے۔

اہل حدیث کے مطابق درگاہوں پر حاضری دینا جائز نہیں صرف بیت اللہ شریف کے علاوہ کسی درگاہ کا طواف جائز نہیں ہے۔

اہلِ حدیث کے نزدیک تمباکو نوشی اور تسبیح ٹھیک نہیں ہے۔ انہیں اُمید ہے کہ امام مہدی کے ظہور پر دُنیا کا خاتمہ ہو جائے گا۔

اہل حدیث کے مطابق ایسا شخص مسلمان ہو ہی نہیں سکتا جو ان واجب الاحترام شخصیات کو گالی دے جو عشرہ مبشرہ میں سے ہے۔ سیاسی لحاظ سے ان کی سب سے اہم اور قابلِ مذمت رائے یہ ہے کہ تمام کافروں کے خلاف جہاد کرنا چاہیے۔

تعریف قیاس: فقہ کا چوتھا ماخذ قیاس ہے جب دو چیزوں میں علت ایک ہی ہو تو ایک کا حکم شرع میں معلوم ہونے کی صورت میں دوسری کو بھی پہلی سے ملا دینے کا نام قیاس ہے۔ جن باتوں میں کتاب وسُنت خاموش ہوں اور اجماع بھی موجود نہ ہو اِن میں قیاس کے بغیر چارہ نہیں حنفیوں کے ہاں قیاس کے متعلق اِس میں وسعت ہے مگر اہل حدیث کے نزدیک شدت ہے امام احمد بن حنبل نے حدیث ضعیف کو قیاس پر ترجیح دی ہے۔ شیعہ زیدیہ کے ہاں قیاس مقبول ہے اہلِ سُنت میں ظاہریہ اور شیعہ امامیہ کے نزدیک قیاس کی کوئی اصل نہیں۔

علماء اہلِ حدیث کے مسلک کے متعلق نواب صدیق حسن خان کا بیان ہے کہ یہ

ایک ایسے گروہ کا مسلک ہے جو فقہاء کے چار مکتبوں میں سے نہ تو بنیادی اصولوں کو اور نہ قانون کی باریکیوں کو تسلیم کرتا ہے اور نہ دینی اصولوں میں حنبلیوں اشعریوں یا ماتریدیوں کے نقطِ نظر کو مانتا ہے بلکہ صرف قرآن کے احکام اور نبی کریم کے قول وفعل (حدیث وسُنت کا خود کو پابند سمجھتے ہیں) اور صرف حضورؐ کی پیروی کرتے ہیں انہی کو اپنا امام وہادی اور پیرومرشد سمجھتے ہیں ان کے سوا کسی اور کی طرف منسوب نہیں ہوتے۔

لفظ وہابی: لفظ وہابی کے لفظی معنی وہاب والا یا بندہ خُدا ہیں مگر دو معنے اس کے بُرے ہیں ایک معنی کو تو مذہبی محاورے میں بُرا سمجھا جاتا ہے اور دوسرے معنے کو پولیٹیکل اصطلاح میں بُرا سمجھتے ہیں یہ لوگ اِس لقب وہابی سے کمال نفرت رکھتے ہیں اور ان کو وہابی کہنا بُرا لگتا ہے یہ اپنے آپ کو محمدی بھی کہتے ہیں۔

نام کُتب

(۱) جاءالحق ،مفتی احمد یار خان نعیمی ،مکتبہ اسلامیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

(۲) مذاہب اسلام ،مولوی محمد نجم الغنی ،ضیاالقرآن پبلی کیشنز لاہور۔

(۳) فقہ واصولِ فقہ ،میاں منظور احمد ،علمی کتاب خانہ کبیر سٹریٹ لاہور۔

(۴) ۷۳ فرقے ،مُوسیٰ خان جلالزئی ،فکشن ہاؤس مزنگ روڈ لاہور۔

(۵) ذاتوں کا انسائیکلوپیڈیا ،مترجم یاسر جواد ،بک ہوم مزنگ روڈ لاہور۔

(۷) عقائد وھابیہ ،محمد ضیااللہ قادری ،قادری کُتب خانہ تحصیل بازار سیالکوٹ۔

(۸) سوانح حیات ،امام احمد علامہ بدرالدین ،فضل نور اکیڈمی چک سادہ شریف گجرات۔

(۹) اصلی اہل سنت ،حافظ محمد عبداللہ ،مکتبہ اسلامیہ لاہور۔

(۱۰) حسن عقیدہ ،محمد طاہر نقاش دارالابلاغ پبلیشر اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور۔

(۱۱) مقام حدیث اور اصلی اہل سنت ،پروفیسر اشفاق ظفر لودھی ناشر دارالاندلس۔

(۱۲) عقیدہ اہل سنت والجماعت ،الشیخ محمد بن صالح ،ناشر دارالاندلس

باب نمبر13

صوفیہ نوربخشیہ

سید محمد نوربخشؒ قہستانی ۱۴ شعبان المعظم ۷۹۵ھ کو ایران کے ایک شہر ''قائن''
میں پیدا ہوئے اور ۷۴ سال کی عمر میں ۱۴ ربیع الاول ۸۶۹ھ میں ایران ہی کے ایک
مشہور شہر ''رے'' میں انتقال کر گئے اور محلّہ سولغان میں مدفون ہے۔

نام سید محمد لقب نوربخش حضرت خواجہ اسحاق ختلانی سے ایک خواب کی بناپر
آپ کو نوربخش کا لقب ملا تخلص لحصوی ''لحصا'' جگہ کا نام ہے اُس کی مناسبت سے
لحصوی کہلاتے ہیں۔ کنیت ابو القاسم والد کا نام محمد بن عبداللہ قطیف لحصاوی
ولادت قہستان شہر کی نسبت سے قہستانی کہلاتے ہیں۔ انکا سلسلہ نسب سترہ پشتوں
سے حضرت امام موسیٰ کاظم سے جاملتا ہے۔

نوربخشیت کی اصل اسلام اور اسلامیت سے ماخوذ ہے تصوف اِس کا روحانی
آئیڈیا حقیقت پر ہے۔ اسی تصوف کے بزرگ جیالوں کا مذہب صوفیہ نوربخشیہ ہے۔
سلسلہ کے اولیاء کرام کے باترتیب ناموں اور مقاموں کی بڑی قدر و قیمت ہے
مذہب صوفیہ المعروف نوربخشیہ سید محمد نوربخشؒ قہستانی کی معنی خیز روشن تعلیمات پر مبنی
ہے۔ نوربخشیہ اگرچہ دیگر سلاسل تصوف کی طرح ایک سلسلہ تصوف ہے

لیکن اس کی انفرادی اور امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس سلسلے کے موسس
غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانیؒ نے ایک مستقل فقہی
دبستان کی بنیاد ڈالی اور دعویٰ کیا کہ انہوں نے اہل اسلام کے درمیان موجودہ اصولی

اور فروعی اختلافات کو ختم کر کے شریعت محمدیہ کو بعینہ اسی طرح بیان کیا ہے۔ جیسا کہ آنحضور علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ میں موجود تھا۔

چنانچہ سید محمد نور بخش نے ایک عارف اور صوفی کے علاوہ ایک فقیہ اور مصلح کا کردار بھی ادا کیا۔ سید محمد نور بخش نے اپنی تصانیف میں اپنا مذہب صوفیہ قرار دیا ہے۔ یوں مسلک صوفیہ نوربخشیہ ایک ایسے مکتب فکر کی حیثیت سے سامنے آتا ہے جس میں دین کے ظاہری پہلوؤں کے ساتھ ساتھ باطنی پہلوؤں پر بھی خصوصی طور پر زور دیا گیا ہے۔ اور تعصب اور تنگ نظری کی بجائے وسیع المشربی اور انسان دوستی کو شعار بنایا گیا ہے۔ اس مسلک کے اکابرین کو کوئی محقق بھی کسی خاص فرقے کا پابند قرار نہیں دے سکتا۔

نوربخشیہ فرقہ، سید محمد نور بخش کو ایک بہت بڑے مجدد مانتے ہیں جن کا عقیدہ یہ ہے کہ سید محمد نور بخش نے کہا میں شریعت محمدی سے بدعتوں کو دور کرنے اور حضور ﷺ کے زمانے میں رائج احکام کے زندہ کرنے پر مامور ہوں اور مسلمانان عالم کے متحد ہونے کا واحد طریقہ یہی ہے کہ بغیر کسی کمی بیشی کے جو کچھ حضور ﷺ کے دور میں رائج تھا اُس وقت کے فروعی مسائل اور اصول دین کو محور کے طور پر اپنایا جائے تا کہ اُمت کے مابین اختلافات کا خاتمہ ہو۔

الفقہ الاحوط میں سید محمد نور بخش نے سُنی تعلیمات اور شیعہ تعلیمات کے قریب قریب متوسط مسلک کو بیان کیا ہے سید محمد نور بخش فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں اور آخرت پر ایمان رکھنے کے ساتھ ساتھ اس بات کی شہادت دی جائے کہ اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں حضرت محمد ﷺ اللہ

تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔

عہد نبوی میں رائج شریعت محمدیہ ہو بہو مذکورہ سلسلہ الذہب کے جملہ بزرگان دین اہل کرامات اولیائے کرام اور آئمہ عظام کے منور سینوں میں یکے بعد دیگرے پہنچی۔ جب یہ علم سید محمد نور بخشؒ موسوی قہستانی کے خزانہ علم سینہ منور میں پہنچا تو انہوں نے غیبی اور الہام ربانی کے تحت اپنے سینہ علم سے اُسے صفحہ قرطاس پر منتقل کیا چنانچہ اس اشارہ غیبی اور الہام ربانی کا اظہار انہوں نے الفقہ الاحوط کے افتتاحی کلمات میں بیان کیا ہے جب یہ مجموعہ شریعت محمدیہ کاغذ پر منتقل ہوا تو سید محمد نور بخشؒ نے اس مجموعہ کو الفقہ الاحوط کا نام دیا۔ اب اس فقہی کتاب کی تدریس تمام مدرسہ نور بخش کے نصاب میں شامل ہے لہٰذا سید محمد نور بخشؒ کو ظاہری لحاظ سے مجتہد اور باطنی لحاظ سے مرشد کامل ہونے کا شرف حاصل ہے۔

میر سید محمد نور بخشؒ نے اپنی تصانیف سلسلہ الذہب ملقب بہ مشجر الاولیاء میں سلسلہ الذہب کے جملہ پیران طریقت کے مختصر احوال اور اقوال جمع کئے ہیں اس کتاب میں خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ سے شروع کر کے آدم الاولیاء حضرت علی علیہ السلام، حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت امام علی رضا علیہ السلام تک ائمہ اہل بیت کے حالات اور سلسلہ الذہب کے پیران طریقت کے مختصر سوانح تحریر کئے ہیں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے بعد ائمہ اثنا عشر میں سے باقی تین ائمہ یعنی حضرت امام محمد تقی علیہ السلام اور حضرت امام علی النقی علیہ السلام اور امام حسن عسکری علیہ السلام کا ذکر مبارک افراد کی حیثیت سے اور حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کا ذکر رجال الغیب میں سے ہونے کی حیثیت سے کیا ہے۔ جبکہ حضرت امام علی الرضا

علیہ السلام کے خادم اور مرید ابوالمحفوظ معروف کرخیؒ سے سلسلہ شیخ سری سقطیؒ اور پھر شیخ جنید بغدادیؒ سے چل نکلا ہے۔ تصوف کی اکثر جماعتوں اور سلاسل کی انتہا سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادیؒ پر ہوتی ہے۔ طائفہ اول سلسلہ الذھب الصوفیہ مشرب ہمدانیہ روش نوربخشیہ جو تصوف کے تمام سلسلوں میں سب سے زیادہ طاقتور اور کامل ترین سلسلہ الذھب (سونے کی زنجیر) مذہب صوفیہ، مشرب ہمدانیہ روش نوربخشیہ اس طرح ہے کہ سید محمد نوربخشؒ خواجہ اسحاق ختلانیؒ کے مرید ہیں اور حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کے مرید ہیں اور شیخ محمود مزدقانیؒ کے مرید اور شیخ علاؤالدولہ سمنانیؒ کے شیخ احمد جوزجانی کے شیخ علی لالاؒ کے اور شیخ نجم الدین کبریٰؒ کے شیخ عمار یاسر کے شیخ ابونجیب سہروردیؒ کے شیخ احمد غزالیؒ کے شیخ ابوبکر نساجیؒ کے شیخ ابوعثمان مغربیؒ کے شیخ ابوعلی کاتبؒ کے ابوعلی رودباریؒ کے سید الطائفہ شیخ جنید بغدادیؒ کے شیخ سری سقطیؒ کے شیخ معروف کرخیؒ کے مرید ہیں اور انہوں نے علم شریعت وسلوک طریقت وحقیقت ومعرفت حضرت امام علی رضا علیہ اسلام سے حاصل کیا ان کے بعد ان کا خلیفہ اور جانشین بنے۔

مسلک صوفیہ المعروف نوربخشیہ مکتبہ فکر کے عقائد جو کہ چودہ کلمات قدسیہ یا روحانی نعروں کا مخصوص ہیت ہے یہی ہر فرد نوربخشی کا آئینہ بھی ہے ان کی مختصر جھلک یہ ہے۔

(۱) بندہ، خدا (۲) ذریت، آدم (۳) ملت، ابراہیم (۴) اُمت، محمد ﷺ

(۵) دین، اسلام (۶) کتاب، قرآن (۷) کعبہ، قبلہ (۸) متابعت، سنت نبوی

(۹) محب، علی (۱۰) سلسلہ، ذہب (۱۱) مذہب، صوفیہ (۱۲) مشرب، ہمدانی

(۱۳)روشن ،نوربخش (۱۴) مرید مرشدان کا ایک معروف عالم دین علامہ محمد بشیر نے لکھا ہے

کہ یہ چودہ کلمات ہر فرد نوربخشی کے لیئے ایک انمول موتی کی حیثیت رکھتے ہیں نوربخشی بچوں کو نوکلموں کے ساتھ اِن کلمات مقدسہ کی بھی تعلیم دی جاتی ہے اور اس کا ورد کرنے کی تاکید بھی کرتے ہیں ۔ جب صبح صادق طلوع ہو جائے اذان دینے کا حکم بجالاتے ہیں ۔صبح کی فرض نماز سے پہلے اوراد صبحیہ پڑھتے ہیں اور فرض صبح کے بعد اورادفتحیہ کا ورد کرتے ہیں یوں خُدا کی درگاہ میں آہ بکا کرتے ہوئے دُعا کرتے ہیں ۔ پروردگار میں تجھ سے دل کے ساتھ رہنے والا ایمان کا طلب گار ہوں اور سچے یقینی پہلو کا خواہاں ہوں جس کے حصول کے بعد کسی قسم کے کفر وشرک اور شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے نیز اس رحمت کا خواستگار ہوں جس کے ذریعے میں دُنیاوآخرت دنوں میں عزت کا شرف حاصل کروں ۔

پنجگانہ نمازوں کے بعد اسی توحید ووحدانیت کی روح افزا اذکار کے ساتھ آواز بلند کرتے ہیں اور عصر کی نماز کے بعد روزانہ یہ ورد زبان حال اور زبان قال دونوں سے جاری کرتے ہیں ۔

جس کا اردو ترجمہ یوں ہے اللہ تعالیٰ نے خود گواہی دی ہے کہ اسی کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں فرشتے اور اہل علم بھی عدل وانصاف پر قائم رہتے ہوئے گواہی دیتے ہیں اسی اللہ کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے جس امر کی اللہ تعالیٰ نے گواہی دی ہے مَیں بھی اس کی گواہی دیتا ہوں اور اس گواہی کو اپنی ضرورت کے لیئے اللہ کے ہاں یقین رکھتا ہوں ۔ یہ گواہی بھی اللہ کی میری ایک

امانت ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ اس امانت کو میرے حوالے کرے گا۔

بے شک اللہ کے نزدیک قابل قبول دین اسلام ہے اللہ تعالیٰ کا خلیفہ حضرت آدم علیہ السلام کے ظہور ہونے کو تسلیم کرتے ہیں ان کی اولاد ذریت آدم کہلاتی ہیں۔ حضرت آدمؑ سے لے کر حضورؐ تک تمام انبیاء و رسل آخری صاحب ختم رسالت حضورؐ کی زندگی میں تکمیل دین و دُنیا کا منجانب اللہ اعلان ہو گیا ہے چنانچہ ملت اسلام کی روش حضرت ابراہیم کی ملت سے غماز ہوتی ہے۔

ملت کا لفظ توحید طریقہ دین اور راستے کے لئے استعمال ہوتا ہے نوربخشیہ میں اِس نعرے کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ نوربخشیہ کا چوتھا نعرہ کہ ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں جو سرور کائنات اور خاتم الانبیاء و مرسلین ہیں۔ چہاردہ معصومین سمیت اور مذہب کے تمام پیران طریقت شیخ معروف کرخی علیہ سے لے کر موجودہ پیر سید محمد شاہ نورانی الموسوی تک، کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔

کتاب الاعتقادیہ میں سید محمد نوربخشؒ قہستانی فرماتے ہیں کہ اس بات پر اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ حضورؐ نے تمام سابقہ شریعتوں اور شرعی امور کا خاتمہ کیا اور حضورؐ خاتم الانبیاء و المرسلین ہیں۔ سید محمد نوربخش کا ارشاد ہے کہ آدم الاولیاء حضرت علی علیہ السلام اور خاتم الاولیاء حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں۔ جس طرح شریعت کے بارے میں انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا واجب ہے اسی طرح طریقت میں اولیاء کرام پر ایمان رکھنا واجب ہے۔ ولایت کا یہ سلسلہ قیام قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔

سید محمد نوربخشؒ آسمانی الہامی کتب کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا واجب سمجھتے

ہیں کہ قرآن، تورات، زبور، انجیل اور جملہ آسمانی صحیفے سب کے سب کلام اللہ ہیں قرآن مجید لفظ اور معنی دونوں اعتبار سے تمام آسمانی کتابوں پر ممتاز ہے قرآن پہلی کتابوں پر فوقیت رکھتا ہے۔

مسلک صوفیہ المعروف نوربخشیہ کے پیروکار حضرت علی کو تمام علوم نبوت کے مغز ہونے کے ناطے سے اپنی تمام تر محبت کے اظہار کے لیے دیگر تمام اصحاب رسول سے بر ہمہ وجوہ اعلیٰ واولیٰ اور افضل انسان شمار کرتے ہیں۔ لیکن جامع صفاتِ عالیہ ہونے کی وجہ سے حضرت علی کی شان کو نرالی جانتے ہیں۔ اس بنا پر حضرت علی کو سید الوصیین، امام المتقین، امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین بھی کہتے ہیں۔

امیر کبیر سید علی معروف شاہ ہمدان آٹھویں صدی ہجری کے اولیاء اللہ اور مصلحین و مبلغین میں سے ہیں ہمداں ایران کا ایک مشہور شہر ہے۔ ہمدان شہر سے تعلق رکھنے کی وجہ سے امیر کبیر سید علی ہمدانی کہلاتے ہیں۔ میر سید محمد نوربخش فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسین سلسلہ ذہب کی دوسری کڑی ہیں یہی سلسلہ ذہب جو مشرب ہمدانیہ سے معروف ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ نوربخشی ہوں یا ذہبیہ حضرت شاہ ہمدان ان سب سلسلوں کی ایک کڑی ہیں۔ شاہ ہمداں کے جمع کردہ مجموعہ احادیث السبعین فی فضائل امیر المومنین الاربعین فی فضائل امیر المومنین اور کتاب معروف القربیٰ مشہور ہے اس طرح وہ صاحب کثیر التصانیف بزرگ ہیں۔

سلسلہ عالیہ ذہبیہ : کے نام سے معروف ہے اور یہ سلسلہ تمام کتب تصوف میں کئی ناموں کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے معروفیہ، سری سقطیہ، جنیدیہ، ہمدانیہ، سہروردیہ،

کبیریہ، امیریہ، وغیرہ لیکن آخر میں یہ سلسلہ ذہبیہ المعروف صوفیہ نوربخشیہ پر آ کر رُک جاتا ہے۔

حضرت شاہ سید محمد نوربخش ؒ نے تمام مسلمانوں کو یکسوئی کے ساتھ باہم مل بیٹھ کر زندگی گزارنے کے زرین اصول بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایمان کے پانچ ارکان ہیں۔ اسی طرح اسلام کے بھی پانچ رکن ہیں کلمہ شہادت، صلوٰۃ خمسہ، صوم رمضان، زکوۃ المال، حج، البعیت ان چیزوں کی وضاحت کے ساتھ ساتھ اصلاح نفس وروح کے طریقوں سے بھی پردہ کشائی کی اور روحانی تزکیہ وتحلیہ کے اصولوں کو متعین کرتے ہوئے ریاضت کو ہر فرد کے لیئے ضروری قرار دیا اور عمل وعبادت کے ذریعے روحانی ارتقائی درجات طے کرنے کی بھی تلقین کی گئی ہے۔

نوربخشیہ کے ہاں حالت قیام میں اہل تشیع اور مالکیوں کی طرح ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور دیگر اہل سنت کی طرح ناف کے نیچے یا ناف کے اوپر اور چھاتی کے نیچے ہاتھوں کو باندھ کر رکھنا بھی روا ہے مگر شرط یہ ہے کہ رخ قبلہ کی طرف ہو گرمیوں میں ہاتھوں کو کھول کر رکھنا اور سردیوں میں ہاتھوں کو باندھ کر رکھنا بہتر ہے اس طرح وضو میں پاؤں کے صاف ہونے کی صورت میں اہل تشیع کی طرح مسح کرنے کی اجازت اور ناپاک ہو جانے کی صورت میں اُن کا دھونا مناسب قرار دیا ہے۔ وضو میں منہ کو اور کہنیوں سمیت ہاتھوں کو پانی سے دھوڈالو اور اپنا سر اور ٹخنوں سمیت پاؤں کا مسح کرنے کا حکم ہے۔ منہ کا دھونا، پیشانی سے ٹھوڑی تک جس طریقے سے چاہے روا ہے ہاتھوں کا دھونا جس طریقے سے چاہے دھوئے۔

نوربخشیہ کے ہاں جہاں اِن کا کوئی بڑا عالم دین موجود نہیں ہوتا وہاں دینی

رہنمائی کے لیئے اہل افراد موجود ہیں جنہیں اخوند کہتے ہیں۔ وہ اپنی تعلیمات کے معلم اور امامت و دینی ذمہ داریوں کو نبھاتے ہیں۔ نوربخشی ہندوستان کے دراس تھسگام، کارگل، لداخ، شملہ، صوبہ ہماچل پردیش کے موضع ڈیرہ دون وغیرہ میں رہتے ہیں یہاں تقریباً ہزاروں گھرانے نوربخشیوں کے آباد ہیں اور سب تبت کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور پاکستان میں کراچی، لاہور، پنڈی، اسلام آباد، مری، ایبٹ آباد، پشاور، گلگت، اور بلتستان کے شہروں میں کثیر تعداد میں آباد ہیں۔

الفقہ الاحوط: نوربخشیہ کی طرف سے شائع شدہ دعوات صوفیہ الفقہ الاحوط انجمن صوفیہ نوربخشیہ دراس کی طرف سے شائع ہوئی اب ہر نوربخشی کے گھر یہ کتاب موجود ہے نوربخشی مسلک میں الفقہ الاحوط کو بہت اہمیت حاصل ہے۔

کافی کتابیں عربی اور فارسی میں بھی موجود ہیں۔ اردو میں نور المومنین، فلاح المومنین، عقائد المومنین کتابیں ہیں۔ چنانچہ علما نوربخشیہ کی فعالی تنظیم ندوہ اسلامیہ کی جانب سے ابھی کئی فارسی عربی کتابوں کے ترجمہ شائع کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ ۱۹۹۲ تک نوربخشی تراجم کی کمی کی وجہ سے نوربخشی فلاح المومنین کے مطابق اپنے دینی امور بجالاتے تھے۔ ۱۹۹۲ کے بعد ندوہ اسلامیہ نوربخشیہ کی طرف سے کتاب دعوات صوفیہ الفقہ الاحوط شائع ہوئیں۔ اور کئی کتابیں اور تراجم چھپ کر منظرِ عام پر آ گئیں ہیں۔ کتاب الفقہ الاحوط اور کتاب الاعتقادیہ پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے ان کا مسلک نوربخشیہ کہلاتا ہے۔ غوث المتاحزین سید محمد نوربخش کی تصانیف خصوصاً کشف الحقائق میں تصوف کو بہت ہی عمیق انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ غوث المتاحزین کے نزدیک تصوف وہ واحد دین الٰہی ہے جو کہ انسانی زندگی کو نجات کی

ضمانت دیتا ہے ان کے نزدیک تصوف اور اسلام ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں اسلام اور تصوف ایک دوسرے کے لئے جزلاینفک کی حیثیت رکھتے ہیں بشرطیکہ تصوف کو اسلام کے آئینے میں دیکھیں کیونکہ اسلام اگر جسم ہے تو تصوف اس کی روح ہے۔

تصانیف سید محمد نوربخش: اصول عقائد (عربی)، الفقہ الاحوط (عربی)، نجم الہدیٰ (فارسی)، مشجر الاولیاء (عربی، فارسی)، رسالہ کشف الحقائق، رسالہ سلسلہ ذھب، غزلیات نوربخش، دیوان نوربخش، انسان نامہ (فارسی)، سلسلہ اولیاء (فارسی)، رسالہ معرفت، سیروسلوک، رسالہ فوائد، رسالہ نفس شناسی، عبرت نامہ، رسالہ مکتوبات، (نوٹ: تقریباً تیس سے زیادہ کتابیں ہیں)

نجم الہدیٰ: حضرت سید محمد نوربخش موسوی کی یہ مایہ ناز کتاب ہے جو چار کوکبوں پر مشتمل ہے اس کتاب کے اندر تصوف کے مسائل نہایت ہی لطیف اور حسین انداز میں پیش کئے گئے ہیں۔ شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت میں فرق کو مختلف انداز میں واضح کیا گیا ہے۔ کوکب اول میں اداب شریعت کوکب دوئم میں لوازم طریقت کوکب سوئم میں حقیقت اور کوکب چہارم میں مدراج معرفت پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ کتاب نجم الہدیٰ نثر کی بجائے نظم میں لکھی گئی ہے اس کتاب کے شروع میں حمد باری تعالیٰ نعت رسولِ مقبول اور دُعائیہ کلمات آتے ہیں۔

نام کُتب

(۱) کتاب الفقہ الاحوط، (ادارہ مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ سکردو) ب، ج، د، ی،

(۲) آئینہ اسلامی، (مولف مولانا شکور علی انور کوروی گلگت)

(۳) رسالہ نوربخشیہ (۴) نجم الھدیٰ (۵) مشجر الاولیاء (۶) قلمی معاونت (شکور علی انور گلگت)

باب نمبر 14

پرویزی

عنوانات

۱- پرویزی
۲- اسلام دین ہے مذہب نہیں
۳- آخرت کے متعلق نظریہ
۴- مشہور کتابیں
۵- عبادت گاہ
۶- نماز
۷- قرآن کے متعلق عقیدہ
۸- جمعہ کی نماز
۹- طلوعِ اسلام
۱۰- صحاح ستہ کے جامعین

پرویزی: پرویزی مسلک کے بانی غلام احمد پرویز صاحب ہیں یہ اسلام کے بہت بڑے سکالر تھے۔ غلام احمد پرویز صاحب ۹ جولائی ۱۹۰۳ء کو ضلع گرداسپور کے قصبہ بٹالہ میں پیدا ہوئے ۱۹۲۱ء میں لیڈی آف انگلینڈ ہائی سکول بٹالہ سے میٹرک کیا بی اے پاس کرنے کے بعد ۱۹۵۴ء میں وزارت داخلہ میں اسسٹنٹ سیکرٹری کے عہدہ پر فائز تھے پرویز صاحب نے ۲۴ فروری ۱۹۸۵ء کو لاہور میں وفات پائی۔ غلام احمد پرویز صاحب کے دادا مولوی چودھری حکیم رحیم بخش حنفی مسلک کے ایک جید عالم اور سلسلہ چشتیہ کے ممتاز بزرگ تھے اس طرح غلام احمد پرویز صاحب میں شریعت اور طریقت کا بڑا لطیف آمیزہ تھا۔ غلام احمد پرویز صاحب قرآن کے علاوہ کسی اور علم کو نہیں مانتے نہ حدیث کو صرف اُن حدیثوں کو مانتے ہیں جو قرآن سے

ٹیلی ہو جائیں وہ درست خیال کرتے ہیں باقی سب کی نفی کرتے ہیں۔ پرویزی مسلک کے نزدیک قرآن کی رُو سے ایمان کی صداقت کو بلا سوچے سمجھے بغیر آنکھیں بند کر کے مان لینے کا نام نہیں کسی دعویٰ کو علم و عقل کی رُو سے پرکھ کر قلب و دماغ کے پورے اطمینان کے ساتھ اعلیٰ وجہ البصیرۃ صحیح تسلیم کرنے کو ایمان کہتے ہیں۔

اسلام دین ہے مذہب نہیں: پرویزی مسلک کے نزدیک اسلام دین ہے مذہب نہیں دین اور مذہب میں بنیادی فرق۔

(۱) خُدا کے رسُول دین کو اِس کی اصل شکل میں وحی کے ذریعے پیش کرتے ہیں۔

(۲) اسلام خُدا کی طرف سے عطا شدہ آخری اور مکمل دین ہے جو بنی نوع انسان کی تمام مشکلات یعنی زندگی کے تمام بنیادی مسائل کا حل اپنے اندر رکھتا ہے۔

(۳) قرآن کریم اپنی اصلی اور غیر محرف شکل میں انسان کے پاس موجود ہے لہٰذا یہ جب چاہیں اس مذہب کو پھر سے دین میں تبدیل کر سکتے ہیں۔

(۴) قرآن کریم اسلام کا ضابطہ قوانین ہے دین اُس کے اندر مکمل اور محفوظ کر دیا گیا ہے لہٰذا اسلامی تصورات وہ ہیں جن کی سند قرآن کریم سے مل جائے غلام احمد پرویز صاحب نے ان تصورات کو اپنی بصیرت کے مطابق قرآن ہی سے اخذ کیا ہے اور انہیں قرآنی اسناد کے ساتھ پیش کیا ہے۔

(۵) انگریزی زبان میں چونکہ دین کے لِئے کوئی الگ لفظ نہیں تھا اِس لِئے انہوں نے باقی مذاہب کی طرح اسلام کو بھی ایک مذہب قرار دے لیا۔

(۶) حضورؐ کے بعد ان کے نام لیوا اِس دین میں تحریف کر دیتے ہیں اور دین کی اِس محرف صورت کو مذہب کہا جاتا ہے اور اس کے نام لیواؤں نے رفتہ رفتہ دین کو بلند

سطح سے نیچے اُتار کر مذہب بنا دیا۔ مذہب بن کر اسلام ایک جیتے جاگتے متحرک اور کاروانِ انسانیت کو اس کی منزلِ مقصود کی طرف لے جانے والے نظامِ حیات کی بجائے چند بے جان عقائد اور بے رُوح رسُومات کا مجموعہ بن کر رہ گیا۔

آخرت کے متعلق نظریہ: آخرت کے متعلق بھی غور وفکر سے کام لینے کی غلام احمد پرویز صاحب نے تاکید کی ہے۔ لہٰذا قرآن کی رُو سے آخرت پر ایمان بھی اندھی عقیدت کی بنا پر نہیں لایا جاتا اس صداقت کو غور وفکر کے بعد تسلیم کیا جاتا ہے۔ پرویزی مسلک کہتا ہے قرآن کی تفسیر قرآن کے اندر سے کرو حدیث، منطق، اصول اور تصوف کو بھی نہیں مانتے۔

مشہور کتابیں: (۱) مقامِ حدیث (۲) شہکارِ رسالت (۳) آدم وابلیس (۴) اسلام کیا ہے؟ پرویزی مسلک کا رسالہ طلوعِ اسلام جو ہر ماہ شائع ہوتا ہے جس سے پرویزی مسلک کی تبلیغ کی جاتی ہے۔

عبادت گاہ : پرویزی مسلک نے اپنی الگ عبادت گاہیں نہیں بنائیں۔ پرویزی مسلک کے لوگ چھوٹے چھوٹے گھر لے کر وہاں پر غلام احمد پرویز صاحب کی کتابیں اور ویڈیو فلم دکھاتے ہیں اور پرویزی مسلک کا اپنے لوگوں میں یہی تبلیغ کا راستہ ہے۔ عموماً چھٹی والے دِن صُبح کو سارے پرویزی مسلک کے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔ دس سے بارہ بجے تک وجہ یہ ہے کہ کسی نماز کا وقت آئے نہ ہی کوئی اعتراض پیدا ہو۔ پاکستان میں مختلف شہروں میں مقرر کردہ مقامات پر درسِ قرآن کے لِئے اکٹھے ہوتے ہیں۔

نماز: پرویزی مسلک پانچ وقت نماز کی جگہ ''دو اوقات'' نماز کے قائل ہیں۔ قرآن

میں نماز قائم کرنے کا تصور صبح شام کا ہے پرویزی مسلک صلوٰۃ کو نماز کہنے سے گریز فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ لفظ مجوسیوں کا ہے صوم یا روزہ کے مطلق پرویزی مسلک کا لٹریچر بہت کم ہے۔ حج کے موقع پر قربانی صرف حاجیوں کے لئے ضروری سمجھتا ہے مقامی حضرات کے لئے ضروری نہیں سمجھتے۔

قرآن کے متعلق عقیدہ: پرویزی مسلک میں زیادہ تر لوگ صرف قرآن کو مانتے ہیں اس لئے وہ قرآن اور انجیل کا ہر وہ واقعہ جو انجیل اور قرآن میں ملتا ہے بظاہر وہ مختلف ہوگا مثلاً مریم (والدہ عیسیٰ) نے قرآن کے مطابق سرائے رم رم میں بچہ (عیسیٰ) کو جنم دیا۔ لیکن انجیل بتاتی ہے بیت الحم میں اس طرح پرویزی مسلک مناظرانا طور پر دیکھتے ہیں اور فوقیت قرآن کو دیتے ہیں اور اس بات کو سچی جانتے ہیں اور انجیل کی دلالت کو تحریف قرار دیتے ہیں۔ پرویز صاحب لکھتے ہیں سردست صرف اتنا سمجھ لینا کافی ہوگا کہ اناجیل کو نہ حضرت عیسےؑ نے خود لکھا اور نہ لکھوایا بلکہ آپ کے بعد آپ کے شاگردوں نے از خود (روایتاً) مرتب کیا یعنی یہ کتابیں حضرت عیسیٰ کی زندگی کی تاریخ ہیں۔ لیکن قرآن میں ہے کہ حضرت عیسیٰ نے کہا کہ میں کتاب لے کر آیا ہوں۔

جمعہ کی نماز: جمعہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ جمعۃ المبارک کا روز ہے محلہ مسلمان اپنے طور پر اس فکر میں لگے ہوئے ہیں کہ مساجد کی صفیں اور دریاں درست کی جائیں جمعہ کا روز ترجیحات اول میں شامل ہے اِدھر اذان ہوئی اُدھر نمازی حضرات بھی جوق در جوق مساجد میں آنے لگے جمعہ کی نماز اسلام کا ایک اہم فریضہ ہے اور ثواب حاصل کرنے کا بڑا ذریعہ خیال کیا جاتا ہے اور ثواب کیا ہے؟

یہ انسانی اعمال کا وہ نتیجہ ہے جو مخصوص شکل میں اس دُنیا میں ملتا ہے اور آخرت میں بھی ملے گا البتہ ہمارے ہاں ایصال ثواب کا جو عقیدہ رائج ہے قرآن سے اس کی سند نہیں ملتی ایسا معلوم ہوتا ہے اس عقیدہ کو اسلام میں زبردستی داخل کر لیا گیا ہے۔ قرآن بتاتا ہے کہ اس خود ساختہ مذہب میں لوگوں کی کیفیت ایسی ہوتی ہے جیسے جانوروں کا ریوڑ جس میں ماسوائے چرواہے کی بے معنی آوازوں کے اور کچھ سننے کی صلاحیت ہی نہیں ہوتی۔ اندھے اور گونگوں کا یہ ہجوم جو عقل وفکر سے کام نہیں لیتا ایک لمحہ کے لئے بھی سوچنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے کہ اس عظیم اجتماع میں کیوں آئے تھے اور کیا لے کر جا رہے ہیں اس کی حکمت کیا ہے۔ اس کے مقاصد اور غرض وغایت کیا ہے؟ سب سے پہلے دیکھنا یہ ہے کہ اس سلسلہ میں قرآن ہماری کیا راہنمائی کرتا ہے۔

طلوع اسلام: ۱۹۳۸ء میں علامہ اقبال موصوف نے وفات پائی تو ان کی یادگار کے طور پر سید نذیر نیازی صاحب نے ایک ماہنامہ بنام طلوع اسلام جاری کیا تھوڑی مدت کے بعد پرویز صاحب نے ماہنامہ کی سرپرستی سنبھالی ۱۹۴۷ء میں دہلی سے کراچی منتقل ہوئے ماہنامہ کا جلد نمبر بھی ۱۹۴۷ء سے ہی شروع کیا گیا ۱۹۵۵ء میں گلبرگ کوٹھی نمبر 25/B میں منتقل ہو گئے یہیں غلام احمد پرویز صاحب نے ۸۲ سال کی عمر میں وفات پائی طلوع اسلام نے لغات القرآن، مطالب الفرقان، معارف القرآن، مفہوم القرآن اور تبویب القرآن کی کئی کئی جلدیں ہیں۔

پرویز صاحب صحاح ستہ کے جامعین کا مختصر خاکہ اس طرح پیش کرتے ہیں۔

(۱) یہ سب کے سب ایرانی تھے ان میں عرب کا رہنے والا کوئی نہیں تھا۔ احادیث

کی جمع وتدوین کا کام غیر عربوں کے ہاتھوں سرانجام ہوا۔

(۲) یہ تمام حضرات تیسری صدی ہجری میں ہوئے۔

(۳) یہ تمام احادیث لوگوں نے انہیں زبانی سُنائی ان کا کوئی تحریری ریکارڈ اس سے پہلے موجود نہیں تھا۔

نام کُتب

(۱) طلوع اسلام، (رسالہ ماہِ جولائی ۲۰۰۳ء)، عطاء الرحمن ارائیں۔

(۲) اسلام کیا ہے، پرویز، طلوع اسلام ٹرسٹ گلبرگ ۲ لاہور۔

(۳) شعلہ مسطور، پرویز، طلوع اسلام ٹرسٹ لاہور گلبرگ۔

(۴) طلوع اسلام (رسالہ، ماہ اکتوبر ۲۰۰۲ء)، عطاالرحمن ارائیں۔

(۵) مذہب اسلام، مولوی نجم الغنی خان رامپوری، ضیا القرآن پبلیکیشنز لاہور۔

(۶) آئینہ پرویزیت، مولانا عبدالرحمن گیلانی، مکتبہ دارالسلام وسن پورہ سٹریٹ نمبر ۲۰ لاہور۔

باب نمبر 15

چکڑالوی

چکڑالوی: اہلِ قرآن چند سالوں سے مسلمانوں میں ایک نیا مسلک جاری ہوگیا ہے۔اس میں اکثر پنجاب سرحد اور ہندوستان کے لوگ بھی شامل ہیں اس جدید مسلک کی بنیاد مولوی عبداللہ چکڑالوی صاحب نے ڈالی۔

مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی ضلع میانوالی کے موضع چکڑالہ میں پیدا ہوئے اور اِس نسبت سے چکڑالوی کہلاتے ہیں میانوالی تحصیل کے شہباز خیل اور یارُوخیل دیہات میں اِن کے کافی پیروکار موجود ہیں ڈیرہ اسماعیل خان اور لاہور میں بھی چکڑالوی پائے جاتے ہیں لاہور میں اس مسلک کے ایک سرکردہ پیروکار شیخ چتو اشاعت القرآن نامی ماہوار جریدہ شائع کرتا ہے۔لاہور میں زیادہ پذیرائی نہ ملنے پر اِس کا بانی اب ڈیرہ اسماعیل خان میں مقیم ہوگیا ہے۔

انکارِ حدیث کی بنا پر یہ مسلک بھی دوسرے منکرین حدیث کی طرح معجزات و شفاعت،عذاب،قبر،ایصال ثواب اور تعداد ازدواج وغیرہ کے قائل نہیں۔تعدادِ ازدواج کے سلسلے میں چکڑالوی ایسے تمام اُمت کے افراد کو گناہ کا مرتکب قرار دے دیا جن کے ہاں ایک سے زیادہ بیویاں تھیں۔

طریقِ نماز: چکڑالوی کہتے ہیں کہ عام مسلمان جو نماز پڑھتے ہیں یہ قرآن کے مطابق نہیں یہ اللہ تعالیٰ نے نہیں بنائی بلکہ اُنھوں نے اصل نماز کو بدل ڈالا ہے صرف قرآن ہی کی سیکھائی ہوئی نماز پڑھنی فرض ہے اور اِس کے سوا اور کسی طرح کی نماز

پڑھنا جائز نہیں قرآن مجید سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ کوئی شخص نمازیوں کے آگے اکیلا کھڑا ہو اور نہ ہی امام کا لفظ نماز کے متعلق کتاب اللہ میں کسی جگہ آیا ہے پس نماز پڑھانے والے کو بھی دوسرے نمازیوں کے ساتھ کھڑا ہونا چاہئے آگے کھڑا ہونا ہرگز جائز نہیں اور نہ اذان کا قرآن مجید میں کوئی ذکر ہے اس لئے اذان کا کہنا ناجائز ہے۔ انبیاء کے نام کے ساتھ علیہ السلام کی جگہ سلام علیہ کہتے ہیں اور السلام علیک کی جگہ سلام علیک بولتے ہیں۔ اور جس ذبیحہ پر بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھی جائے یا قرآن کی کوئی اور آیت پڑھی جائے چکڑالوی وہ ذبیحہ کھانا چھوڑ دیتے ہیں۔ نماز کی ادائیگی سے متعلق ان کا طریقہ کار یہ ہے کہ صرف قیام ہی فرمایا کرتے ہیں اور چند قرآنی آیات پڑھ کر ختم کر دیتے ہیں جیسا کہ نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے نماز سے متعلق رکوع اور سجدہ والی آیت پر عمل کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے۔

مساجد: وہ ایسی تمام مسجدیں جن میں احادیث وفقہ کی تعلیم ہوتی ہے ضرار ہیں کیونکہ ان میں کتاب اللہ کو ضرر پہنچ رہا ہے۔ جس مسجد میں اس پاک کتاب کے ساتھ اور بھی مذہبی کتابوں کو پڑھایا جاتا ہے سب مسجد ضرار کا حکم رکھتی ہیں۔

مسجد حرام میں نماز پڑھنے سے ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے اور مسجد نبوی اور مسجدِ اقصیٰ میں پچاس ہزار کا اور یہ بالکل غلط ہے قرآن مجید میں ان باتوں کا ذکر نہیں یہ ملاؤں کی من گھڑت باتیں ہیں۔

شفاعت: قیامت کے دِن کوئی کسی کی خیر خواہی یا شفارش نہیں کر سکے گا بلکہ اگر ملائکہ مقربین اور تمام رسُول انبیاء بھی مل کر چاہیں کے اپنے کسی پیارے کو جو مجرم ہے سزا سے بچالیں تو ایسا بھی ہرگز نہیں ہو سکے گا۔

مردے کو ثواب: مردے کے لئے بدنی عبادات یا مالی صدقہ وغیرہ سے مردے کو کسی چیز کا ثواب نہیں پہنچ سکتا۔

قربانی: قربانی کے متعلق ہے کہ بجائے جانور ذبح کرنے کے جانور کی قیمت کے برابر صدقہ دے دیا جائے لیکن جہاں گوشت کے لینے والے مومن مساکین موجود ہوں وہاں قربانی ہی کرنا ضرور ہے۔

چکڑالوی قرآن مجید کو بغیر حدیث کے نور کو سمجھنا چاہتے ہیں اور براہ راست ان تک پہنچنا چاہتے ہیں یہ فرقہ رسول اللہ کی تمام دیگر روایات کو مسترد کرتا ہے اس کا عقیدہ ہے کہ قرآن واحد کتاب ہے جو سچے مسلمان کو ہدایت دے سکتی ہے اور دیگر تمام کُتب اور احادیث بے معنی ہیں۔ (ذاتوں کا انسائیکلو پیڈیا صفحہ ۱۸۳)

ان کے وجود سے قرآن مجید کو بہت ضرر پہنچ رہا ہے قرآن کو اپنی آنکھوں سے پڑھیں تو حقیقت نظر آئے گی بخاری مسلم یا امام ابوحنیفہ، امام شافعی یا فخر الدین و جلال الدین کی آنکھوں سے نہ دیکھنا چاہئے۔ (مذاہبِ عالم تقابلی ص ۷۲۹)

نام کُتب

(۱) مذہب اسلام، مولوی نجم الغنی خان رامپوری، ضیا القرآن پبلیکیشنز لاہور۔

(۲) آئینہ پرویزیت، عبدالرحمٰن کیلانی، مکتبہ السلام ہاؤس، سٹریٹ نمبر ۲۰ وسن پورہ لاہور۔

(۳) ذاتوں کا انسائیکلو پیڈیا۔

(۴) مذاہب عالم تقابلی۔

باب نمبر 16

مسلک بلاغ القرآن

بلاغ القرآن مسلک چاہتا ہے کہ دنیا میں کتاب اللہ (قرآن) کی حکومت ہو افرادِ انسانیہ پر حق حکومت صرف اللہ تعالیٰ کی ہو اس کے سوا کسی کی عبودیت (محکومیت) اختیار نہ کرو یہ ہے محکم واستوار نظامِ حیات۔ اس نظام حیات کو (قرآن نے الاسلام کہا ہے (۱۲/۴۰) سنی، شیعہ، فقہ، حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی تصوف میں (قادری چشتی، سہروردی، نقشبندی وغیرہ تمام سلسلوں کی نفی کرتا ہے۔عقیدہ ہے کہ جہاں دین اسلام ہوگا وہاں فرقے نہیں ہوں گے اگر وہ فرقوں میں بٹ جاتا ہے تو وہ مذہب بن جاتا ہے جس سے لڑائی جھگڑے اور فساد کی بنیاد بنتا ہے لہذا اسلام میں فرقوں کا وجود بے معنی بات ہے اسلام مذہب نہیں کہ چند رسوم کا مجموعہ ہے بلکہ یہ ایک نظامِ حیات ہے یعنی (دین السلام) بلاغ القرآن مسلک صرف قرآن حکیم کی تعلیم کو لوگوں تک پہنچانا بلکہ افرادِ انسانیہ کو دعوت فکر وعمل دینا چاہتا ہے۔ ۳۴/۴۶ اور اعمال صالح ٹھیک کرنا چاہتا ہے جس سے انسانیت کے بگڑے ہوئے معاملات سنور جائیں۔

نظامِ صلوٰۃ: نظام صلوٰۃ قائم کرو اور نظام زکوٰۃ عمل میں لاؤ یہی دین قیم ہے یعنی اس نظام کا قیام عمل میں لاؤ جس سے اتباع کتاب اللہ کا ہو۔ کتاب اللہ کے بتائے ہوئے الاسلام (دین) کی روشنی میں ان باتوں کی نشاندہی کرنا جن کا الاسلام (دین) سے کوئی تعلق واسطہ نہیں قرآن مجید کی تفسیر خود قرآن حکیم کی روشنی میں

تصریف آیات سے پیش کرنا۔

قرآن کی تفسیر: قرآن کریم چونکہ کتاب اللہ تعالیٰ کی ہے اور کوئی فرد و بشر علم کی رو سے نہ اُس سے افضل ہوسکتا ہے نہ اُس علمی سطح کا لہٰذا اس چیز کا سوال تک پیدا نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کا مفسر کوئی بشر ہو یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دیا ہے کہ اپنی کتاب (قرآن) کے مفسر بھی ہم خود ہیں ۳۳/ ۲۵ یہ ایک نا قابلِ انکار حقیقت ہے کہ کسی کتاب کی تفسیر وہ شخص کرسکتا ہے جو علمی لحاظ سے یا تو صاحب کتاب سے افضل حیثیت کا حامل ہو یا کم از کم اِس اعلیٰ سطح پر فائز ہو جو خود صاحبِ کتاب کی ہو۔ قرآن کتاب ہے اللہ تعالیٰ کی نہ کوئی فرد و بشر علم کے لحاظ سے اللہ سے افضل ہے نہ برابر اس لیئے اس کی کتاب کا مفسر کوئی بشر نہیں ہوسکتا۔

نظامِ مصطفیٰ: عام فہم نام ہے نظام الٰہیہ کا یہ وہ مقدس متوازن ضابطہ حیات ہے جو محمد ﷺ خاتم النبین و رحمتہ للعلمین علیہ السلام پر خود باری تعالیٰ نے بصورت قرآن حکیم نازل فرمایا پس قرآنی نظام، اسلامی نظام یا نظام الٰہیہ جو بھی کہا جائے درست ہے اس نظام الٰہیہ کی اولین خصوصیت یہ ہے کہ قرآن کریم کی روشنی میں پوری نوع انسانی کے بنیادی حقوق میں معاشرے کا ہر فرد بحیثیت نوع آدم واجب التکریم ہے ۷۰/۱۷ کیونکہ ضابطہ حیات (قرآن) میں ارشاد ہُوا ہے ادنیٰ و اعلیٰ کی کوئی تمیز روا نہیں رکھی گئی نہ کوئی آقا، نہ غلام، نہ مالک، نہ نوکر، نہ کوئی راٹھ پُوری نوع آدم کا ہر فرد خواہ عورت ہو یا مرد کالا ہو یا گورا دیہاتی ہو یا شہری مسافر ہو یا مقیم ایک ہی سطح کا مکرم و معذم شمار ہوتا ہے حضرت محمد ﷺ پر نازل کردہ ضابطہ حیات قرآن کریم عربی زبان میں نازل فرمایا عربی زبان نازل نہیں کی بلکہ دوسری زبانوں کی طرح عربی زبان پہلے

موجود تھی اور اس کے مختلف الفاظ کے معنی بھی لوگوں کے علم میں تھے۔

دین اور مذہب میں فرق: اسلام ایک مذہب نہیں جو چند رسوم کا مجموعہ ہے بلکہ ایک نظام حیات ہے یعنی دین ہے۔ یہودیت، عیسائیت، بدھ مت، مذہب ہیں دین نہیں۔ دین کسی کام کے کرنے پر زور دیتا ہے دین میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے وہ اِس لِئے پڑھا جاتا ہے کہ ان پڑھے جانے والے الفاظ میں جو احکام ہوتے ہیں ان کو عملی جامہ پہنایا جائے جبکہ مذہب میں ان الفاظ کو محض پڑھنے اور رٹنے کو عمل قرار دیتا ہے قرآن مجید کے الفاظ جو حکم کا درجہ رکھتے ہیں جن کو عملی جامہ پہنانا تھا انہیں محض پڑھ کر ثواب حاصل کیا جانے لگا دین میں مخصوص حرکات وسکنات پیش خیمہ ہوتی ہیں۔ ٹھوس اعمال کا اوران سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے دین وحدت قائم رکھتا ہے قرآن مجید پڑھنے کا ہی نہیں بلکہ اِس پر عمل کرنے کا بھی حکم دیتا ہے۔ اور عمل نہ کرنے والوں کو کفر کے خانے میں رکھتا ہے۔

کافر کا مطلب: جس طرح چوری کرنے والا چور ہوتا ہے خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم اسی طرح کفر کرنے والا کافر ہوتا ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم جو لوگ تمام غیر مذاہب یا غیر مسلموں کو یکسر کافر کہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ کافر کا مطلب غیر مسلم نہیں ہوتا بلکہ کافر اللہ تعالیٰ کی آیات کا قول وفعل سے انکار کرنے والا ہوتا ہے خواہ اس کا تعلق کسی مذہب سے ہو۔ (سورۃ البقرہ 2/62) مطلب کافر وہ ہوتا ہے جو ہدایت ملنے کے باوجود اس کا انکار کردے قرآن مجید سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کافر کوئی قوم نہیں بلکہ کفر ایک جرم کی نوعیت ہوتی ہے اور کفر کا یہ جرم مسلمان بھی کرسکتا ہے اور غیر مسلم بھی۔ اسلام اور کفر ایک دوسرے کی ضد ہیں کوئی بھی عمل نیک ہوتا ہے

یا بد۔ اسلام ہوتا ہے یا کفر چونکہ نیکی اور اچھی سوچ پر عمل میں تعاون کا اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے لہٰذا اسلام کے نظام معیشت ومعاشرت میں انسانیت کی بہتری میں مددگار ہر اچھی سوچ اور اچھا نظریہ نیک عمل ہونے کی وجہ سے حدود السلام میں داخل ہوگا جس کی خلاف ورزی کفر ٹھہرے گی۔ دوزخ کی آگ کفر کے جرم کی سزا دینے کے لئے تیار کی گئی ہے خواہ اس جرم کا مرتکب مسلم ہو یا غیر مسلم۔

کتابوں پر ایمان: قرآن مجید تمام انبیاء اور ان کی کتابوں پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہے تو ریت، زبور، انجیل اور قرآن ہیں 5/14 بیشک ہم نے تورات کو نازل کیا اس میں ہدایت اور نور ہے 5/46 اور ہم نے مسیح (عیسیٰ) کو انجیل رحمت فرمائی اس میں ہدایت اور نور ہے۔ 64/8 پس اللہ اُس کے رسول اور اُس نور قرآن کریم پر ایمان لاؤ جو ہم نے نازل کیا ہے۔

قرآن نبیوں میں فرق کرنے کی اجازت نہیں دیتا اور نہ اسلام ان کی توہین کی اجازت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی جھوٹے الہٰ کو بُرا کہنے کی اجازت نہیں دیتا اسی طرح ان کے بُرے عقائد کی بھی بے حرمتی کی اجازت نہیں دیتا انہیں سمجھانے کا حکم دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے دین کے معاملے میں زبردستی نہیں اسلام کسی کے عقیدے پر وار کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ سمجھانے کا حکم دیتا ہے اسلام تمام مذاہب کی عبادت گاہوں کی حفاظت کا درس دیتا ہے مذہبی کتابوں اور ان کے مذہبی شعائر کی دانستہ توہین کرنا کفریہ شیطانی فعل ہے۔ دین اس کی اجازت نہیں دیتا اگر کوئی مشرک میدان جنگ میں بھی پناہ کا خواہشمند ہو تو اللہ تعالیٰ اسے محفوظ امن کی جگہ پہنچانے کا حکم دیتا ہے۔

اداب صلوٰۃ: بلاغ القرآن مسلک کے ہاں صلوٰۃ کے معنی صرف نماز لیے جاتے ہیں۔نماز (صلوٰۃ) کی جگہ مسجد کے کمرہ اور صحن کو پاک رکھنا لازم ہے مسجد ظرف زمان ومکان ہے۔

طہارت نامہ: ایمان والوں جب تم صلوٰۃ کا ارادہ کروتو اپنے چہرے اور کہنیوں سمیت بازو دھولیا کرو۔سر کا مسح کرلیا کرواور ٹخنوں سمیت پاؤں دھولیا کرو ہر نماز (صلوٰۃ) سے قبل وضو کا حکم ہے۔حضورؐ الٰہی میں ہاتھ باندھ کر قبلہ رُخ کھڑے ہونا بھی ادابِ صلوٰۃ میں سے ہے۔سینے پر ہاتھ باندھتے وقت دایاں ہاتھ اُوپر ہوگا اور بایاں نیچے قرآن کریم کی روشنی میں نمازوں کے وقت صرف تین ہیں دو دن کے حصوں میں اور ایک رات کی ابتدائی گھڑیوں میں صاحب قرآن آپ اپنی نماز کو اونچی نہ مخفی بلکہ درمیانی آواز کے ساتھ ادا کیا کریں۔پس ہر نماز یعنی حضور الٰہی کی حاضری کے ہر وقت پر زینت برقرار رکھنا آداب صلوٰۃ میں سے ہے۔صلوٰۃ (نماز) میں بغیر سر ڈھانکے نماز پڑھنی ہے۔

باب نمبر 17

فقہ جعفریہ

عنوانات

حضرت علیؓ:

اُردو لغت میں علی کے معنی (۱) اونچا، بلند (۲) [مذ] حق تعالےٰ (۳) خلیفہ چہارم

علیؓ اللہ تعالیٰ کے ننانویں ناموں میں سے ایک نام ہے جس کے معنی ہیں بہت بلند یہ مشتق ہے علو سے اور علو کہتے ہیں بلندی کو یا جگہ کے بلند ہونے کو اور کبھی بلندی پر چڑھنے اور کسی چیز کے اُوپر ہونے کو بھی علو کہتے ہیں۔ خُدا تعالیٰ چونکہ سب سے اُوپر ہے اور مرتبے میں بالاتر ہے علی کے معنی وہ ذات پاک جس کے اوپر کوئی رتبہ ہو نہیں سکتا تمام مراتب اس کے نیچے ہیں مثلاً فرشتے انسان سے اوپر ہیں اور انسان چوپایوں سے اُوپر ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے اُوپر پس وہ علی مطلق ہے جو زندہ اور جہان کو زندہ کرنے والا اور علماء کے علوم کو پیدا کرنے والا اور تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے۔

نام علیؓ، ابوالحسن اور ابوتراب کُنیت، حیدر لقب (شیر)۔

والد کا نام ابوطالب اور والدہ کا نام فاطمہ، امیر المومنین علیؓ ابن ابی طالب علیہ السلام ولادت جمعہ ۱۳ رجب مقام خانہ کعبہ (مکہ) حضرت علیؓ پیدائش کے وقت سے ہی پیغمبر اسلام کی آغوش تربیت میں رہے۔ حضرت علیؓ کا قد میانہ رنگ گندم گوں، آنکھیں بڑی بڑی چہرہ پُر رونق و خوبصورت سینہ چوڑا اس پر بال بازو اور تمام بدن گٹھا ہوا، سر کے بال نہ تھے ایک روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے حضورؐ کو یہ کہتے سُنا ہے کہ سر کے بال کے نیچے نجاست ہوتی ہے اسی لئے میں بالوں کا دُشمن ہوں۔ سادگی اور تواضع حضرت علیؓ کی دستار فضلیت کا سب سے خوشنما طرہ ہے۔ اپنے ہاتھوں سے محنت و مزدوری کرنے میں کوئی عار نہ تھا لوگ مسائل پوچھنے آتے تو کبھی جُوتا ٹانکتے

ہوتے، کبھی اونٹ چراتے اور کبھی زمین کھودتے ہوئے پائے جاتے مزاج میں بے تکلفی اتنی تھی کہ فرشِ خاک پر بے تکلف سو جاتے ایام خلافت میں بھی یہ سادگی قائم رہی عموماً چھوٹی آستین اور اونچے دامن کا کرتہ پہنتے اور معمولی کپڑے کی تہہ بند باندھے بازار میں گشت کرتے پھرتے اگر کوئی تعظیماً پیچھے ہو لیتا تو منع فرماتے۔

علمِ نحو کی بنیاد خاص حضرت علیؓ کے دستِ مبارک سے رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص کو قرآن شریف غلط پڑھتے سنا اس سے خیال پیدا ہوا کہ کوئی قاعدہ بنا دیا جائے جس سے اعراب میں غلطی واقع نہ ہو سکے چنانچہ ابوالاسود کو چند قواعد کلیہ بتا کر اس فن کی تدوین پر مامور کیا بلکہ علمِ نحو کے ابتدائی اصول بھی آپ ہی کی طرف منسوب ہیں۔

ازدواجِ واولاد: ۲ھ میں حضرت سرورِ کائنات ﷺ نے حضرت علیؓ کو دامادی کا شرف بخشا اور اپنی محبوب ترین صاحبزادی سیدۃ النسا حضرت فاطمہ زہراؓ سے نکاح کر دیا۔ سیدہ جنت حضرت فاطمہ زہراؓ کے بعد جناب مرتضیٰؓ نے مختلف اوقات میں متعدد شادیاں کیں اور ان سے نہایت کثرت کے ساتھ اولادیں ہوئیں۔

۱) **حضرت فاطمہؓ:** جو حضورؐ کی صاحبزادی تھیں ان سے ذکور، حسنؓ، حسینؓ، محسنؓ اور لڑکیوں میں زینب، کبریٰؓ اور ام کلثوم کبریٰؓ پیدا ہوئی محسن نے بچپن میں وفات پائی۔

۲) **ام البنین بنت خرامؓ:** ان سے عباس، جعفر، عبداللہ اور عثمان پیدا ہوئے یہ سب کے سب حضرت امام حسینؓ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے۔

۳) **لیلیٰ بنت مسعودؓ:** انہوں نے عبیداللہ اور ابوبکر کو یادگار چھوڑا لیکن ایک روایت کے مطابق یہ دونوں بھی حضرت امام حسینؓ کے ساتھ شہید ہوئے۔

۴) اسماء بنت عمیسؓ: ان سے یحییٰ و محمد اور اصغر پیدا ہوئے۔

۵) صہبا یا ام حبیت بنت ببیعہؓ: یہ اُم ولد تھیں ان سے عمر اور رقیہ پیدا ہوئیں عمرؓ نے نہایت طویل عمر پائی اور تقریباً پچاس برس میں نیبوع میں وفات پائی۔

۶) امامہ بنت ابی العاصؓ: یہ حضرت زینبؓ کی صاحبزادی اور آنحضرتؐ کی نواسی تھیں ان سے محمد اوسط تولد ہوئے۔

۷) خولہ بنت جعفرؓ: محمد بن علی، جو محمد بن حنفیہ کے نام سے مشہور ہیں ان ہی کے بطن سے پیدا ہوئے۔

۸) اُم سعید بنت عروۃؓ: ان سے ام الحسن اور رملہ کبریٰ پیدا ہوئیں۔

۹) محیاۃ بنت امراء القیسؓ: ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی مگر بچپن ہی میں قضا کرگئی۔

مذکورہ بالا بیویوں کے علاوہ متعدد لونڈیاں بھی تھیں اور ان سے بھی لڑکیاں لڑکے تولد ہوئے۔ حضرت علیؓ کے سترہ لڑکیاں اور چودہ لڑکے تھے پانچ سے سلسلہ نسب جاری رہا ان کے نام یہ ہیں، امام حسینؓ، امام حسنؓ، محمد بن حنفیہؒ، عباس، عمر۔

حضرت علیؓ کی وفات: ۱۹ رمضان المبارک ۴۰ھ کو فجر کے وقت امام علیؑ مسجد کوفہ میں نماز ادا کررہے تھے۔ ایک (خارجی قاتل عبدالرحمٰن ابن ملجم) نے آپ کو ایک زہر آلودہ تلوار سے زخمی کردیا۔ ۲۱ رمضان المبارک کو آپ کی شہادت واقع ہوگئی اور نجف الاشرف میں دفن ہوئے۔ اللہ کے شیر (علیؓ) اسلام کی خدمت بجالاتے ہوئے شہید ہوئے ''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوجائیں انہیں مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں''

جفر: (ج۔فر) ایک علم جس سے غیب کا حال بتایا جاتا ہے حضرت امام جعفر صادقؒ سے بھی منسوب کیا جاتا ہے۔ (اُردو لغت فیروز سنز)

علم جفر کی دو بڑی شاخیں ہیں (۱) ایک علم الاخبار (۲) علم الآثار

(۱) علم الاخبار کا تعلق مستقلات خفیہ و جذبیہ کے ذریعہ مطلب سوالات کے جوابات۔

(۲) علم الآثار سے مختلف النوع عزلمیت، دُعاؤں اور وِرد وظائف، نقوش اور تعویذات کے مطلوبہ نتائج حاصل کیے جاتے ہیں۔ (زنجانی جنتری ۲۰۰۵ص ۵۷)

جفر: جفر کے لغوی معنی کسی جانور کی کھال کے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ جفر کا اصلی نسخہ جو امام جعفر صادق کے پاس تھا جفر (بیل) کی کھال پر مرقوم تھا۔ صناجتہ الطرب میں سید السند نے لکھا ہے کہ جفر اور جامعہ دو کتابیں حضرت علیؓ کی لکھی ہوئی ہیں۔ ان دونوں کتابوں میں علمِ الحروف کے قاعدے پر تمام حوادث جو قیامت تک ہوتے رہیں گے بیان کیئے ہیں اور جتنے ائمہ اُن کی اولاد میں ہوئے ہیں اُن کو یہ علوم حاصل تھے۔ لیکن ایرانیوں کا خیال ہے کہ ان کی مذہبی کتاب اوستا کا موجودہ نسخہ اس کامل اوستا کا صرف ایک حصہ ہے جو بیل کے مدبوغ چمڑے پر سونے کے پانی سے مرقوم تھا اور جس کو سکندرِ اعظم نے فنا کر دِیا تھا۔

(دوسرا نظریہ) ایک نسخہ حضرت امام جعفر صادقؒ کے پاس بیل کی کھال پر لکھا ہوا تھا۔ اُس سے ہارون بن سعید عجلی (فرقہ زیدیہ) نے نقل کیا اور اُس کا نام جفر رکھا تھا بکری کی کھال کو جفر بھی کہتے ہیں۔ اکثر مستند تصانیف میں جفر جامعہ اور مصحف فاطمہ کا ذکر آتا ہے۔ عرف عام میں جفر کو رمل و نجوم وغیرہ کی مانند مستقبل کے واقعات کو معلوم کرنے کا ایک طریقہ تصور کیا جاتا ہے۔ جامعہ بھی اگر اس کو جفر سے کوئی علیحدہ چیز سمجھا جائے تو اِسی قسم کی کتاب تھی اور یہ دونوں کتابیں روایت عامہ کے مطابق حضرت امام جعفر صادقؒ سے منسوب تھیں۔ شیعہ لوگ جس قدر قرآن کی تفسیر کرتے

ہیں اور اُس کے غوامض و مشکلات کو حل کرتے ہیں وہ سب اسی جفر سے ہے شیعوں کا خیال ہے کہ اُن کے امام نے علم جفر میں تمام ضروریات دین و مذہب کو لکھ دیا ہے اور جو کچھ بھی قیامت تک ہونے والا ہے سب تحریر کر دیا ہے

جفر وہ علم ہے جس سے اسرارِ حروف سے بحث ہوتی ہے اور آئندہ کے حالات و واقعات پر اظہار خیالات کیا جاتا ہے۔ اعدادِ حروف اور نجوم کا اصولی اجتماع علم جفر کی بنیاد ہے جفر کے معنی بھیڑ یا بکری کی کھال کے بال جس طرح یہ بال شمار نہیں ہو سکتے اسی طرح علم جفر کے اصول و قواعد اور عملیات بھی شمار سے بالا ہیں کتابِ غایۃ الحکیم پوری دُنیا میں صرف ایک لائبریری میں ہے یہ کتاب نجوم و طلسمات کے موضوع پر عربی زبان میں ہے لمبرگ میں ۱۹۲۷ء میں شائع ہوئی تھی ایک ہزار سال پرانی کتاب ہے۔ (عالمی جنتری ۲۰۰۴ ص ۳۹)

لفظ جعفری: (ج۔ع۔ف۔ری) ایک قسم کا گیندا (۲) خالص سونا (۳) گل اشرفی حضرت امام جعفر صادقؒ سے منسوب۔

جعفریہ: جعفریہ لوگ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؒ کے بعد امام موسیٰ کاظم بن جعفر امام ہیں پھر علی رضا بن موسیٰ پھر محمد تقی بن علی رضا پھر علی نقی بن محمد تقی پھر حسن عسکری بن علی نقی اور حسن عسکری۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ جعفریہ ان کا نام اس لیئے ہے کہ اُن کے نزدیک حسن عسکری کے بعد اُن کے بھائی جعفر امام ہیں بعضوں نے توقف کیا ہے اور محمد تقی کے حال میں شک کرتے ہیں۔ جس طرح اہلِ سُنت حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ کو اسی ترتیب سے خلفائے برحق مانتے ہیں۔ اہلِ سُنت کے ہاں امامت کوئی ایسا منصب نہیں جو نبوت کی طرح من

جانب اللہ وحی کے طور پر عطا کیا جاتا ہو۔ مگر شیعہ حضرات جناب حضرت علیؓ المرتضیٰ کو بلافصل مانتے اور خلافت کو صرف اہلِ بیعت کا حق جانتے ہیں شیعہ کے نزدیک امامت خدا کی طرف سے نبوت کی طرح ملتی ہے امام معصوم ہوتا ہے۔ پھر شیعہ حضرات کے مختلف فرقوں میں ائمہ کی تعداد اور ناموں وغیرہ میں بے حد اختلافات ہیں اہلِ تشیع کے ہاں اسلامی قانون کے ماخذ قرآن حدیث اور اجماع ہیں انہی حضرات کی فقہ کو جعفری کا نام دیا جاتا ہے جو ان کے بقول امام جعفر صادقؒ کی طرف منسوب ہے ان میں سے بعض مشہور علماء قرآن کی تحریف کے بھی قائل ہوئے ہیں مگر اہلِ تحقیق کے نزدیک فیصلہ کن بات یہی ہے کہ قرآن ہر قسم کی تحریف وتبدیلی سے پاک ہے۔ احادیث کے لیئے ان کے ہاں اخبار کا لفظ مشہور ہے اور ان کے ہاں حدیث کی قبولیت کا معیار یہ ہے کہ اس کی روایت اہلِ بیعت سے کی گئی ہو اجماع کا مفہوم شیعہ علماء کے نزدیک یہ ہے کہ کسی امام کے معصوم ہونے کے قول پر متفق ہو جانا ہے اصولِ فقہ کا یہ اختلاف تو سخت ہے مگر فروع میں متعہ اور بعض مسائل وراثت کو چھوڑ کر ان کا فرقہ شافعی فقہ سے قریب ہے۔ بارہ اماموں میں سے امام جعفر صادق کی طرف جعفری فقہ منسوب ہے جن کا ذکر وفضائل اور روایات معتبر سُنی کُتب میں بھی موجود ہیں امام جعفر کی دیانت وامانت اور صداقت وامامت پر شیعہ سُنی سب متفق ہیں اختلاف ان سے روایت کردہ اقوال واحوال میں واقع ہے۔ اہل تشیع کا اہل سُنت سے خلافت، امامت، مسئلہ اجتہاد، دلائل، شرع، مذہبی اصول و فروع اور عبادات معاملات میں کافی اختلاف موجود ہے اس لیئے ان کی علیحدہ مکتبہ فکر فقہ جعفری کے نام سے موسوم ہے اہلِ تشیع پہلے تین خلفائے کی خلافت غیر قانونی

سمجھتے ہیں خلافت صرف اہلِ بیت کا حق مانتے ہیں بارہ معصوم اماموں کی امامت کے قائل ہیں آخری امام مہدی کے منتظر ہیں جو ابھی غائب ہے اہلِ تشیع قرآن حدیث اور اجماع کو فقہ کی بنیاد قرار دیتے ہیں یہی فرقہ فقہ جعفری کے پیروکار کہلاتے ہیں جو امام جعفرؒ کی طرف منسوب ہے۔ اجماع کا مفہوم ان کے نزدیک شیعہ علماء کا کسی امام معصوم کے قول پر متفق ہو جانا ہے۔ بعض محدثین اہلِ تشیع صحاح ستہ کو ناجائز لیکن بعض نے درست قرار دیا ہے۔ اس فرقے کا قول یہ ہے کہ حضرت علیؓ کے بعد امام حسنؓ کو امامت پہنچی پھر امام حسینؓ کو پھر علی بن حسینؒ کو پھر محمد باقرؒ کو پھر امام جعفر صادقؒ کو پھر اُن کے بیٹے موسیٰ کاظمؒ کو۔

رمل: حضرت آدم علیہ السلام علم الرمل کے موجد ہیں آپ کو اشارتاً صرف ایک شکل اس شکل کے چاروں عناصر آتش باد آب و خاک کی خاص ترتیب سے سولہ اشکال رمل کی اس ترتیب کو ابجد رمل یا دائرہ رمل کہا گیا ہے۔

صحیفہ جفر جامعہ مصحف فاطمہ: جامعہ کیا ہے؟ یہ ایک صحیفہ ہے جس کا طول ستر گز ہے اور عرض موافق اندازہ پوست ران شتر جسم دوکوہانہ کے ہے اُس میں تمام وہ چیزیں مندرج ہیں جن کی آدمیوں کو احتیاج پڑتی ہے کوئی حکم اور کوئی بات اُس سے نہیں چھوٹی ہے۔

مصحف فاطمہ: مصحف فاطمہ کی حقیقت یہ ہے کہ حضرت فاطمہ رسُول اللہ کی وفات کے بعد پچھتر (۷۵) دن تک زندہ رہیں اس عرصہ میں نہایت غمگین رہتی تھیں جبرائیل اُن کے پاس آتے اور تسلی اور تعزیت کر کے اُن کے دِل کو بہلاتے اور اُن کو خبر دیتے کہ اُن کے بعد اُن کی اولاد پر یہ واقعات گذریں گے حضرت علیؓ

اُن سب باتوں کو لکھ لیتے تھے اُنہیں تحریرات کا نام مصحف فاطمہ ہے۔

نہج البلاغہ: نہج کا مطلب راستہ، شاہراہ اور راہ کشادہ، راہ راست، صراط مستقیم طریقہ، روش، ڈھنگ، طور، انداز، طرز اس میں حضرت علیؓ کے منتخب خطبے خطوط اور حکمانہ اقوال جمع کئے گئے ہیں۔ خطبات اور مکتوبات میں اسلام کی تاریخ اور مکمل معاشرہ ہے نہج البلاغہ میں وحدانیت وعدل خدائے یکتا کے منزہ از جسم وجسمانیت کے دلائل و براہین سے متعلق تمام عجائب وغوائض ملیں گے یہ کلام ہر تشنگی کے لئے باعث سیرابی ہر مرض کے واسطے باعث شفا اور دافع شبہات ثابت ہوگا۔

اس میں دوسو بیالیس (۲۴۲) خطبات، اٹھہتر (۷۸) مراسلات اور چارسو اٹھانوے (۴۹۸) حکمتیں ہیں۔ یہ ہئیت، پیدائش عالم، الہیات، مابعد الطبیعات اخلاقیات اور سیاسیات کے عظیم ترین انکشافات سے لبریز ہے یہ شروع سے آخر تک انسانی روح کے لئے روحانیت وانسانیت، قدس وطہارت کی تعلیمات کے حامل اور انسانی زندگی کے لئے بہترین ہدایات کا مخزن ہیں۔ اس میں تفسیر وکلام فلسفہ مناظرہ اور فقہ، فصاحت و بلاغت معانی و بیان، حدیث وقرآن کا ایک بحر بیکراں ہے۔ نہج البلاغہ تقریبا ۴۰ یا ۴۵ عربی، فارسی، اُردو اور دوسری زبانوں میں بھی شرحیں لکھی جاچکی ہیں۔

اصول دین: شیعہ نقطہ نظر سے مذہب دوشاخوں میں تقسیم ہے ایک علم دوسرا عمل یعنی کچھ مسائل کا تعلق عقل سے ہے اور کچھ مسائل جسم سے تعلق رکھتے ہیں وہ مسائل جن کا تعلق علم یعنی عقل سے ہے انہیں اصول دین کہتے ہیں اور وہ پانچ ہیں۔

(۱) توحید (۲) عدل (۳) نبوت (۴) امامت (۵) قیامت

۱۔ توحید: توحیدِ الٰہی تمام دینی تعلیمات کی بنیاد ہے اسلامی عقائد میں اسے اولیت کا درجہ حاصل ہے اور کسی نہ کسی شکل میں یہ تمام اسلامی احکام اور تعلیمات کا جزو ہے اسلام ہر قسم کی کثرت پرستی ثنویت اور تثلیث کو مسترد کرتا ہے۔ اس کے مطابق اللہ واحد ہے اُس کے اجزا نہیں اور کوئی اُس کا مثل نہیں اس منزل کو توحید ذات کہا جاتا ہے کسی ایک صفات (مثلاً علم، قدرت وابدیت وغیرہ) اللہ سے منسوب کی جاتی ہے اسلام کی تعلیمات کے مطابق اللہ کی ذات ہی معبود ہے۔ اسلام کسی صورت میں بھی کسی دوسرے شخص یا چیز کی پرستش کی اجازت نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے اور وہ واحد ہے جس کا کوئی شریک نہیں وہ جسم اور جسمانیت سے بری ہے اُس کے ہاتھ، پاؤں، کان، آنکھ، ناک وغیرہ نہیں ہیں۔ نہ وہ کسی مکان میں محدود ہے وہ جسمانیت سے بری ہے مکان سمیت وجہت کی پابندیوں سے بری ہے آنکھوں سے اُسے دیکھنے کا تصور بھی غلط ہے۔

۲۔ عدل: اللہ تعالیٰ عالم عادل ہے اور ظالم نہیں اور خدائے بزرگ و برتر ہر فعل قبیح سے مبرّہ ہے۔ عقیدہ ہے کہ اللہ کا ہر فعل وہی ہوتا ہے جو درست و مناسب اور خیر ہو اور اس کے ہر کام میں کوئی مقصد صحیح منعصر ہوتا ہے کوئی کام عبث نہیں ہوتا یہی وہ عقیدہ عدل ہے جو توحید کے بعد اصول دین کا ایک جز ہے دوسرے مسلمان یہ کہتے ہیں کہ اللہ قادرِ مطلق ہے لہٰذا وہ جو چاہے کرے اور اس لئے ظلم و جور ہر بات اُس کے لئے روا ہے۔

۳۔ نبوت: خدائے رحمٰن نے لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے انبیاء اور رسول بھیجے تاکہ لوگ اِن کے احکام سے واقف ہوں حضرت محمدؐ تمام نبیوں اور رسولوں سے

افضل ہیں اور سلسلہ نبوت ان پر ختم ہے ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

۴۔ **امامت:** یہی وہ امتیازی مسئلہ ہے شیعوں کے نزدیک امامت وہ منصب الٰہی ہے جو نبوت کی طرح پروردگار عالم کی جانب سے ہدایت خلق کے لئے عطا ہوتا ہے شیعوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ عالم صفحہ گیتی کو کبھی کسی نبی یا وصی کے وجود سے خالی نہیں رکھتا۔ اللہ نے اپنے بندوں کو حضورؐ کے انتقال کے بعد یونہی نہیں چھوڑ دیا کہ وہ جو چاہیں کریں بلکہ خُدا نے اپنے لطف سے نبی اور امام قرار دیئے جو امور دین و دنیا میں ہمارے رہبر ہیں جو بارہ خلفاء یعنی نائب ہیں جن کو خود آپ نے ہی بحکم خدا مقرر کیا ہے۔ اول عمر سے آخر عمر تک ہر قسم کے گناہوں سے پاک ہیں یہ ظاہر و مطہر اور معصوم ہیں ان کی تابعداری فرض عین اور موجب نجات آخرت ہے بارھویں امام مصلحت خداوندی سے ہماری نظروں سے غائب ہے جب خُدا کا حُکم ہوگا آپ ظہور فرمائیں گے۔ امام و نبی میں صرف یہ فرق ہے کہ پیغمبر دین کو لانے والا وحی الٰہی کا حامل اور صاحب کتاب ہے۔ امام ان دو چیزوں کے علاوہ پیغمبر کی ذمہ داریوں کا حامل ہے۔ امام اصول دین و فروغ دین کا بانی اور تحریف سے بچانے کا ذمہ دار ہے تمام دینی و دنیوی امور کا مرجع اور نبوت کے فرائض کو جانشین کی حیثیت سے انجام دینے والا ہے۔

۵۔ **قیامت:** ایک دِن آنے والی ہے جبکہ خُدا تمام دُنیا کو فنا کے بعد پھر زندہ کرے گا۔ اور سب لوگوں کو اچھے اور بُرے اعمال کے حساب کے بعد اُن کو جزا یا سزا دے گا۔ کافر یا مشرک ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اسی طرح مرنے کے بعد قبر میں زندہ ہونا اور منکر و نکیر کا سوال کرنا عذاب قبر کا فشار برحق ہے۔

فروغِ دین: فروغ دین وہ ہوتے ہیں جن پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے فروغ دین دس ہیں۔

(۱) نماز: شیعہ نماز کو دین کا رکن سمجھتے ہیں یہ عبادت بندے کو خدا کے نزدیک کرنے کا ایک وسیلہ ہے شریعت کی رو سے نماز کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

(۲) روزہ: امامیہ عقیدہ کے مطابق روزہ شریعت اسلامیہ کا رکن ہے احکام کے لحاظ سے صیام کی چار قسمیں ہیں۔ واجب، مستحب، حرام، مکروہ، نماز، روزہ خالص جسمانی عبادتیں ہیں۔

(۳) حج: اہلِ تشیع عقائد کے مطابق حج اسلام کا بہت بڑا استون ہے۔

(۴) زکوۃ: اہلِ تشیع کے نزدیک نماز کے بعد زکوۃ کا مرتبہ ہے۔

(۵) خمس: وہ حق ہے جسے اللہ نے آل محمد ﷺ کے لئے مختص فرمایا ہے کیونکہ نبی زادوں پر صدقہ حرام ہے لہٰذا زکوۃ وہ لے نہیں سکتے۔

(۶) جہاد: مذہب شیعہ میں جہاد دو قسم کے ہیں جہاد اکبر اور جہاد اصغر باغی دشمن کا مقابلہ جہاد اکبر ہے۔

(۷) امر بالمعروف: یعنی حتی الامکان لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دینا اور مطابق خدا اور رسول اُن کو نصیحت کرنا ہے۔

(۸) نہی عن المنکر: یعنی جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو بُری باتوں سے منع کرنا اور اُن کو عذاب وعتاب خدا سے ڈرانا۔

(۹) تولّی: ال محمد ﷺ سے اور اُن کے دوستوں سے محبت کرنا اور اُن سے دوستی رکھنا

(۱۰) تبرا: خدا رسول اور آل رسول کے دشمنوں سے اظہار بیزاری کرنا اور اُن

سے لاتعلقی کا اعلان کرنا۔

فضلیت نماز: ہر ۱۵ سالہ لڑکے اور ۹ سالہ لڑکی پر واجب ہے کہ وہ مجتہد علم و عادل کی تقلید و پیروی بجالائے۔

حُلُول: خُدا کسی چیز میں نہیں سماتا نہ رُوح بن کر اور نہ کسی اور طریق سے جیسا کہ صوفیوں کا عقیدہ ہے ورنہ جہت اور بقاء خُدا کی ممکن الوجود سے لازم آئے گی جو محال ہے۔ بعض شیعہ فرقے حلُول سے مراد یہ لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بعض جسموں میں حلول کر جاتا ہے۔ نیز وہ اُن جسموں کو منتخب کر لیتا ہے اور پسند کرتا ہے حلول کے معتقد صوفیاء میں حلاج مشہور ترین لوگوں میں سے ہے۔ حلول کا مطلب یہ ہے کہ ایک چیز دوسری چیز کے اندر اس طرح موجود ہو کہ تحقیقی یا تقدیری طور پر ایک طرف اشارہ دوسرے کی طرف اشارہ کے مترادف ہو۔

فقہ جعفری کی نماز کے اوقات: دن میں تین دفعہ ہیں۔

۱- فجر طلوع آفتاب سے ایک گھنٹہ قبل۔ ۲- ظہرین ایک بجے۔

۳- مغربین غروب آفتاب سے دس منٹ بعد۔

نماز کا باطل ہونا:

(۱) حدث خواہ اکبر (جیسے جنبی ہونا) ہو یا اصغر (پیشاب وغیرہ)

(۲) قبلہ سے منحرف ہونا۔

(۳) ایسا کلام کرنا جو دو یا زیادہ حروف سے مرکب ہو اگر ایک حرف بامعنی ہو مثلاً ق تو بھی نماز باطل ہو جائے گی۔ (۴) قہقہہ لگانا۔

(۵) خوفِ خُدا کے علاوہ کسی دوسرے امر کے لِئے رونا۔ خوفِ خُدا سے گریہ کرنا

بہترین عبادت ہے۔(٦) کھانا پینا۔

(٧) ہر وہ فعل جو نماز کی صورت بگاڑ دے مثلاً اُچھلنا، کودنا، تالی بجانا وغیرہ۔

(٨) عدد رکعات میں شک کرنا۔

(٩) کسی جزو کا بقصد جزئیت نماز میں عمداً زیادہ یا کم کرنا۔

(١٠) سورۂ الحمد کے بعد عمداً آمین کہنا۔

(١١) ہاتھ باندھنا تقیہ کے بغیر تو یہ حرام تشریعی ہے اور اس سے نماز کا بطلان معلوم نہیں۔

کلمہ: عربی زبان میں اقرار کو کلمہ پڑھنا کہتے ہیں یہ اقرار عربی زبان میں کیا جاتا ہے۔ کلمہ کے لغوی معنی بات کے ہیں لیکن عام طور پر لفظ کلمہ سے مُراد اقرار واحدنیت و اقرار رسالت جناب حضرت محمد ﷺ لیا جاتا ہے۔ یعنی لا الہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ حالانکہ یہ دونوں جملے قرآن مجید میں کہیں بھی ایک جگہ نہیں ملتے۔ لا الہٰ الا اللہ کا ذکر قرآن مجید میں ہے لا الہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ ایک جگہ آیت قرآنی ہے نہ حدیث رسول۔

١- ہمارا پیدا کرنے والا ہمیں پالنے والا ہمیں روزی دینے والا اور ہمارا مالک اللہ ہے

٢- ہمارے مالک کے احکام اِس کے اچھے اور نیک بندے اس کے نبی حضرت محمد ﷺ نے پہنچائے ہیں۔

٣- ہمیں اسلام کی سچی راہ پر قائم رکھنے کے لِئے اللہ نے جو امام مقرر کئے ہیں ان میں سب سے پہلے امام حضرت علیؓ علیہ السلام ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور حضرت علیؓ اللہ کے ولی ہیں۔

روزہ: نماز کی طرح روزہ بھی ستون ہے ہر مسلمان بالغ مرد اور عورت پر روزہ رکھنا فرض ہے روزوں میں زیادہ سے زیادہ قرآن مجید پڑھتے ہیں شیعہ لوگ

رمضان میں تراویح اور موزوں پر مسح کرنے کے منکر ہیں لیکن اہلِ سُنت روزوں میں تراویح وغیرہ پڑھتے ہیں۔

شبِ قدر: جس طرح اہلِ سُنت ۲۷ رمضان کو لیلتہ القدر مناتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اِس دِن قرآن مجید حضورؐ پاک پر اُترا تھا۔ لیکن اہلِ تشیع (شیعہ) کے نزدیک رمضان کی انیسویں اکیسویں اور تیسویں راتوں میں سے کوئی ایک رات شب قدر ہے۔ تیسویں شب پر زیادہ زور دیا گیا ہے ان تینوں راتوں میں غسل سُنت موکدہ ہے غروب آفتاب کے قریب غسل کر کے نماز مغرب غسل کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

کربلا: اس کے معنی بے چینی اور امتحان کے ہیں کربلا عراق میں ہے اس کے ارد گرد دو بستیاں ہیں ایک بستی حضرت یونس کے نام منسوب ہے اور دوسری کوفے کے نام سے منسوب ہے۔

لفظ کرب، بلا اُردو لغت میں (کر،ب،لا) رنج و آفت کا مقام، بیابان عراق میں اُس جگہ کا نام جہاں امام حسینؓ نے شہادت پائی (۲) وہ جگہ جہاں تعزیے دفن کیے جاتے ہیں (۳) وہ جگہ جہاں پانی نہ ملے (۴) مدفون شہدا اصل میں یہ لفظ کرب سے نکلا ہے۔

نوٹ: اہلِ تشیع جو ماتم کرتے وقت اپنی چھاتی پیٹتے ہیں اُس وقت وہ امام حسینؓ کا نام بار بار لیتے ہیں۔

عزا: عزا (ع۔زا) مصیبت پر صبر (۲) ماتم پرسی، پُرسہ

اردو لُغت میں عزاداری کا مطلب ہے (ع۔ف۔امث) (۱) سوگ، ماتم (۲) امام حسینؓ کی شہادت کا غم۔

عزاداری: حضرت امام حسینؓ نے کربلا کے میدان میں اپنی اور اپنے عزیزوں

کی قربانی پیش کر کے اسلام کو ایک نئی زندگی عنایت کی اسی واقعہ کی یاد عزاداری کی شکل میں مناتے ہیں۔ کربلا کا واقعہ اسلامی تاریخ کا سب سے اہم واقعہ ہے (نوٹ اسلامی کیلنڈر بھی محرم کی پہلی تاریخ سے شروع ہوتا ہے۔

عزادار : سوگ دار سوگی، میت کا غم کرنے والا۔

عزاداری کا عقیدہ: (۱) اہلِ تشیع کا عقیدہ ہے کہ عزاداری سے لوگوں کے دِل دُھل جاتے ہیں ماتمی حضرات کی نشانی ہے جو کربلا والوں سے وراثت میں ملی۔

(۲) شیعہ عقائد کے مطابق عزاداری سے اسلام کی سچی تبلیغ ہوتی ہے۔

(۳) عزاداری سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔

(۴) عزاداری سے خُدا پرستی کا جذبہ زندہ رہتا ہے۔

(۵) عزاداری سے شیعہ اپنا اخلاق سنوارتا ہے۔

(۶) عزاداری زنجیر زنی پر ۱۵ یا ۲۰ منٹ کے بعد کہتا ہے کہ مَیں پھر امام کے ماتم میں جاؤں گا تاکہ اپنا خون عقیدت امام کو پیش کروں۔

(۷) فقہ جعفری کا نظریہ، یہ ہے کہ جس طرح سے صفا اور مروہ پر بی بی حاجرہ کی تاقیامت دوڑ کی نشانی باقی ضروری ہے اِس طرح عزاداری بھی تاقیامت ہمیشہ رہے گی۔

ذوالجناح: لغوی معنی، پروں والا آٹھویں محرم کو حضرت عباسؓ کے نام کا اور دسویں محرم کو امام حسینؓ کے نام کا ایک گھوڑا جو اسی کام کے واسطے سدھایا جاتا ہے اس پر کوئی سواری نہیں کرتا اس گھوڑے کے اُوپر ایک پگڑی تیر اور تلوار رکھی ہوتی ہے اور ایک کپڑا جس پر شہاب کی چھینٹیں خون کی علامت ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا سوار شہید ہوا

اور یہ گھوڑا رنج وغم کے ساتھ الٹا اپنے گھر آیا اس کو ذوالجناح اور دلدال بھی کہتے ہیں۔ اہلِ تشیع کا خیال ہے کہ خداوند کریم نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی قسم قرآن میں کھائی ہے۔ ذوالجناح جب نکالتے ہیں اور عقیدہ یہ ہے کہ اس عظیم رہبر اسلام نے کربلا میں جنگ کی اور گھوڑے نے بھی وفا کی تھی ذوالجناح ایک طرح کی نشانی ہے (اس کو زیارت بھی بولتے ہیں)۔

مجالس: شیعہ مجالس سید الشہداء میں تفسیر حدیث تاریخ اور دوسرے علوم اسلامی سُننے کا موقع ملتا ہے۔ اور دینی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے جب لوگ مجلس میں آتے ہیں تو اس سے اُن کی تبلیغ ہوتی ہے اور کربلا کے شہیدوں کی یاد تازہ ہوتی ہے۔

علم: محرم میں جو علم اُٹھاتے ہیں جو ذوالجناح (زیارت) کے آگے ہوتا ہے اس سے دلوں میں جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم اسلام کا جھنڈا ہمیشہ بلند رکھیں گے جھنڈا اُونچا رکھنے کا مطلب ہے کہ ہم حضرت عباس کی طرح جان قربان کر دیں گے۔

عَلَم: (ع۔لم) جھنڈا، نیزہ، نشان، جھنڈی، وہ نام جس سے آدمی مشہور ہو خاص نام مشہور الم نشرح، رُسوا، بدنام، برہنہ، بے غلاف، بلند کرنا، اُونچا کرنا، جمع، اعلام۔

علم اُٹھانا: (محاورہ) محرم میں شہدائے کربلا کی یاد میں جھنڈا نکالنا۔

علم بردار: جھنڈا اُٹھا کر چلنے والا (۲) پیش پیش (۳) حضرت عباس ابنِ علی جو معرکہ کربلا میں امام حسین کے علمبردار تھے۔

تابوت: محرم میں جو تابوت اُٹھاتے ہیں عقیدہ یہ ہے کہ اگر اسلام کا نام زندہ رکھنے کے لئے موت کا بھی سامنا کرنا پڑے تو اس کے لِئے تیار ہیں۔

تعزیہ: حزیح یا تعزیہ یہ امام حسینؓ کے روضہ کی شبیہ ہے۔

اُردو لُغت میں : تعزیہ (تع ،زیہ) ماتم پُرسی (۲) حضرت امام حسینؓ اور اہلِ بیت اسلام کی ترتیبوں کی نقل جومحرم کے دنوں میں بطورِ یادگار کاغذ اور بانس وغیرہ سے بناتے ہیں۔

سات محرم: سات محرم والے دن عاشورہ خانہ یا امام باڑہ سے جلوس نکلتا ہے اس میں گزرے واقعات کی یاد میں علم یعنی جھنڈے لیئے ہوئے ہوتے ہیں۔ ساتویں محرم کو جس خاص بات کا ذکر ہوتا ہے۔ وہ علم قاسم کا ہوتا ہے امام حسن کے بیٹے قاسم کی شادی کی یادگاری میں علم اٹھایا جاتا ہے۔ امام قاسم کی شادی امام حسین کی بیٹی کے ساتھ ہوئی تھی۔ یہ شادی شہادت سے قبل ہوئی تھی جلوس کے لوگ دولھا دولھا کہہ کر چلاتے ہیں اُس دن مہدی کو بھی سجایا جاتا ہے۔

پانچ انگلیوں سے مُراد (۱) حضرت محمد ﷺ (۲) حضرت علیؓ (۳) حضرت فاطمہؓ (۴) امام حسنؓ (۵) امام حسینؓ۔

امام باڑہ: (اماموں کا احاطہ) امام کوٹ برصغیر پاک وہند میں اہلِ تشیع کے مجالس خانے جہاں محرم کی مجالس منعقد ہوتی ہیں۔ امام باڑہ دس دن عبادت والے گھر کو بھی کہتے ہیں وہاں تعزیے بھی بطور بانی لکھا جاتا ہے اُس خاندان کے مقبرے بھی یہیں بنائے جاتے ہیں بڑے بڑے امام باڑے لکھنو اور لاہور میں ہیں۔

امام منتظر: علماء خطبہ میں بتاتے ہیں کہ وہ کون سے حالات ہوں گے جب امام منتظر کا ظہور ہوگا؟ اور وہ ظاہر ہوکر کس طرح سے کارنمایاں انجام دے گا (جب امام منتظر پردہ غائب سے باہر آئے گا تو ہوائے نفس کو ہدایت درستگاری کی طرف لوٹا دے گا گمراہوں کو راہ راست پر لے آئے گا۔) جس زمانہ میں لوگ ہدایت کو ہوائے نفس سے تبدیل

کر دیں گے شریعت محمدیہ سے عملاً روگرداں ہو جائیں گے اور خواہش نفس کی پیروی کرنے لگیں گے اور قرآن کو اپنی رائے کی طرف موڑ لیں گے (امام منتظر) وہ ان کے افکار و آرا کو قرآن کی طرف موڑ دے گا۔

عید غدیر: اٹھارہ ذی الحجہ کو غدیر خم کے مقام پر جہاں مدینہ و شام و مصر اور مکہ کے کارواں آ کر ملتے ہیں اور وہیں سے جدا ہوتے ہیں اور اپنے اپنے شہروں کو لوٹتے ہیں۔ خم غدیر مکہ اور مدینہ سے تین کوس پر ایک بستی ہے غدیر کے مقام پر حضورؐ نے خطبہ دیا اُس وقت ان لوگوں کی تعداد تخمینہ کے طور پر ایک لاکھ بیس ہزار بتائی جاتی ہے۔ اس روز حضورؐ نے خم غدیرین کے مقام پر حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا اور بلند کیا اور آپؐ نے فرمایا لوگو خدا میرا اولی و سرپرست اور میں تمہارا اولی سرپرست ہوں پس جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؓ مولا ہیں حضورؐ نے اس مقام پر حضرت علیؓ کو اپنا جانشین اور خلیفہ بنایا تھا اس تاریخ کو ہر سال اہل تشیع عید غدیر کے نام پر بڑی بھاری عید مناتے ہیں یاروں دوستوں کو دعوتیں دیتے ہیں اور خوشیاں منائی جاتی ہیں۔

شیعہ کے چار اصحاب: بڑی مشہور تصنیفات والے ہیں اِن کی مصنفات فرقہ امامیہ میں انتہائی شہرت رکھتی ہیں۔

(۱) ابوالقاسم برید بن معاویہ عجلی۔

(۲) ابوبصیر الاصغر لیث بن مراد بختری مرادی۔

(۳) ابوالحسن زرارہ بن اعین۔

(۴) ابوجعفر محمد بن مسلم بن رباح کوفی طائفی ثقفی ہیں۔

یہ چاروں حضرات شیعہ میں بڑے جلیل القدر اور عظیم ترین شخصیات کے

مالک ہیں امام جعفر صادقؒ نے اِن حضرات کے تذکرہ کے ضمن میں فرمایا کہ اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو کوئی بھی ہمارے ذکر کو تازہ نہ کرتا یہ حضرات دین کے محافظ اور میرے والد ماجد کے مقرر کردہ حلال وحرام الٰہی کے امین ہیں اور یہ حضرات میرے والد کے علم کے خزانہ دار ہیں اور میرے والد کے برحق صحابی ہیں اور یہ زندگی میں بھی اور میرے مرنے کے بعد بھی ستارے ہیں۔ امام جعفر صادقؒ کے بے شمار اصحاب ہمہ گیر شہرت کے مالک ہوئے۔ جن اصحاب کے نام اور حالات تذکرہ کی کتابوں میں مدون ہیں اُن کی تعداد چار ہزار ہے ان چاروں اصحاب کی مشہور مصنفات ہیں اور یہ چاروں کتابیں متواتر ہیں اور شیعہ کے نزدیک اِن کا صحیح ہونا قطعی ویقینی ہے یہ چار کتابیں اصول کافی، تہذیب استعبار بن لاالحیغر ہ الفقیہ ہیں یہ چاروں شیعہ کے نزدیک جامع انتہائی ٹھوس کتابیں ہیں ان میں سولہ ہزار ایک سو ننانوے حدیثیں درج ہیں جو تعداد میں کل صحاح ستہ کی حدیثوں سے کہیں زیادہ ہیں۔ ہشام بن حکیم جو امام جعفر صادقؒ وامام موسیٰ کاظمؒ کے اصحاب میں سے تھے انہوں نے بھی بکثرت کتابیں تالیف کیں ان میں انیس (۱۹) کتابیں بہت مشہور ہیں۔ اصول کافی، فروع، توحید، فلسفہ، عقلیہ وغیرہ ہشام اِن لوگوں میں سے ایک ہیں جنھوں نے امامت پر بحث کی اور مناظرہ کر کے مذہب کی تبلیغ کی رجال کے حالات میں جو کتابیں اور فہرستیں ہیں ان میں چند حضرات امام محمد بن سنان، علی بن مہز یار، حسن بن محبوب، حسن بن محمد بن سماعتہ، صفوان بن یحییٰ، انہوں نے امام جعفر صادق کے سو اصحاب سے حدیثوں کو سُنا اور بیان کیا۔

پاک دامن بیبیاں: یہ چھ بیبیاں ایک جناب مرتضیٰ حضرت علیؓ کی صاحبزادی

ہمشیرہ جناب حضرت عباس کے موسوم باسم رقیہ المشور بی بی حاج اور پانچ علی کے بھائی حضرت عقیل برادر کی صاحبزادیاں تھیں۔ بی بی تاج، بی بی حور، بی بی نور، بی بی گوھر، بی بی شہباز، ہمشیرہ گان حضرت مسلم، حضرت بی بی رقیہ المشہور بی بی حاج صاحبہ منکوحہ جناب مسلم بن عقیل تھیں۔ نہم محرم الحرام کو جناب امام نے ان چھ بیبیوں کو ارشاد فرمایا کہ تم یہاں سے چلی جاؤ حکم ملا کہ تم ہند چلی جاؤ۔ یہ چھ بیبیاں وہاں سے روانہ ہوئیں اور لاہور میں آپہنچیں اور یہاں بمقام خانقاہ ایک وقت ایک ٹیلہ تھا اس پر آٹھہریں۔ جب بی بی صاحبان یہاں تشریف لائی تھیں تو اُس وقت سات سو چار ولی اللہ حافظِ قرآن بزرگ ان کے ہمراہ تھے۔ ان بیبیوں کے شہر میں داخل ہونے سے بتوں میں فتور پیدا ہوگیا اور آتش کدے سرد ہوگئے۔ راجہ نے جوتشیوں سے سبب پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہاں چند عربی عورتیں آئی ہیں۔ جن کی قافلہ سالار عورت ہے یہ انہیں کے ورود کا باعث ہے تو اُس وقت کے راجہ نے بلوہ کر کے شورش مچادی۔ اس سے بی بی صاحبان بہت خائف ہوئیں اور جناب الٰہی میں عرض کی کہ یا اللہ ابھی خوف حادثہ کربلا ہمارے دلوں سے نہیں گیا کہ یہ دوسرا حادثہ برپا ہُوا ہے۔ ہم چاہتی ہیں کہ ہم پس پردہ ہو جائیں یا الٰہی زمین کو حکم دے کہ ہم کو امان دیوے یہ دُعا ان کی قبول ہوئی اور اسی وقت زمین باتزئین شگاف ہوگئی اور تمام بیبیاں ان میں سما گئیں اور پوشیدہ ہونے سے پہلے بہت اشخاص ہمراہیان کو آپ نے رخصت عنایت کی اور فرمایا اپنے اپنے وطنوں کو چلے جاؤ صرف چار حافظ جن کے نام یہ ہیں۔ ابوالفتح، ابوالمکارم، عبداللہ، ابوالفضل یہ حضرات خدمت میں باقی رہے۔ اس وقت بیبیوں کے دوپٹوں کے پلے برروئے زمین نظر آتے تھے ان ہی نشانوں پر قبور

بنائیں گئیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہر بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب میں شب زندہ دار لوگ باوضو ہوکر ''یا حسین یا حسین'' کے ساتھ گریہ و ماتم کی اُن آوازوں کو سُنتے ہیں جو اُن مزارات کے احاطہ میں زمین کے اندر سے آتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔ خاص کر بدھ والی رات کو جس طرح حضرت سکینہ زندان شام کے قید خانہ میں غم حسین کی آواز بلند کرتی تھیں یہاں بھی ایسی ہی آوازیں آتی ہیں۔

نام کُتب

(۱) نمازِ جعفریہ، سید منظور حسین، افتخار بک ڈپو اسلام پورہ لاہور۔

(۲) نماز شیعہ اثنا عشری، بمطابق فتاویٰ، ناشر جعفریہ کتب خانہ امام بارگاہ گامے شاہ لاہور۔

(۳) دین مصطفیٰ، سید غلام عباس کاظمی، ادارہ دیوان علی شاہ ٹھوکر نیاز بیگ لاہور۔

(۴) فقہ و اصولِ فقہ، پروفیسر میاں منظور احمد، علمی کتاب خانہ کبیر سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

(۵) مسلمانوں کی خفیہ باطنی تحریک، شاہ معین الدین، دوست ایسوسی ایٹس اردو بازار لاہور۔

(۶) مذہب اہلِ بیت، تالیف عبدالحسن شرف الدین، امام حسین فاؤنڈیشن صدر کراچی۔

(۷) تحقیقات چشتی، تالیف نور احمد چشتی، ناشر الفیصل غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

(۸) بیاں یا کدامناں، نظر ثانی مولانا سید ظلِ حسین زیدی، ناشر افتخار بک ڈپو اسلام پورہ لاہور۔

(۹) مذہب الاسلام، مولوی نجم الغنی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

(۱۰) عہد فاطمی میں علم و ادب، عاشق حسین، ڈی۔ بی۔ بکڈ پو، نمبر ۶ ے ا مسجد بندر روڈ ممبئی نمبر ۳۔

(۱۱) نہج البلاغہ، نائب حسین نقوی، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور۔

(۱۲) اسلام دین فطرت گروہ دانشمندان ترجمہ محمد فضل حق، ناشر جامعہ تعلیمات اسلامی کراچی۔

(۱۳) اسلامی انسائیکلو پیڈیا، سید عاصم محمود، الفیصل اردو بازار لاہور۔

(۱۴) اصول دین مترجم نثار احمد زین پوری ناشر ادارہ نشر معارف اسلامی لاہور۔

باب نمبر 18

اسماعیلی

عنوانات

اسماعیلیہ : اسماعیلیہ خالصہ یعنی وہ جماعت جو امام اسماعیل کی حیات وغیبت کی مقر اوران کی واپسی کی متوقع تھی۔

دوسری جماعت : مبارکیہ کے نام سے موسوم ہوئی یہ اسماعیلیہ فرقہ کی سب سے قدیم فروع معلوم ہوتی ہے ان کے نزدیک امام اسماعیل کے بعد محمد بن اسماعیل امام ہیں اور محمد کو یہ لوگ خاتمہ الائمہ جانتے ہیں اور کہتے ہیں وہی قائم منتظر اور مہدی موعود ہیں۔ مبارکیہ منسوب ہیں مبارک کی طرف اور وہ محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق کا غلام تھا اور خوشنویسی اور نقش ونگار اور دستکاری میں کمال حاصل تھا۔

اس غلام مبارک نے امام اسماعیل کی وفات کے بعد کوفے میں شیعہ کو مذہب اسماعیلیہ کی ترغیب دی اور اپنے پیروکاروں کا نام مبارکیہ رکھا بعض اس فرقے کو قرامطہ بھی کہتے ہیں اس لئے کہ مبارک کا لقب قرمط تھا۔ ابن خلکان کی ایک روایت (۲۷۲) اُردو ترجمہ مہدی کے مطابق اس طرح ترتیب آئے گی۔ امام جعفر صادقؒ، امام اسماعیل امام محمد (المکتوم) عبداللہ (الرضی) احمد (الوفی) الحسین (التقی) عبداللہ (المہدی)

تیسری جماعت : شہرت واثر کے اعتبار سے تیسری جماعت کو سبقت حاصل ہے جو قرامطہ کے نام سے معروف ہوئی بعض لوگ قرامطہ کو اسماعیلیہ کا مترادف خیال کرتے ہیں۔

قرامطہ لفظ جمع کا صیغہ ہے اس کا واحد قرمطی ہے جو قرمط کا اسم منسوب ہے کہا جاتا ہے قرمط لقب ہے حمدان بن اشعث کا جس نے اِس فرقے کی بنیاد ڈالی قرمط کے عربی زبان میں معنی نزدیک قدم ڈال کر چلنے کے ہیں۔ حضرت علیؓ کے بعد امامت درجہ بہ درجہ منتقل ہوکر امام جعفر صادقؒ کے حصہ میں آئی ان کے بعد اُن

کے بیٹے امام اسماعیل میں آگئی۔قرامطہ دنیا کو بارہ جزیروں میں تقسیم کرتے ہیں ہر ایک جزیرہ میں ایک حجت کی موجودگی لازمی ہے۔جس کو نائب امام تصور کرتے ہیں حجت کا نائب داعی اور داعی کا نائب (یُد) ہوتا ہے۔حجت بمنزلہ باپ داعی بمنزلہ ماں اور یُد بمنزلہ بیٹا کے ہیں۔قرامطہ کے چار درجے ہیں امام، حجت، داعی اور یُد۔قرامطہ کا قول تھا کہ حضورؐ کے بعد صرف سات ائمہ ہوئے ہیں حضرت علی سے امام جعفر صادقؒ تک اور ساتویں امام محمد بن اسماعیل بن جعفر ہیں محمد بن اسماعیل مرے نہیں بلکہ زندہ ہیں (قائم اور مہدی وہی ہیں) اور ان کو رسالت کا مرتبہ بھی حاصل ہے۔

خطابیہ: شیعہ فرقوں میں وقتاً فوقتاً امامت کے تعین سے اختلاف ہوتا گیا جو اپنا جداگانہ مسلک اختیار کر لیتے تھے اس طرح اسماعیلیہ میں خطابیہ کے باقیات بھی شامل ہو گئے چونکہ خطابیہ فرقہ نے ایک مخصوص عقائد اور ایک نہایت موثر طریقہ کار اپنا لیا تھا اِس طرح خطابیہ کی شمولیت اسماعیلیہ فرقہ کی تقویت کا سبب ہوگئی۔خطابیہ اور اسماعیلیہ کے روابط کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ابو محمد حسن بن موسیٰ نوبختی جو تیسری صدی کے ایک معتبر شیعہ مصنف تھے ایک کتاب فرق الشیعہ میں اسماعیلیہ اور خطابیہ کو باہم متحد قرار دیا ہے اِس طرح خطابیہ کا ایک فرقہ محمد بن اسماعیل کے فرقہ میں داخل ہو گیا خطابیہ اور [illegible]عیلیہ کی آمیزش کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک نیا فرقہ بنا جو بعد میں اسماعیلیہ کے نام سے موسوم ہوا۔

خطابیہ فرقے کے بانی ابوالخطاب محمد بن ابی زینب الاسدی ہے بعض کا عقیدہ یہ تھا کہ سیدنا جعفر صادقؓ کی رُوح ابوالخطاب میں حلول ہوگئی تھی اور ابوالخطاب کے

بعد وہی رُوح محمد بن اسماعیل اوران کی اولاد میں حلول کرگئی۔ (ابوالخطاب کے فرقے کو خطابیہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں ابوالخطاب کو خطابیہ کہا گیا ہے)۔ خطابیہ کہتے ہیں کہ الٰہیت نور ہے عالم نبوت اور امامت ان انوار سے کبھی خالی نہیں رہتا۔ خطابیہ ہر مومن کی گواہی کو حلف کر کے سچا جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مومن کبھی جھوٹا حلف نہیں کرتا۔ بعض اشخاص جو اس نواع کے عقائد رکھتے تھے اس فرقے سے علیحدہ ہوگئے اور ایک نیا فرقہ قائم کیا اسی فرقے کو قرامطہ کہتے ہیں۔ ابوالخطاب کو بعض مورخین نے قرامطہ کے معتقدین میں شمار کیا ہے ان کے اقوال و تصانیف قرامطہ اور اسماعیلیہ میں عام طور پر رائج تھیں ان کو بعض شیعہ فرقے مستند خیال کرتے تھے شیعہ محدثین نے ان کی بعض روایات اس سے نقل کی ہیں لیکن سنی محدثین اس کو ساقطہ الاعتبار قرار دیتے ہیں۔

باطنیہ فرقہ: باطنی شیعہ کا شمار غالی شیعوں میں ہوتا ہے غالی شیعہ کے اٹھارہ فرقے ہیں۔ سب سے پہلا فرقہ سبائی ہے ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی نہ مرے نہ قتل ہوئے بلکہ اُن کا ہم شکل دوسرا شخص قتل ہوا۔ سبائی اور باطنی مذہب میں قرامطہ نصیریہ، دراز بابیہ، بہائیہ، کاملیہ، خطابیہ، آغا خانی اور اسماعیلیہ فرقے اور مذہب بھی پیدا ہوئے۔ ان فرقوں میں وحدت الوجود الاتحاد ہے اتحاد کا مطلب یہ ہے کہ اللہ واحد کسی مخلوق رسول یا ولی اللہ کے اندر حلول کرتا ہے یعنی کہ اللہ انسانی شکل میں اوتار لیتا ہے۔ وحدت الوجود کا مطلب یہ ہے کہ کائنات کی ساری چیزیں مثلاً پہاڑ دریا سمندر اور حیوانات سب کے سب اللہ ہیں۔

اسماعیلی فرقہ میں امامت: اسماعیلی شیعہ فرقہ کی ایک شاخ ہے اور امام

جعفر صادقؒ کے بیٹے امام اسماعیل کی طرف منسوب ہے۔ امام جعفر صادقؒ تک اثنا عشری اور اسماعیلی دونوں متحد ہیں۔ ان کے بعد اثنا عشری اور اسماعیلی فرقے الگ ہو جاتے ہیں امام جعفر صادقؒ کے دو صاحبزادے۔

(۱) بڑے بیٹے کا نام اسماعیلؒ (۲) چھوٹے بیٹے کا نام موسیٰ کاظمؒ

اسماعیل اپنے باپ امام جعفر صادقؒ کے جانشین تھے لیکن امام اسماعیل کا انتقال امام جعفر صادقؒ کی زندگی میں ہو گیا تھا۔ شیعوں کے نزدیک چونکہ امامت منجانب اللہ کے ہے اس لیئے اسماعیلی فرقہ کے لوگ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ اگر کسی امام کی نامزدگی ہو جائے اُس کے بعد اخراج نہیں ہوتا اس لیئے اسماعیلی فرقہ اسماعیل ہی کو امام مانتے ہیں۔ لیکن اثنا عشری کے نزدیک چونکہ اسماعیل مر گیا ہے اور جو مر گیا ہے وہ امام نہیں ہوسکتا۔ اسماعیلی اِس بات کے قائل ہیں کہ امام اسماعیل نے وفات نہیں پائی بلکہ رُوپوش ہو گئے ہیں امام اسماعیل کو زندہ مانتے ہیں اور آغا خان (روحانی پیشوا) اُن کی شاخ کے حاضرِ امام ہیں اسماعیلی فرقہ اثنا عشری اماموں میں صرف پہلے چھ اماموں کے قائل ہیں۔

شش امامیہ: (۱) حضرت علیؓ (۲) امام حسنؓ (۳) امام حسینؓ (۴) امام زین العابدینؒ (۵) امام باقرؒ (۶) امام جعفر صادقؒ (۷) امام اسماعیل۔

دوسرے شیعہ اثنا عشری امام حسن عسکری کے بیٹے (امام محمد مہدی) تک یہ فرقہ امامیہ، اثنا عشری یا صرف شیعہ کے نام سے معروف ہے۔ لیکن اسماعیلی اثنا عشری نہیں ہیں اِس فرقے کے نزدیک ہر ظاہر کا ایک باطن ہوتا ہے اس لیئے اِس فرقے کو باطنی شیعہ بھی کہتے ہیں۔ باطنی شیعہ کہتے ہیں کہ کتاب و سنت میں وضو، تیمم، نماز،

روزہ، زکوۃ، حج، بہشت، دوزخ اور قیامت وغیرہ کی نسبت جو کچھ وارد ہوا ہے وہ ظاہر پر محمول نہیں سب کے اور ہی معنی ہیں اور جو معنی لغت مفہوم میں ہیں وہ شارع کے مراد نہیں مثلاً حج سے مراد امام کے پاس پہنچنا ہے اور روزہ سے مذہب کا مخفی رکھنا اور نماز سے مراد امام کی فرمانبرداری وغیرہ ہیں۔

اسماعیلیہ کا نظریہ ہے کہ امام اسماعیل موت کے بعد دُنیا میں لوٹ آنے کے قائل ہیں۔ اسماعیلیہ کا قول ہے کہ ایک جز والٰہی نے ائمہ میں حلول کیا حضرت علیؓ بن ابی طالب مستحق امام ہیں۔

اسماعیلیہ کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر و مختار نہیں ہے وہ جب کسی چیز کو پسند کرتا ہے تو وہ اُس سے بے اختیار موجود ہو جاتی ہے جیسے سورج کی شعاع بے اختیار نکلنے لگتی ہے۔

(۱) اسماعیلیہ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ نہ اللہ تعالیٰ صاحبِ ارادہ ہے بلکہ جو کچھ اُس سے صادر ہوتا ہے وہ اُس کی ذات کو لازم ہے جیسے آگ کی گرمی اور آفتاب کی روشنی۔

(۲) اسماعیلیہ کے نزدیک ائمہ میں عصمت کا ہونا شرط ہے یہی نظریہ امامیہ فرقے کا بھی ہے۔ اسماعیلیہ کا اماموں کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ عالم کبھی امام سے خالی نہیں ہوتا اور نہ ہوگا جو کوئی امام ہوگا اُس کا باپ بھی امام رہا ہوگا اور پھر اس کے باپ کا باپ اور یہ سلسلہ حضرت آدم تک جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ازل تک کیونکہ وہ عالم کو قدیم مانتے ہیں اس طرح امام کا بیٹا امام ہوگا اور خُدا کو امام سے پہچانا جاتا ہے اور بغیر امام کے خُدا شناسی حاصل نہیں ہوتی پیغمبروں نے ہر زمانہ میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے شریعت کا ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن اصل باطن یہی ہے۔

(۳) اسماعیلی امام اسماعیل کو اولوالعزم بھی کہتے ہیں اسماعیلیہ عقیدہ کے مطابق سات اشخاص اولوالعزم کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ (اولوالعزم کا مطلب ہمت وصبر والے) اس میں حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت محمد ﷺ، حضرت علیؓ اور محمد بن اسماعیل ہیں اسماعیلیہ کو سبعیہ بھی کہتے ہیں اور یہ نام اِس فرقے کے عقیدے کی وجہ سے پڑا۔ کیونکہ ان کے نزدیک انبیاء شریعت پہنچانے والے صرف سات اشخاص ہیں۔

- **اسماعیلی فرقے کے بانی:** عام طور پر اسماعیلی مصر کے فاطمی خلفاء کو اپنا سیاسی اور مذہبی سرگردہ مانتے تھے۔ اسماعیلی فرقوں کا اختلاف ان کے خلفاء کی جانشینی پر ہوا اسماعیلی فرقے کے خلیفہ مولانا الامام المستنصر باللہ علیہ السلام کے دو بیٹے تھے ایک کا نام نزار تھا اور دوسرے کا نام مستعلی تھا خلیفہ کی وفات کے بعد اِن دونوں میں جانشینی پر جھگڑا ہوا۔ فدائیان قلعہ الموت ایرن سب نزار کے طرفدار تھے اور اہل یمن سب مستعلی کے طرفدار تھے۔ اس طرح خلیفہ مستنصر کے دونوں بیٹوں کے ماننے والوں کے دو فرقوں کا آغاز ہوا۔ مستعلو یہ اور نزاریہ۔

(۱) مستعلو یہ سے جو فرقہ چلا وہ مستعلی کہلائے بوہرے خلیفہ مستنصر کے چھوٹے بیٹے مستعلی کی جانشینی کے قائل ہیں۔ اپنا امام مانتے ہیں اور اپنا سلسلہ اُن سے چلاتے ہیں اور اسماعیلی آغا خانی فرقے کی نفی کرتے ہیں اور آغا خان کی امامت کے منکر ہیں۔ مصر اور یمن کے اسماعیلی مستعلی کی امامت کے قائل ہیں اور قدیم مذہبی روایات کے پابند ہیں بوھروں کے ہاں یمن بہت مبارک بقیہ سمجھا جاتا ہے۔ خوجے بوہروں اور عام مسلمانوں کے عقائد وعبادات میں وہ اختلاف جو عام اسماعیلیوں کو فرقہ

اہلِ سُنت سے ہے۔

(۲) نزاریہ سے جوفرقہ چلا اُس کی ترجمانی (آغا خانی) خوجے کرتے ہیں۔

حسن بن صباح: اسماعیلیہ جماعت میں دو شخصوں نے بطور صاحب جریدہ کے نام پیدا کیا ہے ان میں سے ایک کا نام سیدنا حکیم ناصر خسرو (قدس اللہ سرّہ) اور دوسرے حسن بن صباح۔ نزاری عام طور پر خوجے کہلاتے ہیں نزاریہ کے سب سے بڑے داعی حسن بن صباح ہے جس کا پورا نام حسن بن علی بن محمد بن جعفر بن حسین بن الصباح الحمیر ی تھا۔ حسن بن صباح ایرانی شخص جو شہر طوس میں رہتا تھا اپنا سلسلہ نسب قدیم عربی نژاد نامور صباح حمیر سے ملاتے ہیں اسماعیلیوں کے بڑے داعی حسن بن صباح نے سیدنا حکیم ناصر خسرو کے زیرِ اثر خلیفہ مستنصر کی بیعت لی اور وہ نزار کی امامت کی تبلیغ کرتے تھے کہ خلیفہ مستنصر کے بعد نزار امامت کا حقیقی مالک ہے ایران میں حسن بن صباح نے دعوت نزاریہ پھیلانی شروع کی جس کا اثر تقریباً ڈیڑھ سو سال باقی رہا اس فرقے کے لوگ اب بھی موجود ہیں۔

حسن بن صباح نے مشہور قلعہ الموت (ایران کے نزدیک ایک نہایت دشوار گزار اور تقریباً ناقابل تسخیر پہاڑی قلعہ ہے جس کو الموت یعنی آشیانہ عقاب کہا جاتا ہے) پر قبضہ کیا اور اپنے ماننے والوں کو ایسی تعلیم دی کہ وہ سب ان کے ادنی اشارے پر اپنی جان فدا کرتے تھے اسی وجہ سے ان کو ''فدائی'' بھی کہتے ہیں۔ حسن بن صباح نے اسماعیلی مذہب کو نئے سرے سے ترتیب دیا تبلیغ کے نئے اصول وضع کئے اور اس نے ظاہری عبادت کی جگہ باطنی عبادت کو فرض کیا۔ آغا خان کا خاندانی پس منظر نہ تو نزار سے چلا ہے نہ مستعلی سے لیکن پھر بھی آغا خانی نزاری کہلاتے ہیں۔

قاضی نعمان: اہل سُنت والجماعت کے نامور امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ہیں فاطمی مذہب میں قاضی نعمان دوسرے ہیں، نسب نامہ ابوعبداللہ نعمان بن محمد بن منصور بن احمد بن حیون التمیمی الاسماعیل المغربی ہیں۔ جن کی کُنیت ''ابوحنیفہ ہے'' فقہ حنفی کے امام ابوحنفیہ کی کُنیت سے التباس کے ازالہ کے لئے مورخین اور محققین آپ کو آپ کے پڑدادا ''حیون'' کی نسبت ''ابن حیون'' کہہ کر ممتاز کرتے ہیں۔ مورخین اور محققین کا آپس میں اختلاف ہے بعض ان کا مالکی مسلک بتاتے ہیں۔ بعض حلقے ان کو پیدائشی اسماعیلی خیال کرتے ہیں قاضی نعمان نے چار فاطمی خلفائے کے دور کو نہایت قریب سے دیکھا ہے پہلے خلیفہ مہدی کی حکمرانی کے ایام میں آپ نے ماتحت رہ کر نو برس تک خدمت کی اس کے بعد خلیفہ قائم بامراللہ تیسرے خلیفہ منصور الفاطمی چوتھے معزلدین اللہ کے دور میں عروج وکمال کی بلندیوں کو چھونے لگے۔ قاضی نعمان فاطمی اسماعیلی فقہ کے مؤسس اول فاطمی کُتب کے مصنف اول۔

''جامعہ'' میں پہلے پڑھائی جانے والی کتاب ''الاقتصار'' تھی برحال فاطمی کُتب، تاریخ مصر اور تواریخ قضاۃ مصر کے مطالعہ سے ثابت ہے قاضی نعمان کے بیٹے ابوالحسن علی بن نعمان جامعہ کے پہلے شیخ اور متولی تھے۔ قاضی نعمان کی مغرب میں امام عبداللہ المہدی سے ملاقات ثابت ہے اور انہی امام مہدی نے اپنی حکومت ۲۹٦ھ میں تشکیل دی تھی قاضی نعمان کی وفات ۳٦۲ھ میں ہوئی۔

قاضی نعمان جو عہد فاطمی کے بڑے مستند قدیم المثال فقیہ کے عالم گزرے ہیں۔ جس نے فقہ، حدیث، تاریخ، تاویل، عقائد، مناظرہ، وغیرہ میں کتابیں لکھیں۔ اِن تصنیفوں کی تعداد چوالیس بتائی جاتی ہے جن میں سے تقریباً بائیس

کتابیں اسماعیلیوں کے خزانوں (کُتب خانوں) میں موجود ہیں۔ (نوٹ اسماعیلی کُتب خانہ میں جو مذہبی کتابیں جمع کرتے ہیں اُن کو خزانہ کہتے ہیں۔ یعنی اسماعیلی دعوت کی کتابوں کا خزانہ) قاضی نعمان کی کتابوں میں اہم فقہی کارنامہ دُعائم اسلام ہے جو اَب تلک اسماعیلی عقائد اور فقہ کی ایک مستند کتاب جسے سند کا درج حاصل ہے۔ اس کتاب میں قرآن کو بحیثیت متن اور احادیث وسُنت کو بحیثیت شرح پیش کیا گیا ہے جس میں عبادات معاملات کا مکمل نقشہ مرتب ہو جاتا ہے۔ ان ابواب میں ولایۃ، طہارۃ، صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، حج، جہاد، بیوع، مواریث، نکاح، طلاق وغیرہ کا ذکر ہے۔ اس فقہ کی دوسری تصنیف ''الایضاح'' ہے جس میں دوسوبیس کتابیں شامل ہیں ان کتابوں کے مصنف قاضی نعمان ابوحنیفہ النعمات بن محمد التمیمی ہیں جو فاطمی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کتاب کے متعدد قلمی نسخے موجود ہیں مگر پوری کتاب تاحال شائع نہیں ہوئی اس کتاب میں سے الحاداور المفردات کو جناب آصف بن علی اصغر فیضی نے ۱۹۵۱ء میں مصر میں چھپوا کر شائع کیا۔

(۱) دعائم الاسلام: جس کے دوجُز ہیں اس میں فقہ کے احکام اور امامت پر بحث اور شرعی احکام لکھے ہیں ان کی تاویل ایک علیحدہ کتاب میں بیان کی ہے جس کا نام ''تاویل دعائم الاسلام'' ہے۔

(۲) تاویل دعائم الاسلام: (دوجُزو) فقہ کے احکام کی تاویلیں اسماعیلی دعوت کا نظم ونسق۔ اس کتاب کا مکمل نام جومتن سے ظاہر ہے اس کتاب میں بیان شدہ احکامات اور فرائض کی باطنی تاویلات کا بیان ہے یہ کتاب اسماعیلی تاویلات کی اہم ترین بنیاد ہے

(۳) اساس (اساس سے مُراد حضرت علی ہیں) ''اساس التاویل'' تاویل کے اصول

(۴) اختلاف اصول المذاہب۔ اسماعیلی مذہب کے اصول کا مقابلہ دوسرے مذاہب کے اصول سے۔

(۵) ''افتتاح الدعوۃ وابتداء الدولۃ'' قاضی نعمان بن محمد نے اس کتاب میں ظہور الدعوۃ مہدی اور ابتدائی فتوحات کے متعلق ہے۔

(۶) شرح الاخبار، فی فضائل الائمۃ الاطہار۔ اس کتاب کے آخری حصہ میں ظہور مہدی کے متعلق حدیثیں ہیں۔ تاویل کے بعد مذہبی فلسفے میں اسماعیلی اپنی اصطلاح کو حقیقت کہتے ہیں اس میں عالم کی ابتدا اور انتہاء رسالت و صابت، امامت، قیامت، بعث اور حشر وغیرہ کے مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ اسماعیلیہ عقیدہ کے مطابق اپنے ائمہ کو خدا کا اوتار یا مجسم خُدا تصور کرتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ائمہ باہم باپ بیٹے کا رشتہ رکھتے ہیں لیکن باطن میں ایک رُوح ایک امام کے قالب سے منتقل ہو کر اُس کے جانشین میں آ جاتی ہے اور یہ عقیدہ ہے کہ انسان کے بعد اُس کی رُوح دوسرے انسان میں بھی منتقل ہوتی ہے۔ اسماعیلی آغا خان کو ائمہ حضرت علی کا اُوتار تصور کرتے ہیں۔

حکیم سید ناصر خسرو: حکیم سید ناصر خسرو کا پورا نام ابومعین ناصر بن خسرو بن حارث ہے ان کا وطن بلخ اور لقب ''حجت'' یا ''حجت خراسان و بدخشان تھا دعوت فاطمی سے پہلے وہ خراسان کے وزیر تھے۔ حسن بن صباح انہی کے زیر اثر سے اسماعیلی ہوئے ان کی تمام تصانیف فارسی میں ہیں سید ناصر کی تصانیف دیوان، روشنائی نامہ، سعادت نامہ، وجہ دین، ذارالمسافرین، سفرنامہ، دلائل المتحرین، خوان

الاخوان، مصباح، مفتاح، دلائل گشائش ورہائش ہیں۔

حضرت مولانا امام سلطان محمد شاہ نے فرمایا کہ ''سیدنا حکیم ناصر خسرو'' کا فلسفہ مولانا رومی کے ''مثنوی'' کے فلسفے سے بھی کہیں زیادہ گہرا ہے گذشتہ زمانے میں حضرت عیسیٰ، پیر صدر الدین، سیدنا حکیم ناصر خسرو پیر شمس اور مولانا رومی جیسے انسان راہ حقیقت پر گامزن ہوئے۔ (کلام امام مبین حصہ اول ص ۳۵۵)

اسماعیلیوں کے داعی حکیم حضرت سیدنا پیر شاہ ناصر خسرو علوی (قدس اللہ سرہ العزیز) کی شہرہ آفاق کتاب ''وجہ دین'' (مطلب دین کا چہرہ) جو فارسی سے اردو میں ترجمہ ہُوا فقہی موضوعات ومسائل کی تاویلات کا ایک عدیم المثال مجموعہ ہے ناصر خسرو کی کتاب ''وجہ دین'' جو دو حصوں میں تاویل میں لکھی گئی ہیں۔ اسماعیلیوں کے ہاں تاویل اور حکمت کی کتابیں بام افلاک (یعنی عرش اعلیٰ) کی سیڑھی کی مانند سمجھی جاتی ہیں۔

تاویل کے عربی زبان میں معنی اول کی طرف لوٹنے کے ہیں شیعوں کے تمام فرقے تاویل کے قائل ہیں۔ تاویل کو شریعت کی حکمت، دین کا راز اور علم روحانی بھی کہتے ہیں ہر نبی اپنا ایک وصی مقرر کرتا ہے نبی کا کام وہ لوگوں کو شریعت کے ظاہری احکام بتائے اور وصی کا کام یہ ہے کہ وہ ان کو ان کی تاویلوں سے آگاہ کرے۔ چنانچہ حکیم ناصر خسرو نے بھی اسی تاویل کی اہمیت کے پیش نظر کتاب ''وجہ دین'' کی اساس اکاون گفتاروں پر رکھی ہے۔ ہر دانشمند حقیقی اسماعیلی پر اکاون کے عدد کی حقیقت کھل جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اب سے تقریباً ۹۰۰ سو سال پہلے ناصر خسرو علم تاویل کی روشنی میں اکاون رکعات کی تاویلی پیش گوئی جان چکے تھے۔

جو دانشمند اس کتاب کو پڑھے تو وہ دین کو صحیح (معنوں میں) پہچان سکے گا اور پہچانتے ہوئے (دین) پر عمل کر سکے گا اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر کے اپنے عمل کے معاوضے کے قابل ہو سکے گا۔ ہم نے اس کتاب کی گفتاروں کی بنیاد اکاون کے عدد پر رکھی ہے رسول اکرمؐ کے بعد نور امامت کی اکاون شخصیتوں کے مکمل دور میں دین اور دنیا میں کیسے کیسے عجیب وغریب واقعات رونما ہوں گے اور اس کے بعد یکا یک کسی تعجب خیز اور حیرت انگیز انداز میں روحانی دور کا آغاز ہوگا اور کس طرح متعلقہ لوگ ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱ کی تاویل وحکمت سے حیرت زدہ ہونگے۔ اکاون کی تاویلی اہمیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ''اخوان الصفاء'' نے اکاون رسالے لکھے گئے۔ کتاب وجہ دین کا آخری مقصد یہ ہے کہ اس کتاب کے حقائق کی روشنی میں اس دور اور آئندہ دور کے متعلق خدا اور رسول نے جو کچھ پیش گوئی فرمائی ہے اُسے سمجھ لیا جائے اور روحانی دور میں نور امامت اپنے مریدوں سے جو کچھ علمی امتحان لینا چاہتا ہے اس کو بھی اِس پُر حکمت کتاب میں دیکھ پایا جائے۔

اسماعیلی فقہ میں قیاس اور رائے کو بالکل دخل نہیں اجتہاد گمراہی کا راستہ سمجھتے ہیں۔علم تاویل کو (علم کا دین) بھی کہتے ہیں اکثر خوجوں کے نکاح، طلاق اور وراثت کے احکام اسلامی فقہ سے مختلف ہیں۔

اسماعیلی دعوت کا نظام: اسماعیلی شیعہ نبی مرسل کو ''ناطق'' اس لئے کہتے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے کتاب وشریعت لاتے ہیں اور ظاہر بیان کرتے ہیں۔ اسماعیلیوں کے عقیدے کے مطابق انبیاء ومرسلین میں سات ''نطقا'' ہیں اور ہر نبی ناطق کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ جسے ''اساس'' اور وصی کہا جاتا ہے ''صامت'' اس

لئے کہتے ہیں کہ وہ ظاہر کے بارے میں خاموشی اختیار کرتے ہیں نبی صاحب تنزیل ہوتے ہیں اور وصی صاحب تاویل۔

(۱) نبی، ظاہری شریعت کی تعلیم۔

(۲) نبی کے بعد وصی جس کا دوسرا نام صامت ہے۔ عقیدہ یہ ہے کہ ہر دور میں دو پیغمبر ہوتے ہیں جن میں سے ایک ناطق (نبی) ہوتا ہے دوسرا وصی (صامت) باطنی علوم کی تعلیم، اساس التاویل فی ذکر (آدم)۔

(۳) وصی کے بعد امام، ظاہری شریعت کی حفاظت اور باطنی علوم کی تعلیم۔

(۴) داعی البلاغ، داعی مطلق، داعی الدعاۃ۔ سب داعیوں کے صدر کو داعی الدعاۃ کہتے ہیں داعی لوگوں کو امام کی طرف بلاتا ہے اور جو شخص داعی کی دعوت کا جواب دیتا ہے اُسے مستجیب کہتے ہیں اور جب مستجیب آمادگی ظاہر کرتا ہے پھر داعی اُس سے معاہدہ (میثاق) لیتا ہے جسے اسماعیلی ''عہد الاولیا'' کہتے ہیں۔

ماذون: مستجیب سے عہد و میثاق لیتا ہے۔

مکاسر: ان کے باطل مذہبوں کو رد کرکے اپنا مذہب بتاتا ہے مکاسر کے معنی توڑنے کے ہیں کیونکہ وہ باطل مذہبوں کو توڑتا ہے۔

عبادات کے احکام کی چند تاویلیں:

(۱) وضو، تاویل گناہوں سے نفس کو پاک کرنا حضرت علی کا اقرار کرنا کیونکہ وضو اور حضرت علی ہر ایک لفظ میں تین حروف ہیں۔

(۲) کلی کرنا، تاویل امام کا اقرار اور اس کی اطاعت کرنا۔

(۳) منہ دھونا، تاویل امام اور سات ناطقوں اور سات اماموں کا اقرار کرنا کیونکہ

انسان کے چہرے میں سات سوراخ ہیں۔

(۴) سیدھا ہاتھ دھونا، تاویل نبی یا امام کی اطاعت کرنا۔

(۵) بایاں ہاتھ دھونا، تاویل وصی یا حجت کی اطاعت کرنا۔

(۶) سر مسح کرنا، تاویل رسول خدا کا اقرار کرنا اُن کی شریعت پر چلنا۔

(۷) سیدھے پاؤں کا مسح کرنا، تاویل امام یا داعی کا اقرار کرنا۔

(۸) بائیں پاؤں کا مسح، تاویل حجت یا ماذون کا اقرار کرنا۔

(۹) دھونا، طاعت کرنا، (۱۰) مسح کرنا، اقرار کرنا۔

نماز: نمازیں مجموعاً تین وجوہ سے ہیں جو فریضہ، سنت اور تطوّع کہلاتی ہیں تطوّع کو نافلہ بھی کہتے ہیں۔

(۱) نماز فریضہ متم (امام) پر دلیل ہے متم سے مُراد امام زمان ہے یعنی چھ ائمہ کے بعد جو ساتویں امام ہوئے وہ متم کہلاتے ہیں۔ (نوٹ: تقریباً آدھی رات گذری ہو عربی زبان میں اِس وقت کو منتصف اللّیل کہتے ہیں یعنی متم (امام) کی آخری حد وہ ہوتی ہے۔ جس میں اہل باطن اہل ظاہر سے اپنا حق دلا سکتا ہے یعنی ان کے لئے انصاف کر سکتا ہے۔

(۲) نماز سُنت حجت پر دلیل ہے جس کو متم (امام زمان) نے مقرر فرمایا ہے۔

(۳) تطوع، یعنی داعی پر دلیل ہے تطوع جس کا مطلب بیٹے کا بیٹا ہوتا ہے جو ماذون پر دلیل ہے اور وہ داعی کا قائم مقام ہوتا ہے نماز فریضہ امام کی دلیل، سُنت حجت کی دلیل، نافلہ داعی کی دلیل ہے۔ نماز جمعہ ناطق کی دلیل، نماز عید الفطر اساس کی دلیل، نماز عید الضحیٰ، قائم قیامت علیہ افضل التحیہ والسلام کی دلیل ہے، نماز

جنازہ مستجیب کی دلیل، طلب بارش کی نماز، خلیفہ قائم کی دلیل، نماز کسوف جو سورج گرہن یا چاند گرہن کے موقع پر پڑھی جاتی ہے امام مستور کی دلیل ہے۔ ان نو نمازوں کے بعد نماز خوف، نماز مسافر، نماز حاضر پوری وغیرہ بھی نمازیں ہیں۔ نماز کی وہ حد بندیاں سات ائمہ اور سات نطقاء کی تعداد کے برابر ہے ان میں سے چار تو فریضے ہیں جن کے بغیر نماز روا نہیں تین سنتیں ہیں جن کے بغیر نماز روا نہیں۔

عقل کُل/قبلہ، نفس کُل/وقت، ناطق/نیت، اساس/طہارت، امام/ اذان، حجت/اقامت، داعی/ جماعت۔ نمازی ان سات فرائض کو بجا لاتا ہے تو اُس کی نماز مکمل ہو جاتی ہے۔ سات ناطق: آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، محمد ﷺ اور قائم سات اساس، مولانا شیث، مولانا سام، مولانا اسماعیل، مولانا ھارون، مولانا شمعون، مولانا علی، اور خلیفہ قائم، سات امام ہر چھوٹے دَور کے سات ائمہ۔ ساتویں عدد پہ اسماعیلیوں کا بڑا دارومدار ہے کیونکہ وہ اعداد میں پہلا عدد کامل ہے سات رنگ، سات آوازیں، سات دھاتیں، سات آسمان، سات زمین، سات سیارے، سات یوم، سات سمندر الغرض ہر چیز سات تھی اور اس سبھی نظام کو قائم رکھنے کے لئے اللہ نے سات امام مذکورہ بالا مقرر فرمائے اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اس کے سات دور مقرر کئے جن کے سات ناطق آئے۔ اسی وجہ سے اسماعیلی ''سبعیہ'' کہلاتے ہیں۔ باب، حجت، داعی، ماذون اور پانچ حدود علوی یعنی عقل، نفس، جد، فتح اور خیال، اذان دعوت ظاہر کی دلیل ہے پہلا مرتبہ ماذون کا دوسرا داعی کا تیسرا حجت کا چوتھا امام کا پانچواں اساس کا چھٹا ناطق کا۔ بسم اللہ، خُدا کا نام اور خُدا کا حقیقی نام تو امامِ زمان ہے۔ وصی اور رسول دونوں اپنے اپنے وقت میں خُدا

کا حقیقی نام ہیں کیونکہ انہی کے ذریعہ کسی کو خُدا کی پہچان ہوسکتی ہے تاویل انسان سو یا ہو یا بیدار ہو ناک برابر سانس لیتی رہتی ہے اسی طرح (امام علیہ السلام) متواتر و مسلسل اپنا کام کرتے رہتے ہیں ہمیشہ لوگوں پر فیض برساتے رہتے ہیں۔

(۱) نماز پڑھنا، داعی کی دعوت میں داخل ہونا یا رسولِ خُدا کا اقرار کرنا کیونکہ صلوٰۃ اور محمدؐ ہر ایک لفظ میں چار حروف ہیں۔

(۲) قبلہ کی طرف متوجہ ہونا، امام کی طرف متوجہ ہونا قائم القیامت علیہ افضل التحیہ والسلام اور قبلہ عقل کُل پر دلیل ہے۔

(۳) ظہر کی نماز، رسول خُدا کی دعوت میں داخل ہونا۔

(۴) عصر کی نماز، حضرت علی یا صاحب القیامہ کی دعوت میں داخل ہونا۔

(۵) مغرب کی نماز، آدم کی دعوت میں داخل ہونا آدم میں تین حروف ہیں اور مغرب کی تین رکعتیں ہیں۔

(۶) عشاء کی نماز، چار نقیبوں کی دعوت میں داخل ہونا۔

(۷) فجر کی نماز، مہدی کی دعوت میں داخل ہونا۔

(۸) تکبیرہ الاحرام، امام، حجت اور سات ناطقوں کا اقرار کرنا۔

(۹) رکوع و سجود، حجت اور امام کی معرفت اور اطاعت۔

(۱۰) نماز خفتن رات کی تاریکی میں پڑھی جاتی ہے نماز صبح کو نماز پیشین کہتے ہیں۔

روزہ: (۱) ماہ رمضان کے روزے رکھنا، شریعت کا باطنی علم اہلِ ظاہر سے چھپانا۔

(۲) تیس روزے، حضرت علی اور امام مہدی کے درمیان دس حجتیں اور دس ابواب ہیں

(۳) لیلۃ القدر خاتم الائمہ کی حجت یا حضرت فاطمہ جن کی طرف یہ رات منسوب ہے۔

(۴) عید الفطر، امام مہدی کا ظہور۔

(۵) عید الاضحیٰ، صاحب القیامہ کا ظہور۔

حج: (۱) بیت اللہ کا قصد، امام کی طرف متوجہ ہونا امام ہی (بحقیقت مسجد الحرام ہیں) اور داعی اس کی محراب ہے محراب کا رُخ مسجد الحرام کی طرف ہوتا ہے اسی طرح داعی کا چہرہ امام کی طرف ہوتا ہے۔

(۲) کعبہ، حضرت رسول خُدا۔

(۳) باب کعبہ، حضرت علی۔

(۴) حجر اسود، امام الزماں کی وہ حجت جو ان کے بعد امام ہو۔

(۵) لبیک کہنا، امام کی دعوت کا جواب دینا۔

(۶) خانہ کعبہ کا سات بار طواف کرنا، سات اماموں کے احکام کی پیروی کرنا جن میں ساتواں قائم ہوتا ہے۔

لا الہ الا اللہ: کلمہ اخلاص (۱) لا (کلمہ اول)، اساس (۲) الہ (کلمہ دوم)، ناطق (۳) الا (کلمہ سوئم)، لوح (۴) اللہ (کلمہ چہارم)، کلمہ سات ناطق یا سات امام۔

نظریہ قیامت: اسماعیلی عقیدے کے مطابق قیامت صرف روحانی ہے بہشت و دوزخ دونوں معنوی (باطنی) ہیں ہر ایک شخص کی قیامت اس کی موت ہے۔

بہشت: بہشت حقیقت میں عقل کُل ہی ہے یا عقل کُل ہی بحقیقت بہشت ہے اور بہشت کا دروازہ اپنے زمانے میں رسول ﷺ ہیں اور ان کے وصی اپنی مرتبیت میں اسی حیثیت سے ہیں اور امام زمان اپنے عصر میں ہی درجہ رکھتے ہیں اور بہشت کے دروازہ کے کلید کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ پس جو شخص شہادت اخلاص (بے

ریائی) سے کہتا ہے تو گویا اسے بہشت کا دروازہ یعنی رسول مل چکا ہے پس رسول بہشت کے دروازہ کی حیثیت سے ہیں اور بہشت کا دروازہ کھولنے والا ان کے وصی (علی علیہ اسلام) ہیں۔ نیز (ہر زمانے میں) سارے مومنوں کے لئے (دروازہ جنت کھولنے والا) امام زمان ہیں۔

حکیم سیدنا صرخسرو کہتے ہیں حق تعالیٰ نے انسان کو خوف اور امید کے لئے پیدا کیا ہے چنانچہ خدا نے اس کو بہشت کے ذریعہ اُمید دلائی اور دوزخ کے ذریعہ ڈرایا ہے انسان کے نفس میں جو خوف پایا جاتا ہے وہ دوزخ کا نشان ہے اور انسان میں جو امید پائی جاتی ہے وہ بہشت کا اثر ہے یہ دونوں چیزیں (یعنی جزوی خوف اور جزوی اُمید) جو انسانی فطرت میں پوشیدہ ہیں وہ دوزخ اور بہشت ہیں۔ وجہ دین میں لکھا ہے کہ ہمیشہ دنیا سے آخرت اور آخرت سے دنیا پیدا ہوتی رہتی ہے اور ''وجہ دین'' کے نظریات کا مدار و محور یہی ہے۔

امام مہدی: اسماعیلیوں کے ہاں حضرت علی کی نسل سے قیامت تک آئمہ قائم ہوں گے آخری امام قائمہ القیامہ ہوگا جو دور کشف کا پہلا امام ہوگا۔ اسماعیلیوں کے ہاں ''مہدی'' کا ظہور ہو چکا ہے۔ اور ان کی نسل سے قیامت کے روز جو امام ظاہر ہونگے وہ قائم القیامتہ ہوں گے۔ اسماعیلیوں کے لحاظ سے مہدی کی ولادت ۲۶۰ھ میں عسکر مکرم میں ہوئی پھر اس کا باپ اسے سلمیہ لے گیا جو ائمہ مستورین کا مستقر تھا (استنار الامام ص ۵۹) امام عبداللہ بن الحسین المستور ہی ''مہدی'' ہیں۔ جو گیارھویں امام اور فاطمین کے ظہور کے پہلے خلیفہ ہیں اسماعیلیوں کے مطابق ہر زمانے میں ایک امام کا وجود ضروری ہے زمین کبھی امام سے خالی نہیں رہ سکتی ورنہ وہ متزلزل ہو جائے۔

اماموں کا سلسلہ روز قیامت تک حضرت فاطمہ ہی کی نسل میں جاری رہے گا باپ کے بعد بیٹا خواہ وہ عمر میں بڑا ہو یا چھوٹا بالغ ہو یا نابالغ امام ہوتا رہے گا۔

سُنی عقیدہ یہ ہے کہ ایک شخص قریش یا بنی فاطمہ میں سے ہوگا جس کا نام محمد اور جس کے والد کا نام عبداللہ ہوگا اور جو قیامت سے قبل نمودار ہوگا۔ قرامطہ محمد بن اسماعیل کو زندہ خیال کرتے تھے اور یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ وہی امام مہدی کی حیثیت میں دوبارہ نمودار ہونگے کیسانیہ حضرت محمد ابن حنفیہ کے متعلق اسی قسم کا اعتقاد رکھتے تھے۔ امامیہ اثنا عشری کے مطابق امام حسن عسکری کے فرزند (امام محمد مہدی) جو وفات سے قبل دُشمنوں کے خوف سے مستور ہو گئے تھے امام مہدی ہیں۔

دولت فاطمیہ کا پہلا امام مہدی محمد بن اسماعیل کی نسل سے ہے اسماعیلیہ عبداللہ کو مہدی جانتے ہیں۔ مہدی کا نسب نامہ چونکہ عبداللہ امام مہدی کا مسئلہ اسماعیلیہ عقیدہ کی اصل بنیاد سے تعلق رکھتا ہے ان کے خاندان میں ایک شخص عبداللہ نامی تھے جن کو اسماعیلی، محمد بن اسماعیل اور ان کے مخالفین میمون قداح کا فرزند بتاتے ہیں اسماعیلی اعتقاد کے لحاظ سے امام عبداللہ بن حسین المستور ہی مہدی ہیں جو دور ظہور کے پہلے امام ہیں۔ مہدی کی ولادت ۲۶۰ھ میں عسکر مکرم میں ہوئی (نوٹ: عسکر مکرم جگہ کا نام ہے) عبداللہ المہدی حضرت محمد بن اسماعیل کے ایک بیٹے عبداللہ جو اسماعیلی روایت کے مطابق اپنے والد کے جانشین ہوئے ان کے بیٹے احمد بن عبداللہ اسماعیلی جماعت کے پیشوا ہوئے پھر حسین ابن احمد کے انتقال کے بعد ان کے فرزند عبداللہ جو بعد میں مہدی کے لقب سے ملقب ہوئے اس وقت بالغ نہ تھے ان کی پرورش کی سیادت حضرت حسین کے بھائی محمد الحبیب کے حصہ میں آئی جب

عبداللہ بالغ ہو گئے تو باپ کی وصیت کے مطابق امامت ان کو منتقل ہو گئی۔

ائمہ مستورین: اسماعیل بن جعفر صادق کے بعد جو ائمہ گزرے وہ ہمیشہ بنو عباس کے خوف سے اپنے آپ کو چھپایا کرتے تھے یہاں تک کہ محمد بن اسماعیل کا نام جیسا کہ ابن خلدون نے بیان کیا بنو عباس کے خوف سے اپنے آپ کو اتنا پوشیدہ رکھا کہ ان کا نام "محمد مکتوم" پڑ گیا۔ میمون القداح امام محمد بن اسماعیل کا فرضی نام تھا جو صرف عباسیوں کے ڈر سے بچنے کے لئے اختیار کیا تھا میمون القداح کوئی علیحدہ شخص نہ ہے عوام الناس محمد بن اسماعیل کو میمون القداح سمجھتے ہیں لفظ قداح محمد بن اسماعیل کا بیٹا عبداللہ نے اپنا پیشہ آنکھوں کا معالجہ اختیار کیا اس لئے یہ "قداح" کے نام سے مشہور ہو گئے۔ (نوٹ: مختلف فرضی ناموں کا اختیار کرنا اسماعیلیوں کے ہاں کوئی نئی بات نہیں اکثر اوقات ائمہ مستورین نے ایسا کیا ہے) محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق اور عبداللہ بن میمون القداح (یعنی غیب دان کے لقب سے بھی جانا جاتا ہے) دونوں کا وجود تاریخ سے ثابت ہے اکثر مورخین نے مہدی کو عبداللہ بن میمون القداح کی طرف منسوب کیا ہے۔

کتامہ: "کتامہ" قبیلے کا نام ہے جس کے معنی چھپانے کے ہیں یہ لوگ اپنے مذہب کو بہت چھپاتے تھے کتامہ کتماں سے مشتق نہیں ہے صرف ایک قبیلے کا نام ہے جس کے اکثر افراد حلوانی فرقے کے زیر اثر اسماعیلیت اختیار کر چکے تھے۔

اسماعیلیہ کے تین ائمہ مستورین مشہور ہیں حضرت امام محمد (المکتوم) کے انتقال کے بعد (۱) عبداللہ (الرضی) (۲) احمد (الوفی) (۳) حسین (التقی)۔

یہ تینوں ائمہ مستورین کہلاتے ہیں ان کے مستور ہونے کے یہ معنی ہیں کہ ان

تینوں نے بہت پوشیدہ طور پر اپنی زندگی بسر کی حسین تین ائمہ مستورین کے آخری امام مستورین کہلاتے ہیں۔ حسین نے اپنے انتقال کے وقت یہ پیشین گوئی کی تھی کہ میرا لڑکا (عبداللہ) مہدی موعود ہوگا جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنا دین ظاہر کرے گا۔

اسماعیلیوں کی دوسری جماعت: آغا خانی خوجوں کی نسبت ان کے نظام و عقائد خاص طور پر غیر اسلامی ہیں اِس جماعت کا دائرہ بڑا وسیع ہے اور ان میں کئی ایسے طبقے شامل ہیں جن کا اسلام سے بہت دُور کا تعلق ہے۔ شاہ شمس سبزواری خوجوں کے دوسرے مبلغ شاہ شمس تھے جو ملتان میں مدفون ہیں انہیں عام طور پر شاہ شمس تبریز کہا جاتا ہے خواجہ روایات کے مطابق وہ ایرن کے شہر سبزوار سے تشریف لائے بعض ملتان کے خوجے امام آغا خان کو اپنا دیوتا تسلیم کرتے ہیں اور اپنے آپ کو شاہ شمس کے نام پر شمسی کہلاتے ہیں۔

اسماعیلی خوجہ جماعت کے سب سے بڑے داعی جنہوں نے عام نزاری عقائد کو ہندوستانی ماحول کے مطابق نئے سرے سے ترتیب دیا پیر صدرالدین جو خراسان سے پاکستان آئے اور اب ریاست بہاول پور کے ایک گاؤں ترنڈہ گورگنج میں مدفون ہیں اور وہیں پہ ان کا مزار تعمیر ہوا قریب ہی پیر صدرالدین کے بیٹے پیر غیاث الدین مدفون ہیں بہاولپور میں پیر صدرالدین کو چوراسی روضہ والا بھی کہتے ہیں مشہور یہ ہے کہ ان کی اولاد میں سے چوراسی اولیاء ہوئے۔ پیر صدرالدین کی نسبت آغا خانیوں کے مطابق آغا خان کے ایک مورث اعلےٰ شاہ اسلام نے پیر صدرالدین کو داعی بنا کر ایران سے بھیجا تھا اور بہت لوگ ان کے یا ان کی اُولاد کے ہاتھوں اسماعیلی ہوئے۔ پیر صدالدین نے ایران سے آکر ہندوستان میں

اسماعیلیوں کی تین جماعتیں منظّم کیں۔

۱۔ پنجاب میں مُکھی سیٹھ شام داس لاہوری ۲۔ کشمیر میں مکھی سیٹھ تلسی داس

۳۔ سندھ میں مُکھی ترکیم تھے سندھ اور مغربی پنجاب میں لوہانہ قوم کے بہت سے لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بعیت کی۔

اسماعیلیوں کا پہلا جماعت خانہ سندھ کے گاؤں ہاڑہ میں پیر صدرالدین کے ہاتھوں قائم ہوا۔ پیر صدالدین اپنا سلسلہ امام حسین سے تیسویں (۲۳) پشت سے ملاتے ہیں۔ پیر صدالدین اور ان کے بیٹے سید کبیرالدین حسن نے اسماعیلیوں میں نئی روح پھونک دی اور اشاعتِ مذہب کے لیئے یادگار چھوڑی۔

پیر صدالدین نے ایک کتاب دس اُوتار کے نام سے لکھی یا رائج کی اِس کتاب میں رسُول اکرم کو برہما کہا حضرت علی کو وشنو اور حضرت آدم علیہ سلام کو شنو سے تعبیر کیا ہے یہ کتاب خوجہ قوم کی مقدس کتاب سمجھی جاتی ہے اور مذہبی تقریبوں پر اور نزاع کے وقت مریض کے بستر کے قریب پڑھی جاتی ہے۔ خوجوں کی ایک اور مقدس کتاب گنان ہے اِس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اس کتاب کو پیر صدرالدین کے بیٹے نے مرتب کی۔ (اگرچہ بعض خوجے اِس کتاب کو ان کے والد پیر صدرالدین سے منسوب کرتے ہیں) پیر صدرالدین کے پانچ بیٹے تھے حسن کبیرالدین، ظہرالدین، غیاث الدین رکن الدین، تاج الدین، سندھی خوجے پیر صدرالدین کے بڑے بیٹے حسن کبیرالدین کے بڑے معتقد ہیں اور انہیں ان کے والد کی طرح پیر کا خطاب دے رکھا ہے۔ پیر کبیرالدین حسن کا نام حسن دریا بھی مشہور ہے۔ سندھی خوجوں میں اثنا عشری اور اسماعیلی رسوم پر اختلاف ہے وہاں بعض خوجے تعزیے نکالتے

ہیں آغا خان اول نے اس کی مخالفت کی اس بنا پر وہاں ایک حصہ جماعت سے الگ ہوگیا ان کے دو بڑے مرکز شمالی پنجاب اور چترال اور دوسرے کچھ کاٹھیاواڑ اور مغربی ہندوستان میں بھی ہیں۔ پیر صدر الدین اور ان کا بیٹا پیر حسنِ کبیر الدین دونوں خوجے فرقے کے بانی تھے۔ پیر صدر الدین وہ واحد آدمی تھے جنہوں نے خوجہ کمیونٹی کو ایک نام دیا خوجگان دراصل آغا خانی فرقے سے تعلق رکھتے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد آغا خان جماعت نے کئی فلاحی ادارے قائم کئے آغا خان میڈیکل کالج، آغا خان یونیورسٹی اور آغا خان ہسپتال قابلِ ذکر ہیں، شمالی علاقہ جات میں بھی فلاحی ادارے کھولے ہیں۔

اثنا عشری شیعہ بارہ اماموں کو مانتے ہیں لیکن اسماعیلی جماعتوں نے امامت کو صرف سات اماموں تک محدود نہیں کیا۔ بلکہ اس سلسلہ کو جاری رکھا ہوا ہے کہ ہر زمانہ میں حاضر امام کا ہونا لازمی ہے۔ پیر صدر الدین کی ایک مذہبی کتاب جس کا نام انہوں نے دسا اوتار (دس اوتار) رکھا۔ اِس مذہبی کتاب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دسواں اوتار مانا۔ اسماعیلی خوجوں نے اِس کتاب کو ابتداء ہی سے بطور آسمانی کتاب کے مانا اور مرنے کے وقت وہ کتاب ہمیشہ برکت کے لِئے پڑھی جاتی ہے۔ اِس طرح بہت سے دستورات میں اُس کو پڑھتے ہیں خوجوں نے آغا خان کو اسماعیلی خاندان کا امام اور اپنا رُوحانی پیشوا تسلیم کیا ہے آغا خان خود اسماعیلی نسل میں سے ہونے کی وجہ سے اِن کو امام تسلیم کیا گیا ہے جب مصر میں سلاطین اسماعیلیہ کی حکومت کو زوال آیا تو آغا خان کے آباؤ اجداد ایران کے مشرقی حصہ میں آباد ہوگئے۔ بہر صورت ایران میں سکونت اختیار کرنے کے بعد عرصہ دراز تک آغا خان کے اسلاف

کے خاندان کی تاریخی حالات کا پتہ نہیں چلتا۔ حسن علی شاہ جب ہندوستان میں آئے سرحدی جرگے اُن کی سرغنائی کو تسلیم کرتے تھے۔

واحد شخص: سے مُراد امام حق ہے اِس واحد شخص سے دُنیا ہرگز خالی نہیں کیونکہ اس واحد شخص (امام) حق کے بغیر مخلوق قائم نہیں رہ سکتی اور صرف واحد شخص (امام) حق مخلوق کی نگہداشت اور حفاظت کر سکتا ہے اگر وہ واحد شخص اس جہان سے چلا جائے تو لازماً تمام مخلوق کی بہتری بھی ختم ہو جائے گی امام حق درخت کے میووں کی دلیل ہے کہ میوے اپنے درخت کی زینت بھی بن سکتے ہیں اور اس کی آیندہ نوع کو بھی باقی و جاری رکھ سکتے ہیں امام آل رسول (یعنی علی ابن ابوطالب اور فاطمہ زہرا کی اولاد) سے ہونا چاہئے اور وہ امام دینی امور کے لیئے زندہ اور حاضر ہونا چاہئے۔ اگرچہ ہر امام اپنے زمانے میں روئے زمین پر خُدا کے خلیفہ ہیں جو شخص مرے اور اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانے تو وہ جاہلانہ موت میں مرتا ہے اور ایسا شخص دوزخ میں جا گرتا ہے پس جو شخص امام کو پہچانے تو اس پر امام کی اطاعت واجب ہوتی ہے۔ پس مومن پر فرض ہے کہ اپنے امام زمان کو پہچانے تاکہ امام کی اطاعت کرنا لازمی ہو۔ اے ایمان والوں خُدا کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور صاحبان فرمان کی اطاعت کرو جو خُدا کی طرف سے تمہارے درمیان ہیں۔

''اموت لصلاح دنیا کم ونجات اخرتکم۔ میں تمہاری دنیاوی بہتری اور آخروی نجات کے لیئے مامور ہوا ہوں۔''

آغا خان اول تا چہارم: اسماعیلی فرقے کے امام کا اعزازی لقب جو سب سے پہلے آقائے حسن علی شاہ کو ملا سلسلہ امامت میں اب تک چار آغا خان ہو چکے ہیں۔

آغا خان اول: ۱۸۰۰ء تا ۱۸۸۱ء پورا نام حسن علی شاہ ہے فتح علی شاہ قاچار کے منظور نظر داماد تھے ان کے والد شاہ جلیل صوبہ کرمان کے گورنر تھے ان کی وفات کے بعد شہنشاہ ایران فتح علی شاہ نے آغا حسن علی شاہ کو کرمان کا گورنر مقرر کیا اور ان سے اپنی بیٹی کی شادی کردی ۔ اس وقت سے دربار ایران میں ان کے خاندان کا نام ''آغا خان'' پڑ گیا جو آگے چل کر خاندانی لقب بن گیا آغا خان کا لقب نہ تو امام یا پیر کی مانند کوئی مذہبی لقب ہے اور نہ ہی اسمِ معرفہ بلکہ محض ایک عرف ہے جو ان کے خاندان کے لیئے مخصوص ہوا ۱۸۳۸ء میں کرمان میں بغاوت ہوگئی اور آغا حسن علی شاہ سندھ چلے آئے۔

آغا خان دوم: آغا خان اول کے بعد اُن کے بیٹے آغا علی شاہ ان کے جانشین ہوئے وہ اپنی خُدا ترسی اور علمیت کی وجہ سے اپنے وقت کے ایک مشہور شخصیت تھے آغا علی شاہ ۱۸۸۵ء میں فوت ہوئے انہوں نے صرف چار برس اسماعیلی (آغا خانی) فرقے کی امامت کی۔

آغا خان سوم: سلطان محمد شاہ ۲۰ نومبر ۱۸۷۷ء کو کراچی میں پیدا ہوئے جو تاریخ میں ''سر آغا خان'' کے لقب سے مشہور ہوئے اسماعیلیہ فرقے کے اڑتالیسویں امام ہوئے ۱۹۴۹ء میں حکومت ایران نے انہیں ایرانی قومیت عطا کی اور ''والا حضرت ہمایوں'' کا اعزاز بخشا ۱۹۵۱ء میں حکومت شام نے انہیں ''شان بنو امیہ'' عطا کیا ۱۹۵۳ء میں انڈونیشیا نے ''گل سرخ وگل سفید'' سے نوازا سر آغا خان فرقہ اسماعیلیہ کے پہلے امام تھے جو اپنے مریدوں میں ہیرے، جواہرات، سونے، اور پلاٹینم میں تولے گئے۔ ۱۹۳۵ء اور ۱۹۴۵ء میں ان کی قیمت ایک کروڑ ۶۵ لاکھ روپے کے

قریب تھی۔ پہلی شادی ۲۸ برس میں چچا زاد بہن سے ہوئی دوسری شادی تھرسیا میلیانو اور تیسری آندرے جوزفین لیونی کاغوں سے ہوئی۔ ان کا اسلامی نام ''اُم حبیبہ'' تھا اور عام طور پر ''ماتا سلامت'' کے لقب سے مشہور تھیں سر آغا خان ۱۱ جولائی ۱۹۵۷ء کو سوئٹزرلینڈ میں درسوا کے مقام پر فوت ہوئے اسوان (مصر) میں دفن ہوئے سلطان محمد شاہ اسماعیلیہ آغا خانی فرقے کے ۴۸ ویں امام ہوئے ہیں۔

آغا خان چہارم: شہزادہ کریم آغا خان ۱۳ دسمبر ۱۹۳۶ء کو پیدا ہوئے ۱۳ جولائی ۱۹۵۷ء کو دنیا بھر کے اسماعیلی فرقے کے انچاسویں حاضر امام چنے گئے امامت پر فائز ہونے کی پہلی رسم (۱۳ جولائی ۱۹۵۷ء) کو جینوا میں ادا ہوئی (۲۶ اکتوبر) کو نیروبی میں (۲۳ جنوری) کو کراچی میں (۲۱ مارچ) کو بمبئی میں ان کی گدی نشینی کی رسوم ادا کی گئی۔

نزاری خوجے اور شمسی ہندو ان کو اپنا معبود تصور کرتے ہیں اور مختلف ناموں (حاضر امام، خُداوند، شاہ پیر، گور پیر) وغیرہ سے اپنی دُعاؤں میں مخاطب کرتے ہیں پرنس کریم آغا خان چہارم دُنیا بھر کے اسماعیلی فرقے کے انچاسویں (۴۹) حاضر امام ہیں پرنس کریم آغا خان کے تین بچے ہیں شہزادہ رحیم، شہزادی ذہرہ اور شہزادہ حسن ہیں اب موجودہ آغا خان کے پیروکار امامی اسماعیلی اور عرف عام میں آغا خانی کہلاتے ہیں ہندو پاک میں دس لاکھ سے زیادہ ہیں۔ گلگت چترال میں اسماعیلیہ فرقے کی کافی آبادی موجود ہے چوغان کے نواح میں اور افغانستان، ترکستان، کوہِ پامیر کی وادیوں میں اب بھی موجود ہیں۔ اسماعیلیہ بوہروں اور خوجوں سے زیادہ منظم اور ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا ص ۴۸)

فرقہ اسماعیلیہ: اس فرقہ کا اعتقاد ہے کہ امام جعفر صادق کے بیٹے حضرت اسماعیل امام ہیں اور اسماعیلیہ فرقے اسی امام کی نسبت سے اسماعیلی کہلاتے ہیں۔

امام جعفر صادق کے انتقال کے بعد شیعہ کے تین گروہ ہو گئے۔

(۱) پہلے فرقے نے امام موسیٰ کاظم کو امام مانا جو امام جعفر کے بیٹے تھے۔

(۲) دوسرے فرقے نے جان لیا کہ حضرت اسماعیل ضرور فوت ہو گئے ہیں امام جعفر کے بیٹے محمد امام ہیں اور امامت اُن کی ہے۔

(۳) تیسرا فرقہ حضرت اسماعیل کی حیات کا کہ وہ زندہ ہے پچھلے دونوں فرقے اسماعیلیہ کہلاتے ہیں اور پہلا فرقہ امامیہ میں شمار ہوتا ہے۔ اسماعیلیہ کہتے ہیں کہ اسماعیل کی اولاد میں قیامت تک امامت بنی رہے گی۔ اسماعیلیہ بھی امام کی موت کے بعد امام کا دُنیا میں لوٹ آنے کے قائل ہیں۔ اسماعیلیہ کا لقب محمد بھی ہے اور اس لقب کی وجہ معیت (مردہ) میں سُرخ لباس پہننا اختیار کیا تھا۔

اسماعیلی خوجے: یہ فرقہ امامی اسماعیلی بھی کہلاتا ہے اور بمبئی و مدراس وغیرہ میں پھیلا ہوا ہے۔ خاص کر کاٹھیاواڑ کے جزیرہ نما میں زیادہ رہتے ہیں اور انہوں نے اپنی تجارتی نوآبادیاں افریقہ کے مشرقی کنارے پر قائم کی ہیں۔ بمبئی میں بہت کم تعداد میں سُنی خوجوں کی جماعت ہے باقی تمام اسماعیلی خوجے آغا خانی ہیں اور سرہائی نس آغا خان کو اپنا حاضر امام اور اپنا روحانی پیشوائے مذہب تسلیم کرتے ہیں۔ مگر فروری ۱۹۰۰ء سے آغا خانی جماعت کے دو حصے ہو گئے۔

۱- ایک وہ جو آغا خانی یعنی امامی اسماعیلی ہیں۔

۲- دوسرے خوجے وہ ہیں جو اثنا عشری مذہب پر ایمان رکھتے ہیں۔

اثنا عشری خوجوں نے اپنی ایک بڑی مسجد امام باڑہ اور مدرسہ وغیرہ تعمیر کیے ہیں ان میں بھی کافی پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ ہندوستان میں اسماعیلی فرقہ کے پیر صدرالدین تقریباً چارسو برس پہلے ہندوستان آئے اورانہوں نے اسماعیلی فرقے کی بنیاد رکھی۔ ہندوستان میں سب سے پہلے خوجوں کو اسماعیلی بنانے کے لئے پیر صدر الدین ہی آئے تھے۔ اور یہ مضمون سلطان محمد شاہ آغا خان کے بیان سے ماخوذ ہے۔ (انسائیکلوپیڈیا آف انڈیا کی دوسری جلد کے صفحہ نمبر ۱۳۵ میں لکھا ہے)

خوجوں نے آغا خان کو اسماعیلی خاندان کا امام اوراپنا روحانی پیشوا تسلیم کیا آغا خان خاندان نزاریہ میں سے ہیں نہ مستعلویہ میں سے یہی وجہ ہے کہ بوہرے جو مستعلویہ عقیدہ پر ہیں آغا خان کی امامت کے منکر ہیں۔

اسماعیلی (آغا خانی): فرقے کے بارے چند فروعی وشرعی مسائل جو زبان زدعام ہیں وہ اس طرح ہیں (واللہ عالم بالصواب) کہ اسماعیلیہ فرقہ کا کلمہ طیبہ کچھ یوں ہے۔ اشھدان لاالہ الا اللہ و اشھد ان محمد الرسول اللہ و اشھدان علی ولی اللہ. نماز کی جگہ وہ تین وقت کی دُعا جماعت خانہ میں پڑھتے ہیں۔ اسماعیلی اپنی عبادت کو دُعا کا نام دیتے ہیں ان کی عبادت میں اٹھارہ رکعاتیں شامل ہوتی ہیں۔ اسماعیلی بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح جمعہ کو عبادت کے لئے جماعت خانہ میں اکٹھے ہوتے ہیں بیشتر جماعت خانوں میں ایک مکھی ہوتا ہے جو عہدے میں بڑا ہوتا ہے اور چھوٹا کمادیہ جسے اس کا نائب جانا جاتا ہے جماعتی فرائض انجام دیتے ہیں۔ جماعت خانوں میں مرد اور عورتیں علیحدہ علیحدہ قطاروں میں بیٹھتے ہیں۔ مردوں کی سربراہی کا فریضہ مکھی اور کمادیہ صاحبان انجام دیتے ہیں۔ دعا میں قیام،

سجدے کرتے ہیں اور اپنا رُخ قبلہ (امام) کی طرف کرتے ہیں ان کے جماعت خانہ میں محراب اور ممبر نہیں ان کی ہاں اذان نہیں۔ حج حاضر امام کا دیدار ہے اسلام علیکم کی جگہ یا علی مدد مولا علی مدد کہتے ہیں۔ اسماعیلی آمدن کا ساڑھے بارہ فیصد حصہ کے نام پر اپنی آمدنی زکوۃ میں دیتے ہیں۔ ۱۲.۵۰ فیصد جو دس وند کہلاتی ہے دس وند کو اسماعیلی فرقے میں کلیدی حیثیت حاصل ہے جسے فرض سمجھ کر جماعت خانے میں دیتے ہیں۔ ان کا بولتا قرآن حاضر امام کی صورت میں موجود ہے روزہ نہیں رکھتے اور کہتے ہیں کہ روزہ اصل میں کان، آنکھ اور زبان کا ہوتا ہے ان کے خیال میں ان کا امام اس زمین پر خدا کا مظہر ہے۔

اسماعیلی عقائد: اسماعیلی خوجوں کا عقیدہ یہ ہے کہ آغا خان فرقہ اسماعیلیہ کے حاضر امام ہیں اور ان کو حضرت علی سے روشنی ملتی ہے اور سب ائمہ کا سلسلہ حضرت علی تک پہنچاتے ہیں۔

۱۔ امامی اسماعیلی ایران میں اللہ عطای کہلاتے ہیں۔

۲۔ ایشیائے متوسط اور چینی ترکستان میں مولائی کہلاتے ہیں۔

۳۔ شام اور مصر اور شمالی افریقہ میں اسماعیلیہ کہلاتے ہیں شام میں ان کو دروس بھی کہتے ہیں افغانستان میں مولائی بھی کہلاتے ہیں۔

۴۔ ہندوستان میں بول چال میں بدخشانی کہلاتے ہیں یہ تمام معتقدین آغا خان کو نذریں دیتے ہیں۔

دسواں: آغا خانی لوگ اپنی نذریں آغا خان کو دیتے ہیں یہ اپنی آمدنی میں سے بارہ فیصد حصہ آغا خان کو دیتے ہیں اور اس نذر کو دسونگ (پیداوار کا دسواں حصہ یا

عشر) کے نام سے اپنی آمدنی کا آٹھواں حصہ آغا خان کو ادا کرنے کے پابند ہیں دو سونگ کو ان کے مذہب میں کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ اُن کی مقدس کتاب گنان میں اس کی ہدایت ہے یہ خوجوں کا فرض ہے کہ اپنے امام کو نذریں دیں گنان میں اور بہت سے بیانات ہیں۔ آغا خانی اپنی نذریں اپنے حاضر امام کو اس لیئے دیتے ہیں کہ اِس جہان میں سرسبز ہوں آغا خانی لوگ آغا خان کو خُدا کا قائم مقام تصور کرتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اُن میں حضرت علی کا نور ہے جو امام زندہ اور موجود ہے اس کو حاضر امام کہتے ہیں۔ گنان میں یہ لکھا ہوا ہے کہ حاضرِ امام کی پیشکش میں کسی کو حصہ دار نہ بنایا جائے ان کے ہاں دُعا میں تمام اماموں کے نام پڑھے جاتے ہیں اور تمام پیروں کے نام لِئے جاتے ہیں۔ خوجے موجودہ آغا خان کے جدِ امجد آغا حسن علی شاہ مرحوم کو امام مانتے ہیں اور وہ دُنیا کے کئی حصوں میں پیر بھی کہلاتے ہیں۔ ولادت اور شادی کے مواقع پر بھی نذر دی جاتی ہے نذر و نیاز کا ایک اور بھی طریقہ ہے جو سر بندی کہلاتا ہے۔ یعنی کوئی آدمی اپنی جائیداد حاضر امام کو ہبہ کر دے خوجے ان رسومات بندگی کو بہت سختی کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔

اوّل سفرہ: کی رسم میں چند چیزوں کا نیلام ہے جس کے لِئے جماعت خانے کے ممبر بولی دیتے ہیں اور پھر بڑی بڑی قیمتوں سے وہ چیزیں خریدی جاتی ہیں پھر اُس رقم سے آغا خان (حاضر امام) کے لِئے چیزیں خریدی جاتی ہیں۔

کھادا خورا: کی رسم بھی ہے جس کا مقصد کھانے پینے کی اشیاء میں سے آغا خان (حاضر امام) کو چندے کے طور پر ادائیگی کرنا ہے دعوت جس قسم کی بھی ہو ایک حصہ آغا خان (حاضر امام) کے لِئے مخصوص ہوتا ہے اُس خوراک کو جماعت خانہ میں لا کر نیلام

کر دیا جاتا ہے اور اس سے جو آمدنی وصول ہوتی ہے وہ آغا خان (حاضر امام) کو دی جاتی ہے اسماعیلی جھولی کے نام سے حاضر امام کو نذرانے پیش کرتے ہیں۔

دس اوتار: دس اُوتار سے مُراد ہے کہ خدا نے دس جسم اختیار کئے تھے اور گواہ نے بھی کہا کہ میں علی اللہ سے یہ سمجھتا ہوں کہ علی میں خُدا کا نُور ہے اور حضرت علی دسویں اوتار ہیں۔ حاضر امام آغا خان کا نام دُعا میں سترہ دفعہ لیا جاتا ہے اور ہر دفعہ جب اُن کا نام لیتے ہیں تو سجدہ کیا جاتا ہے۔

(۱) یہ بارہ اماموں کی زیارت نہیں پڑھتے۔

(۲) حضرت علی کے لیئے دس اوتار ہوئے ہیں۔

(۳) کوئی خوجہ حج کرنے اور کاظمین اور سامرہ کو نہیں جاتے۔

(۴) قرآن کو بحیثیت مسلمان ہونے کے مذہبی کتاب جانتے ہیں۔

(۵) اپنے آپ کو دوسرے فرقے کے مسلمان سمجھتے ہیں۔

(۶) قرآن پر عمل اور تلاوت بھی کرتے ہیں۔

(۷) نماز سال میں دو دفعہ پڑھ سکتے ہیں۔

آبِ شفا: حاضر امام اپنا ہاتھ مبارک پانی میں رکھ کر دُعا کرتے ہیں جس سے وہ پانی پاک ہو جاتا ہے۔ جو عقیدت مندوں کو دیا جاتا ہے اور آغا خانی لوگ کسی دوسرے شخص کو سوائے آغا خان کے متبرک نہیں سمجھتے۔

جماعت خانہ: آغا خانی فرقے کے لوگوں کی عبادت گاہ یا مسجد کو جماعت خانہ کہتے ہیں۔ مسجد ''بیت الاسلام'' کے مکان کی مثال ہے یہ عمارت جماعت خانہ عام طرز کی عمارت ہوتی ہے اور ہر بڑے شہر میں ایک بڑا جماعت خانہ ہوتا ہے۔ جس

کے ماتحت شہر کے تمام چھوٹے جماعت خانے ہوتے ہیں چھوٹے جماعت خانہ کو درخانہ کہا جاتا ہے۔

پیر: اسماعیلی خوجوں میں پیر بھی ہوتے ہیں پیر کا کام یہ ہے کہ امام کی عدم موجودگی میں لوگوں کو امامی اسماعیلی بنائے حاضر امام پیر کو مقرر کرتا ہے۔

آغا خانی خوجوں کی مقدس کتابیں: اسماعیلی خوجوں کی کُتب زیادہ تر فارسی زبان میں ہے۔ گنان اور دسا اُوتار یہ دو کتابیں مُقدس کتابیں ہیں۔ دس اوتار گنان مومن چتاونی وغیرہ پیر صدرالدین اور حسن کبیر الدین اور دیگر اسماعیلی کی طرف منسوب کی جاتی ہیں عموماً گجراتی زبان میں ہیں اس لیئے بمبئی کے علاوہ دوسرے لوگ ان مضامین سے بہت کم واقف ہیں۔ کیونکہ یہ اپنی کُتب اور مذہبی عقاید کو خفیہ رکھتے ہیں۔ آج کل اس جماعت کے رُوحانی پیشوا اور حاضر امام پرنس کریم آغا خان ہیں۔

دُعائے اسلام اسماعیلی فرقے کی بنیادی کتابوں میں شمار کی جاتی ہے اس کا تعلق ظاہری علم یعنی عملی عبادات سے ہے۔ اسماعیلیوں کو زبانی حفظ کرنے کا حکم بھی ہے زبانی یاد کرنے والے کو خطیر انعامات بھی ملتے ہیں۔ دوسری کتاب تاویل دعائم اسلام ہے اس کے احکامات اور فرائض کی باطنی تاویلات کا بیان ہے یہ کتاب اسماعیلی تاویلات کی اہم ترین بنیاد ہے۔

آغا خانی اور بوہرے: ہندوستان میں اسماعیلی خوجوں (آغا خانیوں) اور بوہروں پر مشتمل ہے ان کے عقائد مرزا محمد سعید دہلوی کی کتاب مذہب اور باطنی تعلیم کے حوالے سے درج کرتے ہیں۔ حضرت علی وشنو تھے تو حضرت محمد نے ویدویاس کا قالب اختیار کیا جب حضرت علی اپنی معروف عام حیثیت میں نمودار ہوتے

تو وہ وشنو کا دسواں اوتار (نش کلنکی) تھے۔ موجودہ آغا خان تک تمام نزاری أئمہ حضرت علی کا اوتار تصور کیے جاتے ہیں خوجے اور شمسی ہندو انہیں اپنا معبود تصور کرتے ہیں۔ یہ لوگ آواگون یا تناسخ کے بھی قائل ہیں اور قیامت جنت دوزخ کے بھی نزاریہ فرقہ کا عموماً یہ مسلک رہا ہے۔ اس فرقے کی روایات کی مستند ترین کتاب کا نام "اصولِ کافی کتاب" ہے۔ یہ عربی زبان میں ہے اس کا اردو میں ترجمہ سید ظفر حسن صاحب امروہوں نے الشافی کے نام سے شائع کیا ہے۔

تصوف: شیعہ حضرات تصوف کے قائل نہیں ان کے عقیدہ کی رُو سے اس قسم کا غیر مکتب اور براہِ راست علم ان کے أئمہ تک محدود ہے ان کے ہاں صوفی ہوتے ہی نہیں۔ اہلِ تصوف کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ باطنی علم اللہ نے حضرت علی کو عطا فرمایا تھا اور آپ سے آگے سینہ بسینہ منتقل ہوتا چلا گیا۔ واضح رہے کہ حضرت علی سے جن حضرات کو یہ علم منتقل ہوا ان سے مُراد شیعہ حضرات کے أئمہ نہیں بلکہ سُنیوں کے صوفیاء بھی ہیں۔

اسماعیلی تنظیم: اسماعیلیہ فرقہ کی ابتدا میں صرف تین تنظیمی مدارج تھے۔ امام، داعی اور مستجیب بعد میں سات ہو گئے۔

(۱) امام (۲) حجت جو امام اور جماعت کے درمیان واسطہ ہوتا ہے نزاری عقیدہ کی رُوح سے پیر اور حجت ایک ہی منصب کے دو مختلف نام ہیں حجت کو وہ امام کا مظہر اور اس کی رُوحانی اور الٰہی صفات کا شریک تصور کرتے ہیں جس طرح موجودہ آغا خان کے جدامجد آغا حسن علی شاہ مرحوم کو ایک علاقہ میں امام کہتے اور دوسرے میں وہ پیر بھی کہلاتے تھے۔ (۳) ذومصہ جو حجت سے اپنا علم حاصل کرتا ہے۔

(۴) داعی اکبر یا داعی الدعاۃ جو امور دعوت کا نگران اور سب داعیوں کا سردار خیال کیا جاتا ہے۔

(۵) داعی ماذون جن کو عوام الناس کی دینی تربیت اور طالبین سے میثاق لے کر جماعت میں داخل کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ دعوت جدیدہ میں دو درجوں کا اضافہ ہو گیا ہے فدائی اور لاسک (لاسک کا مطلب ہے نو آموز اور مبتدی ہے لاسک چھٹے درجے کے لوگ ہوتے ہیں) فدائی ساتویں درجے کے وہ لوگ ہیں جو اپنے حاکموں پر اپنی جانوں کو قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں لاسک وہ لوگ ہیں جو فدائی بننے کے امیدوار ہوتے۔ اس موجودہ دور میں اسماعیلیہ میں امام داعی، مومن کے علاوہ اور کسی درجے کا ذکر نہیں سنتے۔

نزاری فرقے کا عموماً یہ مسلک رہا ہے کہ جس ملک میں وہ سکونت پذیر ہوتے ہیں اسی ملک کی شریعت اختیار کر لیتے ہیں ترکستان میں وہ حنفی فقہ کے مقلد ہیں اور ایران میں اثنا عشری فقہ کے پابند ہیں۔ نزاری اماموں کی فہرست ۴۸ ہے اور سلطان محمد شاہ (آغا خان سوئم) نزاری فرقہ کے ۴۸ ویں امام ہیں۔ ان سب کو نزاری فرقہ اپنا حاضر امام تصور کرتا ہے۔ نزاری عقیدہ یہ ہے کہ ان کے خاندان میں امامت ہمیشہ جاری رہے گی۔

باب نمبر 19

بوہرے

عنوانات

۱- بوہری، لفظ بیوہار
۲- سیدنا موید الشیر ازی
۳- بوہروں کی جماعت کے فرقے
۴- علمی وادبی کیفیت
۵- بوہروں کا طرز معاشرت
۶- وصی اور ائمہ کی ترتیب
۷- بوہروں کا کلمہ
۸- عقائد، میثاق
۹- روزہ رمضان، عید وحج
۱۰- مردے کا کفن دفن
۱۱- لفظ وصی
۱۲- داعی
۱۳- ماذون
۱۴- مکاسر
۱۵- مُلّا
۱۶- میاں صاحب
۱۷- عامل
۱۸- بوہروں کے سفید لباس
۱۹- طیبہ

بوہری: امام جعفر صادقؒ کی وفات کے بعد شیعوں میں کئی فرقے پیدا ہو گئے ایک تو وہ جس نے امام موسیٰ کاظم کی طرف امامت منسوب کی اور ان کی نسل میں بارہویں امام حسن عسکری کے بیٹے (امام محمد مہدی) تک یہ فرقہ امامیہ اثنا عشری یا صرف شیعہ کے نام سے معروف ہے

دوسرا وہ فرقہ جس نے امام اسماعیل بن جعفر صادق کو اور ان کے بعد اُن کے صاحبزادے امام محمد بن اسماعیل کو اپنا امام تسلیم کیا اور پھر ان کی نسل میں امامت مانتا رہا یہ فرقہ امام اسماعیل کی امامت پر اعتقاد رکھنے کی وجہ سے ''اسماعیلیہ'' سے نامزد کیا جاتا ہے۔

اسماعیلی خلیفہ مستنصر کی وفات کے دوسرے دن ۱۸ ذی الحجہ کو امام مستعلی کی بیعت عمل میں آئی اس وقت ان کی عمر ۲۱ سال تھی۔ امام مستعلی کے سبب امامت کو قوت حاصل ہوئی اور جس کی نسل میں اللہ تعالیٰ کا کلمہ قیامت تک باقی رہے گا۔ امام مستعلی کی ولادت ماہ محرم ۴۶۷ھ میں ہوئی۔ بوہرے مستنصر باللہ کے بعد امام مستعلی باللہ کو امام برحق جانتے ہیں امام مستعلی کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے آمر باحکام اللہ تخت نشین ہوئے امام آمر کے قتل کے بعد مستعلویوں نے اپنی دعوت یمن میں منتقل کر لی۔ پھر اُن کا بیٹا ابوالقاسم طیب جس کی عمر اُس وقت ڈھائی سال تھی جو حقیقی امام تھا نزاریوں کے ڈر سے چھپا دیا گیا تھا۔ بوہری فرقہ بھی شیعہ فرقہ کی ایک شاخ ہے امامت کا مسئلہ ان کے ہاں تاحیات پشت در پشت موجود ہے اور چلتا رہتا ہے ان کی مسجد بھی دوسرے فرقوں کی طرح الگ اور دوسروں کی مسجد میں کبھی نماز نہیں پڑھتے اور نہ دیگر اماموں کی امامت میں نماز پڑھتے ہیں۔ یہ ایک اسماعیلی

المذہب قوم ہے سلطان صلاح الدین کی کوشش سے جب ملکِ مصر سے مذہب مہدویہ اُکھڑ گیا تو اکثر اسماعیلیہ مصر اور مغرب سے نکل کر یمن میں رہنے لگے۔ یمن ایک زرخیز زمین اور مرطوب موسم والا ملک ہے ان میں سب سے اہم قبیلہ یا خاندان ''ملکہ سبا'' کا ہے۔ سبا حکومت جنوبی یمن کے علاقے میں قائم تھی اور اس کا صدر مقام صفا کے قریب مارب تھا۔ یمن شہر حراز میں قدیم سے ان کا داعی موجود تھا پھر ہندوستان کو چلے آئے اب ہندوستان گجرات دکن مالوہ کوکن راجپوتانہ میں بوہرے کے نام سے مشہور ہیں۔

لفظ بیوہار: بیوہار ہندوستانی (ہندی زبان) میں تجارت کو کہتے ہیں اور بوہرہ کے معنی تاجر ہیں بوہرہ لفظ بوہار سے مشتق ہے اس کی لغوی معنی تاجرین اور بوہرے تجار کے معنی ہیں اِس لفظ کی جمع ہے چونکہ یہ ساری قوم تجارت پیشہ تھی۔ اِس لئے بوہرے کہلاتی ہے بعض تواریخی کُتب میں بھی لکھا ہے کہ بوہرے اصل میں ہندو تھے اِس کی تصریح کتاب گجرات اینڈ گجراتی مؤلفہ بہرامجی ماہاری کے صفحہ نمبر ۱۵۲ مطبوعہ لندن ۱۸۸۲ء میں ہے اور مرآت احمدی کے ترجمہ کے صفحہ ۲۸۹ کے نوٹ میں مندرج ہے کہ بوہرے دراصل ہندو تھے اور کسی قدر ہندوؤں کے رسم و رواج وعقیدے پر اب تک وہ چلتے ہیں راس مالا کے ترجمہ گجراتی کی جلد اول کے صفحہ نمبر ۴۱۵ میں لکھا ہے کہ بھاٹ لوگ کہتے ہیں کہ احمد شاہ نے برہمن اور مہاجنوں کو مسلمان بنایا تھا وہ بوہرے بن گئے۔

اسماعیل یمنی کے پیرو ہونے کے سبب اسماعیلی کہلاتے ہیں ایک فاضل بوہرے نے جس کا نام عبدالعلی سیف الدین ہے اور سیفی تخلص ہے ایک کتاب عربی

زبان میں بنائی ہے اُس کا نام مجالس سیفیہ ہے اُس کتاب سے بھی یہ ثابت ہے کہ بوہرے ہندوؤں سے مسلمان ہوئے ہیں مجالس سیفیہ کی نویں جلد میں اس طرح مذکور ہے کہ شیخ آدم صفی الدین بن ذکی الدین نے کہا ہے کہ مستنصر باللہ نے اپنے پاس مصر کے دو آدمی بُلائے اُن میں سے ایک کا نام عبداللہ اور دوسرے کا نام احمد تھا۔

بوہروں کے بیان کے مطابق ان کے پہلے خلیفہ عبداللہ تھے جسے خلیفہ مستنصر باللہ نے ہندوستان میں اسماعیلی تبلیغ پر مامور کیا۔ بوہرے کہتے ہیں عبداللہ اور احمد دونوں اکٹھے ہندوستان آئے تھے۔

سیدنا موید الشیرازی: سیدنا موید الشیرازی، ناصر خسرو، حمید الدین کرمانی اور حسن بن صباح ایران سے مصر میں آئے سیدنا المویدفی الدین ابونصر ھبتہ اللہ بن الموسیٰ بن علی بن محمد الشیرازی السلمانی سیدنا موید شیراز میں چوتھی صدی ہجری میں پیدا ہوئے والد عہد حاکمی میں جزیرہ فارس کے حجت تھے بچپن میں فاطمی علم پڑھایا گیا۔ اہواز میں انہوں نے مسجد کی محراب میں فاطمی اماموں کے اسمائے گرامی لکھوائے اس مسجد میں الشیعی اذان ہونے لگی۔ اور ہر جمعہ کو امام المستنصر کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا فارسی کے مشہور شاعر سید ناصر خسرو کے وہ استاد تھے۔ سیدنا موید کی تمام تصانیف میں سب سے زیادہ مستند مشہور ''المجالس، المویدیہ'' ہے تاویل میں اس کتاب کو سند کا درجہ حاصل ہے۔

یہ سیدنا موید شیرازی کی مجلسیں ہیں ان کی کل تعداد ۸۰۰ ہے ان مجالس میں استاد دعوت یمن وہند نے تاویلی اسرار ایک ایک کر کے ظاہر کر دیے ہیں اب یہ آٹھ جلدوں میں پھیلی ہوئی ہے اور ہر جلد میں سو (۱۰۰) مجالس ہیں۔ یمن کے [illegible]

داعی مطلق سیدنا حاتم بن ابراہیم نے ان کا خلاصہ تیار کیا جو" جامع الحقائق" کے نام سے مشہور ہے یہ خلاصہ دو جلدوں میں ہے اور ہر جلد میں نو ابواب ہیں ان جلدوں کے عنوان توحید، میدا، رسول، وصی، امام، حدود، وصی، وجوب، تاویل، اہل تناسخ ہیں فقہ میں جیسی" دعائم الاسلام" مستند کتاب ہے اسی طرح تاویل میں المجالس المویدیہ" کو سند کا درجہ حاصل ہے۔

سیدنا موید کو عربی کے علاوہ فارسی میں بھی دستگاہ حاصل تھی سیدنا موید بے مثال ادیب ہونے کے علاوہ جید شاعر بھی تھے۔ ان کی خود نوشتہ سیرت" اسیرۃ المویدیہ" سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف دنیائے علم وادب میں اقتدار رکھتے تھے۔ بلکہ سیاست میں بھی اعلیٰ قابلیت کے مالک تھے انہوں نے ۴۷۰ھ میں وفات پائی اور امام مستنصر نے اُن کے جنازہ پر نماز پڑھائی اور دارالعلوم میں انہیں دفن کیا گیا۔

بوہروں کی جماعت میں فرقے: بوہروں کی جماعت شیعہ اسماعیلیہ کی ایک شاخ ہے ۱۹۲۱ء کی مردم شماری کے مطابق ان کا شمار ایک لاکھ ترپن ہزار سے کچھ زیادہ تھا یہ زیادہ تر ہندو نسل کے مسلمان ہیں لیکن بعض عرب کی نسل ہونے کا بھی دعوے کرتے ہیں اس فرقہ کے سردار نے عرب چھوڑ کر ہندوستان کے شہر بڑدہ میں بود و باش اختیار کر لی سولھویں صدی کے آخر میں بوہروں کے فرقہ کی سرداری کے دو دعوے دار اُٹھ کھڑے ہوئے تھے جس کے سبب ان کی دو شاخیں ہوگئیں۔ ایک داؤدی بوہرے اور دوسرے سلیمانی بوہرے ان کا اختلاف زیادہ تر شخصی اختلاف ہے۔

داؤدی بوہرے داؤد ابن قطب شاہ کو داؤد ابن عجب شاہ کا جانشین تصور کرتی تھی۔ دوسرے سلیمانی بوہرے داؤد ابن عجب شاہ کی بیوی کے بھائی ذارہ سلیمان

ابن یوسف کو جانشین قرار دیتے تھے۔یمن کی جماعت سلیمان کو اپنا امام یا داعی تسلیم کرتی ہے حراز کا علاقہ سلیمانی بوہرہ جماعت کا مرکز ہے۔ہندوستان کی جماعت داؤد ابن قطب شاہ کے تابع فرمان ہوگئی اور اسے اپنا ستائیواں داعی تسلیم کر لیا ہندوستان میں بوہرے اور خوجے سب سے زیادہ منظم اور ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ اس جماعت کے داعی مطلق سورت کے شیخ لقمان ملا جی حبیب اللہ صاحب ہیں سلیمانیوں کے مرشد یمن میں ہیں سلیمانیوں کی تعداد داؤدیوں سے کم ہے۔

بوہروں کے مبلغ کا نام ملا علی بھی ہے بوہرہ روایت کی رُو سے وہ صاحب کشف وکرامات بھی تھے۔داؤدی اور دوسرے سلیمان ابن یوسف کی پاسداری سے سلیمانی بوہرے کہلاتے ہیں۔ان دونوں میں کوئی اصولی تخالف نہیں صرف سلسلہ دعوت جُدا گانہ ہے تعداد کے لحاظ سے داؤدی فرقہ بڑا ہے اور ان کے داعی سیدنا ابو محمد طاہر سیف الدین جو بوہرہ جماعت کے داعی اور مقتدائے اعظم بھی ہیں یہ ہندوستان کے لاکھوں بوہرہ کمیونٹی کے پیشوائے اعظم ہیں یہ بوہروں کی تعلیمی، مذہبی، دنیوی ودینی فلاح بہبود عافیت وحفاظت مدفعہ الحالی کے منجانب اللہ محافظ و پاسبان ہیں۔بوہرے عقائد میں شیعہ حضرات سے ضرور ملتے ہیں لیکن مذہباً وہ شیعہ اسماعیلی ہیں۔بوہروں کی سنہری زرین پگڑیاں بوہرہ کمیونٹی کی شوکت وعظمت کا پتہ دیتی ہیں۔موجودہ داؤدی بوہرہ برادری کے رُوحانی پیشوا سید برہان الدین سیفی ہیں۔ جو سیدنا ابو محمد طاہر سیف الدین کے بڑے بیٹے ہیں۔ان کی ۹۶ ویں سالگرہ مئی ۲۰۰۷ء کے پہلے ہفتے میں یمن میں منائی گئی جس میں پاکستان سے تقریباً ۱۰ ہزار کے لگ بھگ بوہریوں نے شرکت کی۔

دوسرے بوہرے ہندوستان میں سلیمانی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے شیخ کا نام علی ابن محسن ہے سلیمانی بوہرہ کے مطابق علی ابن محسن صاحب کشف و کرامات تھے۔

بوہروں کی زیارت گاہ عام ہے خانجی بھائی کا مزار اودیپور میواڑ میں ہے اور بوہرے بڑے شوق وعقیدت سے اُس کی زیارت ہمیشہ کرتے ہیں ناریل (کھوپرا) لے جاتے ہیں وہاں مزار پر ناریل توڑ کر تقسیم کرتے ہیں اگر بتیاں جلاتے ہیں خانجی کے دوشاگردوں کے ذریعے سے دوشاخیں ہوگئیں۔

(۱) شیخ صفی الدین بن داعی زکی الدین، یہ داؤدی بوہرے کے داعی تھے۔

(۲) شیخ لقمان ملا جی حبیب اللہ، یہ سلیمانی بوہرے کے داعی تھے۔

علمی وادبی کیفیت: بوہروں میں بڑے بڑے ادیب زبان عربی کے ہیں نظم و نثر فصاحت بلاغت کے ساتھ لکھتے ہیں، کُتب ہمیشہ عربی اور فارسی میں لکھتے ہیں، علماء خط وکتابت بھی آپس میں عربی زبان میں کرتے ہیں اور جو کم علم ہیں وہ گجراتی اور اُردو زبان میں لکھتے ہیں۔ گجراتی زبان بوہروں کے ہاں عام مادری زبان ہے۔ بوہروں کے علماء کسی سے مناظرہ نہیں کرتے خاص کر مذہبی مناظرے سے بالکل بچتے ہیں نہ اپنے مذہب کے اصول وفقہ وحدیث وتفسیر عقائد کی کتابیں کسی غیر مذہب والے کو دکھاتے ہیں۔ اس بات میں اُن کا عہد ہے اور مجھ کو کچھ کتابیں ان کے ہاں دیکھنے کو ملیں ایک بڑی تدبیر سے داؤدیہ بوہروں سے ہاتھ لگی ہیں۔

بوہروں کا طرز معاشرت: بوہروں کا سارا فرقہ نماز روزہ کا پابند ہے اور اپنے مرشد کی اطاعت میں سرگرم ہوتا ہے۔

(۱) کوئی مذہبی بوہرہ داڑھی نہیں منڈواتا بلکہ داڑھی کو کبھی قینچی بھی نہیں لگاتا۔

(۲) اور سر پر بال نہیں رکھتا۔

(۳) نہ حقہ پیتا ہے نہ تمباکو (نسوار) کھاتا ہے نہ سونگھتا ہے۔

(۴) جس شہر یا قصبے میں بوہرے رہتے ہیں وہاں ان کی تمام جماعت ایک محلے میں سکونت رکھتی ہے دوسرے مذہب والوں کو اس میں جگہ نہیں دیتے اور اپنی مسجد اور جماعت خانہ اور قبرستان بھی سب سے علیحدہ رکھتے ہیں۔

(۵) بوہرے اپنی شادی و غمی میں سوائے اپنی برادری کے دوسرے کو دخل نہیں دیتے دیتے اپنی ہی قوم میں بیاہ شادی کرتے ہیں۔ ناچ رنگ وغیرہ نہیں کرتے صرف آتش بازی چھوڑتے ہیں اور باجہ بجواتے ہیں کسی غیر فرقہ والوں کی (مسلمانوں) میں سے بیٹی نہ لیتے ہیں نہ اُسے دیتے ہیں۔ بوہرے باوجودیکہ ہندوؤں سے سخت پرہیز رکھتے ہیں مگر اب تک اُن میں کچھ باتیں ہندوؤں کی باقی ہیں۔

(۶) مثلاً اُن کے ہاں مستورات کے پردے کا رواج نہیں لباس میں مستورات لہنگے جو پاؤں تک ہوتے ہیں پہنتی ہیں۔ یہ لوگ سود علانیہ دیتے لیتے ہیں۔

(۷) دیوالی میں جگھٹ کی رات ہندوؤں سے زیادہ روشنی اور سامان خوشی کا اہتمام کرتے ہیں ہندی مہینوں اور تاریخوں کے اعتبار سے حساب و کتاب رکھتے ہیں بوہرے کس قدر ہندوؤں کے رسم و رواج اور عقیدے پر اب تک چلتے ہیں مگر عجیب بات یہ ہے کہ ہندوؤں کے کھانے پینے سے حتی الوسع بہت بچتے ہیں ہندو کے ہاتھ کی مٹھائی وغیرہ نہیں کھاتے خیال یہ ہے کہ مومن ہو کر کافر مت ہو۔ مگر ہندو دھوبی کپڑا دھو کر لاتا ہے تو پھر اُسے پاک اور نماز کے قابل سمجھتے ہیں۔

(۸) بوہرے مردے کو دفن کرتے ہیں تو قبر میں تختے نہیں رکھتے تھوڑی سی مٹی ہاتھوں سے صاف کر کے باریک پیس کر اُسے اول میت کے اُوپر ڈالتے ہیں اور اُسے ہاتھوں سے خوب دباتے ہیں اس کے بعد دوسرے لوگ مٹی دیتے ہیں اور دستور ہے کہ جو قبر کھودی ہوتی ہے اُسی قبر کی مٹی دی جاتی ہے دوسری جگہ کی مٹی نہیں ڈالتے اِسے کارِ گناہ سمجھتے ہیں جب سب مٹی بھر جاتی ہے تو قبر کی زمین ہموار کر دیتے ہیں اور اُس پر چھڑکاؤ کر کے پھول ڈال دیتے ہیں اس کے بعد تمام آدمی اُس قبر کو درمیان سے بوسہ دیتے ہیں اس کا نام زیارت کرنا ہے۔(نوٹ: بوہرے اپنے قبرستان میں قبروں کی بڑی ترتیب رکھتے ہیں اور قبروں کو پکا کرتے ہیں اوران کے قبرستان میں ہر قبر ایک جیسی اور ہر قبر کی لمبائی چوڑائی اور اُونچائی ایک جیسی ہوتی ہے۔) اِس کے بعد میت کے وارث سے سب بغل گیر ہوتے ہیں اور تعزیت کی کوئی بات زبان سے نہیں کہتے۔

(۹) عاشورے کے دن کسی اہلِ سُنت و جماعت کو اپنی مجلس مرثیہ خوانی میں شریک نہیں ہونے دیتے اس کا بڑا انتظام رکھتے ہیں سوائے عاشورے کے اور دِنوں میں شریک ہونے دیتے ہیں۔

(۱۰) بوہروں کے ہاں کوئی تفریق نہیں نہ کوئی شیخ ہے نہ سید ہے نہ مغل، نہ پٹھان اگر کوئی سید بوہرہ بن جائے تو بنی فاطمہ ہونے کی فوقیت اُس میں نہیں رہتی۔

(۱۱) بوہروں میں لڑکی کا ختنہ ہوتا ہے اور یہ کام وہ بوڑھی عورت کرتی ہے جو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ اور کربلائے معلیٰ ہو آئی ہو حضرت فاطمہ زہرا کے روضے کی جالیوں کو بوسہ دے چکی ہو۔ اس ختنے کی تقریب میں مرد شامل نہیں کیا جاتا پانچ سے نو سال

کی عمر کے اندر لڑکی کا ختنہ ہو جاتا ہے۔ایک چھوٹا سا نشتر ہوتا ہے جس سے ایک گیہوں کے دانے کے برابر لمبا سا شگاف جلدی سے کر دیا جاتا ہے چار پانچ دن کے اندر آرام آجاتا ہے۔

شیخ ابو محمد بن ابی زید نے اپنی کتاب ''النوادر'' میں لکھا ہے کہ سارہ ہاجرہ پر ناراض ہوئی تو اس نے قسم اٹھائی کہ وہ ہاجرہ کے تین اعضاء کاٹے گی۔ ابراہیم نے قسم پوری کرنے کے لئے حکم دیا کہ اس کے دونوں کانوں میں سوراخ کر دو اور ختنہ کر دو۔ تو عورتوں میں سب سے پہلے اس کا ختنہ ہوا (عرب کے اندر شائد عورتوں کے ختنے کا طریقہ اسی لئے رائج ہے) جب ہاجرہ کے کان چھدے اور ختنہ ہوا پھر اس نے اپنا دامن لمبا کیا تا کہ چلنے کے نشانات مٹ سکیں اور سارہ کو اس کی قیام گاہ کا علم نہ ہو۔

بابا فخر الدین شہید گلیا کوٹ والے اور مولانا قطب الدین داعی احمد آباد والے خانجی پیر اودیپور والے اور داؤد بھائی اودیپور والے اور ملا لقمان جی اودیپور والے ان پانچ بزرگوں کے نام کی چٹیاں اپنے لڑکوں کے سروں پر وہ عورتیں رکھتی ہیں جن کے بچے نہیں بچتے۔ کہتے ہیں کہ بابا فخر الدین کے روضے کے آس پاس بے شمار سانپ ہیں مگر وہ کسی زائر کو نہیں کاٹتے بوہروں میں یہ بھی دستور ہے خواہ غم ہو یا خوشی اس میں مرثیہ خوانی کرتے ہیں تاریخ مالوہ میں لکھا ہے۔

بوہروں میں وصی اور ائمہ کی ترتیب اِس طرح ہے۔

(۱) وصی حضرت علیؓ (۲) امام حسنؓ (۳) امام حُسینؓ (۴) امام زین العابدینؒ (۵) امام محمد باقرؒ (۶) امام جعفر صادقؒ (۷) امام اسماعیلؒ (۸) امام محمدؒ (۹) امام

عبداللہؒ (۱۰) امام احمدؒ (۱۱) امام حسینؒ (۱۲) امام مہدیؒ (۱۳) امام قائمؒ (۱۴) امام منصورؒ (۱۵) امام معزؒ (۱۶) امام عزیزؒ (۱۷) امام حاکمؒ (۱۸) امام ظاہرؒ (۱۹) امام مستنصر (۲۰) امام مستعلی (۲۱) امام آمر (۲۲) امام طیب۔ بوہروں کے نزدیک ۲۲ امام ہیں۔ نوٹ: بوہروں میں سلسلہ امامت جاری ہے جو تقریباً اب حاضر امام ۵۵ ہیں۔

پس بوہرے مہدویہ میں مستعلویہ ہیں اور مستعلویہ میں طیبہ ہیں اور جعفر صادق کے بعد چار اماموں کے مستور مخفی ہونے کے قائل ہیں۔

بوہروں میں نماز، زکوۃ، صدقہ فطر وغیرہ

اسماعیلی اسلام کے سات دعائم شمار کرتے ہیں، ولایت، طہارت، صلوۃ، زکوۃ، صوم، حج، جہاد۔ ان دعائم میں ولائیت افضل ترین ہے اور اسے اولیت حاصل ہے اس کے بغیر کوئی عمل بارگاہ خداندی میں مقبول نہیں ہوسکتا۔ ہر امام زمان ولی اسرار ہوتے ہیں ان کے حکم کی تعمیل ہر ایک پر فرض ہے۔ وہ معصوم ہوتے ہیں ان سے کسی گناہ کا سرزد ہونا ممکن نہیں۔

بوہروں کا کلمہ: **لاالہ الا اللہ محمد الرسول اللہ مولانا علی ولی اللہ وصی رسول اللہ۔**

بوہرے وضو مثل اہلِ سُنت کے کرتے ہیں اذان میں **اشھدان محمد رسول اللہ** کے بعد **اشھدان مولانا علی ولی اللہ** دو بار کہتے ہیں اور **حی علی الفلاح** کے بعد **حی علی خیرالعمل محمدوعلی خیرالبشر وعترتھما خیرالعتر** دو بار کہتے ہیں اور بعد اذان کے دُعا پڑھ کے باتیں کر کے چند قدم چلتے پھرتے ہیں۔ ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے ہیں نماز کا

سامان تہ بند کرتا، ٹوپی مصلیٰ جدا رکھتے ہیں۔ نماز کے وقت جو کپڑے پہنے ہوتے ہیں اُن کو اُتار کر نماز کے کپڑے پہن کر نماز ادا کرتے ہیں مگر یہ بات صرف مسجد میں ہوتی ہے یا گھر میں کسی اور جگہ کپڑوں ہی میں نماز پڑھ لیتے ہیں نماز تین وقت پڑھتے ہیں۔ (۱) ایک بار نماز فجر کو پڑھتے ہیں۔ (۲) دوسری بار ظہر کو اور ظہر و عصر کو ملا لیتے ہیں۔ (۳) دن کے بارہ بجے کے بعد جب آدھا گھنٹہ گذرا تو ظہر کی نماز شروع کرتے ہیں اور اُس کو ختم کرکے پیشِ امام وہیں بیٹھے رہتے ہیں۔ اور ایک بجتے ہی عصر کی نماز پڑھا دی جاتی ہے غرضیکہ ڈیڑھ بجے تک دونوں نمازیں ختم ہو جاتی ہیں۔

(۴) تیسری نماز مغرب کے وقت پڑھتے ہیں اور مغرب و عشاء کو ملا لیتے ہیں۔ بوہرے پنجتن کی تسبیح مقررہ قاعدے کے ساتھ پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے جاتے ہیں۔ بوہرے لوگ جمعہ کی نماز نہیں پڑھتے اُس دن خطبہ وغیرہ کچھ نہیں ہوتا جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز پڑھتے ہیں مسجد میں عورتوں کے واسطے بھی ایک حصہ علیحدہ رکھتے ہیں۔ پیشِ امام بطور عامل اور قاضی کے بوہروں کی ہر بستی کے لئے مقرر ہوتے ہیں۔

عقائد: وراثت کے معاملے میں شرع کے پابند نہیں سود اعلانیہ لیتے اور دیتے ہیں دیوالی کے موقع پر ہندوؤں کی طرح اپنے حساب کی کتابیں بدلتے ہیں اس کے باوجود کئی باتوں میں وہ عام مسلمانوں سے زیادہ پابند شرع ہیں ان کا لباس عام لوگوں سے جدا ہوتا ہے اکثر بوہرے داڑھی رکھتے ہیں عموماً نماز روزے کی پابندی کرتے ہیں زکوۃ با قاعدہ دیتے ہیں جماعت کے سرگردہ جنہیں داعی مطلق کہتے ہیں سورت کے ملاّ جی صاحب ہیں انہیں جماعت کے مطلق کُل اختیارات حاصل ہیں یہ

لوگ عام مسلمانوں کی مسجدوں میں نماز نہیں پڑھتے ان کے عبادت خانے علیحدہ ہوتے ہیں قبرستان بھی جُدا ہیں عیدیں اور دوسرے تہوار بھی عام مسلمانوں سے مختلف ہوتے ہیں۔ وہ جمع صلوۃ کے قائل ہیں اور عام طور پر تین وقت نماز پڑھتے ہیں صبح، دوپہر، شام کے وقت اور نمازِ جمعہ باجماعت نہیں پڑھتے مرد وزن اگرچہ ایک ہی مسجد اور ایک ہی امام کی امامت میں نماز پڑھتے ہیں لیکن پردے کا خاص انتظام موجود ہوتا ہے۔ وہ عموماً گجراتی زبان بولتے ہیں موجودہ ملاّ جی عربی کے فاضل ہیں خیرات کثرت سے دیتے ہیں وہ اپنی جماعت کا جُدا انظام قائم رکھنے کا بڑا خیال رکھتے ہیں اگر کسی بوہرے سے پوچھا جائے کہ تمہارا مذہب کیا ہے عموماً یہ نہیں کہے گا کہ مسلمان بلکہ کہے گا بوہرہ ہوں۔

میثاق: میثاق (اردو لغت میں میثاق کا مطلب قول وقرار، عہدوپیان، معاہدہ، جمع مواثق کے ہیں) امام الزماں کے ساتھ وفادار رہنے کی قسم ہے۔ بوہرے ۱۸ ذی الحجہ کو واقعہ غدیرخم (مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک مقام ہے جسے خم کہتے ہیں اس جگہ ایک تلاب یا چشمہ تھا عربی زبان میں چشمہ کو غدیز کہا جاتا ہے) کی یادگار میں عید مناتے ہیں۔ روزہ رکھتے ہیں غسل کرتے ہیں عید غدیرخم کے دن ہر مقام پر عامل بوہروں سے میثاق میں عقائد اور مذہب کی باتوں پر قائم رہنے اور بُری باتوں سے بچنے کا اقرار لیا جاتا ہے اور ہر ایک بوہرہ اپنی حیثیت کے مطابق عامل کو نذر دیتا ہے۔ اس نذر کے چار حصے ہوتے ہیں چوتھا حصہ عامل کو اور باقی حصے داعی کی سرکار میں جمع ہوتے ہیں۔ عید غدیرخم کے دن ہر مقام پر ہر عامل بوہروں سے میثاق لیتا ہے اور پندرہ برس سے جس کی عمر کم ہو اُس سے میثاق نہیں لیا

جاتا اِس میثاق میں عقائد اور مذہب کی باتوں پر قائم رہنے اور بُری باتوں سے بچنے کا اقرار لیا جاتا ہے۔ بوہرے قمری مہینوں کا آغاز رویت ہلال سے نہیں کرتے بلکہ ان کا ایک خاص طریقہ ہے وہ ہر ایک مہینہ مسلمانوں کے عام شمار سے دو ایک روز قبل شروع ہوتا ہے۔ اور رمضان کا مہینہ ہمیشہ پورے تیس دن کا ہوتا ہے بوہروں کا طریقہ اگرچہ ہندوؤں کی جنتری کی طرح علم ہیئت و ہندسہ پر مبنی ہے۔ لیکن بوہروں کا دعویٰ ہے کہ یہ طریقہ ان کے اماموں نے وضع کیا تھا بوہرے قرآنی آیت سے ثابت کرتے ہیں کہ صوم کے ایام کو گنے ہوئے دن فرمایا گیا ہے یہ لوگ عموماً پابند صوم صلوٰۃ ہوتے ہیں۔

روزہ رمضان عید و حج: اس فرقے کی یہ خصوصیات میں سے ہے کہ وہ ماہ رمضان میں ایک یا دو روز قبل روزہ رکھتے ہیں اور جب ایک یا دو روز باقی رہ جاتے ہیں تو عید منا لیتے ہیں کیونکہ اِن میں رویتِ ہلال کا مدار اماوس یعنی بدی کی پندرھویں تاریخ پر ہے جو ہندوؤں کا حساب ہے اور پورے تیس روزے رکھتے ہیں روزہ فرقہ حنفیہ کی طرح رکھتے اور افطار کرتے ہیں پھر روزوں میں نماز مغرب بھی حنفیہ جیسی پڑھتے ہیں۔ بوہرے حج کرنے کے لِئے سب سے پہلے مقام عرفات میں ایک دو روز قبل حج بجالاتے ہیں اور وہ اس تدبیر سے ہوجاتا ہے کہ اہل سُنت کو خبر تک نہیں ہوتی۔

مُردے کا کفن دفن: ایک بوہرے کے مرنے کے بعد غسل و کفن دے کر مردے کے ہاتھ میں ایک صحیفہ دے کر اُس کے ساتھ قبر میں رکھا جاتا ہے اِس میں مرد کے واسطے مذکر کی ضمیر اور عورت کے واسطے مونث کی ضمیر رکھتے ہیں اس صحیفہ میں سید

نا مولانا کے بعد داعی وقت کا نام درج کیا جاتا ہے اور ماذونہ سیدی کے بعد ماذون کا نام لکھا جاتا ہے۔

لفظ وصی: بوہروں کے نزدیک حضرت عیسیٰ تک ہر ایک پیغمبر کے لیئے مقیم ہوتا ہے اور ایک وصی بھی ہوتا ہے مطلب یہ ہے حضرت آدم کا بیٹا ہابیل کو وصی کہیں گے۔

حضرت ابراہیم کے مقیم صالح تھے اور وصی اسماعیل حضرت موسیٰ کے مقیم اُڈ اور وصی ہارون تھے۔(وصی کا اردو لغت میں مطلب وہ شخص جس کی وصیت کی گئی ہو، وصیت پر عمل کرنے والا سربراہ)۔

داعی: داعی کی نسبت بوہرے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ امام الزمان کے قائم مقام ہیں اور اُن کی عزت کرنا ایسا ہے جیسے امام الزمان کی عزت کرنا۔

ماذون: یہ شخص داعی کے دوسرے درجہ پر ہوتا ہے اِس کو اس بات کا خیال ہوتا ہے کہ داعی کی عدم موجودگی میں وہ کام جو داعی کرتے ہیں یہ انجام دے اور جب داعی موجود ہوں تو تمام معاملات کی تحقیق کرکے داعی کے سامنے پیش کرے۔

مُکاسِر: ماذون کا نائب سمجھا جاتا ہے اور چھوٹے چھوٹے دینی کام کو کرتا ہے اور اگر مناسب سمجھتا ہے تو ماذون تک پہنچا دیتا ہے۔مُکاسر کے بعد مشائخ کا درجہ ہے ان لوگوں کا یہ کام ہے کہ سب کو مجلس میں باترتیب بیٹھائیں اور داعی کا جو حکم ہو وہ مومنین کو سنائیں۔

مُلا: مُلا وہ ہوتا ہے جو روزے نماز کے مسئلے کو جانتا ہو اِس کا درجہ شیخ سے کم ہے اور داعی کی طرف سے اِس کو بطور اعزاز کے ایک گول پگڑی ملتی ہے۔

میاں صاحب: عامل سے چھوٹا ہوتا ہے اور بعض وقت عامل کسی سبب سے مسجد یا

مجلس میں نہ آ سکے تو میاں صاحب کو اپنی قائم مقامی کی اجازت دے دیتا ہے۔ اس کے پاس ایک سفید چادر رہتی ہے کسی وقت وہ اُس کو اُوڑھ لیتا ہے اور کسی وقت بغل میں دبا لیتا ہے اکثر میاں صاحب پاجامہ پہنے رہتا ہے۔

عامل: عامل کے سوا کسی کو پیش امامی کی اجازت داعی کی طرف سے نہیں ہوتی عامل اپنی طرف سے کسی ملا یا شیخ کو دوسری مسجد میں نماز پڑھانے کے وقت پر اجازت دے دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص بغیر اجازت یعنی عامل مُلا یا شیخ کے نماز پڑھا دے تو وہ نماز ناجائز ہوتی ہے۔

بوہروں کے سفید لباس: بوہروں کے ہاں سفید کپڑوں کو ترجیح دی جاتی ہے فارسی اور اُردو کی تاریخوں میں مبیضہ کا ترجمہ سفید جامگان اور سفید پوشان لکھتے ہیں۔

طیبیہ: بوہرے اکثر اپنے آپ کو طیبہ لکھتے ہیں اور ابوالقاسم طیب کی طرف اپنی جانوں کو منسوب کرتے ہیں اور کبھی بڑی شاخ کی طرف لیجا کر اپنی جانوں کو اسماعیلیہ کہنے لگتے ہیں۔ گجرات ہندوستان میں ایک فرقہ بوہروں کا ہے جو گجراتی بوہرے اور جعفریہ کہلاتے ہیں اور امام جعفر کی طرف منسوب ہیں۔

نام کُتب

(۱) مذہب اسلام، مولوی نجم الغنی خان رامپوری، ضیاالقرآن پبلیکیشنز لاہور۔

(۲) مسلمانوں کی خفیہ اور باطنی تحریکیں، مرزا محمد سعید، مثال پبلشنگ ۲۲-اے حبیب بینک بلڈنگ اردو بازار لاہور۔

(۳) مذہب اور باطنی تعلیم، مرزا محمد سعید دہلوی۔ اردو بازار اردو مرکز لاہور

(۴) تاریخ فاطمیین مصر حصہ دوم، ڈاکٹر زاہد علی، نفیس اکیڈمی اسٹریچن روڈ کراچی نمبر ا۔

(۵) عہد فاطمی میں علم وادب، عاشق حسین، ڈی۔ بی۔ تلک پو مسجد بندر روڈ بمبئی نمبر ۳۔

باب نمبر 20

امام مہدیؒ

عنوانات

امام مہدیؒ: مہدی اور ظہور مہدی زمانہ جدید ہی میں نہیں زمانہ قدیم سے ہی محل بحث وتمحیص اور موضوع کلام رہا ہے۔ اور شروع ہی سے اس میں افراط وتفریط برتی جاتی رہی ہے۔ آج سب زمانوں سے زیادہ اہم اور احساس موضوع امام مہدی بن گیا ہے۔ اور مسلمان امام مہدی کے ظہور کے منتظر نظر آتے ہیں ظہور مہدی ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے۔

چونکہ امام مہدیؒ کا ظہور اہلِ تشیع اور اہل سُنت والجماعت کے عقائد میں شامل ہے کہ آخری زمانہ میں امام مہدی کا ظہور برحق اور صدق ہے اس لئے امام مہدی پر اہل تشیع اور اہل سنت والجماعت کا ایمان لانا ضروری ہے۔

مہدی لفظ ''مہد'' سے مشتق ہے جس کے معنی ''گود'' کے آتے ہیں بعض علماء نے ''مہدی'' کا لغوی معنی مُراد لیا ہے اہل تشیع کے مطابق امام مہدی کو مہدی

(ہدایت یافتہ) اس لیئے بھی کہا جاتا ہے کہ اللہ سے مخفی اور پوشیدہ امور کی ہدایت سے نوازے گا جن سے کوئی بھی مطلع نہیں ہوگا۔ کچھ فرقوں کے سربراہوں نے دعویٰ مہدی کیا ہے کہ وہ مہدی ہیں جنہوں نے ''مہدی'' کے لغوی معنی ''ہدایت کرنے والا'' مراد لیتے ہوئے اپنے کو مہدی کہایا کہلوایا ہے۔

اہل سنت والجماعت کی اصطلاح جو درحقیقت شریعت مطہرہ کی اصطلاح ہے۔ جس میں مہدی کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے وہ ذات شریف مراد ہوتی ہے۔ جس کے ظہور کی خبر قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے پہلے احادیث متواترہ میں دی گئی ہے جس کے بارے میں خاص علامتیں اور تعارفی احوال صحیح سند کے ساتھ کتب حدیث میں موجود ہیں جن کا انطباق سوائے ''خاص مہدی'' کے کسی اور پر ہو ہی نہیں سکتا۔

امام مہدی کا ظہور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے ظہور مہدی کو مشرق و مغرب ہر طبقہ کے مسلمان علماء خواص ہر قرن اور ہر عصر میں نقل کرتے چلے آئے ہیں ''رسالہ الفرق الوردی فی اخبار المہدی'' میں اُن تمام احادیث کو اور آثار صحابہ کو جمع کرکے چھپ چکا ہے۔

ظہور مہدی سے متعلق روایات اتنی زیادہ ہیں کہ تواتر معنوی کی حد کو پہنچ گئی ہیں۔ اور علماء اہل سنت کے درمیان اس درجہ عام شائع ہوگئی ہیں کہ ظہور مہدی کو ماننا اہل سنت والجماعت کے عقائد میں شمار ہوتا ہے۔ مختلف روایتوں میں امام مہدی کے متعلق راویوں کی کثرت کی بنا پر تواتر اور شہرت عام درجہ میں جو باتیں آئیں ہیں کہ مہدی اہلِ بیت رسول سے ہوں گے سات سال حکومت کریں گے اپنے عدل

وانصاف سے دنیا کو معمور کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہو کر قتل دجال میں ان کی مساعدت اور نصرت کریں گے اور اس امت میں مہدی ہی کی امامت میں حضرت عیسیٰ نماز ادا کریں گے۔

امام مہدی اور ان کے ظہور سے متعلق مختلف ممالک اور مختلف طبقات میں مختلف دعوے سنائی دیتے ہیں۔ کچھ ظہور مہدی کا انکار کرتے ہیں کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں امام مہدی اور ان کے ظہور کا کوئی تذکرہ نہیں اور کچھ اس سلسلے کی احادیث کو ایرانی اور عجمی تخیلات کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ کچھ کہتے ہیں کہ ظہور مہدی کے متعلق احادیث کو عربی تخیلات اور قرآن کی صحیح اسپرٹ سے کوئی سروکار نہیں۔

منکرین امام مہدی بہت سے فرقے احادیث میں وارد شدہ پیشن گوئیوں کے مطابق آنے والے امام مہدی کو تسلیم کرنے کے لِئے تیار نہیں۔

علامات ظہورِ مہدی: (مولانا حافظ محمد ظفر اقبال فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور) نے اپنی کتاب اسلام میں مہدی کا تصور (ص ۱۰۳) پر تصور مہدی پر جو علامات پیش کی ہیں کہ جس سال مہدی کا ظہور ہوگا اُس وقت رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن ہوگا اور رمضان کی پندرہ تاریخ کو سورج گرہن ہوگا یہ دونوں چیزیں تخلیق کائنات سے لے کر اب تک وقوع پذیر نہیں ہوئیں کہ کسی مہینے کی پہلی تاریخ کو چاند گرہن اور پندرہ کو سورج گرہن ہو ظہور مہدی کی تقریباً تیں علامات پیش کی گئی ہیں جن میں سے بعض ایسی ہیں کہ تخلیق کائنات سے لے کر اب تک ان کا ظہور نہیں ہوا۔

دوسرے حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی نے اپنے رسالہ ''علامات قیامت'' میں تحریر فرمایا ہے کہ ''حضرت مہدی رکن اور مقام ابراہیم کے

درمیان خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہونگے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت آپؑ کو پہچان لے گی اور آپؑ کو مجبور کر کے آپ سے بیعت کرے گی" اس واقعہ کی علامت یہ ہے کہ اس سے قبل گذشتہ ماہ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگ چکے گا۔ اور سال رواں میں ماہ رمضان المبارک میں یہ دونوں گرہن ہونے والے ہونگے لہٰذا ذی الحجہ کے مہینے میں حضرت امام مہدی کا ظہو ہوگا۔

امام مہدی کا نام ونسب: اہلِ سنت کے مطابق امام مہدی کی ولادت مدینہ منورہ میں اور ظہور ان کا مکہ معظّمہ میں ہوگا۔ یہاں سے ہجرت کر کے بیت المقدس چلے جائیں گے۔ ان کا رنگ اہل عرب کا سا گندم گونی (سانولا) ہوگا اور ان کی آنکھیں بنی اسرائیل کی آنکھوں کی طرح ہونگیں یعنی لمبی اور چوڑی اور ان کی داہنے رخسار کے اوپر ایک بڑا کالا تل ہوگا اور داہنی ہتھیلی پر بھی تل ہوگا۔

حضرت امام مہدی کا نام حضورؐ کے نام پر "محمدؐ" ہوگا اور ان کے والد کا نام حضورؐ کے والد کے نام کی طرح "عبداللہ" ہوگا البتہ ان کی والدہ کے نام کے سلسلے میں کوئی روایت نہیں ملی مولانا محمد ادریس کاندھلوی اور مولانا بدر عالم نے بحوالہ شاہ رفیع الدین کے امام مہدی کی والدہ کا نام "آمنہ" تحریر فرمایا ہے محمد ادریس کاندھلوی نے "ظہور مہدی" کے عنوان کے تحت تحریر فرمایا ہے۔ "اس کا نام محمد اور اس کے باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ ہوگا" (عقائد الاسلام اول ص ۶۳) اور حضرت مولانا سید محمد بدر عالم تحریر فرماتے ہیں" آپ کا اسم شریف محمد، والد کا نام عبداللہ، والدہ صاحبہ کا نام آمنہ ہوگا" (ترجمان السنۃ جلد۴ ص ۳۷۲)

امام مہدی کا نام حضورؐ کے نام اور آپ کے والد ماجد کے نام کے مطابق ہوگا۔

محمد بن عبداللہ یا احمد بن عبداللہ اور ''مہدی'' ان کا لقب ہوگا بنی ہاشم میں حضرت فاطمہ کی اولاد میں سے ہونگے صورت بھی آپ کی صورت کے مشابہ ہوگی۔ اور عادات بھی حضورؐ کے مشابہ ہوں گی ان کا تعلق صرف نسبی اور نسلی نہیں ہوگا بلکہ روحانی اور شرعی بھی ہوگا یعنی ان کا طور طریقہ اوران کی عادات ومعمولات حضورؐ کے طور طریقے اور آپ کی عادات ومعمولات کے مطابق ہوں گی۔ (مظاہر حق جدید جلد ۵ ص ۳۷) جس وقت ظہور ہوگا ان کی عمر تقریباً ۴۰ برس ہوگی زبان میں قدرے لکنت ہوگی کہ بات کرتے وقت گفتگو میں رکاوٹ کے وقت وہ اپنا سیدھا ہاتھ اپنی بائیں ران پر ماریں گے اس کے بعد وہ بات کرسکیں گے۔ ان کی گھنی داڑھی ہوگی ان کی آنکھوں کا رنگ پیدائشی طور پر سرمگیں ہوگا اور ظہور کے وقت ان کی عمر چالیس سال ہوگی۔ مکہ مکرمہ میں ظاہر ہوں گے اول جو جماعت ان کے ہاتھ بیعت کرے گی ان کی تعداد تین سو تیرہ (۳۱۳) ہوگی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا'' دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص (مراد مہدی ہیں) بھیجے گا جس کا نام میرے نام کے اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے مطابق ہوگا (یعنی محمد بن عبداللہ)۔

(ترمذی جلد ۲ ص ۴۷، ابوداؤد ۲ ص ۵۸۸)

امام مہدی کا انتقال: امام مہدی اپنی مقررہ مدت عمر پوری کرنے کے بعد اپنی طبعی موت سے انتقال فرمائیں گے شیخ علی متقی نے کتاب (البرہان جلد ۲ ص ۸۳۶) پر نقل کیا ہے کہ امام مہدی کی نماز جنازہ حضرت عیسیٰ پڑھائیں گے اوران کو بیت المقدس میں سپرد خاک کریں گے۔ اہل سنت والجماعت امام مہدی کو نہ تو ماموز من

اللہ سمجھتے ہیں اور نہ ان کا درجہ انبیاء کرام علیہم السلام کے برابر مانتے ہیں ان کے ہاں جو ان کو ''امام'' کہا جاتا ہے ''امام'' سے یہاں ایک خاص گروہ کا اصطلاحی امام مراد نہیں ''امام مہدی علیہ الرضوان نبی نہیں ہوں گے'' اس لئے اہل سنت کے مطابق ان کا درجہ پیغمبروں کے برابر ہرگز نہیں ہوسکتا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد اص ۲۷۶)۔ امام مہدی حسنی ہونگے یا حسینی اس سلسلے میں اختلاف ہے بعض لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ وہ حضرت امام حسن کی اولاد میں سے ہونگے بعض امام حسین کی اولاد میں سے کہتے ہیں۔

اہلِ تشیع کے عقائد: اہل تشیع کے مطابق جعفر امام نقی کا بیٹا اور امام حسن عسکری کا بھائی ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ فرزند نوح کی طرح جعفر بھی اپنے آباؤ کے راستے سے بھٹک گیا تھا۔ بلکہ جعفر کی غلط لوگوں سے صحبت تھی بہرحال یہ مسلمہ ہے کہ اس سنگیت نے جعفر سے وہ وقار اور وہ عظمت چھین لی تھی جو اس کے معصوم آباؤ کو حاصل تھی۔ جعفر اہل بیت اور استعداد امامت سے خالی ہے اس کے باوجود جعفر اپنے کو امامت کبریٰ اور اللہ کی خلافت کا مستند جانشین سمجھتا ہے اور اپنے کو امام عسکری کا نائب جانتا ہے جعفر نے امام عسکری کی موت کے بعد امام عسکری کے تنہا وارث ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ جعفر نے شیعہ وفد کی اس اطلاع کو جھٹلایا کہ امامِ علم حسن عسکری غیب علم جانتا تھا امام حسن عسکری مالی واجبات دینے والوں کے نام اور اُن کا دیا ہوا مال بتادیتا تھا۔

بالفاظ دیگر جعفر نے امام عسکری کی نسل سے اور امام مہدی کے وجود سے انکار کر دیا۔ جب امام مہدی کی ولادت ہوئی تو یہ اطلاع جعفر کو نہیں دی۔ جب امام عسکری کی موت ہوئی تو ان کا جنازہ جعفر پڑھانے لگا تو امام مہدی نے کہا چچا جان پیچھے ہٹیے، اپنے والد کا جنازہ پڑھانے کا، آپ کی نسبت زیادہ حقدار میں ہوں گو جعفر کو نماز پڑھانے سے منع فرمایا عثمان ابن سعید یہ وہ خوش نصیب ہے جسے امام نقی کی خدمت کا شرف گیارہ برس کی عمر سے ملا تھا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ شخص کتنی عقل، کتنے خرد، کتنے فکری بلوغ، کتنی عدالت اور کس قدر امانت اور وثاقت کا حامل تھا امام نقی کی شہادت کے بعد اللہ نے عمری کے مقام میں اور اضافہ فرمایا اور اسے امام حسن عسکری کی طرف سے بھی عہدہ وکالت نصیب ہوا۔ امام عسکری نے فرمایا عمری اور اس کا فرزند دونوں ثقہ اور امین ہیں امام مہدی ہی نے عمری کو فرما دیا تھا کہ اپنی وفات کے وقت اپنے بیٹے محمد ابن عثمان کو میرے اور شیعہ کے تمام امور کا متولی بنا دے۔

امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں اسلام کے دو بڑے فرقوں میں اختلاف اس بات میں ہے۔ تمام شیعہ مصنفین لفظ مہدی کے ساتھ ''عجل اللہ ظہورہ'' کا جملہ ضرور لکھتے ہیں۔ اہل تشیع حضرت امام مہدی کے وجود کے قائل ہیں اور امام مہدی ۵ سال کی عمر میں سامرہ کی گھاٹی میں غار ''سر من راہی'' میں کرشماتی طور پر روپوش ہو گئے ہیں ان کا وجود اب بھی ہے وہ زندہ ہیں اور قریب قیامت میں خروج کریں گے۔ اہل سُنت والجماعت کا یہ نظریہ پایا جاتا ہے۔ کہ امام مہدی علیہ السلام ابھی پیدا نہیں ہوئے ہیں بلکہ قیامت کے نزدیک چالیس سال کی عمر کے ظاہر ہوں گے۔

اس امر پر دونوں فرقوں کا اتفاق ہے کہ آپ کے زمانہ ظہور میں دین اسلام اپنی آفاقی اقدار کے ساتھ ظاہر ہوگا اور امت مسلمہ میں جو تفریق ہے وہ مٹ جائے گی۔ ''ظہور مہدی'' کا سال ہی ''اسلامی انقلاب'' کی بنیاد ہے اہل سنت کے مطابق امام مہدی کے باپ کا نام حضورؐ کے والد عبداللہ پر ہوگا اور امام مہدی کا نام حضورؐ کا نام محمد پر ہوگا۔ لیکن اہل تشیع کے مطابق مظہر غیبت الٰہیہ حضرت امام مہدی عجل اللہ فرجہ کے والد ماجد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور آپ کی والدہ ماجدہ جناب نرجس خاتون ہیں۔ (نوٹ: نرجس ایک ایسے پودے کا نام ہے جس کا پھول کبھی کبھی ہوتا ہے) امام مہدی زندہ ہے اور قیامت کے نزدیک ظاہر ہوگا اہل تشیع صدیوں سے ہر سال پندرہ (۱۵) شعبان کو ولادت امام مہدی کا جشن امام بار گاہوں، مساجد، دینی مدارس، اور علماء کے مکانوں پر مناتے ہیں۔ جشن میں شیرینی تقسیم کی جاتی ہے خطیب خطبے دیتے ہیں اور مقررین امام مہدی منتظر کے سلسلہ میں تقریریں کرتے ہیں ولادت کے علاوہ امام مہدی کی حیات طویل کے دلائل ہوتے ہیں یعنی کتب شیعہ اور شیعہ عقائد کے مطابق امام منتظر کی ولادت غیر مشکوک ہے آپ اپنے والد امام حسن عسکری کی زندگی میں پیدا ہو چکے ہیں۔ اہل تشیع کے مطابق امام مہدی آج سے تقریباً ایک ہزار ایک سو ترپن برس پہلے اس دنیا میں آ چکا ہے آج تک زندہ پائندہ ہے۔ پانچ سال کی عمر میں کرشماتی طور پر روپوش ہو چکے ہیں روئے ارض پر زندگی گزار رہا ہے نعمات الٰہیہ سے مستفید ہو رہا ہے۔ عبادات الٰہیہ میں مصروف ہے ظہور میں امر الٰہی کا انتظار کر رہا ہے ابھی آنکھوں سے غائب ہے اور قیامت کے قریب آئیں گے۔

امام مہدی کے اسمائے گرامی: امام مہدی کے متعدد اسمائے گرامی منقول ہیں مثلاً مہدی، حجت، قائم، منتظر، خلف صالح، صاحب الامر، سید، بارھویں امام وغیرہ۔

امام مہدی کا ظہور: شیعہ جو اس وقت پورے ارض پر کروڑوں کی تعداد میں آباد ہیں آج بھی امام مہدی کے ظہور کا انتظار کر رہے ہیں۔ امام مہدی کا ظہور اور قیام دو الگ الگ امور ہیں (ظہور) پردہ غیب سے عالم شہود میں آنے کا نام ہے جو یقیناً پہلے ہوگا۔ اور (قیام) آغاز کار اور عدل و انصاف کی کوشش کا نام ہے جو یقیناً ''ظہور'' کے بعد ہوگا۔ اہلِ سنت کی روایات کے مطابق امام زمانہ کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ سرزمین عرب سے آئیں گے اور قوی ہیکل جُسّے کے مالک ہوں گے۔ ظہور مدینہ منورہ میں ہوگا یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ ان دنوں مدینہ پر کون حکمران ہوگا۔ آپ کے ظہور اور قیام کے مابین وقت زیادہ کم بھی نہیں ہوگا، امام مہدی کے ظہور کی اطلاع عوام و خواص میں ہوگی بعض روایات کے مطابق یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ مکہ میں کوہِ صفا کے قریب ایک مکان میں قیام کریں گے۔

اصحاب امام مہدی جس طرح جنگ بدر میں ۳۱۳ آدمی تھے اور جس طرح میدان کربلا میں شہدا کی تعداد کا شمار کیا جائے وہ ۳۱۳ بنتی ہے اسی طرح امام مہدی کے ساتھ بھی (۳۱۳) اصحاب ہونگے۔ یہ افراد علمبردار ہونگے اور زمین پر حکمران ہونگے یعنی وہ صفحہ اول کے افراد ہونگے جو قیادت اور انتظامیہ کی ہر صلاحیت کے کماحقہ حامل ہونگے امام باقر علیہ السلام نے فرمایا (تجل اللہ الشرف فرجہ مطلب خدا کرے حضرت امام مہدی کا ظہور جلد ہو) صرف اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ جنگ بدر کی طرح شرکاء کی تعداد (۳۱۳) افراد تک جمع ہوں تاکہ وہ ظہور

فرمائیں۔ حجراسود سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوں اور فتح ونصرت کا علم بلند کریں۔

(۱) امام مہدی تمام دنیا پر حکمرانی کریں گے اور روئے ارض کو ظلم وجور سے پاک کریں گے اور عدل وانصاف رائج کریں گے۔

(۲) پیغمبر کا آخری جانشین اس کی بیٹی کی اولاد میں سے ہوگا۔

(۳) اس کی بادشاہت خُداوند عالم کی طرف سے ہوگی اور دنیا کے وسط یعنی مکہ میں ہوگی

(۴) اس کی حکومت وسلطنت قیامت سے متصل ہوگی۔

(۵) اچھے نیک وصالح افراد اور انبیاء کے ایک گروہ اور غیر صالح و بدکردار افراد کے ایک گروہ کو زندہ کرے گا۔

(۶) حذیفہ سے منقول ہے کہ رسولؐ نے فرمایا ''مہدی'' میری اولاد میں سے ہے اور اس کا چہرہ روشن ستارے کی مانند اس کی دائیں رخسار پر ایک تل ہوگا۔ اس کا رنگ عربی اور اس کا جسم اسرائیل (قوی ہیکل) ہوگا۔ وہ دنیا کو عدل سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی اس کی خلافت میں اہلِ آسمان اور فضا کے پرندے بھی راضی ہوں گے۔ اور وہ بیس سال حکومت کرے گا۔ ''زمین کے خزانوں کو باہر نکالے گا اور شہروں کو فتح کرے گا'' ظہور مہدی کے وقت خُداوند عالم کو بارشوں سے سیراب کرے گا (یعنی اس زمانہ میں بہت بارشیں ہوں گی اور زمین اپنی نباتات خوب اُگائے گی اور مہدی (عجل اللہ الشریف فرجہ) مال کو صحیح طریقے سے تقسیم کریں گے (یعنی مساوی تقسیم کریں گے راستے زیادہ (آباد) ہوجائیں گے۔)

حضورؐ نے فرمایا قیامت سے پہلے دس چیزوں کا آنا ضروری ہے۔ سفیانی، دجال، دھواں دابتہ، الارض، ظہور مہدی (عجل اللہ الشریف فرجہ) مغرب سے سورج کا

طلوع ہونا نزول عیسیٰ، مشرق میں لوگوں کا زمین میں دھنس جانا جزیرہ نما عرب میں زمین کا دھنس جانا، عدن سے ایک آگ کا اٹھنا جو لوگوں کو محشر کی طرف لے جائے گی

امام مہدی کی مدت حکومت: اس بات کا حتمی فیصلہ کرنا کہ امام مہدی کی مدت حکومت کتنی ہوگی مشکل ہے احادیث وروایات ائمہ بھی اس سلسلہ میں مختلف ہیں بعض روایات میں مدت حکومت سات برس بعض میں بیس برس بعض میں ستر برس اور بعض میں اور تعداد بھی ہے لیکن جن روایات میں مدت حکومت بیس برس بتائی گئی ہے۔ وہ اپنے سلسلہ سند اور تعداد کے اعتبار سے دیگر احادیث کی نسبت زیادہ مستحکم ہیں۔

امام باقر سے روایت ہے کہ امام مہدی کو مہدی اس لئے کہا جاتا ہے کہ انہیں ہر مخفی معاملہ کی اطلاع ہوگی الملاحم والفتن از نعیم ابن حماد کے مطابق امام مہدی شام کے پہاڑوں میں مدفون غیر محرف تورات نکالنے کی ہدایت ہوگی آپ وہ تورات برآمد کر کے یہودیوں کو اسلام کی دعوت دیں گے۔ جس کے نتیجے میں یہودیوں کی اکثریت دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے گی حتی کہ روئے ارض پر کوئی یہودی نہ رہے گا۔ یوں اسلام اور امن کا دور دورہ ہوگا اور لوگ فوج درفوج دین اسلام میں داخل ہونگے۔

حضرت عیسیٰ کا نزول: امام مہدی کے ظہور کے بعد حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہونگے اس میں شک نہیں کہ حضرت عیسیٰ کا زمین پر نزول ایک عجیب اور عظیم حادثہ ہونے کے ساتھ ساتھ امام مہدی کی صداقت کے عظیم تر دلائل میں سے ایک ہے خصوصاً حضرت عیسیٰ امام مہدی کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے۔ مختلف روایات ہیں کہ دمشق کے مشرقی دروازہ پر سفید پل کے قریب عیسیٰ ابن مریم آسمان سے بوقت سحر اُترے گا۔ بادل پر سوار ہوگا اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں پر

رکھے ہوئے ہوگا۔اس کے پاس دو چادریں ہونگی ایک چادر سے تہبند کا کام لے گا دوسری چادراوپر اوڑھے گا جب سر جھکائے گا تو سر سے پانی کے قطرات موتیوں کی طرح ٹپکیں گے۔مشہور یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ کا نزول دمشق میں اس وقت ہوگا جب لوگ نماز کے لیئے کھڑے ہونگے۔امام مہدی آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں گے حضرت عیسیٰ آپ کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے اور بعد میں امام مہدی کی بیعت کریں گے۔

دجال: حق و باطل کو ملانے والا ہر مذہب میں فتنہ ڈالنے والا اصطلاحاً اس سے مراد وہ مکار و کذاب شخص ہے جو نبوت یا الوہیت کا دعویٰ کرے اور لوگوں کو اپنے پیرو بنا کر گمراہ کرنے کی کوشش کرے حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت سے پہلے پہلے کئی دجال پیدا ہونگے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ وہ نبوت کا نہیں بلکہ خدائی کا دعویٰ کرے گا اور اس کا پیدا ہونا قیامت کی آخری اور سب سے بڑی نشانیوں میں سے ہے ایک حدیث میں ایسے جھوٹے دجالوں کی تعداد تیس بتائی گئی ہے۔

لفظ دجال عربی گرائمر کے لحاظ سے لفظ ''دجال'' دجل سے مشتق ہے اس کے معنی جھوٹ بولنا دھوکا دینا ملمع سازی کرنا اور خلط ملط کر دینا اس طرح دجال کے معنی ہے بہت زیادہ جھوٹا شخص اور بہت بڑا دھوکے باز دجال کا نام اس لئے رکھا گیا ہے کیونکہ وہ حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط کر دے گا۔

دجل بمعنی مکر، فریب اور دھوکا سے ماخوذ ہے ویسے دجال ایک ایسے شخص کا توصیفی نام ہے جو ظہور امام سے پہلے خروج کرے گا دجال خشک سالی اور قحط کے زمانہ میں خروج کرے گا کچھ مستفاد احادیث میں ہے کہ دجال کانا ہوگا۔ جو بات

مسلمہ ہے وہ یہ ہے کہ اس کا انجام فلسطین میں ہوگا اور اس وقت ہوگا جب امام مہدی حضرت عیسیٰ کو قتل دجال کا حکم دیں گے۔

علامہ اقبال: نے کہا کہ ''میرے نزدیک مہدی مسیحیت اور مجددیت کے متعلق جو احادیث ہیں وہ ایرانی اور عجمی تخیلات کا نتیجہ ہیں، عربی تخیلات اور قرآن کی صحیح اسپرٹ سے ان کو کوئی سروکار نہیں۔ (اقبال نامہ حصہ دوم خط ۷۸ ص ۲۲۱)

مولانا عبیداللہ سندھی: کا ظہور مہدی سے انکار وہ کہتے ہیں کہ مہدی کے متعلق زوردار ثبوت بالکل نہیں ہے اسلام کے پہلے دور میں اس کا کہیں نام تک نہیں ملتا اس دور کے بعد جو کتابیں صحیح اور ضعیف حدیثوں کی جمع شدہ ہیں ان میں تلاش کرنے سے ایسی بیسوں روایتیں نکل آتی ہیں مگر ان میں سے صحیح ایک بھی نہیں۔

(بحوالہ انتظار مہدی و مسیح موعود ص ۳۲۷)

نام کُتب

(۱) موجود صدی اور ظہور مہدی تالیف، حضرت مولانا ڈاکٹر حافظ تنویر احمد خان، ناشر کتب خانہ ادارہ غفران روالپنڈی۔

(۲) اسلام میں مہدی کا تصور، مولف حافظ محمد ظفر اقبال، فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور۔

(۳) الامام المہدی ولادت سے ظہور تک، مولفہ سید محمد کاظم قزوینی، ناشر ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ ضلع جنگ۔

(۴) امام مہدی کی بشارتیں، مولف محمد فقیہ نیا، مترجم مولانا سید نثار حیدر نقوی ناشر جامعہ علمیہ کراچی۔

(۵) اسلامی انسائیکلو پیڈیا سید عاصم محمود الفیصل اردو بازار لاہور۔

باب نمبر 21

جنت اور دوزخ

عنوانات

مسلمانوں کی نظر میں ایمان کے بنیادی اصول دو چیزوں پر ہیں یعنی توحید پہ اعتقاد اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا اقرار ان کے علاوہ مسلمانوں کو رسولوں کی رسالت، آسمانی کتابوں، فرشتوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اسی طرح عالم آخرت کی حقیقتوں پر بھی ایمان لانا ضروری ہے یعنی اس وقت تک کوئی شخص مومن و مسلم نہیں ہوسکتا جب تک وہ جنت و دوزخ پر یقین نہ رکھے کہ یہی دونوں مقام انسانوں کا آخری اور پھر ابدی ٹھکانا ہیں قرآن مجید میں جنت اور اس کی نعمتوں کا اور دوزخ اور اس کی تکلیفوں کا ذکر کثرت سے کیا گیا ہے کہ قیامت ضرور آئے گی جو شخص قیامت سے انکار کرے یا شک کرے وہ کافر اور اسلام سے خارج ہے۔

قیامت کب آئے گی؟ قیامت کے سنہ کے سوا قیامت کی تاریخ، قیامت کا مہینہ، قیامت کا دن، یہ سب کچھ حضورؐ نے اپنی اُمت کو بتا دیا ہے۔ چنانچہ قیامت محرم کے مہینہ میں دسویں تاریخ جمعہ کے دِن آئے گی قیامت بالکل ہی اچانک آئے گی۔

قیامت کی نشانیاں: امام مہدی کا ظہور قیامت کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے پہلی نشانی ہے امام مہدی حضرت بی بی فاطمہ کی اولاد میں سے ہونگے اِس میں اختلاف کہ امام مہدی حسنی ہوں گے یا حسینی اِس میں زیادہ ظاہر قول یہ ہے کہ باپ کی طرف سے حسنی اور ماں کی طرف سے حسینی ہونگے۔ حضورؐ جنگِ تبوک میں تھے کہ حضورؐ نے صحابہ کو کہا کہ تم صرف قیامت سے پہلے چھ نشانیوں کو گن لو۔

(۱) میری وفات۔ (۲) پھر بیت المقدس کی فتح۔

(۳) پھر ایک وبأ (طاعون) تم کو پکڑے گی جو بکریوں کی گلٹی کی بیماری کی طرح ہوگی۔

(۴) پھر مال کی اس قدر زیادتی ہوگی کہ کسی آدمی کو ایک سو دینار دیئے جائیں گے پھر

بھی وہ اِس کو کم سمجھ کر ناراض ہی رہے گا۔

(۵) پھر ایک ایسا فتنہ ہوگا جو عرب کے ہر گھر میں داخل ہو جائے گا۔

(۶) پھر تمہارے اور رومیوں کے درمیان ایک صلح ہوگی مگر رومی کفار بدعہدی کریں گے اور اتنا بڑا لشکر لے کر تم پر حملہ آور ہوں گے کہ اِس لشکر میں اَسی جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ بارہ ہزار فوجیں ہوں گی۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور حضرت امام مہدی کے ظہور کے بعد کفار ہمیشہ کے لیئے مغلوب ہو جائیں گے اور ہر طرف اسلام کا بول بالا رہے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد جب قیامت قائم ہونے میں صرف چالیس برس رہ جائیں گے تو ایک نہایت پاکیزہ اور خوشبودار ہوا چلے گی جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی جس کا اثر یہ ہوگا کہ اِس ہوا کے لگتے ہی مسلمانوں کی وفات ہو جائے گی اور ساری دُنیا میں کافر ہی کافر رہ جائیں گے جو اپنے باپ دادا کی طرح لات وعزیٰ وغیرہ بتوں کی پوجا کرنے لگیں گے اور انھی کافروں پر قیامت قائم ہوگی۔

جنت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اُن کے اچھے اعمال کے بدلے انعام دینے کے لِئے آخرت میں جو مقام تیار کر رکھا ہے اُس کا نام جنت ہے اُس کو بہشت بھی کہتے ہیں۔

جنت کے معنیٰ: ڈھکنا، پردہ کرنا، چھپانا۔

وجہ تسمیہ: جنت کو جنت اِس لِئے بھی کہتے ہیں کہ یہ مقام لوگوں کی نظروں سے اس دُنیا میں پوشیدہ اور چھپا ہوا ہے۔ اِن آنکھوں سے کوئی جنت کو دیکھ نہیں سکتا اللہ تعالیٰ نے وہاں کی راحتیں ہر قسم کی آسائش مخلوق کی نظروں سے چھپا رکھی ہیں۔

جنت کی چوڑائی: جنت کی چوڑائی کے متعلق قرآن کا فیصلہ ہے کہ اس کی چوڑائی زمین اور آسمان کے برابر ہے۔

جنت کی لمبائی: جنت کی لمبائی کا حدیث مسلم شریف سے پتہ چلتا ہے کہ جنتی کو جنت میں جو رقبہ ملے گا وہ تمام دُنیا کے رقبہ سے دس گُنا زیادہ ہوگا۔

۲۔ مومن کے لئے جنت میں ایک موتی کا بنا ہوا خیمہ ہوگا جس کی لمبائی ساٹھ میل ہوگی۔ اس خیمہ کے ایک ایک کونے میں جنتی کی بیویاں اس طرح قیام کریں گی کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں گی (مسلم، بخاری)۔

۳۔ جنت کے ایک ایک دروازے کی دو چوکٹھوں (بازوؤں) کے درمیان اتنی چوڑائی ہوگی کہ اگر کوئی شخص اس میں چلے تو پورے چالیس سال اس کی چوڑائی ختم نہ ہو (حدیث مسلم شریف)۔

۴۔ جنت میں سو منزلیں ہیں ہر دو منزلوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ آسمان اور زمین کے درمیان پانچ سو برس کا فاصلہ ہے۔

جنت کا میٹریل: جنت کی عمارت میں ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی اور کنکریاں موتیوں اور یاقوت کی ہیں مٹی زعفران کی جو کوئی اس میں داخل ہوگا چین و آرام میں رہے گا اور جنتی ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ وہاں کبھی بھی موت نہ آئے گی نہ جنتی کے کپڑے پُرانے ہونگے نہ جوانی کبھی فنا ہوگی بلکہ جنتی ہمیشہ ہمیشہ جوان ہی رہے گا (مسند احمد ترمذی شریف)۔

جنت کی نہریں: جنت میں بہت سی نہریں دودھ کی ہیں، بہت سی نہریں شراب کی ہیں، بہت سی نہریں شہد کی، جو پینے والوں کو بہت لذیذ اور مزے دار معلوم ہونگی۔

نیک لوگوں کے لئے جامِ شراب ہوں گے بے شک نیک لوگ جنت میں ایسے جام شراب پئیں گے جن میں کافور کی آمیزش ہوگی جام ایسے چشموں سے بھرے جائیں گے جن سے اللہ کے خاص بندے پیتے ہیں ان چشموں میں یہ عجیب بات ہوگی۔ کہ وہ جنتی لوگ ان چشموں کو جہاں چاہے لے جائیں گے یعنی یہ چشمے ان کے اشاروں کے تابع ہونگے۔ ان لوگوں کے پاس سونے کی چھڑیاں ہوں گی وہ اپنی چھڑیوں سے جس طرف اشارہ کریں گے اِس طرف نہر چلنے لگیں گی اور وہاں کافوری شراب کے علاوہ ایسی شراب کے جام بھی پلائے جائیں گے جن میں سونٹھ کی آمیزیش ہوگی جیسا کہ جھنجر کی بوتل میں ہوتا ہے وہاں مختلف المزاج شرابیں ہیں اور اس کو ایسے لڑکے لے کر آتے جاتے رہیں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں اور لڑکے ایسے (حسین) کہ اگر کوئی ان کو دیکھے تو یہ گمان کرے کہ یہ موتی ہیں جو بکھرے ہوئے ہیں۔

جنت میں دو قسم کی نہریں ہیں: (۱) پہلی نہر میں جنتی نہائے گا اور اُس کا پانی پیئے گا پانی پینے سے جنتی کے دلوں کی میل دور ہو جائے گی۔

(۲) دوسری نہر میں جب جنتی غسل کریں گے جس سے ان کے جسم نورانی ہو جائیں گے اور بال جم جائیں گے اس کے بعد نہ کبھی ان کے بال الجھیں گے نہ جسم میلے ہوں گے اِن کے چہرے چمک اُٹھیں گے اور جب یہ جنت کے دروازے پر پہنچیں گے سُرخ یاقوت کا حلقہ سونے کے دروازے پر ہوگا جسے یہ کھٹکھٹائیں گے اس میں سے نہایت سُریلی آواز نکلے گی اور حوروں کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کے خاوند آ گئے ہیں۔ خازن جب جنت کا دروازے کھولیں گے تو جنتی حوروں کے نورانی جسموں اور شگفتہ چہروں کو دیکھ کر سجدہ میں گر پڑنا چاہیں گے لیکن جنتی حوروں کو دیکھ کر

فوراً کہہ اُٹھے گا کہ میں آپ کا تابع ہوں آپ کا فرمانبردار ہوں اب یہ حوریں جنتی کے ساتھ چلیں گی۔ جنتی اِن حوروں کی تاب نہ لاسکیں گے اور حوریں خیموں سے نکل کر ان سے چمٹ جائیں گی اور کہیں گی آپ ہمارے سرتاج ہیں ہمارے محبوب ہیں۔

حوضِ کوثر: جنت میں شیریں پانی شہد، دُودھ، شراب کی نہریں بہتی ہیں یہ چاروں نہریں ایک حوض میں گر رہی ہیں جس کا نام حوض کوثر ہے یہی حوض حضوؐر کا وہ حوض کوثر ہے جو جنت کے اندر ہے لیکن قیامت کے دن میدانِ محشر میں لایا جائے گا جہاں حضوؐر اس حوض سے اپنی اُمت کو سیراب فرمائیں گے۔

جنت کے چشمے: ان چاروں نہروں کے علاوہ جنت میں دوسرے چشمے بھی ہیں جن کے نام یہ ہیں کافور، زنجبیل، سلسبیل، رحیق، تسنیم۔

جنت کی عورت: اگر جنت والوں کی کوئی عورت زمین کی طرف جھانک لے تو اس کی خوبصورتی کے باعث مشرق ومغرب روشن ہو جائے اور مشرق اور مغرب تک تمام فضا کو خوشبو سے مہکا دے۔

جنت کی حور: حُور اُس عورت کو کہتے ہیں جس کی آنکھ کی سفیدی نہایت چمکیلی اور پتلی انتہائی گہری سیاہ ہو بڑی بڑی آنکھ والی ہو ان کی پنڈلیوں کے اندر کا گُودا نزاکت اور لطافت کی وجہ سے ہڈی اور گوشت کے باہر نظر آئے۔ جنت میں ایک مجلس ہوگی جس میں حوریں ایسی خوش آوازی سے گائیں گی کہ اس طرح کی آواز مخلوق نے اس سے پہلے کبھی بھی نہ سُنی ہوگی۔ گیت یہ ہوں گے ہم ہمیشہ رہیں گی کبھی ہلاک نہ ہونگی۔ ہم ہیں آرام اُٹھانے والیاں پس کبھی تنگ نہ کریں گی ہم ہیں راضی خوشی رہنے والیاں اور کبھی ناخوش نہ ہوں گی۔ جنتی مرد جنت میں ستر تکیوں پر

اس طرح آرام کرے گا کہ ایک پہلو سے جب دوسرا پہلو بدلے گا اسی اثنا میں ایک عورت آئے گی اور ناز کرتے ہوئے اس جنتی مرد کے کندھوں پر اچانک ہاتھ مارے گی وہ جنتی مرد منہ موڑ کر جو دیکھے گا تو اس عورت کا رخسار آئینہ سے زیادہ چمکدار اور صاف ہوگا اس عورت کے اُوپر رنگ رنگ کے ستر کپڑے اس طرح کے باریک ہونگے کہ اس جنتی مرد کی نظر ان کپڑوں سے گزر کر عورت کے جسم پر اس طرح پڑے گی جیسے کہ ننگے جسم پر نظر پڑتی ہے اور اس عورت کے جسم کی کھال کی نزاکت کا یہ عالم ہوگا کہ اس کی پنڈلی کا گودا ان کپڑوں کے اندر سے نظر آئے گا اس عورت کے سر پر ایسا بیش قیمت تاج ہوگا جس کا ادنیٰ درجہ کا موتی تمام جہاں کو روشن کردے۔

جنتی نوجوان حُسین کنواریاں ۱۷، ۱۸ سال کی لڑکیاں ہیں۔ اگر اہلِ جنت کی بیویوں میں سے کوئی جنتی عورت زمین کی طرف جھانکے تو ان دونوں کے درمیان یعنی جنت سے لے کر زمین تک روشنی ہی روشنی ہوجائے مہک اور خوشبو سے بھر جائے۔

بعض لوگ یہ بھی سوال کیا کرتے ہیں کہ ایک مرد کو بہت سی جنتی بیویاں ملیں گی۔ تو ایک جنتی عورت کو کتنے مرد ملیں گے؟ یہ سوال بہت ہی بیہودہ ہے کیونکہ مرد کے لِئے بہت بیویاں ہونا نعمت ہے اور عورت کے لِئے بہت سے شوہر ہونا شریفوں، حیاداروں اور غیرت مندوں کے نزدیک سخت معیوب ہے جب کہ ایسی بے غیرتی دُنیا میں گوارہ نہیں کی جاتی تو جنت میں کون گوارہ کرے گا۔

مَردوں کے لِئے کثرتِ ازدواج: جنت میں جنتی مرد کی دو بیویاں بنی آدم میں سے ہونگی۔ بنی آدم کی بیویوں کے علاوہ ۷۲ بیویاں اور ہوں گی ۷۲ بیویاں وہ ہونگی جن کی تخلیق اللہ تعالیٰ اُس عالم میں فرمائیں گے جنتی مرد کو جنت میں اتنی قوت دی

جائے گی جو ۷۲ عورتوں کے لئے کافی ہوگی صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ اتنی عورتوں سے صحبت کرنے کی اس جنتی مرد میں طاقت ہوگی۔ آپؐ نے فرمایا کہ جب اُس جنتی مَرد کو سو مَردوں کی قوت دی جائے گی تو پھر اتنی عورتوں سے صحبت کرنے کی کیوں طاقت نہ ہوگی۔ (ترمذی شریف)

جنتی مردوں کے چہروں پر ڈاڑھی نہ ہوگی جس طرح نئی نئی جوانی میں رخساروں پر بال نہیں نکلتے۔ ان کے بدن کے اوپر کوئی بال نہ ہوگا بلکہ تمام بدن کی کھال صاف ہوگی۔ بدن کے کسی حصہ پر بال نہ ہوں گے نہ سینہ پر نہ بغلوں میں نہ اور کہیں اور نہ چہروں پر داڑھی آئے گی۔ جنتی کی عمر ۳۰ تا ۳۳ سال کی ہوگی ان کی جوانی کبھی بھی فنا نہ ہوگی (ترمذی شریف)۔

جنتی لوگ جنت میں تکیے لگائے ہوئے ایسے بستروں پر آرام کریں گے جن کے استر ریشمی کپڑے کے ہوں گے اور ان کے ابرے نُور کے ہوں گے۔ سب سابقین جڑاؤ تختوں پر تکیہ لگا کر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے ہوں گے ان کی خدمت گزاری کے لِئے لڑکے پھرتے ہوں گے جو ہمیشہ بچے ہی رہیں گے ان کے ہاتھوں میں صاف شراب کے پیالے اور آبِ خورے ہوں گے اور وہ شراب بھی ایسی ہوگی جس سے نہ سر درد ہوگا نہ اس سے بدحواسی کی باتیں ہوں گی۔ ان بچوں کے پاس پھل بھی ہونگے جو دل کو بھائیں گے۔ ان بچوں کے پاس پرندوں کے گوشت جو جنتی کی طبیعت کے موافق موجود ہونگے۔ اور وہاں پر حوریں ہونگی ان کی خدمت کے لِئے کچھ لڑکے مقرر کیے جائیں گے جن کی خصوصیات یہ ہوں گی۔

۱- وہ ہمیشہ ہمیشہ لڑکپن ہی کی عمر میں رہیں گے کبھی جوان یا بوڑھے نہ ہونگے۔

۲۔ وہ نہایت ہی حسین وجمیل اور نازک ہوں گے رنگ اتنا پاکیزہ کہ دیکھنے والا ان کی نزاکت اور آب دیکھ کر گمان کرے گا کہ موتی کے دانے بکھرے ہوئے ہیں۔

جنت کی قرآن میں خوش خبری: سورۃ البقرہ آیت ۲۴ اور خوش خبری دے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ اُن کے لِئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں جب انہیں ان باغوں سے کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا صورت دیکھ کر کہیں گے کہ یہ تو وہی رزق ہے جو ہمیں پہلے ملا تھا۔ اور وہ صورت میں ملتا جلتا انہیں دیا گیا اور ان کے لِئے باغوں میں ستھری بیبیاں ہیں اور وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے۔ (سورۃ النساء آیت نمبر ۵۶) اور جو لوگ ایمان لائے اچھے کام کئے عنقریب ہم انہیں باغوں میں لے جائیں گے جن کے نیچے نہریں رواں ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے ان کے لِئے وہاں ستھری بیبیاں ہیں اور ہم انہیں وہاں داخل کریں گے جہاں سایہ ہی سایہ ہوگا۔

جنت کے باغات: اللہ سے ڈرنے والوں کو جنت میں دو دو باغ اتنے بڑے بڑے ملیں گے جن کی لمبائی اور چوڑائی اتنی ہوگی کہ اگر اس کے پورے حصے میں گھومنا چاہیں تو سو برس میں بھی ختم نہ ہو۔

جنت کے درخت: رسُول اللہ نے فرمایا کہ جنت میں کوئی درخت بھی ایسا نہیں جس کا تنا سونے کا نہ ہو (ترمذی شریف) اور ہر درخت کی شاخیں ٹہنیاں مختلف ہیں کسی کی سونے کی کسی کی چاندی کی کسی کی یاقوت کی اور کسی کی زمرد کی اور کسی کی موتی کی قسم قسم کے خوشوں اور طرح طرح کے پھلوں سے ان کو سجایا گیا ہے اور ہر درخت کے نیچے نہر چلتی ہوئی ہوگی۔

جنت کے خوشے: جنت کے خوشے جنتی کے مطیع ہونگے جنتی لوگ جنت کے پھلوں کو کھڑے بیٹھے لیٹے جس حال میں چاہیں گے کھا سکیں گے اگر جنتی کھڑے ہوں گے تو پھل اُوپر کو ہو جائیں گے اور اگر جنتی بیٹھیں گے تو وہ پھل جُھک جائیں گے اور اگر جنتی لیٹیں گے تو وہ پھل اور زیادہ جُھک جائیں گے۔

دوسری جگہ لکھا ہے کہ جنت میں ایک درخت اتنا پھیلا ہوا ہے۔ کہ اگر کوئی سوار اس کے سائے میں سو سال تک چلے تو اِس کا سایہ ختم نہ ہوگا۔ (بخاری)

جنت میں کھیتی: جب جنتی زمین میں بیج ڈالے گا تو پلک جھپکنے سے قبل ہی سبزہ اُگ جائے گا اور بڑھ جائے اور کھیت تیار ہو کر کٹ جائے اور پہاڑوں کے برابر اجناس کے انبار لگ جائیں گے۔

جنت کے پھل: میوہ دار درخت کثرت سے ہونگے اور ہر درخت میں قسم قسم کے پھل ہونگے ان باغوں میں دو چشمے جاری ہوں گے۔ ایک کا نام تسنیم دوسرے کا نام سلسبیل ان باغوں میں دو قسم کے پھل ہونگے۔

(۱) پہلے پھل کی صورت دنیاوی پھلوں کی طرح۔

(۲) دوسرے پھل کی صورت نئی جو دیکھی نہ سُنی ہوگی۔

ان پھلوں کی یہ خصوصیت ہوگی کہ ان کی شاخیں جُھکی ہوئی ہونگی ان کا پھل جب بھی جنتی کا جی چاہئے گا پھل فوراً خود بخود ٹوٹ کر جنتی کے منہ میں گر پڑیں گے۔

پھل دار درختوں کے خوشے اتنے نزدیک ہونگے کہ اگر کوئی جنتی ان کو توڑنا چاہے آرام سے توڑے چاہے بیٹھ کر، چاہے لیٹ کر، چاہے کھڑے ہو کر غرضیکہ جس طرح جنتی کا جی چاہے آرام سے توڑے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جنتی

جب کوئی پھل توڑیں گے تو اُسی وقت دوسرا پھل لگ جائے گا۔ دوسرے اگر کسی جنتی کا جی چاہے کہ فلاں پھل کھاؤں تو یہ خیال دِل میں گزرتے ہی پھل فوراً درخت سے ٹوٹ کر اور قاب میں لگ کر سامنے آجائے گا اور اِس کی جگہ درخت پر فوراً ہی دوسرا پھل پیدا ہو جائے گا۔

جنت کے پرندے: اہلِ جنت میں کھانے کے لیئے پرندوں کا گوشت بھی ملے گا بلاشبہ جنت میں لمبی لمبی گردنوں والے اُونٹوں کے برابر پرندے ہیں جو جنت کے درختوں میں چرتے پھرتے ہیں جب کسی جنتی کو پرندہ کھانے کی خواہش ہوگی تو خود بخود پرندہ اُس جنتی کے سامنے آ کر گر جائے گا جو پکا ہوا ہوگا اور اِس کے ٹکڑے بنے ہوئے ہونگے ایک حدیث میں ہے کہ پرندے جنتی کے دستر خوان پر خود بخود گر پڑے گا جو بغیر آگ اور دھوئیں کے بھنا اور پکا ہوا ہوگا۔ جنتی اِس قدر کھائے گا کہ اِس کا پیٹ بھر جائے گا بعد میں وہ پرندہ اُڑ جائے گا۔

جنتی مرد اور عورتیں: جنت میں پہنچ کر جنت والے مرد اور عورت جنت میں کھائیں گے، پیئں گے لیکن کھانے پینے کے باوجود یہ لوگ نہ تھوکیں گے، نہ پیشاب کریں گے، نہ پاخانہ کریں گے، نہ ان کو ناک صاف کرنے کی ضرورت پیش آئے گی کھانے کے فضلات بدن سے دو صورتوں میں خارج ہونگے۔

(۱) اول ڈکار آئے گی، (۲) دوسرے ان کو مشک کی طرح خوشبودار پسینہ آئے گا۔ اور فضلات ان دو ذریعوں سے بدن سے خارج ہو جائیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ جنت کی ہر غذا کثیف مادہ سے پاک ایسی لطیف اور نورانی ہوگی کہ پیٹ میں اِس کا کوئی فضلہ نہیں ہوگا بس ایک خوشگوار ڈکار کے آنے سے معدہ خالی اور ہلکا ہو جایا

کرے گا پسینہ میں بھی مشک کی سی خوشبو ہوگی۔

جنت کی چار اہم باتیں:

(۱) جنت والو! تم لوگ ہمیشہ ہمیشہ تندرست رہو گے اور کبھی بیمار نہ ہو گے۔

(۲) جنتی زندہ رہیں گے اور جنتی پر موت کبھی نہ آئے گی۔

(۳) جنتی لوگ ہمیشہ جوان رہیں گے کبھی بوڑھے نہ ہوں گے۔

(۴) جنتی ہمیشہ چین و آرام میں رہیں گے اور کبھی تکلیف اور مصیبت نہ دیکھیں گے۔

جنت میں اُڑنے والا گھوڑا: جنت میں یاقوت کا بنا ہوا ایک گھوڑا جنتی کو دیا جائے گا۔ اس گھوڑے کے دو پر ہونگے جنتی کو اُس گھوڑے پر سوار کرایا جائے گا پھر جس جگہ جنتی چاہے گا وہ گھوڑا جنتی کو اُڑا کر لے جائے گا۔ (ترمذی شریف)

جنتوں کی تعداد: اسلام میں جنتوں کی تعداد آٹھ ہے جن کے نام یہ ہیں

(۱) دارُالجلال (۲) دارُالقرار (۳) دارُالسلام (۴) جنۃ عدن (۵) جنۃ الماویٰ (۶) جنۃ الخلد (۷) جنۃ الفردوس (۸) جنۃ النعیم

جنت کی نعمتیں:

(۱) جنت والوں کے لیئے تین قسم کے کھانے ہونگے۔ (۲) مقامِ الفت میں باہمی باتیں کرنے کی جگہیں بھی ہوں گی۔

(۳) پیغمبروں کی زیارت اور ملاقات ہوگی۔

(۴) فرشتوں کے جلسے بھی ہوں گے۔

(۵) صبح شام قسم قسم کے کھانے پینے کی چیزیں اور پھل بھی ملیں گے۔ اُن کا مقررہ رزق بھی جاری رہے گا۔

(۶) نہرِ کوثر کے کنارے پر باغوں میں اُن کی تفریح گاہیں بھی ہوں گی جہاں وہ جایا کریں گے۔نہرِ کوثر کے کنارے موتی کے خیمے لگے ہونگے ہر خیمہ ساٹھ میل لمبا اور اتنا ہی چوڑا ہوگا۔ اس کے اندر مہکتی ہوئی خوشبو والی باندیاں ہوں گی جن کو نہ کسی فرشتے نے دیکھا ہوگا، نہ کسی خادم نے اُن خیموں کے اندر اعلیٰ خوبصورت عورتیں ہوں گی۔خیموں کے اندر حوریں ہوں گی یعنی ہر شخص کی نظر اور چھونے سے محفوظ یا نیچی نظر والیاں جن کی نظریں صرف اپنے جنتی شوہروں پر مرکوز ہونگی پس وہ اپنے شوہروں کے لِئے خیموں کے اندر محفوظ ہوں گی۔

جنتیوں سے پہلے اُن حوروں کو نہ کسی اِنسان نے چُھوا ہوگا اور نہ جِن نے۔جنتی لوگ حوروں کے ساتھ تفریح کے لِئے تخت اور مسہری پر بیٹھیں گے اور اُن کے سامنے ولیمہ کا کھانا لایا جائے گا جب کھانا کھا چکیں گے تو اللہ اُن کو پاکیزہ شربت پلائے گا اور جنتی کو تازہ پھل بھی کھلائیں گے زیور اور لباس کے جوڑے بھی اللہ کی طرف سے پہنائے جائیں گے اور خوبصورت بیبیوں سے شُغل بھی کریں گے۔

پھر اُن باغوں میں نہروں کے کنارے رنگا رنگ نشت گاہوں کی طرف آئیں گے وہاں آ کر سبز موٹے نرم گدوں پر بیٹھ جائیں گے جب جنتی نرم صوفوں پر بیٹھ جائیں گے تو حضرت اسرافیل گانا شروع کریں گے۔

جنت کی پوری کیفیت: جنت میں ہر قسم کی راحت و شادمانی و فرحت کا سامان موجود ہے سونے، چاندی اور موتی و جواہرات کے لمبے چوڑے اور اُونچے اُونچے محل بنے ہوئے ہیں اور جگہ جگہ ریشمی کپڑوں کے خوبصورت و نفیس خیمے لگے ہوئے ہیں ہر طرف طرح طرح کے لذیذ اور دِل پسند میووں کے گھنے، شاداب اور سایہ دار

درختوں کے باغات ہیں اوران باغوں میں شریں پانی نفیس دودھ عمدہ شہداور شراب کی نہریں جاری ہیں قسم قسم کے کھانے اور طرح طرح کے پھل فروٹ صاف ستھرے اور چمکدار برتنوں میں تیار رکھے ہیں۔ اعلیٰ درجے کے ریشمی لباس اور ستاروں سے بڑھ کر چمکتے اور جگمگاتے ہوئے سونے چاندی اور موتی و جواہرات کے زیورات اُونچے اُونچے جڑاو تخت اُن پر غالیچے الغرض جنت میں ہر قسم کی بے شمار راحتیں اور نعمتیں تیار ہیں۔ جنت کے مطلق جو کچھ سن کر اور پڑھ کر سمجھ میں آتا ہے جب جنت میں جائیں گے تو اِس سے بہت بُلند اور بالا پائیں گے جنت کی نعمتوں کا تذکرہ قرآن و حدیث میں موجود ہے وہاں اِن کے علاوہ بہت زیادہ نعمتیں ہیں مطلب یہ ہے کہ جنت کی نعمتوں کے تذکرہ میں سونا، چاندی، موتی، ریشم، درخت، پھل، میوے تخت، گدے اور کپڑے وغیرہ یہ سب چیزیں وہاں کی چیزیں ہونگی جنتی زیور دُنیاوی زیور کی مانند بوجھل نہ ہوگا دُنیا کے زیور تو شور مچاتے اور پرانے ہوجاتے ہیں مگر جنتی زیور ایسے نہیں ہیں۔عیش ونشاط کے لِئے دُنیا کی عورتیں اور جنت کی حوروں ہیں جو بے انتہا حسین وخوبصورت ہیں خدمت کے لِئے خوبصورت غلمان چاروں طرف دست بستہ ہر وقت حاضر، جنت میں جنتیوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا جنت میں نہ نیند آئے گی نہ کوئی مرض ہوگا نہ بڑھاپا آئے گا نہ موت۔ جنتی مرد ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے اور ہمیشہ تندرست اور جوان ہی رہیں گے۔اہلِ جنت خوب کھائیں پیئں گے مگر نہ اِن کو پیشاب پاخانہ کی حاجت ہوگی نہ وہ تھوکیں گے نہ ان کی ناک بہے گی بس ایک ڈکار آئے گی اور مشک سے زیادہ خوشبودار پسینہ آئے گا اور کھانا پینا ہضم ہوجائے گا۔

دوزخ: دوزخ کو چار دیواریں گھیرے ہوئے ہیں جن میں ہر دیوار کا عرض چالیس سال چلنے کی مسافت رکھتا ہے دوزخ کی دیواریں اتنی موٹی ہیں کہ صرف ایک دیوار کی چوڑائی طے کرنے کے لئے چالیس سال خرچ ہوں۔ دوزخ کی آگ کے سات طبقے ہیں جن میں ایک بڑا پھاٹک ہے اول طبقہ گنہگار مسلمانوں اور اُن کفار کے لئے جو باوجود شرک پیغمبروں کی حمایت کرتے تھے مخصوص ہے۔ دیگر چھ طبقات مشرکین کے ہیں اُن میں آتش پرست، دہریے، یہود ونصاریٰ اور منافقین کے لئے مقرر ہیں۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا تمہاری اس دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک ہے۔ دوزخ کی آگ دنیا کے مقابلہ میں ۶۹ (اُنہتر) درجہ بڑھادی گئی ہے۔ نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والا وہ شخص ہوگا۔ جس کی چپلیں اور اُن چپلیوں کے تسمے آگ کے ہوں گے اُن کی گرمی سے اُس دوزخی کا دماغ اس طرح کھولے گا اور جوش مارے گا کہ جس طرح چولھے پر دیگچی کھولتی ہے دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والا ہوگا۔ دوزخ کا عذاب اتنا سخت ہے کہ اُس کا ایک لمحہ عمر بھر کے عیش وراحت کو بُھلا دے گا دوزخیوں میں سے بعض وہ ہوں گے جن کو پکڑے گی آگ اُن کے ٹخنوں تک اور بعض کو زانوں تک اور بعض کو کمر تک اور بعض کو ہنسلی تک (مسلم)۔

جہنم میں سانپ: جہنم میں سانپ بھی ہیں جو اپنی جسامت میں بختی اُونٹوں کے برابر ہیں۔ اور وہ اس قدر زہریلے ہیں کہ ان میں سے کوئی سانپ دوزخی کو ایک دفعہ ڈسے گا تو چالیس سال کی مدت تک وہ اُن کے زہر کا اثر پائے گا اور تڑپے گا اسی طرح دوزخ میں بچھو بھی ہیں جو اپنی جسامت میں پالان بندھے خچروں کی مانند ہیں

وہ بھی اتنے زہریلے ہیں کہ ان میں سے کوئی کسی دوزخی کو ایک دفعہ ڈنگ مارے گا تو چالیس سال تک وہ اُس کے زہر کی تکلیف پاوے گا۔ دوزخی دوزخ میں اتنا روئیں گے کہ اُن کے چہروں پر اُن کے آنسو ایسے بہیں گے گویا وہ بہتی ہوئی نالیاں ہیں۔ یہاں تک کہ آنسو ختم ہو جائیں گے پھر آنسوؤں کی جگہ خون بہے گا پھر اُس خون کے بہنے سے آنکھوں میں زخم پڑ جائیں گے۔ آنسوؤں اور خونوں کی مجموعی مقدار اتنی ہوگی اگر کشتیاں اُس میں چلائی جائیں تو خوب چلیں۔

نامِ کُتب

(۱) قیامت کب آئے گی، عبدالمصطفیٰ مجددی، مکتبہ صبح نور فیصل آباد۔

(۲) بہشت کی کنجیاں، عبدالمصطفیٰ اعظمی، ضیاالقرآن پبلی کیشنز لاہور۔

(۳) موت کا منظر، خواجہ محمد اسلام، مشتاق بک کارنر اردو بازار لاہور۔

(۴) تفسیر ابن کثیر جلد ۳، حافظ عمادالدین، مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور۔

(۵) معارف الحدیث جلد ۲، مولانا محمد منظور نعمانی، دارالاشاعت مسافر خانہ کراچی۔

(۶) جنت جن کی منتظر، علی اصغر چوہدری، الفیصل غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

باب نمبر 22

پاکستان میں مذہبی تنظیمیں

۱۔ جماعت اسلامی پاکستان
۲۔ اسلامی جمعیت طلبہ پاکستان
۳۔ اسلامی جمعیت طالبات پاکستان
۴۔ جمعیت طلبہ عربیہ پاکستان
۵۔ حزب المجاہدین
۶۔ شباب المجاہدین
۷۔ جمعیت علمائے پاکستان
۸۔ سُنی تحریک
۹۔ جمعیت مشائخ پاکستان
۱۰۔ مرکزی مجلس رضا
۱۱۔ پاسبان
۱۲۔ حزب الاضاف
۱۳۔ آل پاکستان سُنی کانفرنس
۱۴۔ جمعیت علمائے اسلام
۱۵۔ جمعیت طلبائے اسلام
۱۶۔ جمعیت اہل حدیث پاکستان
۱۷۔ المختار
۱۸۔ تنظیم تحفظ حقوق شیعان پاکستان
۱۹۔ جماعت احمدیہ پاکستان
۲۰۔ خدام احمدیہ پاکستان
۲۱۔ جماعت المجاہدین پاکستان
۲۲۔ ملی یکجہتی کونسل
۲۳۔ تبلیغی جماعت
۲۴۔ حرکت الانصار پاکستان
۲۵۔ اتحاد علماء قبائل
۲۶۔ تنظیم عاشقان رسول
۲۷۔ تنظیم الانصار پاکستان
۲۸۔ تنظیم اتحاد علماء پاکستان
۲۹۔ انجمن سرفروشان اسلام
۳۰۔ جمعیت اہلِ حدیث پاکستان
۳۱۔ دعوۃ والارشاد
۳۲۔ اہلِ حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن

۳۳- سلفی سٹوڈنٹس آرگنائزیشن ۴۰- تنظیم المدارس پاکستان

۳۴- سپاہ صحابہ پاکستان ۴۱- دعوت ذکر قلب

۳۵- جمعیت محبان رسول ۴۲- سپاہ خالد

۳۶- تحریک جعفریہ پاکستان ۴۳- المختار فورس

۳۷- امامیہ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن ۴۴- العباس فورس

۳۸- سپاہ محمد پاکستان ۴۵- جھنگوی فورس

۳۹- دعوت ذکر و قلب ۴۶- اہلحدیث یوتھ فورس

بریلوی جماعتیں:

(۱) عوامی تحریک (بانی طاہر القادری)

(۲) جمعیت علما پاکستان (بانی نیازی + نورانی)

(۳) دعوت اسلامی ہری پگڑی والے لوگ (بریلوی مسلک کے لوگ ہیں، بانی کا نام امیر اہل سنت حضرت مولانا محمد الیاس عطاری قادری صاحب ہیں)۔

۱۹۸۱ء میں دعوتِ اسلامی کا آغاز ہوا اور دعوت اسلامی کا پہلا مدنی مرکز گلزار حبیب کراچی میں سب سے پہلا سنتوں بھرا اجتماع اسی مسجد میں شروع ہوا دو ہزار سات میں دعوت اسلامی کا ملتان میں بہت بڑا سنتوں بھرا اجتماع ہوا اس وقت ۴۲۵ مدرسہ المدینہ میں ۲۰۰،۴ طالب علم مدنی سے مفت تعلیم حاصل کر رہے ہیں اس وقت ۱۰۰ جامعۃ المدینہ دعوت اسلامی کے درسِ نظامی کے ادارے قائم ہیں جن میں ہزار ہا طلبا مذہبی عالم دین بن رہے ہیں۔ مجلس مکتوبات وتعویزات عطاریہ قائم ہیں مدنی

مرکزوں کی ترکیب بتائی جاتی ہے تعویزات عطاریہ بھی بتائے جاتے ہیں۔ تعویزات کے ذریعے لوگوں کا فی سبیل اللہ روحانی علاج کیا جاتا ہے ملک یا بیرونِ ملک دعوت اسلامی کی ویب سائٹ .www.dawateislami.net کے ذریعے لوگ گھر بیٹھے تعویزات منگوا سکتے ہیں۔ حاجیوں کے تربیتی اجتماعات دعوتِ اسلامی کے تحت کیے جاتے ہیں۔

شب معراج، شب بارات، گیارہویں شریف کے اجتماعات بڑی دھوم دھام سے ہوتے ہیں۔ عورتیں مدنی برقع پہنتی ہیں۔ علماء اپنی شناخت کے لیے اپنے نام کے ساتھ مدنی لکھتے ہیں۔

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت: علامہ حافظ کفایت مرحوم

موتمر عالم اسلامی: پاکستان میں موتمر کے سیکرٹری جنرل سابق وزیر مذہبی امور راجہ ظفر الحق ہیں۔

باب نمبر 23

احمدیت

عنوانات

تحریکِ احمدیت کے بانی: مرزا غلام احمد والد کا نام غلام مرتضٰی اور دادا کا نام عطا محمد پردادا کا نام گُل محمد اور ان کی قوم مغل برلاس تھی۔ برلاس خاندان جو مشہور مغل بادشاہ امیر تیمور کے چچا برلاس کی نسل سے ہے۔

لفظ مرزا امیر زدہ کا مخفف ہے اور عموماً معزز لوگوں کے لئے بطورِ لقب آیا ہے خصوصاً قوم ترک اور مغل لوگوں کے نام کے ساتھ بولا اور لکھا جاتا ہے۔ ۱۸۳۵ء

میں مرزا غلام احمد صاحب ہندوستان کے شمالی پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیاں جو این ۔ ڈبلیو۔ ریلوے اسٹیشن بٹالہ سے گیارہ میل شمال مشرق پر ایک چھوٹے سے قصبہ میں پیدا ہوئے۔ اسی مناسبت سے مرزا غلام احمد صاحب کو مرزا غلام احمد قادیاں بھی کہتے ہیں اور اُن کے پیروکاروں کو لوگ قادیانی اور مرزائی کہتے ہیں وہ خود کو احمدی کہتے اور لکھتے ہیں۔

مرزا صاحب کہتے ہیں کہ حضوؐر کے دو نام تھے ایک محمد ﷺ دوسرا احمد اس دوسرے نام پر مرزا صاحب نے اپنے فرقے کا نام احمدیہ رکھا۔ اور یہ پیشین گوئی کی گئی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور ہوگا اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات ظہور میں آئیں گی مرزا غلام احمد صاحب نے اسلامی علوم کے سلسلہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کی زاں بعد ذاتی مطالعہ سے علوم اسلامیہ کے ایک متجر عالم ہوگئے۔

نوٹ: احمدی فرقے کی ساری بنیاد الہامات، خوابوں، پیشگوئیوں اور مکاشفات پر مبنی ہے وہ خود کو قرآن و حدیث اور سابقہ مصحف کا مصداق قرار دیتے ہیں۔

نظریہ مجدد: حدیث سنن ابوداؤد کی ایک حدیث میں مجدد کا نظریہ یہ ہے کہ ہر سو سال بعد دنیا میں ایک مجدد آتا ہے جو دین اسلام کی شمع کو روشن اور زندہ کرتا ہے احمدی مرزا غلام احمد کو ۱۴ (چودھویں) صدی کا مجدد تصور کرتے ہیں۔

احمدی عقیدے کے مطابق جب تیرھویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو اللہ تعالیٰ نے مرزا غلام احمد صاحب کو الہام کے ذریعہ سے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا۔ اُن کو کہد سے کہ میں مامور من اللہ اور اوّل المومنین ہوں اس کے بعد مرزا صاحب نے مسیح موعود کا

دعویٰ بھی کیا۔(نوٹ : فرقہ احمدیہ کے ماننے والے مرزا غلام احمد کی نبوت کو قرآن وحدیث کے مطابق قرار دیتے ہیں اسی طرح انہیں چودھویں صدی کا مجدد اور موعود اقوام عالم مانتے ہیں۔)

پہلا نظریہ: مرزا غلام احمد صاحب کہتے ہیں خُدا کی حمد ہو جس نے تجھ (مرزا غلام احمد) کو مسیح ابن مریم بنایا تو وہ مسیح (عیسیٰ) ہے۔ پھر مسیح (عیسیٰ) ہونے کے دعوے سے خود مسیح کا آنا نہیں بلکہ مسیح کی رُوح میں آنے کا مُدعی ثابت کرتے ہیں۔

مرزا غلام احمد صاحب نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مسیح (عیسیٰ) صلیب پر نہیں مرے بلکہ بے ہوش ہو گئے تھے۔ایک مرہم لگانے سے حضرت عیسیٰ تندرست ہو گئے تھے اِس مرہم کا نام مرہم عیسیٰ ہے یہ مرہم اب بھی کشمیر میں ملتی ہے وہ کہتے ہیں کہ (انجیل مرقس ۱۵:۲۳) میں عود اور مُر ملے جس لُپڑی کا ذکر ہے وہی دراصل ''مرہم عیسیٰ'' ہے۔

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ مسیح (عیسیٰ) کشمیر گئے جہاں تبلیغ کرنے کے بعد کشمیر ہی میں مر گئے اور دفن ہوئے۔اس سلسلہ میں مرزا صاحب کی تصانیف ''مسیح ہندوستان میں'' خاصی مشہور ہے۔

دوسرا نظریہ: مرزا غلام احمد صاحب کہتے ہیں (کہ جو دوسرے لوگ یہ کہتے ہیں) کہ عیسیٰ ابن مریم آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں اور وہ زندہ ہیں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز قرآن کریم میں ان کو متوفیوں کی جماعت میں داخل کر چکا ہے اور سارے قرآن میں ایک دفعہ بھی اُن کی خارق عادت زندگی اور اُن کے دوبارہ آنے کا ذکر نہیں کیا بلکہ اُن کو صرف فوت شدہ کہکر چُپ ہو گیا لہٰذا اُن کا زندہ

ہونا اور پھر دوبارہ کسی وقت دُنیا میں آنا نہ صرف اپنے ہی الہام کی رُو سے خلاف واقع سمجھتا ہوں بلکہ اِس خیال حیات مسیح کو قرآن کی رُو سے لغو اور باطل جانتا ہوں۔

تیسرا نظریہ: مرزا صاحب کہتے ہیں کہ مسیح عیسیٰ کو صلیبی موت سے بچا لیا مگر یہودی اپنی حماقت سے سمجھتے رہے کہ مسیح صلیب پر مر گئے حالانکہ حضرت عیسیٰ بخیر و عافیت اپنے حواریوں کے پاس آئے اور ان کو مُبارک باد دی کہ مَیں خُدا کے فضل سے بدستور اب تک زندہ ہوں حضرت عیسیٰ کو جو زخم کیا وں کے آئے تھے۔ چالیس دن تک اُن کے زخموں کا اُس مرہم کے ساتھ علاج ہوتا رہا جس کو قرابا دینوں میں مرہم عیسیٰ یا مرہم مرسل یا مرہم حوار یین کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔

چوتھا نظریہ: حضرت عیسیٰ افغانستان پہنچے اُس کے بعد ہندوستان بنارس نیپال میں پہنچے چونکہ حضرت عیسیٰ سرد ملک کے رہنے والے تھے۔ اِس لِئے اُس مُلک کی شدتِ گرمی کا تحمل نہیں کر سکے اس لِئے کشمیر چلے گئے اور کوہ سلیمان پر ایک مدت تک عبادت کرتے رہے اور وہیں پر موت واقع ہوئی اُن کی یادگار کا کتبہ ابھی تک کوہ سلیمان پر موجود ہے حضرت عیسیٰ ایک سو پچیس برس کی عمر میں فوت ہوئے اور محلّہ خان یار (سری نگر) میں دفن کئے گئے اور اب تک وہ قبر یوز آصف نبی کی قبر اور شہزادہ نبی کی قبر اور عیسیٰ نبی کی قبر کہلاتی ہے اور اِس مزار کا زمانہ تخمیناً دو ہزار برس بتلاتے ہیں۔

مرزا صاحب کا انکشاف: مرزا غلام احمد صاحب کہتے ہیں کہ مَیں نے متعدد ثبوتوں کے ذریعہ سے حضرت عیسیٰ کی وفات کو ثابت کر دیا ہے اور ان کی جائے وفات اور قبر کا پتہ دے دیا ہے۔ مَیں اس لئے آیا ہوں کہ لوگوں کو دُنیا کے گندے حال میں جو مبتلا ہیں اُن پر صدق و راستی کے دروازے کھول دوں مَیں اس لئے آیا

ہوں کہ موجودہ دُنیا کے خط سے بھی کچھ کم کر کے خُدا تعالیٰ کی طرف کھینچوں۔ مرزا صاحب نے البدر مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء میں شائع کرایا تھا کہ میرا کام یہی ہے کہ مَیں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا دوں۔

مرزا غلام احمد کی وفات: ۱۹۰۸ء میں مرزا غلام احمد صاحب کا لاہور میں انتقال ہو گیا اور اپنے گاؤں قادیاں میں دفن ہوئے انتقال کے بعد احمدی جماعت نے بالاتفاق حکیم نورالدین کو پہلا خلیفہ منتخب کیا۔ لیکن بعد میں جماعت کے کئی سرکردہ لوگوں نے خلافت پر اختلاف کیا جماعت کا انتظام صدرِ انجمن احمدیہ کے ہاتھ میں رہا اس اختلاف کا آغاز ۱۹۱۴ء میں ہُوا کچھ لوگ مرزا البشیر الدین محمود یعنی دوسرے خلیفہ مرزا البشر الدین محمود احمد کے ساتھ تھے اور جماعت کا سارا انتظام اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے تھے۔ حکیم نورالدین کے بعد ایک جماعت نے یہ پروپیگنڈا شروع کیا کہ حکیم صاحب کے بعد کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں صدر انجمنِ احمدیہ ہی احمدی جماعت کا انتظام چلا سکتی ہے۔ جب مرزا البشیر الدین محمود نے اور ان کے ساتھیوں نے یہ اصرار کرنا شروع کیا کہ بانی جماعت مرزا غلام احمد کو نبی مانا جائے تو اِس بات سے ان کی جماعت دو حصوں میں بٹ گئی اور اختلاف نمایاں ہو گیا۔ ایک گروہ جن کا سربراہ خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی جیسے تعلیم یافتہ لوگ تھے انہوں نے اس بات کی مخالفت کی اور صدائے احتجاج بلند کی اور انہوں نے اس بات کو نہ مانا خواجہ کمال الدین نے اِس بات کو مانا کہ مرزا غلام احمد صرف اپنے زمانہ کا مجدد تھا اس طرح احمدیوں کے دو فرقے ہو گئے۔

لاہوری احمدی: اس فرقے کے بانی امیر مولوی محمد علی اور دوسرے کرتا دھرتا

خواجہ کمال الدین ہیں اور اس جماعت کا صدر مقام لاہور میں ہے لاہوری احمدی اپنے آپ کو احمدی یا اراکین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کہلاتے ہیں۔ لاہوری جماعت حضورؐ کے کم مشہور نام احمد پر اپنے آپ کو احمدیہ کہلاتے ہیں اور یہ لوگ ربوہ کے احمدیوں سے تعداد میں بہت کم ہیں۔ لاہوری احمدی جماعت حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں لاہوری احمدیوں کا نظریہ ہے کہ حضورؐ کے بعد اور کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا۔ لاہوری احمدی مرزا غلام احمد صاحب کی اُمتی نبوت کے قائل نہیں اختلاف دوسری جماعت سے نبوت کا ہے وہ انہیں مجدد، امام مہدی اور مسیحِ موعود مانتے ہیں لاہوری جماعت کا نظم ونسق احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ہاتھ میں ہے۔ اور امیر جماعت احمدیہ نے قرآن کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا اس کے علاوہ جماعت احمدیہ نے جرمن اور ڈچ دونوں زبانوں میں بھی قرآن کا ترجمہ کیا۔ جرمن، ڈچ، انگریزی اور اردو زبان میں لاہوری احمدیوں نے رسالے بھی جاری کئے ہیں بیرونی ملکوں میں اشاعت اسلام کا کام بھی لاہوری جماعت احمدیہ نے سرانجام دیا ہے خواجہ صاحب نے دوکنگ میں ایک مسجد کو آباد کیا جو اس جماعت کے مشن کا ہیڈ کوائٹر بنی یہ مسجد ڈاکٹر لاسٹر نے بنوائی تھی احمدیہ جماعت نے تبلیغی کوشش صرف انگلستان تک محدود نہیں کی بلکہ انہوں نے کئی دوسرے ممالک میں بھی اپنے تبلیغی مرکز کھولے ہوئے ہیں۔

ربوہ کے احمدی: ربوہ کے احمدیوں کا صدر مقام ربوہ چنیوٹ کے قریب قصبہ ہے جس کو آج کل چناب نگر کہا جاتا ہے یہ مرزا غلام احمد صاحب کے مریدوں یعنی مرزا البشیر الدین محمود احمد کی پرانی جماعت ہے اور ان کو لوگ قادیانی یا مرزائی یا ربوہ

کے احمدی کہتے ہیں۔ مرزا غلام احمد کو مسیح موعود اور امام مہدی جانتے ہیں اور نبوت مرزا غلام احمد تک لے کر جاتے ہیں اس لئے اسلام کے دوسرے فرقوں کے ساتھ ان کے بنیادی اختلافات ہیں۔

مرزا غلام احمد صاحب کی وفات تک احمدی جماعت میں کوئی باہمی اختلاف نہیں تھا مرزا غلام احمد کے بعد حکیم نورالدین صاحب ان کے جانشین مقرر ہوئے ان کی وفات ۱۹۱۴ء میں ہوئی اور حکیم نورالدین کے بعد یہ جماعت دو شاخوں میں بٹ گئی

(۱) پہلی قادیانی شاخ کے سربراہ مرزا البشیرالدین محمود قرار پائے۔

(۲) دوسری شاخ کے خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی نے لاہوری احمدی شاخ قائم کی۔

ان دونوں جماعتوں میں آج تک یہ بحث جاری ہے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ کیا تھا پہلی جماعت جس کے بانی مرزا البشیرالدین ہیں اُن کی جماعت کا دعویٰ ہے کہ مرزا صاحب مدعی رسالت و نبوت تھے اور لاہوری احمدی جماعت کہتی ہے نہیں۔ ان کا دعویٰ صرف مجددیت کا تھا مرزا صاحب کی کتابیں جن کی تعداد کم از کم اسی (۸۰) بتائی جاتی ہے ان دونوں فریقوں کے پاس موجود ہیں ان دونوں جماعتوں میں بحث یہ ہے

(۱) لاہوری جماعت ۱۹۰۱ء سے پہلے کے دُعاوی کو بطور حجت پیش کرتی ہے۔

(۲) ربوہ کے احمدی جماعت ۱۹۰۱ء کے بعد کے دُعاوی کو ترجیح دیتے ہیں۔

جس میں مرزا صاحب کو نبی قرار دیا گیا ہے۔ احمدی حضرات بڑے فخر سے دعویٰ کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰؑ کی وفات ثابت کر کے کسر صلیب

کردی ہے یعنی عیسائیت کو ختم کردیا ہے۔ اور مسیح نام کی کوئی تاریخی شخصیت ہی نہیں محض افسانہ ہے لاہوری احمدی جماعت کا عقیدہ ہے کہ مرزا صاحب مسیحِ موعود ہیں۔ ان تصریحات سے واضح ہے کہ احمدی حضرات خواہ ربوہ کے ہوں یا لاہوری احمدی یہ دونوں فرقے مرزا صاحب کے دعاوی کو سچا سمجھنے کی بنا پر دائرہ اسلام سے خارج قرار پائے ہیں۔

اعلانِ نبوت: ۱۸۸۲ء میں مرزا غلام احمد صاحب نے مامور من اللہ ہونے کا اعلان کیا کہ اللہ کی وحی اُن پر اُتری ہے ۱۸۸۹ میں جماعت کی بنیاد رکھی گئی۔ ۱۸۹۱ میں فتح اسلام اور توضیح مرام کے عنوان سے دو رسالے شائع ہوئے اِن میں مرزا غلام احمد صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور اپنے ایک الہام میں لکھا ''مسیح ابنِ مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اِس کے رنگ میں وعدہ کے موافق تو آیا ہے'' مرزا صاحب نے مسیحِ موعود اور امام مہدی (لامہدی الاعیسیٰ) ہونے کا دعویٰ بھی کیا اور الہام میں اپنا نام عیسیٰ اور مسیحِ موعود رکھا۔ عبارتِ الہام یہ ہے کہ ہم نے تجھے مسیح بن مریم بنایا اسی اعلانِ نبوت کرنے کی وجہ سے دوسرے اسلامی فرقوں نے ان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا اور جھگڑے شروع ہو گئے اسلام کے دوسرے فرقے کہتے ہیں کہ اللہ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ ہیں اور ان پر آ کر اللہ تعالیٰ کی نبوت ختم ہو جاتی ہے لیکن احمدی فرقے کے لوگوں کا نظریہ ہے کہ نہیں نبوت مرزا غلام احمد پر آ کر ختم ہوئی۔ پاکستان میں دوسرے مسلمان فرقوں کا احمدی فرقے کے لوگوں سے ختم نبوت کا جھگڑا رہتا ہے۔ احمدی فرقہ کے لوگ مرزا غلام احمد کے نام کے ساتھ علیہ السلام یعنی مرزا غلام احمد علیہ السلام لکھتے ہیں۔ مرزا غلام احمد

صاحب کہتے ہیں کہ میرے دِل میں اِس دعوے کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے۔

مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت:

(۱) مَیں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ مَیں خود خُدا ہوں۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے میرے جسم میں حلول کیا اور پھر مَیں نے نیا نظام، نیا آسمان اور نئی زمین پیدا کی۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے مُجھ سے کہا انت منی وانا منک (تو مجھ سے مَیں تجھ سے) وغیرہ وغیرہ۔ احمدی کہتے ہیں قرآن میں ۱۰۰ سے زائد آیتیں مرزا غلام احمد پر نازل ہوئیں اور یہ بھی عقیدہ ہے کہ احادیث کے بہت سے حصے مرزا صاحب کے لِئے لکھے گئے ہیں۔ سراسر وحی والہام پر بنیاد رکھنے کے باوجود احمدی جماعت کا مسلک اہلِ سنت و جماعت پر استوار کیا گیا ہے مرزا صاحب نے کہا ہے میں مسلمان ہوں اور اسلامی سب عقائد پر ایمان رکھتا ہوں جو اہل سنت و جماعت مانتے ہیں۔

"جو کہ ایک مسلمان کے عقائد ہیں وہ سارے عقائد ۱۰۰ فیصد ہمارے ہیں"

ظہور امام مہدی: امام مہدی علیہ سلام (جو مسیح موعود بھی ہیں) کے ظہور کا وقت وہ زمانہ تیرھویں صدی ہجری کا آخری حصہ یا چودھویں صدی کا ہجری کا ابتدائی حصہ اور وہ موعود امام مہدی قادیاں ضلع گورداسپور میں ۱۲۵۰ ہجری میں مہدی آخر الزماں پیدا ہوگیا ہے اور زبان اُس کی پنجابی ہے ۱۲۶۸ ہجری میں جوان ہوئے ۱۲۹۰ھ میں چالیس سال کی عمر میں وحی والہام سے مشرف ہوئے ۱۳۱۱ھ کے آغاز پر امام مہدی اور مسیح موعود کا بموجب حکم الٰہی دعویٰ فرمایا۔

ظہور امام مہدی: امام مہدی علیہ اسلام (جو مسیح موعود بھی ہیں) کے ظہور کا وقت وزمانہ تیرھویں صدی ہجری کا آخری حصہ یا چودھویں صدی ھ کا ابتدائی حصہ ہے اور وہ موعود امام مہدی قادیاں ضلع گورداسپور میں ۱۲۵۰ ھ میں مہدی آخرالزمان پیدا ہوا۔ اور زبان اُس کی پنجابی ہے۔ ۱۲۶۸ ھ میں جوان ہوئے ۱۲۹۰ھ میں چالیس سال کی عمر میں وحی والہام سے مُشرف ہوئے ۱۳۱۱ھ کے آغاز پر امام مہدی اور مسیح موعود ہونے کا بموجب حکم الٰہی دعویٰ فرمایا۔

جانشین: احمدی جماعت کے خلیفہ اول حکیم نورالدین کے بعد مرزا غلام احمد صاحب کے فرزند مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ دوم منتخب ہوئے اُن کی وفات کے بعد مرزا ناصر احمد صاحب خلیفہ سوئم منتخب ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے برادر محترم مرزا طاہر احمد صاحب جانشین ہوئے پہلی چھ سالہ خلافت کے سوا اب تک انہی کا خاندان خلافت پر فائز ہے۔ احمدی جماعت میں غالب اکثریت پنجابی پس منظر کے لوگوں کی ہے۔

موجودہ خلیفہ: ربوہ کے احمدیوں کا سربراہ اور خلیفہ مرحوم مرزا طاہر احمد جو لندن میں بیت فضل میں رہتا تھا۔ مرحوم مرزا طاہر احمد صاحب کے بعد موجودہ خلیفہ وقت مرزا مسرور احمد ہیں۔ جو ہر جمعہ کو خطبہ دیتے ہیں جو پاکستان کے ٹائم کے مطابق 5:00pm پر MTA کے ذریعہ دنیا بھر میں لائیو نشر ہوتا ہے۔ جو کافی دیگر زباتوں میں بھی نشر ہوتا ہے پاکستان میں احمدیوں کی تقریباً تمام عبادت گاہوں پر ڈش انٹینے لگے ہوتے ہیں اور کھاتے پیتے لوگوں کے گھروں پر بھی ڈش لگی ہوگی اس طرح ڈش سے وہ اپنے حاضر خلیفہ وقت کا ہر جمعہ کو خطبہ سنتے ہیں۔

ختم نبوت اور اسلام: ختم نبوت درحقیقت نوع انسانی کے لئے اس بیش بہا شرف و امتیاز کا اعلان ہے جو نوع انسانی خُدا کے آخری پیغمبر کی مخاطب بنائی جائے جس کے بعد اسے کسی نئی وحی و کسی نئی آسمانی ہدایت، راہنمائی کی ضرورت نہیں رہی اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے جس کی حدود مقرر ہیں یعنی وحدت، الوہیت پر ایمان انبیاء پر ایمان اور رسول کریم کی ختم رسالت پر ایمان دراصل یہ آخری یقین یہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے۔

پاکستان میں احمدیوں کو اقلیت قرار دینا: ۱۹۵۳ء میں قادیانیوں کے خلاف بڑے مظاہرے ہوئے کئی لوگ مارے گئے اور بہت سارے زخمی ہوئے یہ سلسلہ ۱۹۷۰ء تک جاری رہا پاک بھارت جنگ کے بعد اور بنگلہ دیش کے قیام کے بعد ایک بار پھر مذہبی اختلافات نے سر اُٹھایا اور ذوالفقار علی بھٹو دور میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور ان کو آئین اور قانون کے لحاظ سے دائرہ اسلام ہی سے خارج قرار دیا ۱۹۸۴ میں جنرل ضیا الحق کے آرڈیننس میں ان پر پابندیاں لگا دی گئیں اور پہلی دفعہ ان کے کھلے عام اذان دینے اور نماز پڑھنے پر بھی پابندی لگا دی گئی اور ان کی مسجدوں پر کلمہ لکھنے کی بھی پابندی لگائی اور ان لوگوں کو حج پر بھی جانے کی اجازت نہیں پاسپورٹ اور شناختی کارڈ فارم پر ان کے لِئے الگ کالم بنا دیا گیا ہے جس میں وضاحت کی گئی کہ آپ کلمہ کے منکر تو نہیں ہیں احمدی تو نہیں ہیں اور حضورؐ کو خاتم الانبیاء مانتے ہیں یا نہیں۔ مذکورہ بالا آرڈیننس کے ذریعہ احمدیوں کو اپنے تیئں مسلمان کہنے سے روکا اور ایسا کرنے والوں کے لئے قید و جرمانے کی سزاؤں کا اعلان ہُوا۔

ارکان اسلام: ارکان اسلام میں سے پہلا رُکن کلمہ شہادت ہے یعنی یہ اعتراف کرنا اور گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں وہی اللہ کا پیغام لائے ہیں اور اسلام کے سارے احکام انہوں نے آ کر بتائے ہیں ان ارکان میں دوسرا رکن نماز پڑھنا، تیسرا زکوۃ دینا، چوتھا رمضان کے روزے رکھنا اور پانچواں خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے مکہ جانا اور حج کرنا ہے سرکاری فیصلوں اور عالموں کے فتوؤں کے لحاظ سے احمدی ان پانچ ارکانِ اسلام کے علاوہ جہاد کو نہیں مانتے حالانکہ مرزا صاحب نے جہاد کو ملتوی کیا ہے حرام قرار نہیں دیا۔ قربانی کی عید پر قربانیاں دیتے ہیں احمدی کلمہ طیبہ کے قائل ہیں قبلہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ نماز، روزہ، عبادات و رسومات سب کی سب اہلِ سُنت و جماعت فقہ حنفی سے نقل کی گئی ہیں۔ تصوف کے قائل نہیں عبادات فقہ احمدیہ کے مطابق ادا کرتے ہیں جس کو فقہ کمیٹی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے مرتب کیا ہوا ہے۔

دِہ یکی: ہر احمدی اپنے مال کو خُدا تعالیٰ کی امانت خیال کرتا ہے جو لوگ سلسلہ تربیت کے نیچے آ چکے ہیں وہ ماہوار سولھواں حصہ دینی کاموں کے لئے بطور لازمی چندہ دیتے ہیں۔ اس چندہ کے علاوہ اور بہت سے چندوں میں بھی ان کو حصہ لینا پڑتا ہے اس کے علاوہ ایک راسخ العقیدہ معیاری احمدی جو سلسلہ تربیت کے نیچے آ چکا ہے اپنے اپنے اخلاص کے مطابق اپنی آمدنی اور جائیداد سے دسویں حصہ سے تیسرے حصہ تک حسب حالات وصیّت کرتا ہے۔

بہشتی مقبرہ: سب سے پہلا بہشتی مقبرہ قادیاں گاؤں میں تعمیر ہوا مرزا صاحب نے سب سے پہلے قادیاں گاؤں میں آباد ہونے والوں کو بہشت میں

داخل ہونے کی بشارت دی۔ کوئی بھی احمدی چاہے عرب، ترکستان، ایران یا دنیا کے کسی بھی گوشہ میں بیٹھا ہو۔ وہ روحانی تشنگی کے لیے قادیاں کی طرف رُخ کرتا ہے مرزا صاحب کے پیروکاروں نے ربوہ میں بھی بہشتی مقبرہ بنایا۔ لاہوری گروپ نے قادیان کی بجائے اپنا مرکز لاہور میں قائم کیا ہے۔ احمدی جماعت کے زیادہ تر مکالمات اور مخاطبات ایسے ہیں جو احمدی حضرات کو بہشتی مقبرہ اور دیگر مختلف مقاصد کے لِئے دل کھول کر رقومات جمع کرانے کا پابند بناتے ہیں اور جائیداد کو جماعت احمدیہ کے نام وصیت کرنے پر راغب کرتے ہیں۔

روح کا مخلوق ہونا: مرزا غلام احمد صاحب کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کا سارا مضمون مرزا صاحب نے خاص الٰہی تائید سے لکھا باون (۵۲) بڑی زبانوں میں اس کتاب کے تراجم اوران کی طباعت واشاعت کا کام ہو چکا ہے۔ نظریہ یہ ہے کہ اس کتاب کے مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ خود بخود کھل جائے گا اور قرآنی سچائی دن بدن زمین پر پھیلتی چلی جائے گی۔

اس کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کے حوالے سے ہر سال ۲۶ تا ۲۹ دسمبر کو قادیاں (انڈیا) میں بہت بڑا روحانی اجتماع ہوتا ہے جس میں دنیا بھر سے احمدی حضرات روحانی تشنگی حاصل کرنے کے لئے وہاں جاتے ہیں اس کتاب کے صفحہ نمبر ۰ ا پر یوں لکھا ہے۔ یہ بات نہایت درست اور صحیح ہے کہ روح ایک لطیف نور ہے جو رحم مادر کے اندر ہی سے پیدا ہو جاتا ہے بلکہ رحم مادر میں جسم انسانی کی پرورش کے ساتھ ساتھ یہ بھی پیدا ہوتی جاتی ہے۔ خُدائی کتاب کا یہ منشا نہیں ہے کہ روح الگ طور پر آسمان سے نازل ہوتی ہے یا فضا سے زمین پر گرتی ہے اور

پھر کسی اتفاق سے نطفہ کے ساتھ مل کر رحم کے اندر چلی جاتی ہے بلکہ یہ خیال کسی طرح صحیح نہیں۔ احمدیت کے نزدیک روح ایک مخلوق ہے جس وقت بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے روح اس وقت پیدا ہوتی ہے جب جسم رحم مادری میں کچھ ایسی کیفیات سے گزرتا ہے کہ اس میں سے ایک لطیف جوہر نکل آتا ہے جسے روح کہتے ہیں جب یہ جوہر جسم میں اپنا تعلق کامل کر لیتا ہے تو اُسی وقت انسانی قلب حرکت کرنے لگتا ہے اور انسان زندہ ہو جاتا ہے روح اپنی طاقتوں کے اظہار کے لئے ہمیشہ جسم کی محتاج ہے اور جب جسم اس کی طاقتوں کے اظہار کے نا قابل ہو جاتا ہے وہ اسے چھوڑ دیتی ہے جس وقت جسم روح کو چھوڑتا ہے اس کا نام موت ہے۔

روح کی دوسری پیدائش، جس قادرِ مطلق نے روح کو قدرت کاملہ کے ساتھ جسم میں سے ہی نکالا ہے۔ اس کا یہی ارادہ معلوم ہوتا ہے کہ روح کی دوسری پیدائش کو بھی جسم کے ذریعہ سے ہی ظہور میں لاوے روح کی حرکتیں ہمارے جسم کی حرکتوں پر موقوف ہیں۔

ثواب و عذاب اخروی جسمانی ہیں یا روحانی؟: اگلے جہان کی کیفیات جسمانی بھی ہیں اور روحانی بھی جسمانی تو وہ ان معنوں میں ہیں کہ روح انسانی معاً ترقی کر کے اپنے لئے ایک جسم تیار کرے گی جس طرح کہ اس دنیا میں ہم چیزوں کو دیکھتے ہیں اور روحانی ان معنوں میں کہ وہ اس مادہ کی نہیں ہوں گی جس مادہ کی اس دنیا کی چیزیں ہیں اور یہ ہو بھی کب سکتا ہے۔ کیونکہ دنیا سے روح کو دوسرے جہان میں منتقل تو اسی وجہ سے کیا گیا ہے اب اگر وہاں اسی قسم کے میوے اور اسی قسم کے دودھ اور اسی قسم کے شہد ہوتے ہیں اور اسی قسم کی آگ

اور اسی قسم کا دھواں ہوتا ہے جیسے کہ اِس دنیا میں ہوتا ہے تو روح کو جسم سے جُدا کرنے کی کیا ضرورت تھی روح کو جسم ہی کے ساتھ اٹھا لیا جاتا۔

لیکن یہ ضرور ہے کہ وہاں لطیف روحانی اجسام ہوں گے وہاں کی جسمانی حالت یہاں کی روحانی حالت کے مشابہ ہوگی وہاں اسی دنیا کی نعمتیں بالکل ہی اور قسم کی ہیں یعنی وہ چیزیں دنیا کی چیزیں نہیں ہونگی مگر اپنی ظاہری شکلوں میں ان سے مشابہ ہوں گی جنت ایک غیر محدود سیر گاہ ہے دوزخ ایک قید خانہ ہے دوزخ ایک محدود مقام کا نام ہے دوزخی اپنے علاقہ سے نہیں نکل سکتا دوزخی تکلیف میں ہوں گے لیکن جنتی جہاں چاہے جائے اس کے لئے ہر مقام جنت ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جنت صحیح علم کے حصول اور پھر اس کے مطابق صحیح عمل کرنے اور ان دونوں کے ذریعہ سے خُدا تعالیٰ کا قرب اور اتصال حاصل کرنے کا نام ہے۔

بہشت کے پھل: جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کئے انہوں نے اپنے ہاتھ سے ایک بہشت کو بنایا ہے جس کے درخت ایمان اور جس کی نہریں اعمال صالحہ ہیں۔ اسی بہشت کا وہ آئندہ بھی پھل کھائیں گے اور وہ پھل زیادہ نمایاں اور شیریں ہوگا چونکہ وہ روحانی طور پر اسی پھل کو دنیا میں کھا چکے ہونگے اسی لئے دوسری دنیا میں اسی پھل کو پہچان لیں گے اور کہیں گے کہ یہ تو وہی پھل معلوم ہوتے ہیں جو پہلے ہمارے کھانے میں آ چکے ہیں۔

دوزخ اور بہشت دونوں اصل میں انسان کی زندگی کے اظلال اور آثار ہیں کوئی ایسی نئی جسمانی چیز نہیں ہے کہ جو دوسری جگہ سے آوے یہ سچ ہے کہ وہ دونوں جسمانی طور سے متمثل ہوں گے۔ مگر وہ روحانی حالتوں کے اظلال و آثار

ہوں گے ہم لوگ ایسے بہشت کے قائل نہیں ہیں کہ صرف جسمانی طور پر ایک زمین میں درخت لگائے گئے ہوں اور نہ ایسی دوزخ کے ہم قائل ہیں جس میں درحقیقت گندھک کے پتھر ہیں۔ بلکہ عقیدہ کے موافق بہشت دوزخ انہیں اعمال کے انعکاسات ہیں جو دنیا میں انسان کرتا ہے۔

گانا بجانا: مرزا صاحب کا حکم ہے کہ گانا بجانا نہ سنیں سچے خواب دیکھنے کے لیے وظیفوں اور استخارہ پر بہت زور دیا گیا ہے۔

طباعت اشاعت: قادیانی فرقے کے لوگ بڑی تیزی کے ساتھ طباعت و اشاعت کے کام میں مصروف ہیں انگریزی اور اُرُدو رسالوں کے ذریعے سے تبلیغ کا کام کرتے ہیں اور اپنے مذہبی نظریات کو بڑی وسعت کے ساتھ ہر طرف پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

کُتب: قرآن وحدیث کے بعد احمدی فرقے کے بانی کی تقریباً ۸۰ کتابیں ہیں جو ان کے نزدیک مقدم ہیں۔ اُن میں مشہور کتب (۱) کشتی نوح (۲) براہین احمدیہ سرفہرست ہیں اُردو لغت میں براہین کا مطلب برہان کی جمع یعنی دلائل، دلیلیں۔

براہین احمدیہ کی کتاب ۱۸۸۰ سے ۱۸۸۴ تک اس کی چار جلدیں تھیں اب اِن جلدوں کی تعداد (۵) ہے براہین احمدیہ کے موضوع الہام، قرآن اور خُدا تعالٰی کی قدرت اور اِس کے علم کی وسعت خُدا کی خالقیت اور اس کی ملکیت براہین احمدیہ میں الہامی بشارتیں بھی تحریر ہیں۔

براہین احمدیہ میں لکھتے ہیں کہ خُدا نے فرمایا ہے۔ مَیں (مرزا غلام احمد) آدم ہوں، مَیں نوح ہوں، مَیں ابراہیم ہوں، مَیں اسحاق ہوں، مَیں یعقوب ہوں، مَیں

اسماعیل ہوں، مَیں مُوسیٰ ہوں، مَیں داؤد ہوں، مَیں عیسیٰ ابن مریم ہوں۔

سابقہ کتب میں تحریف: مرزا غلام احمد صاحب پہلی آسمانی کتابوں توریت، زبور، انجیل کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ کتابیں آنحضرت کے زمانہ تک ردی کی طرح ہوچکی تھیں اور بہت جھوٹ ان میں ملائے گئے قرآن میں فرمایا گیا ہے کہ یہ کتابیں محرّف ومبدل ہیں۔

تحریک جدید: آج کل احمدی جماعت کے سربراہ لندن میں رہتے ہیں اور وہاں پر ہر سال جولائی کے آخر میں جلسہ ہوتا ہے اور دُنیا بھر سے احمدی حضرات شامل ہوتے ہیں۔ احمدی جماعت کا دعویٰ ہے کہ اب وہ ۱۸۹ ملکوں میں پھیل چکے ہیں اور ان سارے ملکوں کا الگ الگ انتظام ہے تاہم عالمی مرکز ربوہ (پاکستان) ہے۔ اپنی تعداد کروڑوں میں بیان کرتے ہیں ۶۴ سے زیادہ زبانوں میں پورا یا جزوی طور پر قرآن کا ترجمہ کرچکے ہیں۔ ۲۹۹ بیوت الذکر ۱۸۶ مشن ہاؤسز اور ۶۳۱ نئے مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہے ان کا بڑا پریس لندن میں ہے ہر سال خلیفۃ المسیح الخامس لندن کے سالانہ جلسے کے دوسرے دن اپنی ترقیات کا ذکر اپنی تقریر میں کرتے ہیں۔ اس وقت مختلف ممالک میں احمدی جماعت کی ۳۸۰ سے زیادہ مساجد ہیں اور ان مساجد کا یورپین ممالک پر خاص طور پر بڑا اثر ہے ربوہ میں مختلف ممالک کے لئے مبلغین تیار کرنے کے لئے جامعہ احمدیہ کا انسٹی ٹیوشن موجود ہے اور صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے دفاتر کی نہایت شاندار عمارتیں ربوہ میں موجود ہیں اِس سرزمین میں احمدیت کا وجود جنگل میں منگل کا نظارہ پیش کررہا ہے۔

نام کتب

(۱) مذہب اسلام، مولوی نجم الغنی خان رامپوری، ضیا القرآن پبلیکیشنز لا ہور۔

(۲) دین بہائی اور احمدیت، سید محمد علی شاہ، بہائی پبلشنگ ٹرسٹ، کراچی۔

(۳) ختم نبوت تحریک احمدیت، پرویز، طلوع اسلام ٹرسٹ لا ہور۔

(۴) ۷۳ فرقے، موسیٰ خان جلالزئی، فکشن ہاؤس مزنگ روڈ لا ہور۔

(۵) اہل حرم کے سومنات، زاہد حسین مرزا، مجلس صوت الاسلام میر پور۔

(۶) ہماری مذہبی جماعتوں کا فکری جائزہ، مولانا محمد احمد عثمانی،

ادارہ فکر اسلامی ۲۴۰ گارڈن ایسٹ کراچی نمبر ۳۔

(۷) اسلامی اصول کی فلاسفی تصنیف لطیف مرزا غلام احمد قادیانی۔

(۸) فقہ احمدیہ عبادات پیشکش تدوین فقہ کمیٹی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔

(۹) اسلامی انسائیکلو پیڈیا، سید محمد قاسم محمود، الفیصل اردو بازار لا ہور۔

باب نمبر 24

دین الٰہی

گوہر شاہی : گوہر شاہی ۲۵ نومبر ۱۹۴۱ء کو ایک چھوٹے سے گاؤں ڈھوک گوہر شاہ ضلع راولپنڈی میں پیدا ہوئے والد کا نام سید گوہر علی شاہ دادا مغلیہ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں ریاض احمد گوہر شاہی نے تین سال تک سہیون شریف کی پہاڑیوں اور لال باغ میں چلہ کشی کی اللہ کو پانے کی خاطر دُنیا چھوڑی پھر اللہ کے حکم ہی سے دوبارہ دُنیا میں آئے ۔ ریاض احمد گوہر شاہی نے ۱۹۸۰ء میں باقاعدہ تنظیم کے ذریعے تبلیغ کا کام شروع کیا لیکن اہلِ بیت والے مولوی اور جماعتیں ان کے خلاف سربستہ ہوگئیں۔

عقیدہ: جو مذہب آسمانی کتابوں کے ذریعہ قائم ہوئے وہ درست ہیں بشرطیکہ ان میں رَدوبدل نہ کی گئی ہو۔ دین الٰہی کے مطابق سات قسم کی جنت اور سات قسم کی دوزخ ہے جنتوں کے نام خلد، دارالسلام، دارالقرار، عدن، الماوی، نعیم اور فردوس ہے۔ دوزخ کے نام سقر، سعیر، لظی، حطمہ، جحیم، جہنم اور ہاویہ ہے۔

جشن شاہی : ۱۵ رمضان ۱۹۷۷ء گوہر شاہی نے دعویٰ کیا کہ اللہ کی طرف سے خاص الہامات کا سلسلہ شروع ہوا ہے اس لئے اِسی خوشی میں جشن شاہی ہر سال ۱۵ رمضان کے روز منایا جائے۔ پھر گوہر شاہی نے دعویٰ بھی کیا کہ چاند سورج حجر اسود شومند اور کئی مقامات میں تصویر گوہر شاہی نمایاں ہے پھر دعویٰ کیا شخصیت مہدی کالکی اوتار اور مسیحا یہی ہے۔

انسانی پیدائش : گوہر شاہی کہتے ہیں جب اللہ نے رُوحوں کو بنانا چاہا تو کہا کُن تو بے شمار رُوحیں بن گئیں۔ اللہ کے سامنے اور قریب ارواح نبیوں کی دوسری صف میں ولیوں کی تیسری صف میں مومنین کی پھر عام انسانوں کی پھر حدِ نگاہ سے دُور صف میں عورتوں کی رُوحیں بن گئیں پھر اِن کے بعد رُوح حیوانی پھر رُوح نباتاتی پھر رُوح جمادی جن میں ہلنے جلنے کی طاقت نہ ہو۔

کرہِ ارض کا وجود : کرہ ارض ایک آگ کا گولا تھا حکم ہوا ٹھنڈا ہو جا پھر اس کے ٹکڑے فضا میں بکھر گئے چاند مریخ مشتری یہ سب ٹکڑے ہیں سورج باقی ماندہ گولا ہے یہ زمین راکھ سے بنی۔

فرمانِ گوہر شاہی : تمام انسانوں کی ارواح اس دُنیا میں کئی بار دوسرے جسموں میں جنم لیتی ہیں پاکیزہ لوگوں کی ارواح پاکیزہ جسموں میں آتی ہے۔

نام کتب

(۱) دینِ الٰہی، ریاض احمد گوہر شاہی محمد یونس الگوہر۔

باب نمبر25

ذِکری

عنوانات

۱- ذکری
۲- پہلا اور دوسرا نظریہ
۳- ذِکری سیدوں کا خاندان
۴- ذِکری یا مہدوی
۵- ذِکری فرقہ کی وجہ تسمیہ
۶- آبادی
۷- رسم ورواج
۸- مذہبی پیشوا
۹- امام مہدی
۱۰- مذہبی رسومات، ذِکر، کشتی، چوگان
۱۱- ذِکری فرقہ کی نمازیں، کلمہ توحید
۱۲- ایمان مفصل
۱۳- ذِکری ایمان
۱۴- روزہ، زکوۃ، حج
۱۵- چلہ امامنا مھدی
۱۶- جنت
۱۷- زیارت
۱۸- ذِکری فرقے کی عبادت گاہ
۱۹- ذِکری فرقے کی کتابیں
۲۰- ذِکری علماء
۲۱- ذِکری اور شیعہ عقیدہ کا فرق
۲۲- سُنی مسلک سے اختلاف
۲۳- دوسرے فرقوں کے الزامات
۲۴- ذِکری عقائد
۲۵- بلوچ قبائل کا مذہبی مزاج
۲۶- بلوچوں کے توہمات

ذِکری : بلوچستان کا اکثریتی مذہب حنفی العقیدہ اہلِ سُنت و جماعت کا ہے حتیٰ کہ بلوچستان کے نزدیک ایران میں بسنے والے بلوچ بھی سُنی العقیدہ ہیں اگرچہ بلوچوں کی لوک روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حضرت علی کے مرید تھے۔ اور یزید سے ان کی جنگیں رہیں لیکن موجودہ شیعہ میں عقائد رکھنے والے بلوچ نہ ہونے کے برابر ہیں البتہ مکران کے علاقے میں ذِکری مذہب کے ماننے والے بلوچوں کی تعداد بہت ہے۔ اس فرقہ کی زیادہ تعداد مکران لسبیلہ اور جھالاواں کے بعض علاقوں تک محدود ہے۔ یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ اِس فرقہ کا اصل بانی کون تھا اس کی ابتدا کیسے ہوئی۔ زیادہ تر مورخین و محققین نے اس فرقہ کا تعلق مہدی جونپوری کی تحریک سے جوڑا ہوا ہے۔ دَر وجود اور مہدی نامہ جو ذِکری فرقہ کی مستند کتابیں فارسی زبان میں لکھی گئی ہیں۔ اس میں سید محمد جونپوری کے حالاتِ زندگی تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔

ذِکری فرقہ کے متعلق پہلا نظریہ: مکران کے ذِکریوں کا خیال ہے کہ مہدی جونپوری جن کا اصل نام سید محمد ہے۔ (فرح جو وادی ہلمند میں ہے) پہنچے چونکہ سید محمد جونپوری کے مخصوص خیالات و نظریات کی بدولت اُن کو ہندوستان سے نکال دیا گیا تھا۔ پھر وہ مکہ مکرمہ اور شام کے بعض مقامات مقدسہ کی زیارت کے بعد وہ ایران سے براستہ لار (لارستان) کیچ مکران میں داخل ہوئے اور کوہ مراد (تربت کے نزدیک پہاڑ ہے) پر ڈیرہ ڈالا جہاں (۱۰ سال) تک انہوں نے اپنے عقائد و نظریات کی تبلیغ کی اور اس علاقے کی مکمل آبادی کو اپنے حلقہ ارادت میں داخل کرنے کے بعد ان کا انتقال ہوا۔

دوسرا نظریہ: دوسرا نظریہ ہے کہ یہ فرقہ اس علاقے میں سید محمد جونپوری کے

ایک مرید میاں عبداللہ نیازی اور دیگر مریدان کے ذریعے آیا ایک رائے یہ بھی ہے کہ ابوسعید بلیدی (وادی بلیدہ جگہ کا نام ہے اُس کی مناسب سے بلیدی کہلاتے ہیں) جو مکران میں بلیدی خاندان کے پہلے حکمران تھے ابوسعید بلیدی نے سید محمد جونپوری کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور ابوسعید بلیدی کی تبلیغ سے مہدویت کا اثر مکران پر پڑا اور جو بھی اس فرقے میں شامل ہوا وہ ذِکری کہلایا۔سید محمد جونپوری اور ابوسعید بلیدی ہمعصر تھے ابوسعید بلیدی کا تعلق مسقط عمان کے شاہی خاندان سے تھا وہ پندرھویں صدی میں مکران کے پہلے ذکری حاکم تھے ابوسعید بلیدی داعی القرآن کے لقب سے بھی مشہور تھے۔لیکن موجودہ بلوچوں کے ہاں سید محمد جونپوری کے ساتھ مُلا محمد اٹکی کا نام بھی لیا جاتا ہے،مُلا محمد اٹکی کو ذِکری فرقے کا بانی قرار دیتے ہیں۔ذِکری فرقہ پر سب سے بڑا الزام یہ ہے کہ ذِکری مُلا محمد اٹکی کو آخری پیغمبر مانتے ہیں اور کلمہ بھی اسی کا پڑھتے ہیں لیکن ذِکری مُلا محمد اٹکی کو کلیتاً نہیں مانتے یہ بہتان ہے اور حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ملا محمد اٹکی کے حالات اور نام و نسب نامہ کے بارے میں کوئی تاریخی حوالہ دستیاب نہیں مگر ذِکری فرقہ کا آغاز مکران کے بلیدی حکمرانوں کے عہد سے ہوا ذِکریوں کے مذہبی رہنما ملا مراد گچکی کے انتقال کے بعد اُن کے بیٹے ملک دینار گچکی کی وجہ سے ذِکری فرقہ خوب پھلنے پھولنے لگا قلات کے میر نصیر خان نے اس ذِکری فرقہ کے خلاف کافی تشدد کا راستہ اختیار کیا جس کی وجہ سے ذِکری فرقہ کے ہزاروں لوگ مکران سے نکل کر لسبیلہ اور کراچی چلے گئے موجودہ وقت میں اِس فرقہ کے پیروکاروں کی اچھی خاصی تعداد ہے لیکن ذِکری فرقہ کے علماء زیادہ تر اپنے مذہب کو خفیہ رکھتے تھے۔

ذِکری سیدوں کا خاندان چار مختلف دائروں میں منقسم ہیں۔

(۱) کلانچی مُلائی (موسیٰ زئی خاندان صرف کلگ کلانچ میں آباد ہے جبکہ تمام دائروں میں عیسیٰ زئی خاندان کے لوگ آباد ہیں سید عیسیٰ نوری)۔

(۲) اور مارہ کولواہ گر یشنک وجاؤ (عیسیٰ زئی مُلائی خاندان)

(۳) کیازی مُلائی خاندان سید غوث علی شاہ ابن سید احمد شاہ سید جہانیاں وسید احمد کبیر کے توسط سے امام موسیٰ کاظم اور حضرت علی سے جاملا تے ہیں

(۴) شیخ خاندان اپنا شجرہ نسب شیخ جنید بغدادی کے توسط سے امام موسیٰ کاظم امام حسین سے ملاتے ہوئے حضرت علی تک لے کر جاتے ہیں۔

ذِکری فرقہ کے چاروں پیشوائے خاندان سب کے سب سید کہلاتے ہیں۔ عیسیٰ اور مُوسیٰ زئی مُلائی خاندان اپنا جدِ امجد سید امام باقر، امام زین العابدین اور امام حُسین اور حضرت علی سے ملاتے ہیں۔ گچکی خاندان تین صدیوں سے مکران میں آباد ہیں راجپوت نسل سے تعلق ہے گچکیوں نے بلیدیوں کے دور میں ذِکری فرقہ اپنا لیا تھا ملا مراد نے دراصل ذِکری فرقے کے عقائد کو ایک نئی شکل دی۔ انہوں نے ذِکری مذہب کو اسلام سے علیحدہ کر کے نئی سوچ اور نئی فکر کا الگ تھلگ تصور دیا مکرانی ذِکریوں کا عقیدہ ہے کہ سید محمد جن کو مہدی مراد اللہ بھی کہتے ہیں۔ مدینہ اور مکہ سے کیچ (مکران) تشریف لائے کوہ مُراد (پہاڑ) پر سکونت کی دس سال اللہ کی عبادت کی تمام مکران میں مہدویت پھیلائی۔

ذِکری یا مہدوی: ذکری اور مہدوی کے ایک فرقہ ہونے کا ثبوت ایک قدیم تاریخی دستاویز بنام تاریخ خاتم سلیمانی قلمی نسخے سے حاصل ہوا ہے یہ دستاویز

صدیوں سال قبل حیدر آباد دکن سے ملک سلیمان نے ۱۲۲۲ ہجری میں تصنیف کی
ہے۔ ذکری یا مہدوی فرقہ کے بانی سید محمد جونپوری ہیں ان کا اصل نام سید محمد تھا وہ
دانا پور کے شہر جونپور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد سید عبداللہ کے جو سید خان سے
نام سے مشہور تھے دو فرزند پیدا ہوئے جن کے نام سید احمد اور سید محمد تھے۔ دعویٰ
مہدویت نے سید محمد کے باپ کا نام میاں عبداللہ مقرر کیا ہے مہدویہ کا عقیدہ یہ ہے
کہ تصدیق مہدویت سید محمد جونپوری کی فرض ہے اور انکار مہدویت کا کفر ہے۔ سید
محمد جونپوری نے اکبر کے زمانے میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ مکران کے ذکری ان
کی وفات کو تسلیم نہیں کرتے ان کا عقیدہ ہے کہ وہ فرح (پہاڑ) سے غائب ہو گئے۔
کچھ ذکری سید محمد جونپوری کی وفات افغانستان کے صوبہ فرح میں ۱۵۰۵ء میں
مانتے ہیں۔ سید محمد جونپوری نے میراں کے نام سے بھی کافی شہرت پائی مہدی
کو میراں کے نام سے یاد کرنا دونوں میں یکساں موجود ہے مختلف وقت کے حاکموں
نے ذکریوں اور سنیوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے اُن پر الزام لگایا کہ انہوں نے
خانہ کعبہ کی بجائے کوہ مراد کو حج قرار دے دیا۔ ذکریوں کو زبردستی کہا کہ وہ کوہ مراد پر
آ کر حج کے فرائض انجام دیں۔ تربت کے قلعہ کے پاس بڑا حوض تعمیر کیا جس کا نام
چاہ زمزم رکھا۔ اور آہستہ آہستہ بہت سی تبدیلیاں کیں صفا مروہ عرفات کو امام مسجد
طوبیٰ کہا۔ ایک روایت میں سید محمد ابن جعفر یہاں آئے اور انہوں نے مہدویت کی
تعلیم یہاں پھیلائی کہتے ہیں کہ سید محمد کی دو بیویاں تھیں ایک کا نام بی بی زینب اور
دوسری کا نام بی بی رحمتی تھا ان کا ایک لڑکا بنام عبدالکریم پیدا ہوا انہوں نے مہدویت
کی تعلیم دی۔

ذِکری فرقہ کی وجہ تسمیہ: یہ فرقہ ذِکری نام سے مشہور ہے اور یہی اس فرقہ کی وجہ شناخت ہے۔ دراصل لفظ ذِکری ذِکر سے نکلا ہے اس فرقے کے لوگوں کو ذِکری اس لئے کہا جاتا ہے کہ ذِکری فرقہ کے بانی نے ذِکر خداوندی پر بہت زور دیا۔ ذِکری اس شخص کے لئے استعمال ہوتا ہے جو اللہ کا ذِکر باقاعدگی کے ساتھ سرانجام دے۔ چنانچہ ذِکری فرقہ ذِکرِ خداوندی بجالانے اور کثرت سے ذِکر کرنے کی وجہ سے اس نام سے مشہور ہو گئے اور یہی اس فرقہ کی وجہ تسمیہ ہے۔ ذِکر الٰہی دو طریقوں سے کیا جاتا ہے ذِکرجلی اور ذِکرخفی ذِکرجلی کو باجماعت بلند آواز میں ادا کیا جاتا ہے اور ذِکر خفی کو تنہا یکسوئی میں ادا کیا جاتا ہے۔

آبادی: ذِکری تاریخ تقریباً چھ سو سال پرانی ہے اس فرقہ کے ماننے والوں کو ذِکری نام سے پہچانا جاتا ہے ذِکری زیادہ تر بلوچستان اور خاص طور پر مکران کے ساحلی علاقوں میں آباد ہیں کراچی میں ان کی اچھی خاصی آبادی ہے سندھ میں شہداد پور اور سانگھڑ میں بھی آباد ہیں۔ ایران بلوچستان کے جنوب مشرق میں بھی ان کی کافی آبادی ہے ان کی تعدار کے بارے میں صحیح مردم شماری نہیں ہو سکتی۔ لیکن آل پاکستان مسلم ذِکری انجمن جو ذِکری فرقے کا قانونی ادارہ ہے۔ اس کے ریکارڈ کے مطابق ذِکری فرقہ تقریباً دس لاکھ نفوس پر مشتمل ہے جو بیشتر قبائل پر مشتمل ہے۔ بلیدی، کلمتی، کلانچی، عمرانی، ساجدی، رئیس، بزنجو، سنگر، سادات، محمد حسنی، سیہ پاد، چلمر زئی، لانگو اور کوہ بلوچ مہدیوں کا بھی اسی بنیادی عقیدے سے تعلق ہے جن کی تعداد بیس لاکھ کے قریب ہے جو ہندوستان میں حیدرآباد، دکن میسور، بنگلور، جھیور، پونا، احمد آباد، راجھستان اور بمبئی میں آباد ہیں پاکستان میں یہ کراچی حیدرآباد شکار پور

میں رہائش پذیر ہیں یہ برصغیر کے غیر بلوچی زبان بولنے والے لوگ ہیں۔ ذکری اور مہدوی فرقہ نظریاتی طور پر ایک ہی فرقہ ہے لیکن ان میں کچھ فرق موجود ہے۔

رسم ورواج: پاکستان میں ذِکریوں کا تعلق اکثر بلوچ قبائل سے ہے ذِکری لوگوں کی رسم ورواج، شادی بیاہ خوشی غمی مکمل بلوچی روایات کے مطابق ہیں۔ سُنی بلوچ اور ذِکری بلوچ ایک جیسی رسم ورواج کے پابند ہیں۔ اکثر گھرانوں میں کچھ افراد خانہ ذِکری ہیں تو کچھ سُنی ہیں اکثر ساحلی علاقوں میں ماہی گیری کرتے ہیں۔

مذہبی پیشوا: ذِکری مذہبی پیشواؤں کو مُلائی یا شیخ (بلوچی میں شہہ) کہا جاتا ہے اور سید بھی کہلاتے ہیں مذہبی مرشد کا بہت احترام کرتے ہیں پیری ومریدی کو بہت اہمیت حاصل ہے ہر ذِکری کسی مُرشد کا مرید ہے۔

امام مہدی: ذِکری مسلک میں امام مہدی آخرالزماں کو ایک خاص مقام حاصل ہے جو شک وشبہ سے بالاتر ہے اُن کے ہاں جس طرح نبی اور رسول من جانب اللہ مامور کئے جاتے ہیں قیامت تک اُن کی امامت کا قائم ہونا لازم ہے۔ ذکری عقیدہ کے مطابق امام مہدی آخرالزماں کا ظہور ہو چکا ہے اور امام مہدی (سید محمد جونپوری) نے شہر جونپور میں ولادت فرمائی ہے۔ امام مہدی علیہ سلام نے کبھی بھی پیغمبری کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی انہیں ذکری پیغمبر مانتے ہیں وہ انہیں امام مانتے ہیں۔ امام مہدی علیہ اسلام نے اپنے پیروکاروں کو مال ودولت کے ذخیرہ کرنے کی سختی سے ممانعت کی ہے۔ امام مہدی علیہ اسلام نے قرآن اور اللہ کے منشا کے مطابق تشریح کی ہے۔ قرآنی آیات میں سے کوئی نہ منسوخ ہے اور نہ ہی ایک آیت دوسرے کی تضاد ہے۔ مسلمان پر واجب ہے کہ وہ امام مہدی کے ظہور پر ایمان لائیں کیونکہ امام

مہدی رسول اللہ کے آخری جانشین ہوں گے مہدی اولادِ علی سے ہوں گے۔ ملا محمد اٹکی کو ذکریوں کا مہدی ماننا تاریخی طور پر درست نہیں ذکری ان کو پیغمبر یا مہدی آخر الزماں نہیں مانتے۔

ذِکری فرقہ کے امام مہدی نے ارکان اسلام کے ساتھ ساتھ دین اسلام میں طریقت کا راستہ بھی اپنایا مندرجہ ذیل تعلیمات کی دعوت دی اور اُن کی تلقین وتاکید کی۔

(۱)ترک دُنیا (۲)ذکر کثیر (۳)طلب دیدار خدا (۴)توکل علی اللہ

(۵)صحبت صادقین (۶)عذلت از خلق (۷)عشر (۸)ہجرت۔

امام مہدی کی تبلیغ ۲۳ سال پر محیط ہے امام مہدی نے بہ امر اللہ و بدلیل قرآن ذکر کثیر طلب دیدارِ خدا صحبت صادقین وغیرہ جو اصول دین ہیں مرد اور عورتوں پر فرض کئے۔ ذکر کو افضل ترین عبادت قرار دیا گیا ذکری شرعی مسائل میں زیادہ تر امام اعظم ابوحنیفہ سے اتفاق کرتے ہیں۔

مذہبی رسومات: عبادت میں تین چیزوں کا تعلق ہے۔ ذکر، کشتی، چوگان۔

ذِکر: چونکہ ذِکری مذہب میں ذِکر بھی نماز کی طرح فرض عبادت ہے اس لئے روزانہ پانچ مرتبہ ادا کیا جاتا ہے ذِکر الٰہی دو طریقوں سے کی جاتی ہے۔

۱-ذکر جلی ۲-ذکر خفی۔

ذِکری فرقے کے ہاں ذِکر دوام اور ذِکر کثیر پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ فرقہ ذکری نام سے مشہور ہو گیا ذکری ہر عبادت میں ان کو پڑھتے ہیں۔

کشتی: یہ بھی ایک خاص قسم کا ذِکر ہے جو ہر ماہ کی اُس چودھویں کی رات کو ہوتا ہے جب جمعہ پڑے نیز ماہ ذوالحج کی دس تاریخ تک ہر رات کشتی کی عبادت

ہوتی ہے ختنہ اور شادیوں کے موقعہ پر بھی محفل کشتی ہوتی ہے۔ عید الاضحیٰ کی قربانی سے فارغ ہونے کے دوسرے دن بھی مجلس کشتی لازمی طور پر منعقد ہوتی ہے۔ لیکن رات کے وقت کشتی (کشتی اور چوگان ایک ہی چیز ہے) کی عبادت کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ تمام لوگ ایک دائرے میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایک خوش الحان خاتون یا مرد دائرے کے بیچ میں کھڑے ہو کر مہدی کی ثناء میں اشعار پڑھتے ہیں اور دائرے کے لوگ اس دائرے میں رقص کرتے ہوئے ان اشعار کو دھراتے ہیں۔ جب گانے والے لفظ ''ہادیا'' پر پہنچتے ہیں تو دائرے والے ''گل مہدیا'' پکار اُٹھتے ہیں۔ جب سب تھک جاتے ہیں تو کشتی ختم ہو جاتی ہے۔ دیہات قصبات میں عورتیں علیحدہ علیحدہ ذکر کشتی منعقد کرتی ہیں لیکن پہاڑی بلوچوں کے ہاں مرد، عورتیں بلا امتیاز حصہ لیتے ہیں۔

چوگان: جس طرح درویش اور صوفی وجد کی حالت میں مزاروں پر (قوالی) سماع کرتے ہیں اسی طرح چوگان بھی سماع کی ایک قسم ہے۔ اس میں نہ کوئی ساز بجایا جاتا ہے اور نہ کوئی ساز بجانے والا اوزار استعمال ہوتا ہے صرف مرثیہ کی شکل میں گایا جاتا ہے۔ چوگان کا انعقاد شادی بیاہ کے مواقع پر بھی ہوتا ہے چوگان میں حصہ لینے والے لوگ دائرے کی شکل میں کھڑے ہو کر اشعار کے بول کے ساتھ حرکت کرتے ہیں اور دائرے میں گھومتے ہیں۔ گول دائرے کے بیچ میں ایک خوش الحان مرد یا عورت کھڑے ہو کر اکثر بلوچی فارسی اور کبھی کبھی عربی زبان میں اظہار عقیدت کے طور پر مہدی کی ثناء میں گیت گاتے ہیں اور دوسرے لوگ جو چوگان میں شامل ہوتے ہیں یعنی دائرے کے باہر وہ بھی بلند آواز سے مل کر گاتے ہیں۔ چوگان عموماً رات کے

وقت ذِکر خانے کے سامنے منعقد ہوتا ہے۔ چوگان کے موقع پر ہزاروں کی تعداد میں اشعار پڑھے جاتے ہیں ذِکری اکثر بڑی راتوں میں کوہ مراد پر محفل چوگان منعقد کرتے ہیں یہ کوئی فرض یا لازمی چیز نہیں بلکہ چوگان موجب ثواب ہے۔ چوگان کو پہلے نوبت کہا جاتا تھا وقت کے بدلنے کے ساتھ ساتھ یہی نوبت بدل کر چوگان بن گیا جو اس وقت ذکری فرقے کی عبادت کا ایک حصہ ہے۔ ذکری محلوں میں یا کوہ مراد پر اکثر بڑی راتوں میں محفل چوگان منعقد کیا جاتا ہے مرد اور خواتین اپنی اپنی الگ الگ اجتماعات یا مجلس گاہوں میں محفل چوگان منعقد کرتے ہیں۔

(۱) چوگان کے شرکاء کو جوالی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

(۲) چوگان ذِکریوں کی نفلی عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔

(۳) سال میں سب سے بڑا چوگان ۲۷ رمضان المبارک کی رات کو بعد عشاء کے اور دوسرا دس ذوالحج کو منعقد ہوتا ہے۔ عقیدہ یہ ہے کہ سید محمد جونپوری کو حکم ہوا کہ آسمان کی طرف دیکھو جب اُدھر نگاہ کی تو دیکھا کہ تمام آسمان اور بہشتیں حور وقصور کے ساتھ آراستہ کی گئیں ہیں سید محمد نے شبِ قدر میں اِس نماز کو اپنے گیارہ اصحاب کے ساتھ امامت کر کے نماز دوگانہ ادا کی نماز دوگانہ فرض ہے ذِکری چوگان کو بموجب ثواب مانتے ہیں۔

(۱) ذِکرِ جلّی: جو اجتماع میں باجماعت بلند آواز میں پڑھا جاتا ہے۔

(۲) ذِکرِ خفّی: جو تنہا یکسوئی میں پڑھا جاتا ہے بعض اوقات میں صرف ذکر پڑھا جاتا ہے اور بعض میں ذکر کے بعد نماز ادا کی جاتی ہے بالکل اسی طریقے سے یعنی قیام، رکوع، سجود اور قعدہ (صرف رکعت کی تعداد میں کمی بیشی کے علاوہ)۔

ذِکری فرقہ کی نمازیں: ذِکری پانچ وقت عبادت کرتے ہیں ذکری عبادت ذکرو نماز دونوں پر مشتمل ہیں ذکر یعنی لا الہٰ الا اللہ اور اللہ کے دیگر اسماء کا ورد اور قرآنی آیات کی تلاوت دوطرح کی ہیں ذکر جلی اور ذِکر خفی۔ ذکری شیعہ حضرات کی طرح دِن میں تین مرتبہ نماز باجماعت پڑھتے ہیں مگر شیعہ حضرات کی طرح عصر کی نماز اور مغرب کی نماز عشاء کے ساتھ اکٹھا نہیں کرتے ذِکریوں کی نماز فجر، ظہر اور عشاء باجماعت ہوتی ہے۔

آخری ذِکر نیم شب کا ہے جو خفی ہوتا ہے اور فرداً فرداً ادا کیا جاتا ہے کلمہ کا وَرد **لا الـه الا الـلـه** ہے جو ایک ہزار مرتبہ دہرایا جاتا ہے اور ہر سویں ورد کے بعد ایک سجدہ ادا کیا جاتا ہے (مطلب دس سجدے)۔

کلمہ توحید: **لاالـه الاالـلـه الـمـلـک الحق المبین** نور پاک، نور محمد رسول اللہ صادق الوعدلا مین۔ یہ بھی عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کی آیت **الـذکـر والـصـلـوة** کا مطلب فقط ذِکر ہی ہے۔

ذِکری فرقہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ پر قرآن مجید نازل ہو چکا تھا۔ لیکن مہدی صاحب تاویل ہے سید محمد جونپوری اگرچہ حضورؐ کے پورے پورے تابع ہیں لیکن رُتبے میں دونوں برابر ہیں ذکری قرآن مجید کو اپنی دینی کتاب تسلیم کرتے ہیں اور باقاعدہ تلاوت بھی کرتے ہیں۔

ذکری ایمان مفصل: ایمان لایا میں نے اللہ پر اور اِس کے فرشتوں پر اور اِس کے رسُولوں پر اور روزِ قیامت پر اور ان کے اندازہ اچھائی اور برائی پر جو سب اللہ کی طرف سے ہے بعد از موت جی اُٹھنے پر۔

ذکری ایمان: ہر ذکر (نماز) میں ان کو پڑھتے ہیں ترجمہ اللہ ہمارا معبود ہے محمد ﷺ ہمارے نبی ہیں قرآن کریم وحضرت مہدی ہمارے امام ہیں ہم ایمان لائے اور تصدیق کی۔ امامت کے ذکر میں مہدی کا ذکر ہے ذاتِ مہدی تمام عالمِ اسلام کا مسلمہ مسئلہ ہے اکثر مکاتبِ فکر کا نظریہ ہے کہ مہدی کا ظہور قیامت کے قریب ہوگا پھر حضرت عیسیٰ ظہور فرمائیں گے لیکن ذِکری فرقہ مہدی کی آمد پہ یقین رکھتے ہیں یہی ایک بنیادی اختلاف ہے کہ ذِکری سید محمد جونپوری کو امام مہدی کے طور پر تسلیم کرتے ہیں۔

روزہ: ذِکری مسلک میں رمضان کے روزوں کو فرض مانا جاتا ہے اور بے شمار ذِکری رمضان میں روزہ رکھتے ہیں۔ (نوٹ: ذِکری رمضان کے روزے دوسرے اسلامی فرقوں کی طرح جو شروع ہوتے ہیں وہی روزے رکھتے ہیں) رمضان کے علاوہ ایامِ بیض ہر مہینہ کی (تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں) تاریخوں کا بھی روزہ رکھتے ہیں۔ یعنی ہر ماہ تین روزے عقیدہ یہ ہے کہ حضرت آدم اور حضرت بی بی (حوا) کو جب جنت سے نکالا گیا تو انہوں نے ان تاریخوں میں روزہ رکھا تھا۔ اس کے علاوہ ذِکری دوشنبہ کے روز بھی روزہ رکھتے ہیں کیونکہ اس دن حضورؐ کی ولادت ہوئی تھی۔ ذوالحج کے نو دنوں کے روزے فرض ہیں جن کے بعد دسویں ذوالحج کو قربانی بھی فرض ہے۔ ۲۵ رمضان سے ۲۷ رمضان تک ذِکری تربت میں کوہ مراد (پہاڑ) پر زیارت کے لیئے جاتے ہیں۔ ان دنوں میں کوہ مراد پر ذکر، چوگان کشتی اور دیگر مذہبی رسومات ادا کرتے ہیں اور ۲۷ رمضان کے بعد وہ پھر اپنے اپنے علاقوں میں واپس چلے جاتے ہیں۔ سندھ اور بلوچستان سے ذِکری زائرین سواریوں کے ذریعے یا

پیدل سفر کر کے کوہ مراد (تربت) کی زیارت تک پہنچتے ہیں۔

زکوۃ: ذکریت کا ایک بنیادی اصول عشر ہے یعنی مال کا دسواں حصہ اللہ کی راہ پر خرچ کرنا واجب ہے۔ ذکری فرقہ کے ہاں صرف ایک یہی ٹیکس ہے اور وہ ہے عشر یعنی مال کا دسواں حصہ ذکری عقائد کے مطابق ہر قسم کا مال تجارت زراعت وصنعت ہر قسم کی آمدنی کا دس فیصد عشر دینا واجب ہے۔ ذکری عقیدہ کے پیرو مہدی نے اپنے پیروکاروں پر عشر فرض قرار دیا ہے جو کہ آمدنی کا دسواں حصہ ہے (نوٹ دوسرے اسلامی فرقوں میں مال کا ڈھائی فیصد پر زکوۃ نکالنا ہوتی ہے) ذکری فرقہ میں زکوۃ سے کوئی آدمی بھی بری الذمہ نہیں ہوسکتا چاہے غریب ہو یا امیر سب پہ دس فیصد لازمی ہے۔

حج: ذکریوں پر الزام ہے فریضہ حج تربت میں کوہ مُراد پر ادا کرتے ہیں ذکری اس جگہ کو خانہ کعبہ کا قائم مقام تصور کرتے ہیں اور کوہ، مراد کی زیارت کو حج تصور کرتے ہیں۔ یہ جگہ ذِکریوں کے خلیفہ اول ملا مراد کے نام سے منسوب ہے جس کے عین اُوپر ایک سیاہ پتھر نصب ہے جس کے گرداگرد ذِکری طواف کرتے ہیں اور حجرِ اسود کی طرح اسے بوسہ دیتے ہیں۔ ذِکریوں نے اب اس جگہ کا نام بدل کر زیارت شریف کے نام سے معروف کروایا ہے۔ ذکری فرقہ پر یہ محض بہتان تراشیاں ہیں جن کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اس طرح کے الزامات فرقہ کو بدنام کرنے کی مذموم کوشش کے سوا کچھ بھی نہیں۔

چلہ امامنا مھدی: امامنا محمد مھدی کا ابتدائی عہد کمال زہد و تعشق اور استغراق و استہلاک باطنی میں اس حد تک گزرا کہ پے در پے روزہ رکھتے ہوئے شب و روز یادِ

الٰہی میں مشغول رہتے تھے اسی اثناء میں آپ پر" انت المہدی "یعنی تومھدی ہے کا خطاب وارد ہوا۔ کافی برسوں بعد اپنے مھدی موعود ہونے کا اعلان کیا امامنا حضرت مھدی کے مسلک میں بھی گوشہ نشینی اور چلہ کشی اوراس طریقے کو پسند فرماتے ہیں۔ امامنا مھدی کے پیروکاروں میں بے شمار عقیدت مند چلہ کشی کواپنائے ہوئے ہیں۔

جنت: جنت کے کل آٹھ طبقے ہیں۔

(۱) جنت السلام اس کو جنت المجازات بھی کہتے ہیں۔

(۲) جنت الخلد اور جنت المکاسب ہے۔

(۳) جنت المواھب۔

(۴) جنت الاستحقاق اور جنت الفطرت اور جنت النعیم ہے۔

(۵) جنت الفردوس (۶) جنت الفضیلت۔

(۷) جنت الصفات (۸) جنت الذات۔

زیارت: (کوہ مُراد) ذکریوں میں زیارت شریف کے نام سے معروف ہے کوہ مراد تربت شہر سے تین کلومیٹر جنوب کی طرف ایک وسیع وعریض میدان میں نسبتاً کم بلند ٹیلہ پر واقع ہے کوہ مُراد پر ذِکریوں کی عقیدت کا بنیادی سبب مہدی کا یہاں قیام اور عبادت ہے۔ ذِکری عقیدہ کے مطابق امام مہدی اِس پہاڑی پر اپنے صحابہ کے ہمراہ دس برس تک یادِ خُدا اور ذِکر وفکر میں مشغول رہے کوہ مراد دراصل ذِکری عقیدہ کے مطابق ان کے لِئے ایک رُوحانی یادگار ہے ذِکری اکثر مقدس راتوں میں جمع ہوکر امام مہدی اوران کی بابرکت جماعت کی یادتازہ کرتے ہیں ذکری یہاں جمع ہوکر با جماعت ذِکرالٰہی کی مجالس منعقد کرتے ہیں ذکری زائرین باطہارت و باوضو پاک

صاف لباس پہن کر کوہ مراد پر ذکر الٰہی با جماعت ادا کرتے ہیں جن میں مرد اور عورتیں الگ الگ ٹولیوں میں جا کر زیارت کرتے ہیں۔ ایک عام تاثر یہ ہے کہ کوہ مراد کا نام مُلا مراد گچکی کے نام سے پڑا ہے۔ مُلا مراد نسلاً گچکی تھے وہ ذکریت کے سرگرم مبلغ تھے اور درویش منش انسان تھے کوہ مراد پر امام مہدی کے اور اصحابوں کے ہمراہ زائرین کی خدمت گزاری کرتے تھے۔ یہاں تک کہ زیارت شریف پر خاک روبی کو اپنے لیئے قابلِ فخر سمجھتے تھے کوہ مُراد کو مُرادوں کا پہاڑ بھی کہتے ہیں۔ نظریہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ ہستی نے اس پہاڑ پر دس سال ذکر و بندگی میں گزارے۔ کوہ مراد پہاڑ دیگر پہاڑوں سے چھوٹا ہے یہ پہاڑ ایک خاص اہمیت کی جگہ ہے جہاں زائرین جا کر ذکر و فکر کے ساتھ اللہ کے حضور اپنے گناہوں سے مغفرت کی دُعائیں مانگتے ہیں نہ یہ حج ہے نہ حج کی طرح رسومات کا مرکز۔

ذِکری فرقہ کی عبادت گاہ: ذِکری فرقہ کی عبادت گاہ وہ جگہ ہے جہاں پر ذِکر کیا جاتا ہے اُسے ذِکر خانہ بھی کہتے ہیں اس ذِکر خانے کا رُخ کسی خاص سمت کی طرف نہیں ہوتا اور نہ ہی اس میں کوئی محراب ہوتی ہے۔ جیسے مسجدوں کا رُخ کعبہ کی طرف ہوتا ہے ذِکریوں کے ذِکر خانہ کا کوئی رُخ نہیں ہوتا چاروں سمت جس طرف چاہیں ذِکر خانہ کا منہ کر لیتے ہیں۔

ذکر فرقے کی کتابیں: ذکری فرقے کی چند مذہبی مشہور کتابیں۔

(۱) آصف الکتاب دیوان در وجود شیخ محمد دُرافشاں اِس کتاب میں ۲۴۱۲ فارسی کے اشعار ہیں۔ شیخ محمد دُرافشاں ۱۰۴۰ھ میں قصر قند (ایران) مکران میں پیدا ہوئے ۱۱۲۰ھ میں ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی والد کا نام شیخ جلال اور دادا شیخ عمر جن کا

سلسلہ نسب پانچویں پشت پر حضرت جنید بغدادی سے جا ملتا ہے۔ شیخ محمد درافشاں نے ہزاروں کی تعداد میں فارسی شعر کہے انہوں نے اپنا تخلص محمد رکھا مگر لوگوں نے ان کو درافشاں کا لقب دیا مگر بلوچی زبان میں دُرافشاں کے نام سے مشہور ہوئے اصل نام شیخ الفطام ہے مگر شیخ محمد درافشاں کے نام سے فارسی کے عظیم شاعر بھی مشہور ہوئے اِن کے مجموعہ کلام کا نام درِ وجود ہے۔ جو ذکریوں کے ہاں قلمی نسخہ ہے جو کہ فارسی زبان میں ایک شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے۔ شیخ محمد دُرافشاں بلند پایہ صوفی شاعر تھے ان کی فکر میں غواثاں حق و معرفت کے لئے عمیق گہرائی موجود ہے دراصل ان کی شاعری میں اسرار الٰہی، رموز کائنات پر غور فکر خدمت خلق اور اخلاق حمیدہ کو پروان چڑھانا ان کے کلام کا خاص جزو ہے۔ درافشاں کے مجموعہ کلام میں لوگوں کو تعصب ونفرت قہر وغرور بغض، کینہ جیسی اخلاقی بیماریوں سے پرہیز کرنے کی بھی تلقین فرمائی ہے۔

(۲) دیوان درصدف قاضی ابراہیم کشانی پنجگوری کی تصنیف ہے اس میں ۳۴۸۶ اشعار ہیں

(۳) انگین نامہ نثر میں ملا اعظم کی تصنیف ہے جو ۶۰۰ صفات پر مشتمل ہے۔

(۴) چند اور قلمی نسخے نثریں جیسے رسالہ عزیز لاری، درِ وجود ذکری فرقے کی مستند کتابیں ہیں ان قلمی نسخوں میں بھی سید محمد جونپوری کا ذکر موجود ہے۔

(۵) ذِکری فرقے کے نامور شعرا شیخ جلال قصر قندی میر عبداللہ جنگی شیخ سلیمان اور دیگر کئی ایک نے مختلف موضوعات پر بھی کتابیں لکھی ہیں مثلاً تاریخ مکران، تاریخ ذکریت و مہدویت پوری تفصیل سے درج ہیں ان کتابوں میں راہ شریعت،

طریقت، حقیقت اور معرفت پر بھی بحث کی گئی ہے۔

ذکری علماء: ذِکری ملاؤں کا عام ذِکریوں پر بڑا اثر ہوتا ہے پرانے رسم و رواج قائم رکھنے پر زیادہ زور دیتے ہیں تعویز گنڈے بھی رائج ہیں اور منت پوری ہونے پر نذرانہ دیا اور لیا بھی جاتا ہے۔

ذِکری فرقہ اور شیعہ فرقہ کا بنیادی فرق:

(۱) شیعہ فرقہ کے عقیدہ کی بنیاد امامت پر ہے ان میں بارہ اماموں میں ہر امام اختیارات کا مالک ہوتا ہے۔ ذِکری فرقہ اِس عقیدہ پر ایمان نہیں رکھتا یہاں ذِکری عقیدہ اہلِ سُنت و جماعت سے زیادہ ملتا ہے۔

(۲) امام مہدی اثنا عشری (شیعہ) عقیدے کی رُو سے بارہویں امام جو پیدا ہو کر سات سال کی عمر میں غائب ہو گئے شیعہ بارہویں امام مہدی کے منتظر ہیں۔ ذِکری عقیدہ میں مہدی کا نظریہ اور ایمان یہ ہے کہ ذِکریوں کو کسی امام مہدی کے آنے کا انتظار نہیں۔ بلکہ وہ کہتے ہیں جس مہدی نے آنا تھا وہ مہدی سید محمد جونپوری کے رُوپ میں آ گئے ہیں۔

(۳) شیعہ کلمہ: **لا الٰہ الا اللہ** محمد رسول اللہ علی ولی اللہ ذِکری کلمہ **الاالٰہ لا اللہ** نور پاک نور محمد رسول اللہ صادق الوعد الامین۔

(۴) شیعہ بارہ (۱۲) اماموں کے عقیدے کے پابند ہیں اور ان کی شریعت کو مانتے ہیں ذِکری فقہ امام اعظم ابوحنیفہ کو مانتے ہیں۔

(۵) شیعہ نماز ہاتھ کھول کر پڑھتے ہیں اور کربلا معلےٰ سے حاصل کی ہوئی مٹی کی ڈھلی (خاکِ شفا) پر سر رکھ کر سجدہ کرتے ہیں ذِکری ہاتھ باندھ کر نماز ادا کرتے ہیں

(۶) شیعہ تین وقت نماز با جماعت پڑھتے ہیں ذِکری بھی تین وقت با جماعت نماز پڑھتے ہیں ذکریوں کے ہاں پانچ وقت عبادت مقرر ہے۔

(۷) شیعہ رمضان میں روزہ رکھتے ہیں لیکن ذِکری رمضان کے علاوہ ایام بیض ہر مہینے کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کو روزہ رکھتے ہیں۔

(۸) ذِکری فرقہ اللہ کو وحدہ لاشریک مانتے ہیں۔

سُنّی مسلمانوں سے نظریاتی اختلاف: مکران میں کیچ کا شہر ذِکریوں کے لئے مقدس شہر ہے اور وہاں انہوں نے ایک ٹیلہ بنایا ہوا ہے جسے وہ کوہ مراد کہتے ہیں۔ الزام ہے کہ انہوں نے ایک اور کعبہ بنا کر اسلام کے بنیادی عقیدے کی خلاف ورزی کی ہے۔ ذِکری امام مہدی کے تصور کو تسلیم کرتے ہیں یعنی ایک نجات دہندہ جو عیسیٰ مخالف دجال کے بعد دُنیا میں آئے گا۔ قرآن میں امام مہدی کا ذِکر نہیں لیکن مسلمان عام طور پر اس پیشنگوئی پر یقین رکھتے ہیں۔

ذِکریوں کی مقدس ہستی سید محمد مہدی ۱۴۴۳ء میں جونپور یعنی آج کل کے اتر پردیش میں پیدا ہوئے۔ وہ سُنّی فرقہ اسلام کے عالم تھے جنہوں نے بعد میں مہدی ہونے کا اعلان کر دیا اور پھر افغانستان کے صوبہ فرح میں ہجرت کر گئے جہاں ۱۵۰۵ء میں ان کی وفات ہوئی۔ ذِکری عقیدہ تھوڑا مختلف ہے ان کا دعویٰ ہے کہ سید محمد مہدی مکران میں رہتے تھے۔ جہاں سے وہ مکہ مدینہ شام اور ترکی گئے واپسی پہ مکران آ گئے اور کوہ مراد پر آباد ہو گئے اور مرنے سے پہلے وہ غائب ہو گئے تھے مرے نہیں تھے بلکہ غائب ہو گئے ہیں۔ ذِکری اور مہدوی فرقہ ان دونوں فرقوں کے نظریات ایک ہیں دونوں فرقے ذِکری، مہدوی سید محمد جونپوری کی امامت کو مانتے

ہیں کئی ان دونوں فرقوں کو الگ سمجھتے ہیں اور کوئی ان کو ایک ہی تحریک سمجھتے ہیں۔

ذِکری فرقہ پر دوسرے اسلامی فرقوں کے الزامات:

(۱) ذِکری فرقہ کے مہدی نے شریعت کو یک لخت تبدیل کر دیا۔

(۲) نماز، روزہ، زکوۃ اور حج منسوخ کئے گئے۔

(۳) مُلا اٹکی ذِکریوں کا آخری نبی تھا۔

(۴) کوہ مراد کو حج قرار دیا گیا۔

(۵) برہان التاویل یا کنزالاسرار آسمانی کتاب ہے جو مہدی پر اتری ہے۔

(۶) برین کہور (ایک جنگلی درخت) پر آسمانی کتاب اُتاری گئی برین کہور جس پر مہدی کی کتاب برہان اُتارنے کا ذِکر کیا جاتا ہے۔ جب ایک ذِکری مرتا ہے تو مردے کا رُخ کوہ مراد کی جانب کیا جاتا ہے اور برین کہور (جنگلی درخت کا نام ہے) سے پتے توڑ کر کفن میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔ مذہبی پیشوا سے ایک سرٹیفکیٹ حاصل کیا جاتا ہے جو مردے کو جنت تک پہنچنے میں معاون مددگار ثابت ہوتا ہے ذِکری نماز نہیں پڑھتے صرف ذِکر کرتے ہیں۔

مخالفین کا سب سے بڑا اعتراض ذِکری فرقہ پر ہے کہ وہ منکر نماز ہیں اور اسلام کے مطابق جو نماز کا منکر وہ اسلامی دائرے سے خارج ہے۔

(نوٹ: یہ عجیب وغریب انکشافات حقائق سے کوسوں دور ہیں جن کا دور دور تک کوئی وجود نہیں ذکری فرقے ان کی نفی کرتے ہیں۔)

جمعیت علماء اسلام (فضل الرحمٰن گروپ) نے کئی بار حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ احمدی جماعت کی طرح ذکری فرقے کو بھی خارج از اسلام قرار دیا جائے یا ان

پر پابندی لگائی جائے پاکستان نیشنل پارٹی اور بلوچ سوڈنٹ کو پچاس فیصد ووٹ ذکریوں سے ملتے ہیں اس لیئے وہ زیادہ مخالفت نہیں کرتے۔

ذکری عقائد: ذکری اسلام کے ارکان کو مانتے ہیں ذکری مذہب ہندوستان مہدوی تحریک کی ایک شاخ ہے جس کا مقصد اسلام کی دائمی فکر کو قائم رکھنا ہے اس فکری تحریک کا مقصد عربستان سے آئے ہوئے اسلام کی بنیادی دائمی فکر کو قائم رکھنا مہدویوں کے ذکر کثیر اور طلب دیدار خدا وہ افکار ہیں جس سے انسان کے دل میں خدا کی مہر و محبت میں اضافہ کرتے ہیں۔ مہدیوں کا دوسرا نام دراصل ذکر و فکر اور خدا کو پہچاننے کے لیئے رغبت ہے دنیاوی نظام میں مہدوی مساوات اور برابری کے قائل ہیں ان سب کا بڑا فکری نقطہ ذکر کثیر ہے جو وہ تنہا یا دوسروں کے ساتھ مل کر کرتے ہیں۔

ذکری اسلام کے بنیادی اعتقادات کے پابند ہیں وہ خدا ملائک (فرشتوں) آسمانی کتب، قیامت اور زندگی بعد از مرگ پر ایمان رکھتے ہیں ذکری عقیدہ اسلام کے پیغمبر حضرت محمدؐ کو آخری نبی مانتے ہیں مہدوی ذکریوں کا بنیادی عقیدہ ہے کہ قرآن مجید آخری کتاب اور محمدؐ آخری نبی ہیں۔ اس کے بعد نہ کوئی کتاب آئے گی نہ کوئی نبی ذکری کہتے ہیں قرآن اور نبی کا منکر کافر ہے۔

حضرت آدم کے متعلق عقیدہ ہے کہ وہ ناک کے نیچے سے بالائے سر تک مسلمان تھے، حضرت نوح زیر حلق سے بالائے سر تک مسلمان تھے اور حضرت عیسیٰ زیر ناف سے بالائے سر تک مسلمان تھے دوسری بار جب آئیں گے پورے مسلمان ہو جائیں گے۔ اسلام کے سارے ارکان توحید، نماز، زکوۃ اور حج کو فرض مانتے ہیں

ذکری چاروں خلفاء کی حیثیت اور مرتبہ برابر مانتے ہیں البتہ مہدوی ذکری کہتے ہیں کہ رسول کریم نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ مہدی آئے گا اور اس کی پیروی لازمی ہے ذکری مہدی کو پیغمبر کی حیثیت نہیں دیتے ذکری عقائد، عبادات، احسان، معاملات عبادات میں نماز روزہ حج زکوٰۃ احسان میں ترک دنیا صحبت صادقین ذکر کثیر طلب دیدارِ خُدا آئے ہیں۔ ذکری ہندوستان کے دوسرے مہدیوں کی طرح سید محمد جونپوری کو مہدی مانتے ہیں اور ان کو امامنا حضرت مہدی علیہ اسلام صاحب زمانِ داعی الی اللہ، خلیفہ اللہ اور مراد اللہ کے القاب سے بھی منسوب کرتے ہیں۔ ذکریوں کا خیال ہے کہ جو شخص اُن کو نہ مانے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی نماز یا ذکر الگ طور پر کرتے ہی ذکری شیعہ کی طرح دن میں تین مرتبہ نماز باجماعت پڑھتے ہیں۔

مگر شیعہ حضرات کی طرح عصر کی نماز (ذکر) کو ظہر اور مغرب کی نماز (ذکر) کو عشاء کے ساتھ اکٹھا نہیں کرتے ذکریوں کی نماز فجر ظہر اور عشاء باجماعت ہوتی ہے عصر اور مغرب کی نماز انفرادی پڑھتے ہیں مہدوی ذکریوں کے کسی بھی عالم اور مُلا کی قبریں نمایاں نہیں ہیں ذکریوں کے گاؤں کلگ میں مہدویوں کے پیشوا رہتے ہیں۔

بلوچ قبائل کا مذہبی مزاج: مجموعی طور پر بلوچ بے تعصب اور روادارانہ مذہبی مزاج کے حامل ہیں مذہبی منافرت اور فرقہ بندی ان کے مزاج میں شامل نہیں غیر مسلموں سے بھی انتہائی فراخدلانہ اور مساوی سلوک کرتے ہیں البتہ نظریاتی طور پر اپنے دین سے والہانہ محبت کرتے ہیں۔ بلوچ نہ اپنا مذہب چھوڑتے ہیں نہ دوسروں

کے مذہب میں دخل دیتے ہیں ذِکری کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں لیکن خود نمازی کہلاتے ہیں۔ مذہبی معاملات میں سید اور مُلا کا احترام بھی ان کا عقیدہ ہے بلوچستان میں مزار تو ہر جگہ موجود ہیں تقریباً ہر گاؤں کے قبرستان میں ایک ایسے پیر کا مقبرہ ضرور ہے جسے لوگ احتراماً یاد کرتے ہیں۔ بلوچ قبائل کے مذہبی مزاج کو سمجھنے کے لیئے بلوچ ضابطہ، اخلاق، اقتدار و روایات اور رسم و رواج کی حقیقی رُوح کو سمجھنا ازبس ضروری ہے۔

بلوچوں کے توہمات: بلوچ قبائل میں بہت سی رسوم و توہمات موجود ہیں مثلاً سورج گرہن کے بارے میں کہ جب کوئی بلا انسانوں پر نازل ہوتی ہے تو سورج گرہن اِس بلا کو روکتا ہے سورج گرہن یا چاند گرہن میں حاملہ خواتین کو چلنے پھرنے کی قطعاً اجازت نہیں اِسی طرح مہینہ کا پہلا چاند نظر آنے پر آگ کا الاؤ روشن کرنے کا رواج ہے اگر کسی گھر میں مرگ واقع ہو جائے اور ایک مخصوص ستارہ اسی طرف ہو جس طرف گھر کا دروازہ ہے تو میت کو دروازے سے نہیں نکالا جاتا بلکہ دوسرے طرف کی دیوار کو توڑ کر میت نکالی جائے گی۔

بلوچ قبائل میں گیانچ نام ایک چھوٹے سے پرندے سے سعادت و نحوست کے تصورات کو وابستہ کیا جاتا ہے آغاز سفر میں یہ پرندہ دائیں جانب اُڑتا ہوا یا بیٹھا ہوا ملے تو نیک شگون تصور کیا جاتا ہے اگر پرندہ بائیں جانب اُڑتا ہوا یا بیٹھا ہوا ملے تو منحوس تصور کرتے ہیں اگر لومڑی یا سانپ سامنے سے گزر جائیں تو اپنا سفر ملتوی کر دیتے ہیں۔ بیماروں کو مُلاؤں اور پیروں سے دم کروانا اور خُدا رسیدہ بزرگوں کے مزار کی مٹی کو بطور تبرک استعمال کرنا۔ جنات اور بد ارواح سے بچنے کا ایک دوسرا

ذریعہ لوہا یا لوہے کی بنی ہوئی اشیاء مثلاً تلوار چاقو یا خنجر نومولود بچے کے تکیے کے نیچے یا شادی کی پہلی رات دلہا اور دلہن کے پاس رکھے جاتے ہیں۔ بعض قبائل میں رواج ہے کہ اگر بچے پر جن کے سایہ ہونے کا شک ہو جائے تو علاج یہ ہے کہ کوئی بڑھیا تین مرتبہ سورج نکلنے کے وقت اسے جوتوں سے دھپ دھپاتی ہے۔

جنات اور بدارواح سے بچنے کا ایک اور طریقہ جانور کا صدقہ ہے جانور ذبح کرنے کے بعد اس کا خون گھر کی دہلیز پر یا اندر بھی ڈالا جاتا ہے کپڑے دھو کر انہیں الٹا سکھایا جاتا ہے صرف مُردے کے کپڑے سیدھے سکھائے جاتے ہیں۔ کسی کو پیچھے سے آواز دینا بھی بُرا شگون ہے گھر میں منہ سے سیٹی بجھانا ناخن کاٹنا اور شام کو جھاڑو لگانا بھی بُرے شگون ہیں ان تینوں میں کسی ایک عمل سے گھر میں برکت ختم ہو سکتی ہے عقائد توہمات کی فہرست اگرچہ بہت طویل ہے یہاں صرف ان عقائد و توہمات کا ذکر کیا گیا ہے جو بلوچ قبائل کے ساتھ مخصوص ہے۔

نام کُتب

(۱) بلوچستان تاریخ و مذہب، پروفیسر محمد اشرف شاہین، ادارہ تدریس کوئٹہ بلوچستان۔

(۲) ذکری فرقہ کی تاریخ عبدالغنی بلوچ، آل پاکستان مسلم ذکری انجمن کلری لین کراچی۔

(۳) تنبیہات، مولانا مفتی احمد الرحمٰن، مفتی احمد الرحمٰن ایجوکیشنل پریس پاکستان چوک کراچی۔

(۴) ۷۳ فرقے، موسیٰ خان جلالزئی فکشن ہاؤس مزنگ روڈ لاہور۔

(۵) تفسیر ذکر وحدت، سید نصیر احمد، آل پاکستان مسلم ذکری انجمن کراچی۔

باب نمبر 26

بہائی

عنوانات

حضرت باب: سید علی محمد جو بعد میں باب کے لقب سے مشہور ہوئے پہلی محرم ۱۲۳۵ھ ۲۰ اکتوبر ۱۸۱۹ء کو ایران کے ایک شہر شیراز میں حسنی حسینی سید گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام سید محمد رضا اور والدہ کا نام فاطمہ بیگم تھا (باب کا لفظی معنی دروازہ) امر بہائی کی تاریخ ۲۳ مئی ۱۸۴۴ء سے شروع ہوئی۔

اعلان ظہور: سید علی محمد باب نے ۲۳ مئی ۱۸۴۴ء کی شام جب سورج کو غروب ہوئے دو گھنٹے گیارہ منٹ ہوئے تھے کہ سید علی محمد نے ملا حسین بشروئی کے سامنے امام مہدی اور قائم آل محمد ہونے کا دعویٰ کیا یہ اعلان خفی تھا جو انہوں نے اپنے گھر میں کیا۔ چند ماہ بعد وہ حج کو گئے جہاں اعلان فرمایا اس سال حج اکبر تھا حاجی مکہ میں آئے ہوئے تھے حضرت باب نے خانہ کعبہ کے دروازے کی کنڈی کو تھام کر تین مرتبہ بلند آواز میں اعلان فرمایا ''اے لوگوں میں وہی قائم (مہدی) ہوں جس کے تم منتظر ہو اور فرمایا میں ایک عظیم الشان ظہور یعنی ظہور اعظم الٰہی، مسیحِ موعود کا پیشرو اور مبشر ہوں جو ابھی پردہ جلال میں مخفی ہے حضرت باب (سید علی محمد) ایران کے شہر شیراز کے خانوادہ سادات کے نجیب الطرفین فرزند تھے اور حضرت باب اپنا سلسلہ نسب نامہ نواسہ رسول حضرت امام حسین سے ملاتے ہیں اعلان ظہور کے وقت حضرت باب کی عمر پچیس سال کے قریب تھی اُس وقت حضرت باب پر ایمان لانے والے پہلے اٹھارہ شاگرد اور خود حضرت باب انیسویں تھے یہ اٹھارہ شاگرد حروفِ حیّ کے نام سے مشہور ہوئے۔ اُن تمام اولین مومنین کو حروف حیّ کا لقب دیا حضرت باب (سید علی محمد) نے حروف حیّ کو اعلان ظہور کی خاطر مختلف علاقوں کی طرف روانہ کیا بہت سے لوگ ایمان لے آئے۔ باب کی تعلیمات کی چند کتابوں کے مجموعہ ہیں جن

کا نام (بیآن) رکھا گیا ہے اس کی تعلیم کا خاص موضوع یہ تھا کہ خُدا تک کسی کی رسائی نہیں ہوسکتی انسان صرف کسی مقرر کیئے ہوئے درمیانی کے ذریعہ خُدا تک باریابی حاصل کرسکتا ہے۔

نظریہ: جس طرح حضرت عیسیٰ کے آنے سے پہلے حضرت یوحنا نے بشارت دی تھی کہ میرے بعد حضرت عیسیٰ آنے والے ہیں اسی طرح بہائی نظریہ یہ ہے کہ حضرت سید علی محمد (باب) نے اپنے بعد آنے والے حضرت بہاء اللہ کی بشارت دی۔ حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کی اگرچہ اس دُنیا میں کبھی بالمشافہ ملاقات نہ ہوسکی لیکن حضرت باب نے حضرت بہاء اللہ کی آمد کے لیئے راہ ہموار کی اور حضرت بہاء اللہ کے ظہور کی بشارت دی۔ البتہ حضرت بہآء اللہ حضرت باب پر ایمان لائے اور ان کے امر کی تبلیغ کرتے رہے۔ حضرت بہاء اللہ نے اڈریانوپل (بغداد) میں قیام کے دوران اعلان ظہور فرمایا بابیوں کی غالب اکثریت حضرت بہاء اللہ پر ایمان لے آئی جو بابی حضرات بہاء اللہ پر ایمان لے آئے اب وہ بابی کی بجائے بہائی کہلانے لگے اور اڈریانوپل کے عام باشندے، علماء عمایدین شہر حضرت بہاء اللہ کے گرویدہ ہوگئے۔ یاد رہے کہ حضرت بہآء اللہ کو ایران سے عراق پھر ترکی اور پھر ارض اقدس فسلطین جلاوطن کیا گیا تھا۔

حضرت باب کی وفات: ستمبر ۱۸۴۸ء میں محمد شاہ قاچار وفات پا گیا اور پھر اُس کا بیٹا ناصر الدین شاہ قاچار تخت نشین ہوا مرزا تقی خان نے حضرت باب کو شہید کر کے بابیوں کو ختم کرنے کی کوشش کی حضرت باب کو ۹ جولائی ۱۸۵۰ء کو تبریز میں سات سو پچاس گولیوں کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا گیا حضرت سید علی محمد (باب)

کے ماننے والوں کو بابی کہتے تھے۔

بہائی: بہائی فرقہ ایران سے شروع ہُوا اور اس فرقہ کے بانی کا نام حضرت سید علی محمد باب ہے اِن کے یومِ موعود سے مراد ۲۳ مئی ۱۸۴۴ء ہے اس دن باب نے اعلان ماموریت فرمایا۔

۲۱ اپریل ۱۸۶۳ء کے دن حضرت بہاء اللہ نے بغداد میں اعلان مظہریت فرمایا حضرت بہاء اللہ کے دَور کو یوم الموعود کہا گیا ہے۔ یوم الموعود کو سنسکرت میں یُگ کہا جاتا ہے یعنی ست یُگ (سنہری دور) حضرت بہاء اللہ کے اعلان ماموریت کے وقت جو مذاہب دُنیا میں موجود تھے اُن کے پیرو کار آئے دن آپس میں لڑتے رہتے تھے۔ لیکن بہاء اللہ نے سارے مذاہب کے لوگوں کو امر بہائی میں جمع کر کے وحدت ومحبت کا پرچم بلند کر دیا۔ اِس فرقہ بہائی میں مسلمان، یہودی، صابی، عیسائی، زرتشی اور ہندوؤں کو ایک ہونے کا درس دیا گیا ہے۔ بہائی فرقہ کا عقیدہ ہے کہ جب دُنیا میں بحران اور قوموں میں فساد پیدا ہوتا ہے تو خُدا وشنو (ہندوؤں کی اصطلاح میں) کا روپ دھار کر ظہور کرتا ہے اور فساد و بربادی کو ختم کر دیتا ہے۔ بہائی عقیدہ کے مطابق حضرت بہاء اللہ کے ظہور کے بارے میں تَورات میں سے بشارا تیں پیش کی گئی ہیں۔

حضرت بہاء اللہ تورات (یرمیاہ ۹:۲) کے مطابق پیدا ہوئے ''جو لوگ تاریکی میں چلتے تھے انہوں نے بڑی روشنی دیکھی جو موت کے سایہ کے مُلک میں رہتے تھے اُن پر نور چمکا۔'' اس آیت کی روشنی میں اہلِ بہاء، بہاء اللہ کی پیدائش کو ثابت کرتے ہیں اس بشارت میں روشنی اور نور سے مُراد حضرت بہاء اللہ کی ذات گرامی ہے۔

قرآن سے حضرت بہاء اللہ اپنے آپ کو ثابت کرتے ہیں پہلے تَورات سے

ثابت کیا تھا قرآن کی سورۃ الاسرا آیت ۷۱ پیش کرتے ہیں۔ یہ وہ دن ہوگا جب ہم تمام لوگوں کو ان کے ایک عظیم امام کے ذریعے دعوت حق دیں گے۔

بہائی ثابت کرتے ہیں کہ ان آیات مبارکہ کی رُو سے بخوبی ثابت ہو جاتا ہے کہ حضرت بہاء اللہ ہی وہ ہیں جنہوں نے ظہور فرما کر تمام اقوام عالم اور قبائل جہان کو ایک کلمہ توحید پر جمع کر دیا اب سارے مذاہب عالم گیر امر بہائی میں متحد ہو رہے ہیں

بہاء نام: عربی زبان میں بہاء اللہ کا ترجمہ خُدا کا جلال ہے بہاء اللہ نام میں اسم اعظم پوشیدہ ہے حضرت بہاء اللہ نے اس کی تصدیق کی ہے کہ اسم اعظم "بہاء" ہے۔ لفظ بہاء کے مشتقات بھی اسم اعظم شمار ہوتے ہیں اسم اعظم حضرت بہاء اللہ کا نام ہے۔ یا بھا ابہیٰ ایک استقبالیہ کلمہ ہے جس کا مطلب ہے "اے نور انوار"، "اللہ ابہیٰ" اے سب سے زیادہ نور والے خُدا۔ ان دونوں کی نسبت حضرت بہاءاللہ سے ہے اسم اعظم کا مطلب یہ ہے کہ حضرت بہاء اللہ خُدا کے اسم اعظم میں ظہور فرما ہوئے ہیں یا دوسرے لفظوں میں آپ ظہور اعظم الٰہی ہیں۔ جس کے دور میں دنیا میں امن وامان صحیح طور پر قائم ہوگا یہ اعلان لا ثانی اور بے نظیر ہے۔

حضرت بہاء اللہ: حضرت بہاء اللہ ۱۲ نومبر ۱۸۱۷ء کو طہران میں پیدا ہوئے بہاء اللہ کا ذاتی نام میرزا حسین علی تھا بعد میں بہاء اللہ کے آسمانی لقب سے مشہور ہوئے۔ بہاءاللہ کا آسمانی لقب حضرت باب نے عطا فرمایا تھا حضرت بہاء اللہ مرزا عباس نوری کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ معروف بہ مرزا بزرگ وزیر نوری ایران کے قدیم شاہی خاندان (کیانی) سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت بہاء اللہ کا آبائی وطن نور تھا اپنا سلسلہ نسب حضرت ابراہیم سے ملاتے ہیں۔ حضرت سارہ کے مرنے کے بعد

حضرت ابراہیم نے ایک اور شادی کی حضرت ابراہیم کی تیسری بیوی کا نام قطورہ تھا اور حضرت قطورہ کی چھ اولادیں تھیں اور حضرت بہاءاللہ حضرت قطورہ سے اپنا نسب نامہ ملاتے ہیں۔ بہائی حضرت علی محمد باب کا سلسلہ نسب حضرت اسماعیل سے ملاتے ہیں اور بہاءاللہ کا سلسلہ نسب حضرت قطورہ کی اولاد سے انکا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت باب اور بہاءاللہ کو مامور فرما کر حضرت ابراہیم سے باندھا ہوا عہد پورا کر دیا۔ حضرت بہاءاللہ دو سال تک سلیمانیہ کے پہاڑوں میں عبادت و ریاضت غور و فکر اور راز و نیاز میں محو رہے۔ دو سال بعد جب حضرت بہاءاللہ بغداد تشریف لائے تو بابی جمعیت کی امیدیں روشن ہو گئیں۔ حضرت بہاءاللہ نے انفرادی زندگی کے متعلق جو تعلیمات دی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ محض ایمان لانا کسی شخص کو بہائی نہیں بنا دیتا اس کے لیئے ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر خدائی اوصاف پیدا کرے۔

صعود مبارک: حضرت بہاءاللہ نے اپنی زندگی کے آخری دن سادگی اور سنجیدگی سے گزارے ۲۹ مئی ۱۸۹۲ء کو ۷۵ سال کی عمر میں بخار سے بیمار رہ کر صعود فرمایا آپ کی آخری لوح ''کتاب عہدی'' تھی جس میں بہاءاللہ نے اپنی وصیت اپنی قلم مبارک سے لکھی اور اپنے دستخط اور مہر سے مزین فرمایا اس وصیت میں حضرت بہاءاللہ نے اپنے بڑے فرزند حضرت عباس آفندی جسے بہائی عبدالبہا جس کا مطلب ہے ''خادمِ جلال'' کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ حضرت عبدالبہاء مفسر کلام الٰہی اور تمام اہل جہان کے لیئے بہائی تعلیمات کا نمونہ کامل بنے ان کے وصال کے بعد ان کے نواسے حضرت شوقی آفندی جانشین اور ولی امراللہ مقرر ہوئے حضرت شوقی آفندی کی کوئی اولاد نہ تھی اور نہ ہی آپ نے کسی کو جانشین نامزد کیا تھا حضرت شوقی آفندی نے صیانت و

تبلیغ امر اللہ کے لئے امر بہائی کا اعلیٰ ترین انتظامی ادارہ اور ہیئت معصوم بیت العدل اعظم قائم کیا اس ادارے کے قیام کا حکم حضرت بہاء اللہ نے اپنی مقدس کتاب اقدس میں دیا تھا اب ہر پانچ سال بعد تمام دُنیا کے اہلِ بہاء اس کا انتخاب کرتے ہیں۔

محفلِ روحانی محلی: بہائی جماعت کے نظام میں کوئی ایک شخص پیشوا نہیں ہوتا۔ بلکہ انتخابات کے ذریعے ایسے ادارے وجود میں آتے ہیں جو نیچے سے لے کر اوپر تک دنیاوی و روحانی معاملات کی نگرانی کرتے ہیں چنانچہ محلی سطح پر ہر شہر اور ہر گاؤں میں جہاں ۹ یا ۹ سے زیادہ افراد بہائی ہوں انتخابات کے ذریعے ایک ۹ رُکنی ادارہ وجود میں آتا ہے جس کا نام محفل روحانی محلی (آگے شہر یا گاؤں کا نام ہے)

محفل روحانی ملیّ: ملکی سطح پر ایک ادارہ بنتا ہے جس کا نام محفلِ روحانی ملی (آگے ملک کا نام) ہے۔ تمام محلی محافل اِس محفل ملی کے ماتحت ہوتی ہیں اس کے بھی ۹ ممبر ہوتے ہیں جو اُس ملک میں سے چنے جاتے ہیں۔

بیتِ العدل اعظم: بہائی تعلیمات کے مطابق ہر ظہور الٰہی کی آمد یوم العدل ہے مگر بہاء اللہ کا ظہور اقدس و اعلیٰ وہ یوم العدلِ اعظم ہے۔ تمام ملکوں کی محافل ملیہ اس عالمی ادارے بیت العدل اعظم کا انتخاب کرتی ہے اس کے ممبروں کی تعداد بھی ۹ ہوتی ہے۔ تمام دنیا کی محافل ملیہ اس ادارے کے ماتحت کام کرتی ہیں اس ادارے کا انتخاب پانچ سال بعد ہوتا ہے جبکہ محفل روحانی محلی اور محفل روحانی ملی کا انتخاب ہر سال ۲۱ اپریل تا ۲ مئی ہوتا ہے۔ بہائی لوگ بیت العدل اعظم کو غلطی سے محفوظ کیا گیا ادارہ مانتے ہیں اور اس کا ہر حکم واجب الاطاعت سمجھتے ہیں۔ یہ ادارہ ایسے قوانین تمام دنیا کے بہائیوں کے لئے بنا سکتا ہے جو ان کی الہامی کتاب میں موجود

نہ ہوں البتہ نازل شدہ قوانین میں ردوبدل نہیں کرسکتا۔

اظہارِ رائے: اظہارِ رائے دینی تعلیمات اور نظریات کی تشریح اور غیر مغوص امور کی قانون سازی اب بیت العدل اعظم کے سپرد ہے بہائی نظم اداری میں اظہار رائے کے لئے کسی پراپیگنڈا کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ آراء اور تجاویز طلب کی جاتی ہیں اگر کوئی فرد (بہائی) اگر ضروری سمجھے تو اپنی رائے کسی وقت محفل محلی، محفل ملی یا بیت العدل اعظم کی خدمت میں براہ راست بھی ارسال کرسکتا ہے۔

تعلیم تربیت: نشر و اشاعت اور پیش رفت امر اللہ کے لئے کئی اور مفید اور فعال ادارے بھی ہیں مثلاً بین الاقوامی تبلیغی مرکز برا عظمی ہیئت مشاورین۔ ہیئت معاونین اور ان کے مساعدین بہائی افراد کی تحریروں کی اشاعت محفلِ رُوحانی ملیّ کی نگرانی میں ہوتی ہے۔ کسی فرد (بہائی) کو اپنے طور پر بہائی لٹریچر کی اشاعت کی اجازت نہیں اگر کسی فرد بہائی کو کسی کتاب یا رسالہ کی اشاعت کے بارے میں محفل رُوحانی ملیّ کے فیصلہ سے اختلاف ہو تو وہ یہ معاملہ بیت العدل اعظم کے سامنے پیش کرسکتا ہے جس کا فیصلہ حتمی ہوگا۔

انیس روزہ ضیافت: محفل روحانی محلی کے تحت ہر انیسویں (۱۹) روز دعوت ہوتی ہے جس میں متعلقہ گاؤں یا شہر کے تمام بہائی جمع ہوتے ہیں اور باہم دُعا و مناجات، ملاقات و مشورت کرتے ہیں اور اپنی تجاویز محفل محلی کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

انفرادی احکام: (۱) اللہ کی عبادت ہر دین کا حکم ہے۔

(۲) بہائی دین میں نماز پڑھنے کا حکم صبح، دوپہر، شام ہے۔

(۳) سال میں ایک ماہ یعنی ۱۹ دن کے روزے فرض ہیں۔

(۴) زکوۃ اور حج کا حکم ہے۔

(۵) صبح شام کلام پڑھنا فرض ہے چاہے چار آئتیں ہی پڑھیں۔

(۶) نماز کے لِئے باوضو ہونا ضروری ہے۔

آخرت پر ایمان: عقیدہ یہ ہے کہ ہر انسان مرنے کے ساتھ ہی بہشت یا دوزخ میں پہنچ جاتا ہے فرشتے اُس انسان کو اُس کے عمل کے حساب سے جنت اور دوزخ میں بھیجتے ہیں۔ حضرت باب کی تعلیم یہ ہے کہ قیامت سے مراد آفتاب حقیقت کا تازہ ظہور ہے قیامت کا دن نئے ظہور کا دن ہے بہشت سے مراد خدا کو جیسا کہ وہ اپنے ظہور کے ذریعہ ظاہر ہو پہچاننے اور دوزخ سے مراد خُدا کے عرفان سے محروم رہنا اور خُدائی کمالات کو حاصل نہ کرسکنا اور فضل ابدی کو کھو بیٹھنا ہے۔

حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں کہ وقت کے لحاظ سے کائنات کا کوئی آغاز نہیں حضرت بہاء اللہ سائنس دانوں کی تصدیق فرماتے ہیں کہ اِس دنیا کی آفرینش کی تاریخ صرف چھ دن کی نہیں بلکہ لاکھوں اور کروڑوں برس کی ہے نظریہ ارتقاء قوتِ تخلیق کا انکار نہیں کرتا۔ خالق کی مخلوق ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ تک رہے گی مختلف نظام بنیں گے اور بگڑیں گے۔ مگر کائنات موجود رہے گی تمام اشیاء جو ایک وقت مرکب ہوتی ہیں کسی وقت تحلیل یا تجزیہ پذیر بھی ہو جاتی ہیں مگر ان کے اجزاء ترکیب قائم رہتے ہیں حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں عالمِ وجود اس کی کوئی ابتدا نہیں واضح ہو کہ رب کا بے مربوب تصور میں آنا ناممکن ہے جب کائنات بالکل وجود نہ رکھتی تھی تو یہ خیال خُدا کی الوہیت کا انکار ہے پس چونکہ ذات احدیت یعنی وجود الٰہی ازلی اور

سرمدی ہے یعنی اس کا اول وآخر نہیں تو اِس میں بھی شک نہیں کہ عالم وجود یعنی اِس نامتناہی کائنات کی بھی نہ تو ابتدا تھی اور نہ انتہا ہے۔

آدم اور حوا کے متعلق عبدالبہاء کہتے ہیں حکایت آدم وحوا اور درخت کا پھل کھانا اور بہشت سے نکالے جانا سب رموز ہیں اس میں خُدائی اسرار اور معنی مضمر ہیں اور اس کی تاویل عجیب وغریب ہے۔

حضرت بہاء اللہ اور حضرت عبدالبہا، بہشت ودوزخ کے بارے میں کہتے ہیں آسمانی کتابوں میں دیئے ہوئے بیانات مثلاً بائبل میں پیدائش کا بیان لفظی نہیں بلکہ تمثیلی اور معنوی بیانات سمجھتے ہیں۔آپ کی تعلیمات کے مطابق بہشت حالت کمال اور دوزخ حالت نقص ہے بہشت مشیت الٰہی اور دوزخ ناموافقت ہے بہشت روحانی زندگی کا نام ہے اور دوزخ روحانی موت ہے جسم میں رہتے ہوئے بھی انسان بہشت یا دوزخ میں رہ سکتا ہے بہشت کی خوشیاں روحانی خوشیاں ہیں اور دوزخ کا عذاب ان خوشیوں سے محروم رہنا ہے۔ کہتے ہیں بہشت اور دوزخ کہاں ہے؟ کہہ دے کہ اے شک کرنے والے مشرک! بہشت میرا دیدار ہے اور دوزخ تیرا نفس۔

توحید: بہائی ایک خُدا کو مانتے ہیں ان کا نظریہ یہ ہے کہ سب مخلوق کو اللہ نے پیدا کیا ہے اللہ ہی نے جہان کو پیدا کیا۔ بہائی انسانی شخصیت کی پوجا نہیں کرتے بلکہ اِس بہاء یا جلال الٰہی کی پرستش کرتے ہیں حضرت بہاء اللہ کو خُدا کا وہ معلم اعظم سمجھتے ہیں۔ بہائی تحریروں میں کئی ایسی عبارات ہیں جو مظہرِ ظہور کی کیفیت اور اس کے خُدا سے تعلق کی وضاحت کرتی ہیں۔ خُدا حکم فرماتا ہے کہ ''ہر زمانے اور ہر دور میں ایک خالص اور عیب سے پاک روح کو زمین وآسمان کی ملکوت میں ظاہر کیا جائے'' ''یہ

پُر اسرار اور لطیف ہستی'' یعنی مظہر ظہور انسانی فطرت بھی رکھتا ہے جس کا تعلق ''عالم خلق'' سے ہے اور روحانی فطرت بھی رکھتا ہے جو'' خود ذات الٰہی سے خلقت پاتی ہے۔'' اسے ''دوہرا مقام'' عطا کیا جاتا ہے۔ پہلا مقام جس کا تعلق اِس کی انتہائی باطنی حقیقت سے ہوتا ہے اس کی آواز خود خُدا کی آواز ہوتی ہے دوسرا مقام انسانی مقام ہوتا ہے ''مَیں تمہاری طرح ایک بشر ہوں'''' کہہ دے تعریف ہو اللہ کی کیا میں ایک بشر سے زیادہ ہوں؟ ایک رسول ہوں'' حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں کہ ملکوت روحانی میں تمام مظاہر الٰہیہ کے درمیان ایک ''خالص وحدت'' ہوتی ہے وہ سب 'خُدا کے جمال' کو ظاہر کرتے ہیں اے میرے خُدا جب میں اس تعلق کے بارے میں غور کرتا ہوں جو مجھے تجھ سے جوڑتا ہے تو مَیں تمام مخلوق کے سامنے یہ اعلان کرنے پر مائل ہو جاتا ہوں (''تحقیق میں مَیں خُدا ہوں'')''اور جب میں اپنے آپ پر غور کرتا ہوں تو دیکھو مَیں اپنے آپ کو مٹی سے بھی کم تر پاتا ہوں۔''

پیغمبروں کے بارے میں: خُدا کی پہچان اللہ کے پیغمبروں ہی کے ذریعے سے ہو سکتی ہے۔ اِس لِئے پیغمبروں کو ماننا ان کے حکموں پر عمل کرنا ضروری ہے اِس لِئے بہائی آج تک تمام آنے والے پیغمبروں کو اور ان کے دینوں کو سچا جانتے ہیں اور خُدا کی طرف سے آئے ہوئے پیغمبروں کو مانتے ہیں۔

عورتوں کے بارے میں: بہائی دین میں عورتیں اور مرد برابر ہیں بہائی دین کا نچوڑ ہر قسم کے جھگڑوں کو ختم کرنا ہے اور کسی قسم کا تعصب نہیں کرنا چاہئے نہ زبان نہ مذہب نہ اور قسم کے جھگڑوں میں پڑنا ہے اللہ کی نظر میں سب انسان برابر ہیں سب کے ساتھ برابر کا سلوک کرنا چاہئے۔

شادی: عورت مرد دونوں شادی سے پہلے پاکدامنی کو بہت اہمیت دیتے ہیں اور شادی کے بعد عورت اپنے خاوند کے ساتھ مکمل وفاداری کرتی ہے بہائی فرقہ میں نکاح کی رسم بہت سادہ سی ہوتی ہے۔کونسل کے دو گواہوں کے سامنے نکاح کے موقع پر بہائی فرقے کی کتابِ اقدس میں سے آیات تلاوت کی جاتی ہیں۔اس طرح وہ کونسل نکاح کی تصدیق کرتی ہے بہائی فرقہ میں طلاق کی بڑی سختی سے حوصلہ شکنی کی جاتی ہے بہائی فرقہ میں ایک سے زیادہ بیویوں کی ممانعت ہے۔

نشہ: بہائی فرقہ علاج کے استعمال کے علاوہ سب نشہ آور مشروبات اور ادویات کے استعمال سے منع کرتا ہے۔

دینی پیشوا: بہائی فرقہ میں کوئی دینی پیشوا (ملّا یا مولوی وغیرہ) نہیں ہوتا پیشہ ور ملائیت کو حرام ٹھہرایا گیا ہے تبلیغ ہر بہائی پر فرض کی گئی ہے۔

سلام دُعا : بہائی فرقے کے لوگ جب بھی آپس میں ملتے ہیں تو السلام علیکم یا Good Morning یا اور کوئی لفظ نہیں بولتے بلکہ جب بھی آپس میں سلام دُعا کریں گے تو ایک دوسرے کو کہیں گے اللہ ابہی۔ یہ ان کی ایک دوسرے کے ساتھ السلام علیکم ہوتی ہے اللہ ابہی عربی کلمات ہیں جن کا مطلب ہے اے سب سے نور والے خُدا۔ بہائی اپنی تحریروں کو ''بسم اللہ الابہی''، ''ھوالابہی'' جیسے سرناموں سے سجاتے ہیں۔ استقبالیہ کلمہ اللہ ابہی حضرت بہاء اللہ کے اڈریانوپل میں جلاوطنی کے زمانہ میں اختیار کیا گیا تھا۔

عبادت گاہ: بہائی فرقے کی ایک عبادت گاہ دھلی میں ۱۲۸ ایکڑ میں ہے جس میں رفاہی ادارے بھی کام کرتے ہیں اُس جگہ کا نام بہاپور ہے ویسے تو دُنیا میں کافی جگہوں

پر ایسی عبادت گاہیں ہیں پاکستان میں کوئی نہیں ۔ پاکستان میں جہاں پر بہائی اکٹھے ہوتے ہیں اُس کو بہائی ھال یا بہائی سنٹر کہتے ہیں اور یہی ان کی عبادت گاہ ہوتی ہے۔

کوہ کرمل (کرمل یعنی ''انگورستان الٰہی'') ارض اقدس کا وہ پہاڑ (کوہ کرمل) ہے جس پر حضرت باب کا روضہ مبارک ہے کرمل کو کتاب الٰہی میں کوم اللہ اور کرم اللہ کہا گیا ہے کوم ٹیلہ کو کہتے ہیں مبارک ہیں وہ جو پہنچتے ہیں اور مبارک وہ جو قبول کرتے ہیں بہائی عقیدہ کے مطابق ایلیا نبی کی غار سے بہت قریب ہے اور اِس مقام سے چند میل کے فاصلے پر حضرت بہا اللہ کا روضہ مبارک ہے۔کوہ کرمل اسرائیل میں واقع ہے اور داؤد نبی کے مقبرہ کا روایتی مقام اور یروشلیم کے مقدس شہر کی علامت ہے۔ ۱۸۶۸ء میں اُس وقت اسرائیل وجود میں نہیں آیا تھا اور بہائی عقیدہ یہ ہے کہ کوہ کرمل پر جس مسیحِ موعود نے آخری زمانہ میں آنا تھا وہ آگئے ہیں۔

عکا: مُلکِ شام میں عکا ایک بستی ہے جو دو پہاڑوں کے درمیان واقع ہے اُسے عکا کہا جاتا ہے عکا کو خُدا نے اپنی خاص رحمت سے مخصوص فرمایا ہے۔ عکا عسقلان سے بھی افضل ہے جو کوئی عکا میں کہتا ہے استغفر اللہ خُدا اُس کے سب گناہ بخش دیتا ہے۔ جو کوئی عکا میں اذان دے تو جتنی دُور تک اُس کی آواز پہنچتی ہے اُتنی ہی جگہ اُسے جنت میں ملے گی۔ جو عکا کی زیارت سے رغبت رکھتا اور اُس میں داخل ہوتا ہے خُدا اُس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے جو اُس کی زیارت کی خواہش نہ رکھتے ہوئے نکلتا ہے خُدا اُسے برکت نہیں دیتا۔ جو کوئی عکا میں صبح و شام، رات دن خُدا کا ذکر کرتا ہے تو یہ خُدا کے نزدیک اس بات سے افضل ہے کہ راہ خُدا کے جہاد میں تلواریں اور نیزے اور ہتھیار اُٹھائے۔ عکا قدیم تاریخی شہر ہے جہاں پر بہاء

اللہ کو جلا وطن کیا گیا تھا۔ عکا حکومت عثمانی کا کالا پانی تھا اور بدترین مجرم وہاں قید کئے جانے کے لئے بھیجے جاتے تھے حضرت بہاء اللہ اور اُن کے ساتھ مرد عورتیں اور بچے مل کر ۸۰ یا ۸۴ تھے وہاں انہیں حضرت بہاء اللہ کے ساتھ فوجی بارکوں میں بند کر دیا گیا۔

عین البقر: عین البقر عکا میں ایک چشمہ ہے جو اس میں سے ایک گھونٹ پیتا ہے خدا اُس کے دل کو نور سے بھر دیتا ہے اور قیامت کے دن بڑے عذاب سے اسے امن میں رکھے گا۔ مبارک وہ جس نے عین البقر کا پانی پیا اور اُس پانی سے نہایا کیونکہ حور عین جنت کی کافور عین بقر اور عین سلوان اور چاہ زمزم سے پیتی ہیں مبارک وہ جو اِن چشموں کا پانی پیتا ہے۔ اور اس میں جو نہاتا ہے خُدا قیامت کے دن اُس پر اور اُس کے بدن پر دوزخ کی آگ حرام ٹھہراتا ہے۔

عکا کے فقرآ: حضور نے فرمایا جنت میں بہت سے بادشاہ اور سردار ہونگے اور عکا کے فقرا جنت کے بادشاہ اور سردار ہیں یقیناً عکا میں ایک مہینہ رہنا دوسرے مقاموں پر ایک ہزار سال رہنے سے بہتر ہے اور حضور نے فرمایا مبارک ہیں وہ جو عکا کی زیارت سے مشرف ہوا اور مبارک وہ جس نے عکا کے زیارت کرنے والے کو دیکھا۔ حضور نے فرمایا کہ سواحل میں پایہ عرش سے متعلق ایک بستی ہے جسے عکا کہا جاتا ہے جو شخص وہاں خدمت حق میں کمربستہ محض خُدا کے لئے ایک رات گزارے خُدا تعالیٰ اُس کے لئے قیامت تک صابرین، قائمین، راکعین، ساجدین کا ثواب لکھ دیتا ہے۔

نماز: بہائی دن میں تین دفعہ نماز پڑھتے ہیں با جماعت نماز نہیں پڑھتے اکیلے اکیلے نماز پڑھتے ہیں البتہ نماز جنازہ با جماعت پڑھنے کا حکم نازل ہوا ہے۔ اسلامی فرقوں کی طرح وضو وغیرہ نہیں کرتے اپنا رُخ کعبہ کی طرف نہیں کرتے بلکہ ان کا قبلہ کوہ

کرمل ہے اُس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اپنے مُردے کی قبر پکی بناتے ہیں۔ خُدا کے حضور ہم نے تم پر ۹ رکعات نماز فرض کی ہیں کتاب اللہ کے حکم کے مطابق زیادہ تعداد معاف کر دی گئی ہے اور جب تم نماز ادا کرنے کا ارادہ کرو تو اپنا رُخ میری بارگاہ اقدس کی طرف کر لو۔ یہ وہی مقام اقدس ہے جس کو اللہ نے اعلیٰ مقام طواف ساکنان شہر بقا کی قبلہ گاہ اور باشندگان ارض قرار دیا ہے۔

بہائی فرقے کی کتابِ اقدس:

(۱) بہائی فرقے کی کتاب اقدس عکا میں حضرت بہاء اللہ پر ۱۸۷۳ء میں نازل ہوئی بہائی اسے ام الکتاب کہتے ہیں۔ یہ کتاب ایسے وقت نازل ہوئی جب کہ آپ دشمنوں اور دوستوں کے اعمال کے سبب مصائب میں گھرے ہوئے تھے۔ اور اس میں حدود احکام کا مخزن، سچی خوشی کا سرچشمہ، قسطاسِ اعظم، صراطِ مستقیم اور نوع بشر کو نئی زندگی عطا کرنے والی کتاب اور تمام دنیا کی آسمانی اور مقدس کتابوں میں بے مثل و بے نظیر سمجھتے ہیں۔ اس کتابِ اقدس میں دینی قوانین و مسائل اور ایسے قوانین بھی ہیں جو صرف بہائیوں سے تعلق رکھتے ہیں کچھ قوانین اجتماعی زندگی کے ضامن ہیں اور کچھ قوانین بہائی نظام قائم ہونے کے بعد عمل میں آتے ہیں۔

(۲) اس کتاب اقدس میں ادائے نماز کا حکم دیتے ہیں اذان کا وقت اور ایام متعین کرتے ہیں نماز جنازہ کے سوا باقی باجماعت نماز کی ممانعت فرماتے ہیں قبلہ مقرر کرتے ہیں۔ حقوق اللہ متعین کرتے ہیں وراثت کے احکام کی تفصیل بیان کرتے ہیں مذہبی پیشوائیت کو منسوخ کرتے ہیں ہاتھ چومنے کی ممانعت فرماتے ہیں ایک وقت میں ایک شادی کی اجازت فرماتے ہیں طلاق کی مذمت کرتے ہیں۔

بہائی کیلنڈر: بہائی فرقے کا اپنا کیلنڈر ہے جو بدیع یا بہائی تقویم بدیع شمسی کے نام سے مشہور ہے۔کیلنڈر ۲۱ مارچ سے شروع ہوتا ہےاور بہائی فرقہ کا نیا سال اسی دن سے شروع ہوجاتا ہے سال اُنیس اُنیس دنوں کے ۱۹ مہینوں پر تقسیم ہوتا ہے بہائی فرقے کے کیلنڈر کے مطابق سال کے ۱۹ مہینے ہوتے ہیں۔

بہائی مہینوں کے نام:

(۱) بہاء ۲۱ مارچ (۲) جلال ۹ ۱ اپریل (۳) جمال ۲۸ اپریل (۴) عظمت ۱۷ مئی (۵) نور ۵ جون (۶) رحمت ۲۴ جون (۷) کلمات ۱۳ جولائی (۸) کمال یکم اگست (۹) اسماء ۲۰ اگست (۱۰) عزت ۸ ستمبر (۱۱) مشیت ۲۷ ستمبر (۱۲) علم ۱۶ اکتوبر (۱۳) قدرت ۴ نومبر (۱۴) قول ۲۳ نومبر (۱۵) مسائل ۱۲ دسمبر (۱۶) شرف ۳۱ دسمبر (۱۷) سلطان ۱۹ جنوری (۱۸) ملک ۷ فروری اور (۱۹) علاء ۲ مارچ سے شروع ہوتا ہے۔

(نوٹ: لوند کے دِن ۲۶ فروری سے یکم مارچ تک ہیں جو ایامِ ھا کے نام سے موسوم ہیں) اِن لیپ کے ۴ یا ۵ دنوں کو ایام ھاء کہتے ہیں ان دنوں میں بہائی فرقے کے لوگ دعوتیں وغیرہ کرتے ہیں ایک دوسرے کو تحفہ تحائف بھی دیتے ہیں بہائی کیلنڈر کے مطابق سال کا آخری مہینہ روزوں کا مہینہ ہوتا ہے اور ۲ مارچ سے ۲۰ مارچ تک روزے ہوتے ہیں۔

عید نوروز: بہائی فرقے کا نیا سال ۲۱ مارچ ہے جس کو عید نوروز بھی کہتے ہیں۔

بہائی فرقہ کی عیدِ رضوان: رضوان ایک باغ کا نام ہے جو بغداد کے پھاٹک کے باہر ہے پہلے یہ باغ نجیب پاشا کا باغ کہلاتا تھا۔ بعد میں بہائیوں میں وہ باغ رضوان کے نام سے مشہور ہوا حضرت بہاءاللہ نے اُس باغ میں خوشخبری سنائی تھی کہ

وہ تمام انبیاء کے موعود ہے ان بارہ دنوں میں یعنی ۲۱ اپریل سے ۲ مئی تک ایک عید مناتے ہیں جس کا نام عید رضوان ہے۔ اس دن انتخابات بھی ہوتے ہیں جس سے ایک کونسل تشکیل دی جاتی ہے اس کونسل کو محفل روحانی محلی کہتے ہیں۔

بہائیوں کے خاص تہوار:

(۱) نوروز (۲۱ مارچ نئے سال کا پہلا دن)

(۲) ۲۱ اپریل سے ۲ مئی تک عید رضوان

(۳) ۲۹ اپریل عید رضوان کا نواں دن

(۴) ۲۳ مئی اعلانِ حضرت باب یوم بعثت (یوم موعود)

(۵) ۲۹ مئی حضرت بہاء اللہ کا یوم صعود (وصال)

(۶) ۹ جولائی حضرت باب کا یوم شہادت

(۷) ۲۰ اکتوبر حضرت باب کا یوم ولادت

(۸) ۱۲ نومبر حضرت بہاء اللہ کا یوم پیدائش

(۹) ۲۶ نومبر حضرت عبدالبہآء یوم میثاق

(۱۰) ۲۸ نومبر حضرت عبدالبہآء کا یوم صعود۔

مشرق الاذکار: بہائی فرقہ کی عبادت خانے کو مشرق الاذکار کہتے ہیں دنیا بھر میں کافی مشرق الاذکار ہیں پاکستان میں کوئی مشرق الاذکار نہیں ان عبادت گاہوں میں بہائی فرقے کے لوگ اپنی مقدس کتاب اقدس کی تلاوت کرتے ہیں اور عبادت گاہوں میں ساز گانا وغیرہ کا بھی استعمال کرتے ہیں ان مشرق الاذکار میں دینی پیشوا ہوتا ہے ان مشارق الاذکار میں رفاعی کاموں کے لیئے کئی ادارے کام کرتے ہیں

مثلاً یتیم خانہ، ہسپتال اور سکول وغیرہ۔

بہائی فرقہ کی نمازیں:

۱۔ **صلوٰۃ کبیر:** بڑی نماز، ۲۴ گھنٹوں میں صرف ایک بار خضوع کی حالت میں پڑھنا فرض ہے۔ (خضوع کا مطلب: اس روحانی حالت کو حاصل کرنا جس میں خُدا سے بات چیت کر سکتے ہیں) اور جو بڑی نماز پڑھتا ہے اُسے درمیانی اور چھوٹی نماز معاف ہے۔

۲۔ **صلوٰۃ وسطی:** درمیانی نماز، دن میں تین وقت یعنی صبح، دوپہر، شام کو ادا کی جاتی ہے جو کوئی یہ نماز پڑھنا چاہے سب سے پہلے اپنے ہاتھ اور منہ دھوئے۔

۳۔ **صلوٰۃ صغیر:** چھوٹی نماز، دن میں ایک بار زوال کے وقت پڑھی جاتی ہے۔ یہ نماز کھڑے ہو کر ادا کی جاتی ہے۔

دیگر احکام: کتابِ اقدس میں نماز کا حکم روزوں کا وقت اور ایام ھا متعین کرتے ہیں۔ نماز جنازہ کے سوا باقی با جماعت نماز کی ممانعت فرماتے ہیں قبلہ (کوہِ کرمل) مقرر کرتے ہیں مشرق الاذکار کا حکم فرماتے ہیں انیس روزہ ضیافت بہائی ایام اور تہوار منانے کی اجازت دیتے ہیں۔ ہاتھ چومنے کی ممانعت فرماتے ہیں ایک وقت میں صرف ایک شادی کی اجازت فرماتے ہیں طلاق کو ناپسندیدہ قرار دیتے ہیں نشہ کو قطعی ممنوع قرار دیتے ہیں۔ موسیقی اور نغمات کا سننا جائز قرار دیا ہے کتابِ اقدس میں یہ فرض کیا گیا ہے کہ اپنے ناخنوں کو تراشو۔ کتاب اقدس میں ایک سال میں مہینوں کی تعداد اُنیس مقرر کی گئی ہے۔ کتابِ اقدس میں بھیک مانگنا حرام ہے اور جو بھیک مانگے اِس کو دینا ممنوع ہے۔ گرمیوں میں ہر روز ایک مرتبہ اور سردیوں میں ہر

تیسرے روز ایک مرتبہ اپنے پاؤں دھویا کرو۔ مذہبی پیشوائیت کو منسوخ کرتے ہیں جو شخص کتابِ اقدس کی تلاوت کرنا چاہئے وہ کرسی پر بیٹھے منبروں کے استعمال کو منع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ بات یہ ہے کہ تم کرسیوں اور اعلیٰ نشستوں پر بیٹھو۔ کتابِ اقدس میں سر منڈوانا ممنوع ہے لیکن سورہ حج میں اس کا حکم دیا گیا ہے۔ نماز تنہا تنہا (اکیلے اکیلے) پڑھنی چاہئے با جماعت نماز کا حکم منسوخ کر دیا گیا ہے صرف نماز جنازہ با جماعت پڑھی جاتی ہے۔ سولہویں سال میں داخل ہونے پر ہر بالغ لڑکے اور لڑکی پر نماز پڑھنا فرض ہے۔ زنا، چوری، قتل، آتش زنی کی سزا متعین ہے۔ ہر شخص پر وصیت تحریر کرنا فرض قرار دیتے ہیں۔ جانوروں پر ظلم، سستی، کاہلی، غیبت اور بہتان تراشی کی ممانعت ہے۔

نماز جنازہ: نماز جنازہ دفن کرنے سے قبل ادا کی جاتی ہے صرف یہ واحد نماز ہے جسے بہائی لوگ باجماعت ادا کرتے ہیں۔ اِس میں صرف ایک مومن تلاوت کرتا ہے جب کہ باقی لوگ خاموشی سے کھڑے رہتے ہیں۔ نمازِ جنازہ ادا کرتے وقت قبلہ کی طرف رخ ہونا فرض ہے نماز جنازہ پڑھانے والے کی کوئی امتیازی حیثیت نہیں ہوتی۔

وضو: وضو کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دونوں ہاتھ دھوئے جائیں پھر منہ دھویا جائے نماز سے پہلے وضو ہر حالت میں کرنا چاہے۔ ہر نماز کے لِئے نیا وضو کرنا ضروری ہے جس شخص کو وضو کے لِئے پانی دستیاب نہ ہو، وہ پانچ مرتبہ کلمات اللہ کے نام سے جو سب سے زیادہ پاک ہے دوہرائے اور پھر عبادت کرے۔

قبلہ: نماز پڑھتے وقت منہ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے حضرت بہاء اللہ نے اپنی ابدی آرام گاہ کو قبلہ قرار دیا ہے۔ نماز ادا کرتے وقت قبلہ کی طرف رخ کرنا واجب ہے

قبلہ وہ مقدس مقام ہے جو خُدا کے حکم سے ملا۔ طواف گاہ اور دیار بقا کے رہنے والوں کے لِئے سمت توجہ ہے جہاں سے اہل عالم کے لِئے امر الٰہی کا صدور رہوا جو بمقام عکا ارض مقدس میں واقع ہے۔ یہی آستانِ مقدس کبریا و عتبہ مقدسہ اور صریح حکم الٰہی کے مطابق قبلہ توجہ ہے بہائی فرقہ کا قبلہ کوہِ کرمل کی طرف ہے کعبہ کی طرف نہیں ہے۔

روزہ: روزہ کا وقت سورج نکلنے سے سورج غروب ہونے تک ہے

(۱) پندرہ سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد روزہ تمام مومنین پر فرض ہے حتی کہ وہ ستر سال کی عمر کو پہنچ جائیں۔

(۲) بیمار حاملہ یا دودھ پلانے والی عورتیں مسافر اور جسمانی مشقت کرنے والے لوگوں کو روزہ معاف ہے

(۳) روزوں کا عرصہ ۱۹ دِن کا ہے ۳۰ روزے نہیں ہوتے ہیں یہ روزے ۲ مارچ سے ۲۰ مارچ تک ہوتے ہیں ان روزوں کے فوراً بعد عید نوروز ہوتی ہے۔

نوٹ: ایران میں بہائیوں نے ختم نبوت کے مروجہ عقیدے کو صریحاً جھٹلایا اُن کا کہنا ہے کہ مہدیؑ اور مسیحِ موعود کی آمد کی بشارت خود خاتم الانبیا نے دی ہے۔ لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ ایک الگ مذہبی جماعت ہیں مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں ہمارا دین علیحدہ دین ہے۔ صحیح معنوں میں بہائی جماعت اسلام کا فرقہ نہیں ہے لیکن ان کی مرکزی تعلیم کا تعلق شیعوں کے مسئلہ امامت (امام مہدی اور مسیح موعود سے ہے۔) بہائی کہتے ہیں ہمارا ایمان ہے کہ اسلام بحیثیت دین کے خدا کی طرف سے ظاہر ہوا ہے۔

نام کتب

(۱) دوستو مستقبل ہمارا ہے، سید محمد وارث ہمدانی، بہائی پبلشنگ ٹرسٹ پاکستان کراچی۔

(۲) کتابِ اقدس، مترجم سید محمد وارث ہمدانی، بہائی پبلشنگ ٹرسٹ پاکستان کراچی۔

(۳) آفتاب تازہ، سید محمد وارث ہمدانی، ریجنل ٹیچنگ اینڈ ایڈمنسٹریٹو کمیٹی پنجاب۔

(۴) پیاری ہدایت، محمد ریاض شاہد، ریجنل ٹیچنگ اینڈ ایڈمنسٹریٹو کمیٹی پنجاب۔

(۵) بشارتِ ظہور، مولفہ ڈاکٹر صابر آفاقی، کوِل پبلیکیشنز پوسٹ نمبر ۳۹۹ حیدرآباد۔

(۶) بہائی جامعہ، ترجمہ شمشیر علی، بہائی پبلشنگ ٹرسٹ پاکستان کراچی۔

(۷) سوانح حضرت بہآاللہ، ترجمہ ارتضیٰ حسین، ملی بہآئیاں پاکستان بہائی ہال کراچی نمبر ۵۔

(۸) لوح ابن ذئب، محفلِ روحانی، ملی بہآئیاں پاکستان بہائی ہال کراچی نمبر ۵۔

(۹) صلوٰۃ، ملّیہ محفلِ روحانی، ملی بہآئیاں پاکستان بہائی ہال کراچی نمبر ۵۔

(۱۰) دین بہائی، تالیف سید محمد علی شاہ، ملی بہآئیاں پاکستان بہائی ہال کراچی نمبر ۵۔

(۱۱) ہماری مذہبی جماعتوں کا فکری جائزہ، مولانا قمر احمد عثمانی، ادارہ فکر اسلامی۔
۲۴۰ گارڈن ایسٹ کراچی نمبر ۳۔

(۱۲) بہاءاللہ وعصر جدید، ترجمہ عباس علی بٹ،
بہائی پبلشنگ ٹرسٹ ۱۷۷ سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی،